کشکولِ معرفت

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں
معرفت اور محبت الٰہیہ کے بیش بہا علوم کا خزانہ

تالیف:

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶

Marfat.com

کتاب: کشکول معرفت

صفحات: ۵۵۰

ایڈیشن: شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ بمطابق اگست 2011ء

تعداد: ۲۲۰۰ دو ہزار دو سو

پرنٹر: فاسٹ پرنٹرز بابو جی سینٹر، میزانائن فلور، دوکان نمبر ۱۷، ناظم آباد نمبر ۲، کراچی۔

فون، موبائل: 021-32034114, 0300-2447660, 0345-9228248

ای میل: fastprinter85@yahoo.com

باہتمام

ابراھیم برادران سلمہم الرحمٰن

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲۔ کراچی ۷۴۔ فون نمبر: ۳۴۹۹۲۱۷۶

Marfat.com

۲۸۹۳ ک
۱۵/۲/۱۵
۱ ک

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نیازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
١	عرضِ مؤلف	٢٣
٢	اہل اللہ سے محبت کے انعامات اور ان کی صحبت کے فیوض و برکات	٢٤
٣	تحقیق لفظ دُرویش و لفظ خانقاہ	٢٤
٤	دُرویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے	٢٥
٥	حکیم الامت حضرت تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کا ارشاد	٢٦
٦	محبت کی عظیم الشان کرامت	٢٩
٧	ایک اشکال اور اس کا جواب	٣٠
٨	محبت و اطاعت پر معیتِ موعودہ کی تفصیلی تحقیق	٣١
٩	فائدۂ علمیہ تفسیریہ	٣٢
١٠	ایک تفسیری غلط فہمی کا اِزالہ	٣٦
١١	جوازِ توسل بالصالحین کے متعلق ایک عجیب استدلال	٣٧
١٢	ایک تفسیری اصولی غلطی کی اصلاح	٣٩
١٣	مسئلہ الحاق ناقصین مع الکاملین کی تحقیق	٤٢
١٤	اہل اللہ کی محبت اور صحبت میں جنت کا لطف ہے	٤٣
١٥	دوستوں کی مُلاقات کے لیے جنت الگ ہوگی	٤٦
١٦	جنت کی ایک خاص بہار	٤٦
١٧	چند مسائلِ سلوک	٤٧
١٨	سالکین کے لیے ایک تنبیہ	٤٨

Marfat.com

۱۹	ایک عجیب عبرت آموز حکایت	۵۰
۲۰	ضرورتِ مرشد پر فائدہ علمیہ	۵۱
۲۱	سنگین مقدمہ اور سخت پریشانی کا ایک مجرب وظیفہ	۵۲
۲۲	اہلِ جنت کی عمر اور شباب کی کیفیت	۵۲
۲۳	جنت میں مسلمان عورتوں کا حسن	۵۳
۲۴	حوروں کی صفات	۵۴
۲۵	سورۂ یٰسین کے نام اور اس کی تلاوت کے فوائد	۵۶
۲۶	طریقۂ دعا بعد از تلاوت سورۂ یٰسین	۵۸
۲۷	سورۂ ملک کے نام اور اس کی تلاوت کے فوائد	۵۷
۲۸	اہل اللہ کی صحبت مردودیت سے حفاظت کا ذریعہ ہے	۵۹
۲۹	تاثیرِ صحبت اہل اللہ محتاج دلیل نہیں	۶۱
۳۰	عاشقانِ حق کی صحبت حصولِ حلاوتِ ایمان کا ذریعہ ہے	۶۲
۳۱	فنائے رائے کی ضرورت وحقیقت	۶۷
۳۲	فوائد علمیہ متفرقہ	۶۸
۳۳	نیکیوں سے چھوٹے گناہوں کا مٹ جانا	۶۸
۳۴	حق تعالیٰ کی طرف سے قرآن کی حفاظت کا اعلان	۶۸
۳۵	تلوین وتمکین	۶۹
۳۶	دو شخصوں کا ایک ساتھ سلام کرنے کا حکم	۷۱
۳۷	بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع کرنے کا طریقہ	۷۱
۳۸	سجدہ کرنے کا مسنون طریقہ	۷۱
۳۹	وجوبِ سجدۂ سہو کی ایک صورت	۷۲

Marfat.com

۴۰	عالم بے عمل بالا جماع جاہل ہے	۷۲
۴۱	بیت الخلاء سے نکلنے پر ''غُفْرَانَكَ'' کہنے کی حکمتیں	۷۲
۴۲	حدیث پاک ''مَدْفُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ'' کی شرح	۷۳
۴۳	مسکین کے معنیٰ	۷۴
۴۴	اسبالِ ازار کے حرام ہونے کی وجوہات	۷۴
۴۵	بدون شملہ بھی عمامہ باندھنا مسنون ہے	۷۵
۴۶	حسنِ اخلاق	۷۵
۴۷	حسین امرد کو دیکھنا حرام ہے	۷۵
۴۸	خطبہ جمعہ کے وقت امام سلام نہ کرے	۷۵
۴۹	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد	۷۶
۵۰	جمہوریت اور سوادِ اعظم کیا ہے؟	۷۶
۵۱	ایک نصرانی کا اسلام لانا	۷۶
۵۲	چند اسمائے الٰہیہ کے مفاہیم اور معانی	۷۶
۵۳	حضرت خضر علیہ السلام کی دعا	۷۸
۵۴	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے وِرد سے حصولِ مغفرت	۷۹
۵۵	شکور کی تعریف اور حکایت عجیب	۸۰
۵۶	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ثواب	۸۱
۵۷	تسبیح کا ثبوت	۸۲
۵۸	ذکر میں دل لگانے کا طریقہ	۸۳
۵۹	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد	۸۳
۶۰	ولی کس کو کہتے ہیں؟	۸۴

Marfat.com

۶۱	ایک علمی فائدہ	۸۵
۶۲	بعض اقوال کی تحقیق	۸۶
۶۳	چند فوائد علمیہ	۸۷
۶۴	گنہگار اولاد یا بیوی سے ترک تعلق واجب نہیں	۸۷
۶۵	کفارۂ غیبت	۸۸
۶۶	عفیف کون رہتا ہے؟	۸۹
۶۷	عافیت کاملہ	۸۹
۶۸	نیند سے جلد بیدار ہونے کا وظیفہ	۸۹
۶۹	کیفیاتِ روحانیہ اور مادّیہ کا فرق	۹۰
۷۰	علماء کا لباس	۹۰
۷۱	آیت "فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ" کے معنیٰ	۹۰
۷۲	گمراہ کن زندگی کا علاج	۹۱
۷۳	اہلِ حق اور اہلِ باطل کا فرق عقل کی کسوٹی پر	۹۲
۷۴	ڈاروِن کی تھیوری کا انجام	۹۳
۷۵	ایک مجرب وظیفہ برائے عافیتِ اہل وعیال	۹۵
۷۶	ٹی وی کے نقصانات	۹۵
۷۷	حبیب نجار کی عاشقانہ جرأت	۹۶
۷۸	علماء کا ادب علوم وحی کا ادب ہے	۹۸
۷۹	خشوع کی تعریف	۹۸
۸۰	حضرت آدم علیہ السلام کے لائق فرزند	۱۰۰
۸۱	جنت الفردوس کیا ہے؟	۱۰۱

Marfat.com

۸۲	اولیاء اللہ کے خوف کی وجہ	۱۰۱
۸۳	اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں صیغہ جمع متکلم کی حکمت	۱۰۲
۸۴	پیر افضل ہے یا باپ؟	۱۰۳
۸۵	مصافحہ کا حکم	۱۰۳
۸۶	تصور شیخ کا جواز	۱۰۳
۸۷	نماز جنازہ کی امامت	۱۰۴
۸۸	جگہ بدل بدل کر نماز پڑھنے کی وجہ	۱۰۴
۸۹	چند روایات کی تحقیق	۱۰۵
۹۰	دنیا کے متاعِ غرور ہونے کا مطلب	۱۰۵
۹۱	تخلیقِ انسانی کا مقصد	۱۰۶
۹۲	ایذاء خلق کونین ہے جس سے دولتِ کونین عطا ہوتی ہے	۱۰۶
۹۳	کہاں جائے بندہ گنہگار تیرا؟	۱۰۷
۹۴	"حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" کا عاشقانہ ترجمہ	۱۰۸
۹۵	ایک اہم حجابِ سلوک	۱۰۸
۹۶	شیخ کی محبت پر عظمت غالب رہے	۱۰۹
۹۷	منشائے محمود سے قابلِ زجر قابلِ اجر ہو جاتا ہے	۱۰۹
۹۸	حق تعالیٰ کی ایک خاص صفت اپنے خاص بندوں پر	۱۰۹
۹۹	ذکر اللہ دل کے تالوں کی کنجی ہے	۱۱۰
۱۰۰	ربوبیت کی صفت کا استغفار سے خاص تعلق ہے	۱۱۰
۱۰۱	احقر کا ایک شعر جو خواب میں موزوں ہوا	۱۱۱
۱۰۲	روح اور جسم کے مراکز	۱۱۱

Marfat.com

۱۰۳	تفسیر "لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً"	۱۱۲
۱۰۴	سننِ مؤکدہ کہاں پڑھنا افضل ہے؟	۱۱۴
۱۰۵	صدیق کی تعریف	۱۱۴
۱۰۶	حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا عجیب واقعہ	۱۱۵
۱۰۷	ان گیارہ ستاروں کے نام جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں سجدہ کیا	۱۱۶
۱۰۸	آیت "وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ" کی تفسیر	۱۱۷
۱۰۹	اُجرت تعلیم القرآن بہترین اُجرت ہے	۱۱۷
۱۱۰	علمائے بے عمل کا وعظ کہنا جائز ہے	۱۱۸
۱۱۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک	۱۱۹
۱۱۲	حرمت اسبالِ ازار	۱۲۱
۱۱۳	ولایت عامہ اور ولایت خاصہ	۱۲۱
۱۱۴	افضل عبادت	۱۲۲
۱۱۵	جنت کی طرف سب سے پہلے پکارے جانے والے لوگ	۱۲۱
۱۱۶	جذب و سلوک کیا ہے؟	۱۲۳
۱۱۷	اُولوالامر کی اطاعت کا حکم	۱۲۳
۱۱۸	اللہ والا بننے کا ایک عظیم الشان نسخہ	۱۲۴
۱۱۹	مشائخ کا بعض مریدین کو خلافت دینے کا ثبوت	۱۲۶
۱۲۰	بعض مریدین کو عدم مناسبت کے سبب خانقاہ سے نکال دینا	۱۲۶
۱۲۱	صالحین کی اولاد کا اکرام کرنا	۱۲۷
۱۲۲	نسبتِ باطنی	۱۲۷

Marfat.com

۱۲۳	انقطاعِ خلق اور تعلق مع اللہ سے کیا مراد ہے؟	۱۲۸
۱۲۴	ہجرانِ جمیل اور صبرِ جمیل	۱۲۸
۱۲۵	شیخ کو عارف ہونا چاہیے	۱۲۸
۱۲۶	رحمتِ حق کے سامنے شیطان کا ضعف	۱۲۹
۱۲۷	حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق آیت کی تفسیری تحقیق	۱۳۰
۱۲۸	ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے	۱۳۲
۱۲۹	متعدد شوہر والی عورت، جنت میں کس کو ملے گی؟	۱۳۳
۱۳۰	کافر کی مسلمان بیوی کس کو ملے گی؟	۱۳۳
۱۳۱	فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کس کو ملیں گی؟	۱۳۴
۱۳۲	تختِ سلیمانی کی رفتار	۱۳۴
۱۳۳	کامل مسلمان کون ہے؟	۱۳۵
۱۳۴	مہاجرین کے لیے تازیانہ عبرت	۱۳۹
۱۳۵	اچھی نیت پر مفت ثواب حاصل کیجیے	۱۴۰
۱۳۶	حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات	۱۴۱
۱۳۷	مخالفینِ اہل اللہ کا فسادِ استعداد	۱۴۲
۱۳۸	چند مسائلِ سلوک	۱۴۳
۱۳۹	اہل اللہ کا مشاہدۂ تجلیات	۱۴۳
۱۴۰	مرشد کا بعض مریدین سے زیادہ محبت کرنا	۱۴۳
۱۴۱	مرید صرف اپنے شیخ کو حالات کی اطلاع کرے	۱۴۴
۱۴۲	متقی عالم کا اپنے اوصاف اتباعِ طالبین کے لیے بیان کرنا	۱۴۴
۱۴۳	کاملین کو محبت اہلیہ حق تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی	۱۴۵

Marfat.com

۱۴۴	تدابیر شرعیہ کا اہتمام منافی کمال نہیں	۱۴۶
۱۴۵	حضرت حواء علیہا السلام کی تاریخ	۱۴۶
۱۴۶	دوستی کا اصل معیار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے	۱۴۸
۱۴۷	مشائخ کے لیے مریدین پر عفو و کرم کی تعلیم	۱۴۹
۱۴۸	اصلاحِ نفس کا مدار	۱۵۰
۱۴۹	اصلاحِ قلب کی اہمیت	۱۵۱
۱۵۰	قلب کا مفہوم	۱۵۳
۱۵۱	قلب سلیم کی تفسیر	۱۵۵
۱۵۲	حقوقِ مصلح اور آدابِ اصلاح	۱۵۸
۱۵۳	آدابِ سلوک کے متعلق چند اشعار مع تشریح	۱۸۵
۱۵۴	ادعیہ خزائنِ قرآن وحدیث	۲۰۶
۱۵۵	۲۳ رسالہ دورِ نبوت کی جامع دعا	۲۱۲
۱۵۶	"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" جنت کا خزانہ ہے	۲۱۳
۱۵۷	"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کے چار فوائد	۲۱۴
۱۵۸	الفاظِ نبوت کی تشریح الفاظِ نبوت سے	۲۱۸
۱۵۹	دوام عافیت و بقاءِ نعمت کی دُعا	۲۲۰
۱۶۰	قرض اور رنج وغم سے نجات دِلانے والی دعا	۲۲۱
۱۶۱	ھم وحزن اور عجز و کسل کے معنی	۲۲۲
۱۶۲	شرکِ خفی سے نجات دِلانے والی دعا	۲۲۲
۱۶۳	تمام بلاؤں سے محفوظ رکھنے والی دعا	۲۲۴
۱۶۴	ہر پریشانی کو دُور کرنے کی دعا	۲۲۵

Marfat.com

۱۶۵	سوءِ قضاء سے حفاظت کی دعا	۲۲۵
۱۶۶	مزاحِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۷
۱۶۷	پرندوں کو دل بہلانے کے لیے پالنا	۲۲۹
۱۶۸	شرائطِ مزاح	۲۳۰
۱۶۹	سیرتِ نبوی ﷺ کے چند روشن منارے	۲۳۱
۱۷۰	کمالِ ایجازِ کلام اور علاجِ غضب	۲۳۲
۱۷۱	کمالِ عقلِ نبوت کی ایک تابندہ مثال	۲۳۲
۱۷۲	رسالت اور بادشاہت میں فرق	۲۳۳
۱۷۳	فتح مکہ اور کمالِ عبدیت	۲۳۴
۱۷۴	تیئس سالہ دورِ نبوت کی جامع دُعا	۲۳۵
۱۷۵	زبانِ رسالت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا	۲۳۶
۱۷۶	سنتِ نبوی کی قیمت	۲۳۶
۱۷۷	خصوصیاتِ اُمتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳۸
۱۷۸	حضور ﷺ اور آپ کی اُمت کی مزید پانچ خصوصیات	۲۴۲
۱۷۹	علم نحو سے صحبت اہل اللہ کی ضرورت پر عجیب استدلال	۲۴۳
۱۸۰	تاثیرِ صحبت کی دوسری عجیب وغریب مثال	۲۴۴
۱۸۱	اسمِ ذاتِ حق اور ہماری آہ کا تعلق	۲۴۴
۱۸۲	شانِ محبوبیت باری تعالیٰ کی عجیب دلیل	۲۴۵
۱۸۳	تقویٰ پر فجور کی تقدیم کا سبب	۲۴۶
۱۸۴	نمازِ عیدین کے راستوں کو بدلنے کے اَسرار	۲۴۷
۱۸۵	خوفِ استدراج سے استدراج نہیں ہوتا	۲۴۸

Marfat.com

۱۸۶	''مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ'' سے کوئی صحابی نہیں بن سکتا	۲۴۹
۱۸۷	علمی استعداد کے لیے مجرب تدبیر	۲۴۹
۱۸۸	غمِ مجاہدہ قربِ حق تعالیٰ کا ذریعہ ہے	۲۴۹
۱۸۹	مفت دینی خدمت کرنا اہلِ حق ہونے کی دلیل نہیں	۲۵۰
۱۹۰	علماء پر دین کی جاگیرداری کا باطل الزام	۲۵۰
۱۹۱	استقامت اور حسن خاتمہ کے لیے نو مدلل نسخے	۲۵۰
۱۹۲	اللہ والی محبت کی پانچ شرطیں	۲۵۹
۱۹۳	حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات	۲۵۹
۱۹۴	اصلاحِ نفس اور حصولِ نسبت مع اللہ کی تدابیر	۲۶۳
۱۹۵	آیت ''وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ'' کی تفسیر	۲۶۷
۱۹۶	آیت ''مَعِیْشَةً ضَنْكًا'' کی تفسیر	۲۶۸
۱۹۷	آیت ''وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ'' کی تفسیر	۲۶۹
۱۹۸	حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان کرامت	۲۷۰
۱۹۹	فضیلتِ علم اور علماء	۲۷۵
۲۰۰	علماء کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ	۲۷۷
۲۰۱	علماء سے کیا مراد ہے؟	۲۸۲
۲۰۲	فضیلتِ علم	۲۸۵
۲۰۳	قرآنِ پاک میں علماء کے پانچ اوصاف	۲۸۵
۲۰۴	گلشنِ دنیا کی زینت پانچ چیزوں سے ہے	۲۸۸
۲۰۵	حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت	۲۸۸
۲۰۶	علم نافع کے لیے پانچ شرائط	۲۸۸

Marfat.com

۲۰۷	پانچ چیزوں کی طلب	۲۸۹
۲۰۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۸۹
۲۰۹	مجالسِ علماء کی فضیلت	۲۹۰
۲۱۰	مختلف لوگوں کی صحبتوں کے اثرات	۲۹۰
۲۱۱	سات چیزوں کا علم سات حضرات کو دیا گیا	۲۹۱
۲۱۲	قیام لیل کی فضیلت مع فضیلتِ علم	۲۹۲
۲۱۳	اہلِ علم کے لیے خصوصی نصیحت	۲۹۴
۲۱۴	اہلِ علم کی مقبولیت کی علامت	۲۹۵
۲۱۵	حقیقی علم پر خشیت کے آثار لازم ہیں	۲۹۷
۲۱۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خشیت	۲۹۷
۲۱۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خشیت	۲۹۷
۲۱۸	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خشیت	۲۹۸
۲۱۹	حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۸
۲۲۰	حکایت حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۸
۲۲۱	حکایت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۹
۲۲۲	ارشاداتِ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۹
۲۲۳	ارشاد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۰
۲۲۴	عالم اور عارف کا فرق	۳۰۰
۲۲۵	خلاصۃ المقالۃ	۳۰۱
۲۲۶	خشیت اور خوف کا فرق	۳۰۱
۲۲۷	علم اور ذکر کا تعلق	۳۰۲

Marfat.com

۲۲۸	انعام ذکر	۳۰۳
۲۲۹	چند اشعار برائے ذاکرین	۳۰۳
۲۳۰	سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نو سیکنڈ کا عجیب جامع وعظ	۳۰۴
۲۳۱	بیوی کے متعلق تمام پریشانیوں کا علاج	۳۰۷
۲۳۲	عیب جوئی، عجب اور تکبر کا علاج	۳۱۸
۲۳۳	عجب و کبر کا علاج	۳۲۶
۲۳۴	اہل اللہ اور مشائخ کی صحبت کے برکات اور فوائد	۳۲۹
۲۳۵	کاملین کی صحبت کتنی ہو؟	۳۲۹
۲۳۶	اہل اللہ کی صحبت فرضِ عین ہے	۳۳۰
۲۳۷	اہل اللہ کی نظر کے برکات	۳۳۱
۲۳۸	حیاتِ ایمانی	۳۳۲
۲۳۹	اہل اللہ کی صحبتیں جنت کے باغ ہیں	۳۳۲
۲۴۰	صحبتِ اہل اللہ کے منکرین علامہ آلوسیؒ کی نظر میں	۳۳۳
۲۴۱	صراطِ مستقیم اور اہل اللہ کی رفاقت	۳۳۳
۲۴۲	حسنِ رفاقت مطلوب ہے	۳۳۴
۲۴۳	منعم علیہم صراطِ مستقیم کے بدل الکل ہیں	۳۳۵
۲۴۴	صحبت کے برکات کی حسّی مثالیں	۳۳۶
۲۴۵	صحبت کے باوجود نفع نہ ہونے کی وجہ	۳۳۷
۲۴۶	حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۳۸
۲۴۷	حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۳۸
۲۴۸	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۳۸

Marfat.com

۲۴۹	علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۳۹
۲۵۰	حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۳۹
۲۵۱	حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۳۹
۲۵۲	حضرت خواجہ معصوم باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۴۰
۲۵۳	علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۴۰
۲۵۴	حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۴۱
۲۵۵	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۴۱
۲۵۶	حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۴۲
۲۵۷	ارشادِ رومی رحمۃ اللہ علیہ	۳۴۲
۲۵۸	ارشادِ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	۳۴۲
۲۵۹	تربیت اور صحبتِ اہل اللہ کی تفہیم کے لیے دو عجیب مثالیں	۳۴۳
۲۶۰	ایک سبق آموز واقعہ	۳۴۷
۲۶۱	صحبت اہل اللہ سے متعلق حضرت تھانویؒ کے چند ارشادات	۳۴۷
۲۶۲	فیضِ مرشد کا ثبوت	۳۵۰
۲۶۳	ذکر اور فکر کے برکات وثمرات	۳۵۱
۲۶۴	علمِ عظیم	۳۵۲
۲۶۵	کثرتِ ذکر پر وعدۂ فلاح	۳۵۴
۲۶۶	ذکر اللہ کے انوار شہوتِ نفسانیہ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں	۳۵۴
۲۶۷	ہزاروں بار گناہ کرنے سے بھی سکون نہیں مل سکتا	۳۵۵
۲۶۸	بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے	۳۵۷
۲۶۹	نفس کا مزاج گناہ کے باب میں مثل دوزخ کے ہے	۳۵۷

Marfat.com

٢٧٠	ذکر سے کیا مراد ہے؟	٣٦٠
٢٧١	ایک بزرگ کی حکایت	٣٦٢
٢٧٢	ذکرِ قلبی کا ایک خاص انعام	٣٦٣
٢٧٣	ذکر کو شکر پر مقدم کرنے کی حکمت	٣٦٥
٢٧٤	مجالسِ ذکر کے فوائد	٣٦٧
٢٧٥	سکینہ کی تفسیر	٣٦٨
٢٧٦	اہل اللہ کا ذکر ملائکہ کے ذکر سے افضل ہے	٣٦٩
٢٧٧	مفہوم ذکر اللہ جل شانہٗ	٣٧٠
٢٧٨	صدورِ معاصی کے بعد ''ذَکَرُوا اللّٰہَ'' سے کیا مراد ہے؟	٣٧٢
٢٧٩	ذکری فرقہ کا ابطال	٣٧٣
٢٨٠	ذکرِ مقبول کی علامت	٣٧٤
٢٨١	استغفارِ حقیقی سے کیا مراد ہے؟	٣٧٤
٢٨٢	حضورِ استغفاری	٣٧٤
٢٨٣	جو حیا مانع استغفار و توبہ ہو وہ مردود و مذموم ہے	٣٧٧
٢٨٤	اصرار علی الذنب کی صحیح تعریف	٣٧٧
٢٨٥	عاشقانہ ذکر کی تیز رفتاری اور جلد منزل رسی	٣٧٩
٢٨٦	والہانہ ذکر اور حالتِ ذکر میں وجد کا ثبوت	٣٨٠
٢٨٧	ذکر سے حیاتِ حقیقی عطا ہوتی ہے	٣٨١
٢٨٨	ذکر اللہ سے رتبۂ انسانیت کی معراج	٣٨٣
٢٨٩	اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق اور ذکر اللہ کا نفع کامل	٣٨٥
٢٩٠	ظلم اور غیظ کی تعریف	٣٨٧

Marfat.com

۲۹۱	غیظ و غضب کا علاج	۳۸۸
۲۹۲	حقیقت غضب جب بندوں کی طرف منسوب ہو	۳۹۰
۲۹۳	غضب کی حقیقت جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو	۳۹۰
۲۹۴	بے جا غصہ اور اس کا علاج	۳۹۱
۲۹۵	اہل اللہ اور اہلِ نفس کے غضب میں فرق	۳۹۵
۲۹۶	نسخہ اکسیرِ غضب	۳۹۷
۲۹۷	اللہ تعالیٰ کے غضب اور مخلوق کے غضب میں فرق	۳۹۸
۲۹۸	غضب کے متعلق چند احادیث مبارکہ	۳۹۸
۲۹۹	معالجات الغضب	۴۰۱
۳۰۰	اہل اللہ سے محبت کے دس انعام	۴۰۳
۳۰۱	انعام اوّل......اللہ تعالیٰ کی محبت کا عطا ہونا	۴۰۴
۳۰۲	انعام ثانی......حلاوتِ ایمانی	۴۰۸
۳۰۳	حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات	۴۰۹
۳۰۴	انعام ثالث......حسنِ خاتمہ کا مقدر ہونا	۴۱۰
۳۰۵	انعام رابع......ستر ہزار فرشتوں کی دعا	۴۱۰
۳۰۶	فضیلت زیارتِ صالحین	۴۱۱
۳۰۷	انعام خامس......متحابّین فی اللہ کا محشر اور جنت میں ساتھ ہونا	۴۱۲
۳۰۸	انعام سادس......روزِ محشر عرش کا سایہ نصیب ہونا	۴۱۴
۳۰۹	انعام سابع......مخلوق میں اکرام اور محبوبیت	۴۱۶
۳۱۰	انعام ثامن......قلیل مدت میں دیندار اور صالح بن جانا	۴۱۸
۳۱۱	انعام تاسع......جنت میں معیت	۴۲۱

Marfat.com

۳۱۲	انعام عاشر......نور اور موتی کے منابر پر بیٹھنا نصیب ہوگا	۴۲۳
۳۱۳	غبطہ اور حسد میں فرق	۴۲۶
۳۱۴	محبتِ الٰہیہ کے حصول کے لیے چار اعمال	۴۲۷
۳۱۵	تقدم تحابب کا فائدۂ عظیمہ	۴۲۹
۳۱۶	اہل اللہ کی صحبت کا ایک عظیم الشان انعام	۴۳۱
۳۱۷	صالحین کی بستی کے برکات	۴۳۴
۳۱۸	صالحین کی بستی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے	۴۳۵
۳۱۹	ذاکرین کی مجالس جنت کے باغ ہیں	۴۳۵
۳۲۰	اللہ تعالیٰ سے تعلقِ خاص کی علامات	۴۳۶
۳۲۱	صالحین کی بستی اور سامانِ مغفرت	۴۳۷
۳۲۲	خوف وخشیتِ الٰہیہ	۴۴۳
۳۲۳	حکمِ بُکاء یعنی رونے کا حکم	۴۴۴
۳۲۴	آنسوؤں کی فضیلت	۴۴۴
۳۲۵	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حالات	۴۴۵
۳۲۶	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات	۴۴۶
۳۲۷	نجات کا راستہ	۴۴۷
۳۲۸	سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا رونے والی آنکھوں کے لیے	۴۴۸
۳۲۹	حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۵۳
۳۳۰	گریۂ ندامت اور گنہگاروں کے آنسوؤں کی قیمت	۴۵۴
۳۳۱	خشیت اور محبت کے آنسوؤں پر بروزِ محشر سایۂ عرش کی بشارت	۴۵۵
۳۳۲	تنہائی کے آنسوؤں کی قدر ومنزلت	۴۵۸

Marfat.com

٣٣٣	ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	٤٥٩
٣٣٤	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشیت	٤٥٩
٣٣٥	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد	٤٥٩
٣٣٦	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد	٤٦٠
٣٣٧	حکایت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	٤٦٠
٣٣٨	ایک صحابی کا واقعہ	٤٦١
٣٣٩	اللہ کے نزدیک دو محبوب قطرے	٤٦٢
٣٤٠	بے حساب مغفرت کی تدبیر	٤٦٣
٣٤١	حضرت کعب احبار کا ارشاد	٤٦٣
٣٤٢	بیان نالۂ گنہگاراں	٤٦٥
٣٤٣	اسمِ اعظم کی تحقیق	٤٦٨
٣٤٤	ایک عجیب واقعہ	٤٧٢
٣٤٥	صمد کی تعریف	٤٧٥
٣٤٦	قبولیتِ دعا کی عظیم الشان تدبیر	٤٧٦
٣٤٧	ہر پریشانی میں نمازِ حاجت کا معمول بنانا چاہیے	٤٧٩
٣٤٨	حلیم وکریم کی تعریف	٤٧٩
٣٤٩	دعا مانگنے کا مسنون طریقہ	٤٨٠
٣٥٠	چلتے پھرتے نعرۂ مغفرت	٤٨٠
٣٥١	گنہگاروں کے دعا مانگنے میں حجاب اور اس کا علاج	٤٨١
٣٥٢	حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ دعا جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سکھایا تھا	٤٨٢

Marfat.com

۳۵۳	بزمِ اشرف کا چراغ	۴۸۴
۳۵۴	مقامِ تبتّل کی تفسیر	۴۸۴
۳۵۵	حسنِ اخلاق کی تعریف	۴۸۵
۳۵۶	روحانی طاقت کا استعمال نفس کے ساتھ جہاد میں ہے	۴۸۶
۳۵۷	شانِ رحمتِ حق	۴۸۶
۳۵۸	شیطان محبت سے محروم تھا	۴۸۷
۳۵۹	کیا سلوک صرف بزرگوں کی نظر سے تکمیل پاتا ہے؟	۴۸۷
۳۶۰	ہر پریشانی کا علاج	۴۸۸
۳۶۱	علاجِ بلا	۴۸۸
۳۶۲	تدبیرِ مغفرت	۴۸۸
۳۶۳	اتباعِ سنت کا انعام	۴۸۹
۳۶۴	دعا مانگنے کا عجیب مضمون	۴۹۰
۳۶۵	تربیت روحانی اور ذکر	۴۹۰
۳۶۶	نعمتِ الٰہیہ کی قدر	۴۹۰
۳۶۷	تکلیف سے نجات کا ایک وظیفہ	۴۹۱
۳۶۸	حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۹۱
۳۶۹	علماء کی تربیت کے لیے عجیب اور مفید مثال	۴۹۲
۳۷۰	تاثیرِ صحبتِ اہلِ دل	۴۹۳
۳۷۱	دولتِ عشق	۴۹۳
۳۷۲	حاصلِ تصوف	۴۹۴
۳۷۳	دورِ حاضر کی ترقی کا مفہوم	۴۹۴

Marfat.com

۳۷۴	کثرتِ مصافحہ سے عجب کا علاج	۴۹۵
۳۷۵	ایک عبرتناک واقعہ	۴۹۵
۳۷۶	تلافی مافات	۴۹۵
۳۷۷	تعمیر باطن کی اہمیت	۴۹۶
۳۷۸	استغراق اور اختیار	۴۹۶
۳۷۹	بعض مشہور مصرعہ کا تکملہ	۴۹۶
۳۸۰	حق عظمت اور حق محبت	۴۹۷
۳۸۱	بزرگوں سے تعلق	۴۹۷
۳۸۲	جملہ پریشانیوں کا عجیب حکیمانہ علاج	۴۹۷
۳۸۳	تکرار نصائح کا افادہ	۴۹۸
۳۸۴	طرزِ اصلاح کے متعلق ضروری تنبیہ	۴۹۹
۳۸۵	مشائخ بھی اپنی اصلاح سے مستغنی نہیں	۴۹۹
۳۸۶	صحبتِ اہل اللہ اس زمانے میں فرضِ عین ہے	۴۹۹
۳۸۷	خبردار! آنے والا وقت قریب آرہا ہے	۵۰۲
۳۸۸	دنیا کیا ہے؟	۵۰۵
۳۸۹	درسِ مثنوی حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	۵۰۸
۳۹۰	علاج عشق مجازی سے متعلق خصوصی ہدایات	۵۱۳
۳۹۱	علاجِ عشقِ مجازی (منظوم)	۵۱۵
۳۹۲	نفس کی تعریف اور اس کی اُقسام	۵۱۷
۳۹۳	اولیائے کرام کے تحفظ کا سبب	۵۱۸
۳۹۴	ارشاد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	۵۱۸

Marfat.com

۳۹۵	ارشاد حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ	۵۱۸
۳۹۶	تفسیر نفسِ مطمئنہ	۵۲۱
۳۹۷	اطمینان کی لغوی تحقیق	۵۲۳
۳۹۸	نفسِ مطمئنہ کی ایک عارفانہ تفسیر	۵۲۴
۳۹۹	سکینہ کی تعریف	۵۲۶
۴۰۰	نفسِ مطمئنہ کو لوٹنے کا حکم "اِلٰی رَبِّكِ" کے عنوان سے کیوں ہے؟	۵۲۸
۴۰۱	وصیت نامہ برائے اولادِ نسبتی واحباب خصوصی	۵۳۱
۴۰۲	مؤمن کی استقامت پر انعاماتِ الٰہیہ	۵۳۵
۴۰۳	خوف اور حزن کی تعریف	۵۳۸
۴۰۴	تَشْتَهِیْ اور تَدَّعُوْنَ میں فرق	۵۴۱
۴۰۵	مجاہدہ کا مفہوم اور اس کے ثمرات	۵۴۳
۴۰۶	وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا کی تفسیر	۵۴۴
۴۰۷	نفس کے ساتھ جہاد، جہادِ اکبر ہے	۵۴۴
۴۰۸	نفس کی تین جامع تعریفیں	۵۴۵
۴۰۹	توفیق کی تین تعریف	۵۴۶
۴۱۰	فِیْنَا کی تفسیر	۵۴۶
۴۱۱	لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر	۵۴۷

۱۴۱۷۱۵

Marfat.com

عرضِ مؤلف

احقر حکیم محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ عرض کرتا ہے کہ مختلف ایام میں مختلف مضامین ''محبت و معرفت'' کے حق تعالیٰ شانہٗ کی توفیقات سے جمع ہوتے رہے۔ چونکہ معرفت کے لیے محبت لازم ہے اس لیے صرف لفظ معرفت پر اکتفاء کیا گیا اور اس مجموعہ کا نام ''کشکولِ معرفت'' رکھا گیا اور لفظ کشکول میں مضامین متفرقہ کی رعایت رکھی گئی۔

آخر میں مولوی محمد اسماعیل سلمہٗ کے ترتیب دیئے ہوئے دو مضمون منسلک ہیں جن کو احقر نے من وعن دیکھ لیا ہے اور مناسب اصلاح بھی کردی ہے، یہ مضمون بھی دراصل احقر کے ہی مضمون ہیں جن کو سن کر موصوف نے قلمبند کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کتاب کو شرف حسنِ قبول فرما کر امت مسلمہ کے لیے نافع فرمادیں۔ اور احقر کے لیے اور اس کے والدین کے لیے اور اس کے اساتذہ و مشائخ کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں، آمین۔

اے خداوندا ایں خم و کوزہ مرا
در پذیر از فضل اللہ اشترا

(رومیؒ)

العارض

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، اشرف المدارس گلشن اقبال ۲ کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشکولِ معرفت

اہل اللہ سے محبت کے انعامات اور ان کی صحبت کے فیوض و برکات

قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

پہلا انعام: حلاوت ایمانی اور جنت کی بشارت ؎

حب درویشاں کلید جنت است
دشمنی ایشاں سزائے لعنت است

(بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: دُرویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان سے عداوت لعنت کی سزا ہے۔

تحقیق لفظ دُرویش و لفظ خانقاہ

دُرویش کے دال پر پیش ہے اور ویش کے معنیٰ مثل ہے۔ جیسے پری وش، پری کی طرح۔ اسی طرح ویش دراصل وش تھا۔ دُروش، موتی کی طرح، اللہ والے موتی کی طرح ہیں، اس لیے ان کو دُرویش کہا جاتا ہے، اور اگر دال پر زبر دَرویش تو یہ لفظ دراصل درویز تھا اور ویز آویز تھا، درو آویز کا مفہوم دروازوں پر لٹکنے والے، پس یہ لفظ زبر کے ساتھ گداگروں اور بھک منگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، یہ اللہ والوں کے لیے نامناسب ہے، جیسا کہ خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

Marfat.com

شاہ صاحب جو سمجھتا ہے تو بھک منگوں کو
تو نے دیکھی نہیں وہ صورتِ شاہانہ ابھی

اللہ والوں کے لیے دُرویش پیش کے ساتھ کی تائید اس شعر مثنوی سے بھی ہوتی ہے۔

گر تو سنگِ خارا و مرمر بوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

مولانا رومی فرماتے ہیں اے شخص! اگر تو سنگِ خارہ اور سنگِ مرمر ہے یعنی سینے میں غفلت زدہ دل رکھتا ہے تو کسی اللہ والے اہلِ دل کے پاس بیٹھا کرتا کہ گوہر (موتی) ہوجاوے، اللہ والوں کا دل واقعی موتی بلکہ اس سے بھی قیمتی ہوتا ہے کیونکہ ان کا دل اپنے دردِ محبت کے فیض سے دوسروں کے دلوں کو بھی درد بھرا دل بنادیتا ہے۔

جو دل کہ تیری خاطر فریاد کررہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کررہا ہے

خانقاہ کے معنی کیا ہیں؟ صاحبِ غیاث اللغات لکھتے ہیں کہ ''مکان بودن دُرویشاں و مشائخ'' یعنی جس جگہ چند اللہ والے رہتے ہوں، اسی جگہ کو ''خانقاہ'' کہتے ہیں، خواہ صحرا ہو یا چمن ہو۔

پھرتا ہوں دل میں درد کا نشتر لیے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے

دُرویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے

حدیث پاک سے اس کی دلیل

اللہ والوں کی محبت جنت کی کنجی ہونے پر ایک حدیث سے استدلال احقر پیش کرتا ہے:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۴)

Marfat.com

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین باتیں جس کے اندر ہوں گی وہ ان کے سبب ایمان کی حلاوت پائے گا، ان تین میں سے ایک سبب یہ ہے:

((مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۱۴)

ترجمہ: جو شخص کسی بندہ سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ''وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ إِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ أَبَدًا، فَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ'' تحقیق کہ وارد ہے بیشک حلاوت ایمان کی جب کسی دل میں داخل ہوتی ہے تو پھر کبھی نہیں اس سے نکلتی اور اس کے اندر حسنِ خاتمہ کی بشارت کا اشارہ ہے۔ (المرقاۃ، ج:۱،ص:۷۴)

پس اہل اللہ سے محبت کا جنت کی کنجی ہونا معلوم ہوگیا، جب حسن خاتمہ ملے گا تو جنت بھی ملے گی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کا ارشاد

فرمایا کہ حسنِ خاتمہ کے لیے تین عمل مجرب ہیں:

(۱)... پہلا طریقہ یہ ہے کہ موجودہ ایمان پر شکر ادا کرتا رہے تاکہ بقاعدہ {لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ} الآیۃ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اس نعمت کو زیادہ کریں گے، پس ایمان میں ترقی کا نسخہ بھی یہی ہے، یہ شکر ایمان کے صرف بقاء کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ ترقی کا بھی ذریعہ ہے۔

(۲)... دوسرا طریقہ حسنِ خاتمہ کا یہ ہے کہ (الف) ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا الحاح سے مانگ لیا کرے:

{رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

Marfat.com

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

[سورۂ اٰلِ عمران، آیت:۸]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دِلوں کو حق سے نہ ہٹائیے بعد اس کے کہ آپ نے حق کی طرف راہ دکھایا، اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت خاصّہ عطا فرمائیے (یعنی راہِ مستقیم پر جما کر رکھئے) اور آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

(بیانُ القرآن)

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ عدم ازاغت کے مقابلہ میں جس رحمت کو طلب کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد رحمت عام کے ساتھ یہاں رحمت خاص بھی ہے ''اَلْمُرَادُ بِالرَّحْمَةِ الْاِنْعَامُ الْخَاصُّ وَهُوَ التَّوْفِيْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَى الْحَقِّ، وَفِيْ سُؤَالِ ذَالِكَ بِلَفْظِ الْهِبَةِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ ذَالِكَ مِنْهُ تَعَالٰى تَفَضُّلٌ مَحْضٌ مِنْ غَيْرِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ عَزَّ شَأْنُهٗ'' اس رحمت سے مراد رحمت خاصّہ ہے اور وہ حق پر رہنے کی توفیق ہے، لفظ ہبہ سے سوال سکھانے میں تعلیم ہے کہ جس طرح ہبہ بدون معاوضہ ہوتا ہے اور صرف عنایات واہب سے ہوتا ہے اسی طرح استقامت کی نعمت محض عطائے حق ہے، فضلِ محض ہے، ضابطہ سے نہیں ملے گا۔ صرف زاری اور الحاح سے دعا کرنے سے ملے گا۔ (روح المعانی، جلد:۳، صفحہ:۹۰)

کما قال العارف الرومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

زور را بگذار و زاری را بگیر
رحم سوئے زاری آید اے فقیر

ترجمہ: طاقت سے یہ دولت نہیں ملتی رونے سے کام بنتا ہے، اے فقیر! رحمتِ حق سوئے گریہ وزاری متوجہ ہوتی ہے۔

اور ''اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ'' سوال کی تعلیل ہے۔ یعنی ''لِاَنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ'' ہم آپ سے اس رحمتِ خاصّہ کو بطور ہبہ اس لیے مانگتے ہیں کہ آپ

Marfat.com

بہت بخشش کرنے والے اور بہت عطا کرنے والے ہیں، واہ رے میرے کریم مالک! مانگنے والوں کے لیے اپنی کیسی صفت بیان فرمادی کہ ہر گنہگار یہ دولت مانگ لے، حجاب نہ ہو۔

یہ نعمتِ ہدایت اور توفیق حق تعالیٰ کی ولایت کی تفسیر ہے۔ حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت ''اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ'' کی تفسیر میں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ظلمات سے اخراج بذریعہ ہدایت وتوفیق یہ ولایت کی تفسیر ہے ''یُخۡرِجُہُمۡ بِہِدَایَتِہٖ وَتَوۡفِیۡقِہٖ وَھُوَ تَفۡسِیۡرُ الۡوِلَایَۃِ'' اور ولی کی تفسیر میں فرمایا ''أَیۡ مُعِیۡنُہُمۡ وَمُحِبُّہُمۡ وَمُتَوَلِّیۡ أُمُوۡرِھِمۡ. وَأَفۡرَدَ النُّوۡرَ لِوَحۡدَۃِ الۡحَقِّ، وَجَمَعَ الظُّلُمَاتِ لِتَعَدُّدِ فُنُوۡنِ الضَّلَالِ''یعنی اللہ تعالیٰ ان کا معین ہے اور ان کا محب ہے اور ان کے امور کا متولی ہے، اور نور کو مفرد بیان فرمایا بوجہ اس کے کہ حق ایک ہوتا ہے اور ظلمات کو جمع کے صیغہ سے بیان فرمایا بوجہ اس کے کہ گمراہی کے انواع متعدد ہوتے ہیں۔

(روح المعانی، پارہ:۳، صفحہ:۱۴)

(ب) ((عَنۡ عَائِشَۃَ قَالَتۡ: کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ-صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ- کَثِیۡرًا مَّا یَدۡعُوۡ یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ثَبِّتۡ قَلۡبِیۡ عَلٰی دِیۡنِكَ))

(جواھر البخاری، ص:۵۷۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے دِلوں کے بدلنے والے! ہمارے دل کو اپنے دین پر قائم رکھیے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اکثر یہ دعا کیوں مانگا کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ:

((لَیۡسَ مِنۡ قَلۡبٍ إِلَّا وَھُوَ بَیۡنَ إِصۡبَعَیۡنِ مِّنۡ أَصَابِعِ الرَّحۡمٰنِ إِنۡ شَآءَ أَنۡ یُّقِیۡمَہٗ أَقَامَہٗ، وَإِنۡ شَآءَ أَنۡ یُّزِیۡغَہٗ أَزَاغَہٗ))

(روح المعانی، ج:۳، ص:۸۹)

Marfat.com

ترجمہ: نہیں کوئی قلب مگر وہ اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ اگر چاہے قائم رکھے حق پر، اگر چاہے ٹیڑھا کرنا تو ٹیڑھا کردے۔

(۳)... تیسرا طریقہ حسنِ خاتمہ نصیب ہونے کا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ گاہ گاہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے پاس جاتے رہو اور ان کی صحبت میں رہو۔ یہ ہے ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اَیْ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ'' (کذا فی الروح) جس ولی کے پاس طالب رہتا ہے اس کی صحبت کی برکت سے ویسا ہی ولی بن جاتا ہے۔ حسنِ خاتمہ جس طرح اللہ والوں کی محبت اور صحبت سے نصیب ہوتا ہے، اسی طرح ان کی عداوت سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

محبت کی عظیم الشان کرامت

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) متفق علیہ

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۲۶)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سوال کیا کہ جو آدمی کسی قوم سے محبت رکھے (یعنی علماء وصلحاء سے محبت رکھتا ہے۔ مرقاۃ) وَلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ اور ان کے اعمالِ نافلہ اور ریاضاتِ شاقہ میں ان کا ساتھ نہ دے سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ''۔

مُلّا علی قاری فرماتے ہیں کہ: ''اَیْ یُحْشَرُ مَعَ مَحْبُوْبِہٖ وَیَکُوْنُ رَفِیْقًا لِّمَطْلُوْبِہٖ، قَالَ تَعَالٰی: {وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ}

Marfat.com

محبت کی برکت سے اس محب کا حشر اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا اور اسی کا رفیق ہوگا، جیسا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ اور رسول کا مطیع ہوگا وہ انہیں منعم علیہم انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ (المرقاۃ)

ایک اشکال اور اس کا جواب

محبت کی کرامت سے محبوب کی معیت کی تائید میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو آیت پیش کی ہے اس میں تو اطاعت کی قید ہے، محبت کا لفظ ہی نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اطاعت محبت کاملہ صادقہ کے لیے لازم ہے، پس اس آیت میں ملزوم کی تعبیر لازم سے کی گئی ہے، جو فنِ بلاغت میں علاقہ مجازِ مرسل کہلاتا ہے۔ اور اصطلاح میں اس کو ''تَسْمِيَةُ الْمَلْزُوْمِ بِاسْمِ اللَّازِمِ'' کہتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: ''وَمِنْ عَلَامَةِ الْمَحَبَّةِ الصَّادِقَةِ أَنْ يَّخْتَارَ أَمْرَ الْمَحْبُوْبِ وَنَهْيَهٗ عَلٰى مُرَادِ غَيْرِهٖ، وَلِذَا قَالَتْ رَابِعَةُ الْعَدَوِيَّةُ۔

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمْرِيْ فِي الْقِيَاسِ بَدِيْعٌ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهٗ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۹، ص:۲۵۰)

ترجمہ: محبت صادقہ کی علامت یہ ہے کہ محبوب کے حکم کو بجالائے اور نہی سے رُک جاوے۔ اور غیر محبوب کو کبھی ترجیح نہ دے جیسا کہ رابعہ عدویہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور محبت بھی ظاہر کرتا ہے، یہ عجیب بات ہے! اگر تیری محبت صادق ہوتی تو اطاعتِ محبوب بھی ضرور کرتا کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

Marfat.com

محبت واطاعت پر معیتِ موعودہ کی تفصیلی تحقیق

تفاسیر اور احادیث کی روشنی میں

کیا محبت پر معیت سے یہ مراد ہے کہ جنت میں سب ایک ہی درجہ میں جمع ہوں گے اور فاضل اور مفضول میں فرق نہ رہے گا؟

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق: جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت میں کس طرح بعض کو بعض دیکھیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی ''مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ الخ'' آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

((إِنَّ الْأَعْلَيِيْنَ يَنْحَدِرُوْنَ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُمْ،
فَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ رِيَاضِهَا))

اعلیٰ جنت کے لوگ اسفل والوں کے پاس نزول فرماویں گے اور جنت کے باغوں میں جمع ہوا کریں گے۔ ''اَلظَّاهِرُ أَنَّ هٰذِهِ الْمَعِيَّةَ وَالْمُوَاجَهَةَ وَالْمُجَامَلَةَ تَخْتَلِفُ بِاِخْتِلَافِ حُسْنِ الْمُعَامَلَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ'' اور ہر شخص کی معیت اپنے بزرگوں کے ساتھ حسب اختلاف حسن معاملہ مختلف ہوگی۔

(مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۵۱)

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں اس معیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اشخاص ان حضرات کے درجہ میں چلے جاویں گے کیونکہ یہ اس نص قطعی کے خلاف ہے۔ ''هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ'' بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے ان کے درجہ عالیہ میں پہنچ کر ان کی زیارت سے اور اس درجہ کے برکات سے مشرف

Marfat.com

ہوا کریں گے۔ (بیان القرآن، سورۃ النسا، پارہ:۵، صفحہ:۱۳۴)

فائدۂ علمیہ تفسیریہ

ایک استثنای: "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ" الخ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مؤمنین کی وہ اولاد جو ایمان لائی ہوگی اور اعمال میں اپنے آباء واجداد سے کم ہوگی ان کو ان کے درجے میں شامل فرمادیں گے۔ جیسا کہ احادیث میں مصرح ہے:

((وَاِنْ کَانُوْا دُوْنَهٗ فِی الْعَمَلِ.... وَاِنَّهُمْ لَمْ یَبْلُغُوْا دَرَجَتَكَ وَعَمَلَكَ...... فَاِنْ کَانَتْ مَنَازِلُ اٰبَآئِهِمْ اَرْفَعَ))

(الدر المنثور)

تو گو مقتضاء ان کے انحطاطِ عمل کا انحطاطِ درجہ تھا لیکن ان آباء مؤمنین کے اکرام وسرور کے لیے ہم ان کی اولاد کو بھی درجہ میں ان کے ساتھ شامل کردیں گے اور اس شامل کرنے میں ہم ان اہلِ جنت متبوعین کے عمل میں سے کچھ کم نہیں کریں گے۔ (بیانُ القرآن، سورۃ الطور، پارہ:۲۷، صفحہ:۶۰)

تمام مضامینِ بالا روح المعانی میں موجود ہیں۔ حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی میں ملاحظہ فرمایئے: "وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (فِی الدَّرَجَةِ) عَنِ الْبَیْهَقِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا. :اِنَّ اللهَ لَیَرْفَعُ ذُرِّیَّةَ الْمُؤْمِنِ مَعَهٗ فِیْ دَرَجَتِهٖ فِی الْجَنَّةِ. وَاِنْ کَانُوْا دُوْنَهٗ فِی الْعَمَلِ لِتَقَرَّ بِهِمْ عَیْنُهٗ. ثُمَّ قَرَأَ الْاٰیَةَ وَظَاهِرُ الْاَخْبَارِ اَنَّ الْمُرَادَ بِاِلْحَاقِهِمْ بِهِمْ اِسْکَانُهُمْ مَعَهُمْ. لَا مُجَرَّدَ رَفْعِهِمْ اِلَیْهِمْ وَاتِّصَالِهِمْ بِهِمْ اَحْیَانًا. وَلَوْ لِلزِّیَارَةِ. وَلَا یَبْعُدُ مِنْ فَضْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ." حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کی ذریات کو (بشرطِ ایمان) ان کے درجات میں جنت میں جمع فرمادیں گے، اگرچہ وہ اعمال میں کم ہوں گے تاکہ وہ

Marfat.com

اپنی آنکھیں اپنی ذرّیات سے ٹھنڈی کریں اور الحاق سے مراد مستقل سکونت ہے نہ کہ محض ان سے ملاقات اور زیارت کی اجازت۔

(روح المعانی، جلد:۲۷، صفحہ:۳۲)

محبت پر ثمرۂ معیت کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ:

"وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِالْمَعِيَّةِ اتِّحَادَ الدَّرَجَةِ، وَلَا مُطْلَقَ الْاِشْتِرَاكِ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، بَلْ كَوْنُهُمْ فِيْهَا بِحَيْثُ يَتَمَكَّنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ رُّؤْيَةِ الْاٰخَرِ وَزِيَارَتِهٖ مَتٰى أَرَادَ، وَإِنْ بَعُدَتِ الْمَسَافَةُ بَيْنَهُمَا، وَذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّهٗ لَا مَانِعَ مِنْ أَنْ يَّرْفَعَ الْأَدْنٰى إِلٰى مَنْزِلَةِ الْأَعْلٰى مَتٰى شَآءَ تَكْرِمَةً لَّهٗ، ثُمَّ يَعُوْدَ، وَلَا يَرٰى أَنَّهٗ أَرْغَدُ مِنْهُ عَيْشًا، وَلَا أَكْمَلُ لَذَّةً لِأَنْ لَّا يَكُوْنَ ذَالِكَ حَسْرَةً فِيْ قَلْبِهٖ، وَكَذَا لَا مَانِعَ مِنْ أَنْ يَّنْحَدِرَ الْأَعْلٰى إِلٰى مَنْزِلَةِ الْأَدْنٰى، ثُمَّ يَعُوْدَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّرٰى ذَالِكَ نَقْصًا فِيْ مُلْكِهٖ، أَوْ حَطًّا مِّنْ قَدْرِهٖ" ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ معیت سے یہ مراد نہیں کہ سب ایک درجہ میں ہوں گے بلکہ اعلیٰ منزل والے اسفل میں آسکیں گے اور اسفل والے اعلیٰ منزل میں جاسکیں گے اور ایک دوسرے کو یہ احساس نہ ہوسکے گا کہ ہم سے اعلیٰ والے زیادہ عیش میں ہیں تاکہ ان کے دل میں حسرت کا صدمہ نہ ہو اور اعلیٰ والے احساس نہ کرسکیں گے کہ ادنیٰ والے ہم سے کم اور بے قدر ہیں تاکہ اپنے متعلقین کے کم عیش میں ہونے سے صدمہ نہ ہو۔ (روح المعانی، جلد:۵، صفحہ:۷۸)

شانِ نزول: معیت پر جس آیت کی تفسیر ہورہی ہے اس کے بارے میں ایک روایت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: "یَا رَسُوْلَ اللہِ، إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ" آپ میری جان سے زیادہ محبوب ہیں اور اولاد سے بھی زیادہ اور "إِنِّيْ لَأَكُوْنُ فِي الْبَيْتِ،

Marfat.com

فَاَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ" اور میں گھر میں جب ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو صبر نہیں ہوتا۔ حَتّٰى اٰتِيَ فَاَنْظُرَ اِلَيْكَ یہاں تک کہ حاضر ہو کر آپ کا دیدار کر لیتا ہوں لیکن آخرت میں آپ اعلیٰ درجہ میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوں گے تو ہم اپنی ادنیٰ جنت میں آپ کو کیسے پائیں گے اور کیسے دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ﴾ الخ

[روح المعانی، ج:۵، ص:۷۵]

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق: اس معیت کے متعلق امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہیں کہ: "لَيْسَ الْمُرَادُ بِكَوْنِ مَنْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَأَطَاعَ الرَّسُوْلَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ كَوْنَ الْكُلِّ فِيْ دَرَجَةٍ وَّاحِدَةٍ، لِأَنَّ هٰذَا يَقْتَضِي التَّسْوِيَةَ فِي الدَّرَجَةِ بَيْنَ الْفَاضِلِ وَالْمَفْضُوْلِ، وَإِنَّهُ لَا يَجُوْزُ بَلِ الْمُرَادُ كَوْنُهُمْ فِي الْجَنَّةِ بِحَيْثُ يَتَمَكَّنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ رُؤْيَةِ الْآخَرِ، وَإِنْ بَعُدَ الْمَكَانُ لِأَنَّ الْحِجَابَ إِذَا زَالَ شَاهَدَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَإِذَا أَرَادُوا الزِّيَارَةَ وَالتَّلَاقِيَ قَدَرُوْا عَلَيْهِ، فَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذِهِ الْمَعِيَّةِ" خلاصہ یہ ہے کہ معیت سے مراد ایک درجہ میں جمع ہو جانا نہیں کیونکہ اس سے فاضل اور مفضول میں مساوات اور برابری لازم آتی ہے جو جائز نہیں۔ بلکہ معیت سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کے لیے ایک دوسرے کی ملاقات اور دیدار ہر وقت ممکن ہو سکے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد:۵، صفحہ:۱۷۶)

علامہ ابن کثیر حافظ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ دمشقی کی تفسیر: علامہ ابن کثیر دمشقی اپنی تفسیر ابن کثیر میں "ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا" کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نعمت معیت محض اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا فضل ہوگا۔ "أَيْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ الَّذِيْ أَهَّلَهُمْ لِذٰلِكَ، لَا بِأَعْمَالِهِمْ" یہ نعمت اعمال کے بدلے میں نہ ملے گی اور وہ علیم ہیں کہ کون اس ہدایت اور توفیق کا مستحق ہے۔ "أَيْ هُوَ عَلِيْمٌ بِمَنْ يَّسْتَحِقُّ الْهِدَايَةَ وَالتَّوْفِيْقَ" (مختصر تفسیر ابن کثیر، پارہ: ۵، سورۃ النساء صفحہ: ۵۲۴)

از علامہ محمود نسفی صاحب تفسیر خازن: اس معیت کے بارے میں صاحب تفسیر خازن نے روایت لکھی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قیامت کب آوے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ عرض کیا کہ کچھ تیاری نہیں کی "إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ" تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کے ساتھ محبت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ أَشَدَّ فَرَحًا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ" ایسی خوشی ہم لوگوں کو کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ اس ارشاد سے ہوئی۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں۔ "أَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ" امید ہے کہ میں ان سب حضرات کے ساتھ ہوں گا بسبب ان کی محبت کے۔ "بِحُبِّيْ إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَّمْ أَعْمَلْ بِأَعْمَالِهِمْ" اگرچہ ہمارے اعمال اس درجہ کے نہیں۔ (تفسیر خازن، جلد: ۱، صفحہ: ۳۷۶)

{وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا}

وَفِيْهِ مَعْنَى التَّعَجُّبِ كَأَنَّهٗ قَالَ: وَمَا أَحْسَنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا کیا ہی اچھے یہ حضرات رفیق ہیں یعنی جنت میں۔ سُمِّيَ رَفِيْقًا لِارْتِفَاقِكَ بِهٖ وَلِصُحْبَتِهٖ۔

Marfat.com

حلِّ لغت: رفیق اگرچہ واحد ہے مگر اسم جمع ہے یعنی لفظاً واحد معنیً جمع ہے۔ جیسے صدیق۔ (مختار الصحاح) رفاقۃ: نرمی، مہربانی، حسنِ سلوک۔ (منجد)

ایک تفسیری غلط فہمی کا اِزالہ

بعض لوگ توسل بالصالحین کو اس آیت سے ثابت کرتے ہیں:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ}

[سورۃ المائدۃ، آیت:۳۵]

لیکن اس آیت کو اس مقصد کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ وَسَلَ بمعنی تَقَرَّبَ جس کا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے۔ آیت میں دو جملے ہیں: (۱) ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (۲) وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ'' اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت سے ڈرو اور طاعات کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو۔ (ابتغاء وسیلہ کی صورت طاعات کا اہتمام ہے۔) (تفسیر بیان القرآن، پارہ:٦، سُورۃ المائدہ، صفحہ:۲۷)

اور تفسیر خازن میں بھی یہی تفسیر ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ أَیْ خَافُوْا اللّٰهَ بِتَرْكِ الْمَنْهِیَّاتِ، وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ یَعْنِیْ اُطْلُبُوْا إِلَیْهِ الْقُرْبَ بِطَاعَتِهٖ وَالْعَمَلَ بِمَا یَرْضٰی'' یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو (ترکِ معاصی میں اہتمام کرو) اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو یعنی طاعت اور عمل رضائے حق کے اہتمام سے قرب تلاش کرو۔ (وَسَلَ إِلَیْهِ أَیْ تَقَرَّبَ إِلَیْهِ)

(تفسیر خازن، جلد:۱، صفحہ:۴٦۰)

اور تفسیر روح المعانی میں ہے: ''وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ عَلٰی مَشْرُوْعِیَّةِ الْاِسْتِغَاثَةِ بِالصَّالِحِیْنَ... وَكُلُّ ذَالِكَ بَعِیْدٌ عَنِ الْحَقِّ بِمَرَاحِلَ، وَقِیْلَ: اَلْجُمْلَةُ الْاُوْلٰی ''اِتَّقُوا اللّٰهَ'' أَمْرٌ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ وَالثَّانِیَةُ

Marfat.com

"وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" أَمْرٌ بِفِعْلِ الطَّاعَاتِ، وَسِيْلَةٌ فَعِيْلَةٌ بِمَعْنٰى مَا يَتَوَسَّلُ بِهٖ ، وَيَتَقَرَّبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَتَرْكِ الْمَعَاصِيْ" یعنی اس آیت سے استدلال کرنا توسل بالصالحین کا حق سے بہت دور ہے۔ ابتغاء وسیلہ سے مراد اس آیت میں اعمالِ صالحہ کا اہتمام ہے۔

(روح المعانی، جلد:٦، صفحہ:۱۲۴)

توسل بالصالحین کا ثبوت تفصیل سے اہلِ حق کی کتابوں میں موجود ہے اور روح المعانی میں اسی آیت کے ذیل میں موجود ہے، مَنْ شَآءَ فَلْيُرَاجِعْ البتہ ایک عجیب استدلال جو احقر نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ تحریر کرتا ہوں:

جوازِ توسل بالصالحین کے متعلق ایک عجیب استدلال

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اس وقت مرشدنا حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے، فرمایا کہ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ تین آدمی پہلی اُمت کے کہیں سفر کر رہے تھے کہ ایک پہاڑ کے غار میں آرام کرنے لگے، اچانک ایک بڑا پتھر گر گیا جس سے وہ تینوں اشخاص بند ہو گئے، نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے عملِ صالح کے وسیلہ سے دعا کرے۔

((فَقَالُوْا: إِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ))

(صحیح البخاری، ج:۱، ص:۳۰۲)

Marfat.com

ایک نے کہا کہ اے اللہ! میں اپنے بوڑھے ماں باپ کو رات میں دودھ پلا کر سلاتا تھا پھر اپنے اہل وعیال کو، لیکن ایک دن مجھے دیر ہوگئی، پس میں نے ان کو سوتا ہوا پایا اور میں دودھ کا پیالہ لے کر رات بھر کھڑا رہا۔ جب صبح کو بیدار ہوئے تو پلا دیا، پھر اپنے اہل وعیال کو پلایا۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ عمل میں نے صرف آپ کی رضاء کے لیے کیا ہے تو اس عمل کی برکت سے اس پتھر کی چٹان کو ہٹا دیجئے۔ بس وہ پتھر اس قدر ہٹ گیا کہ نکلنا ممکن نہ تھا۔ پھر دوسرے نے دعا کی کہ اے اللہ! میری چچازاد بہن تھی جو ”کَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ“ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ میرے نزدیک محبوب تھی۔ اس سے میں نے اپنا مطلب چاہا لیکن اس نے میری خواہش سے انکار کر دیا۔ پھر بعد مدت میرے پاس آئی، میں نے اس کو ایک سو بیس دینار دیئے کہ وہ میری خواہش پوری کردے، بس وہ راضی ہوگئی، لیکن جب تنہائی میں اس پر پوری قدرت پالی تو اس نے کہا میں تیرے لیے حلال نہیں ہوں۔ پس میں الگ ہوگیا اور وہ مجھے احب الناس تھی حالانکہ وہ میرے لیے دنیا میں سب سے زیادہ محبوب تھی اور میں نے وہ دینار بھی اس سے واپس نہیں لیے۔ اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میں نے صرف آپ کے لیے کیا ہے تو آپ اس چٹان کو الگ فرما دیجئے۔ اس عمل کی برکت سے پتھر اور ہٹ گیا لیکن پھر بھی خروج ممکن نہ تھا۔ پھر تیسرے شخص نے دعا کی کہ اے اللہ! میں نے مزدور رکھے تھے کسی کام کے لیے، سب کو مزدوری دی تھی، ایک مزدور کی مزدوری باقی رہ گئی تھی اور وہ بدون مزدوری لیے چلا گیا۔ میں نے اس کے اس مال کو بڑھایا۔ یہاں تک کہ جب ایک عرصہ بعد وہ آیا اور اس نے مزدوری طلب کی تو میں نے کہا کہ یہ اونٹ اور بیل اور بکریاں اور غلام سب تیری ملک ہیں یعنی تیری مزدوری سے یہ سب ہیں۔ اس نے مذاق سمجھا لیکن جب میں نے پیش کر دیا تو وہ سب لے کر

Marfat.com

چلا گیا۔ اے اللہ! اگر یہ عمل میں نے صرف آپ کی رضا کے لیے کیا ہے تو اس کی برکت سے یہ پتھر ہٹا دیجیے۔ پس وہ اس قدر ہٹ گیا کہ بہ آسانی یہ سب نکل گئے اور اس غم سے نجات پا گئے۔

پس اعمالِ صالحہ سے دعا میں توسل جب بخاری شریف سے ثابت ہے تو اسی حدیث سے استدلال کرتا ہوں کہ یہ اعمالِ صالحہ تو قالب کے اعمال ہیں اور اہل اللہ اور مقبولانِ بارگاہِ حق سے ہم کو جو محبت ہے یہ قلب کا عمل ہے اور قلب کا عمل قالب کے عمل سے افضل ہے کیونکہ قلب جوارح کا بادشاہ ہے لہٰذا بدرجۂ اولیٰ اعمالِ قلب یعنی محبت مشائخ کا واسطہ اور وسیلہ دعا میں جائز ہے، کیونکہ بزرگوں کا وسیلہ دراصل اس محبت کا وسیلہ ہے جو ہمارے قلوب کو ان کے ساتھ ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال سے بہت مسرور ہوئے۔

ایک تفسیری اصولی غلطی کی اصلاح

بعض نادان دوست لٹریچر تو یس لکھتے ہیں کہ ہر پروفیسر قرآنِ پاک کو لغت کی مدد سے سمجھ سکتا ہے۔ متقدمین کے ذخیرۂ تفاسیر کی کوئی ضرورت نہیں۔ احقر ایسے لوگوں سے دریافت کرتا ہے کہ اچھا "وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ" کا ترجمہ کیجیے۔ تو کہتے ہیں کہ اور ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دیکھ لیا اپنی حماقت۔ اس کا ترجمہ صحیح یہ ہے کہ اور بغیر تنے کے پودے اور تنہ دار درخت سب حق تعالیٰ کے مطیع ہیں۔ تفسیر روح المعانی، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۱۰۰ پر اس آیت کی تفسیر یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "وَالْمُرَادُ بِالنَّجْمِ النَّبَاتُ الَّذِيْ يَنْجُمُ أَيْ يَظْهَرُ لَا سَاقَ

Marfat.com

لَهُ. وَبِالشَّجَرِ النَّبَاتُ الَّذِیْ لَهُ سَاقٌ، وَالْمُرَادُ بِسُجُوْدِهِمَا اِنْقِیَادُهُمَا لِمَا یُرِیْدُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی بِهِمَا طَبْعًا'' یعنی نجم سے مراد وہ درخت جو تنے دار نہیں اور شجر سے مراد تنے دار درخت ہیں۔ اس تفسیر پر جمہور کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر بیان القرآن میں اسی تفسیر کو لیا ہے۔ ''وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ'' اور بے تنے کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں مطیع ہیں۔ شجر کو یہاں ستاروں سے مناسبت بھی نہیں ہے۔

(بیان القرآن، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۸۷)

تفسیر خازن جلد: ۴، صفحہ: ۲۰۸ پر ملاحظہ ہو: ''اَلنَّجْمُ مَا لَیْسَ لَهُ سَاقٌ مِنَ النَّبَاتِ کَالْبُقُوْلِ، وَالشَّجَرُ مَا لَهُ سَاقٌ، وَهٰذَا الْقَوْلُ أَظْهَرُ'' پھر احقر نے سوال کیا اچھا اس آیت کا ترجمہ کیجیے ''وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ أَعْمَالَکُمْ'' میں ''یُصْلِحْ لَکُمْ وأَعْمَالَکُمْ'' کا ترجمہ کیجیے۔ کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرماویں گے۔ احقر نے عرض کیا آپ نے دیکھا لغت کی اعانت کی حماقت۔ اب اس کی تفسیر علماء ربانیین کی تفسیر سے سمجھیے۔ یہاں اصلاح بمعنی قبول ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیانُ القرآن، پارہ: ۲۲، صفحہ: ۶۸ پر فرماتے ہیں: ''یُصْلِحْ لَکُمْ أَعْمَالَکُمْ'' اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائیں گے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی، پارہ: ۲۲، صفحہ: ۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں: ''بِالْقَبُوْلِ وَالْإِثَابَةِ عَلَیْهَا'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے صاحب تفسیر خازن جلد: ۳، صفحہ: ۴۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں: ''یُصْلِحْ لَکُمْ أَعْمَالَکُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَتَقَبَّلُ حَسَنَاتِکُمْ'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''یُصْلِحْ لَکُمْ أَعْمَالَکُمْ'' سے مراد حق تعالیٰ تمہارے اعمال قبول فرماویں گے۔

Marfat.com

ان دو مثالوں سے یہ بات خوب سمجھ میں آ گئی ہو گی کہ قرآنِ پاک کی تفسیر سمجھنے کے لیے ہم کو لغت کافی نہیں، بلکہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی ان روایات سے جو دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو پہنچی ہیں سمجھنا چاہیے جن کو ہمارے متقدمین مفسرین نے جمع فرمایا ہے۔

اب اس حقیقت کے بعد روافض کا کیا حال ہوگا جو حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں، کیا وہ قرآنِ پاک کی تفسیر کی حقیقت کو پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس پر مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۱۳۷ پر تحریر فرماتے ہیں: ''قُلْتُ: وَھٰذَا فِیْ حَقِّ الرَّافِضَةِ الْخَارِجَةِ فِیْ زَمَانِنَا فَإِنَّھُمْ یَعْتَقِدُوْنَ کُفْرَ أَکْثَرِ الصَّحَابَةِ فَضْلاً عَنْ سَائِرِ أَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَھُمْ کَفَرَةٌ بِالْإِجْمَاعِ بِلَا نِزَاعٍ'' یعنی یہ روافض بالاجماع کافر ہیں جو اکثر حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل سنت والجماعت کو کافر سمجھتے ہیں۔

حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں: ''مَنْ غَاظَ الصَّحَابَةَ فَھُوَ کَافِرٌ'' جو شخص صحابہ سے غیظ رکھتا ہے، جلتا ہے وہ کافر ہے۔ صحابہ کی شان میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط}

[سورۃ الفتح، آیت: ۲۹]

وَفِی الْمَوَاھِبِ: إِنَّ الْإِمَامَ مَالِکًا قَدِ اسْتَنْبَطَ مِنْ ھٰذِہِ الْاٰیَةِ تَکْفِیْرَ الرَّوَافِضِ الَّذِیْنَ یُبْغِضُوْنَ الصَّحَابَةَ۔رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ۔ فَإِنَّھُمْ یَغِیْظُوْنَھُمْ وَمَنْ غَاظَ الصَّحَابَةَ فَھُوَ کَافِرٌ، وَوَافَقَهٗ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ۔

علامہ ابو حیان اندلسی کا تفسیر البحر المحیط میں قول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو شخص صحابی کی تنقیص کرتا تو آپ یہی آیت تلاوت فرماتے: ''لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ'' وَفِی الْبَحْرِ: ذُکِرَ عِنْدَ مَالِكٍ رَجُلٌ یَّنْتَقِصُ

Marfat.com

الصَّحَابَةِ. فَقَرَأَ مَالِكٌ هٰذِهِ الْآيَةَ فَقَالَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ فِيْ قَلْبِهِ غَيْظٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَدْ أَصَابَتْهُ هٰذِهِ الْآيَةُ" (روح المعانی، پارہ:۲۶، صفحہ:۱۲۸)

مسئلہ الحاق ناقصین مع الکاملین کی تحقیق

مومنین کاملین کی وہ ذریات جو ایمان پر انتقال کریں گی وہ اپنے باپ دادا کے ساتھ لاحق کر دی جاویں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ}

[سورۃ الطور، آیت:۲۱]

ترجمہ و تفسیر بیان القرآن: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا، ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیں گے، اور ہم ان کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے۔

خلاصۂ تفسیر بیان القرآن یہ ہے کہ کاملین کی اولاد کو اعمال میں کمی کے باوجود ان کے درجے میں شامل کر دیں گے۔ یہ کاملین مومنین کا اکرام اور ان کے قلب کو مسرور کرنے کے لیے ہوگا۔ جیسا کہ احادیث میں مصرح ہے:

((وَاِنْ كَانُوْا دُوْنَهٗ فِي الْعَمَلِ.... وَاِنَّهُمْ لَمْ يَبْلُغُوْا دَرَجَتَكَ وَعَمَلَكَ.... فَاِنْ كَانَتْ مَنَازِلُ اٰبَائِهِمْ اَرْفَعَ))

(الدر المنثور)

اور کاملین کے اعمال سے کوئی کمی نہ کریں گے۔

فائدہ: ذریت کے بارے میں جس عنوان سے فرمایا گیا ہے بظاہر اس سے بالغ اولاد ایمان والی معلوم ہوتی ہے اور صغار کا حکم احادیث میں ہے جس میں کلام طویل ہے اور اس آیت میں ذریات کا بیان ہے اور حدیث میں اس

Marfat.com

آیت کی تفسیر میں آباء کا حکم بھی یہی آیا ہے۔ (کذا فی الدر)

اور اس حدیث میں ذرّیت پر لفظ ولد معطوف ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذرّیت سے مراد مطلق توابع ہے، پس بیویاں اور شاگرد اور مریدین اور احباب بھی مراد ہیں، اس طرح سے اس آیت کا مفہوم بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ (بیان القرآن، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۶۰)

احقر عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت سے کیا بعید ہے، جبکہ وہ کریم ہیں اور کریم کی شان مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں:
"اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَمِنَّۃٍ" کریم وہ ذات ہے جو بدونِ استحقاق اور منت کے عطا فرماتا ہے۔ (مرقاۃ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۱۲)

اہل اللہ کی محبت اور صحبت میں جنت کا لطف ہے

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

احقر کا فارسی شعر ؎

میسر چوں مرا صحبت بہ جانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت بر زمیں از آسماں آید

ترجمہ: جب کبھی اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آ گئی ہے۔

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بوستانِ عاشقاں سرسبز باد
آفتابِ عاشقاں تابندہ باد

Marfat.com

اے خدا! آپ کے عاشقوں کا باغ ہمیشہ سرسبز، ہرا بھرا یعنی سدا بہار رہے اور آپ کے عاشقوں کا آفتاب ہمیشہ روشن اور چمکتا رہے۔

اہلِ درد و محبت اللہ والے جہاں ہوں زندگی وہاں پُرکیف و پُربہار گذرتی ہے:

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے
(اختر)

اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان کے نام میں ایسی مٹھاس ہے کہ جس کے قلب کو یہ نصیب ہوتی ہے، وہی سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

ترجمہ: اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا خالق اور شکر کا بنانے والا؟ اے دل یہ چاند زیادہ روشن ہے یا چاند کا بنانے والا؟

عقلی استدلال: جنت مخلوق ہے تو جنت کے خالق کے نام میں جنت کا لطف آنا کیا بعید ہے، بلکہ جنت سے بڑھ کر لطف ان کے نام میں آتا ہے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نام او چو بر زبانم می رود
ہر بُنِ مو از عسل جوے شود

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام میں ایسی مٹھاس ہے کہ جب ان کا نام پاک زبان پر جاری ہوتا ہے تو میرے بدن کے بال بال سے شہد کے دریا جاری ہوجاتے ہیں۔

احقر کو ایک شعر یاد آیا ؎

Marfat.com

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُرغم رہا
اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

احقر کا دوسرا شعر ہے ؎

ہر تلخیٔ فراقِ حسینانِ کائنات
اپنی مٹھاس ذکر سے شیریں بنادیا

تیسرا شعر ؎

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے
آپ کے نام کی لذت کا سہارا لے کر

پھر سوچئے کہ جب اللہ والوں کے دل میں جنت کے خالق کا نور خاص جلوہ آفریں ہے تو ان کا قلب سرچشمہ لذاتِ کائنات نہ ہوگا اور ان کے پاس بیٹھ کر جنت کی بہار نہ معلوم ہوگی۔ اور حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر نہ پڑھو گے ؎

چوں حافظ گشت بیخود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

ترجمہ: جب حافظ شیرازی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست وشاد ہوتا ہے تو پھر تمام عالم اور کائنات کے تخت وتاج نگاہوں سے گر جاتے ہیں۔ مملکتِ کاؤس و کے کو ایک جو کے برابر بھی نہیں شمار کرسکتا، مصاحبِ خورشید ستاروں کو نگاہ میں کب لاسکتا ہے؟

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو ایک جنت دنیا میں عطا فرماتے ہیں اور ایک جنت آخرت میں۔

Marfat.com

دنیا میں جنت تعلق مع اللہ کی لذت ہے اور آخرت کی جنت لقائے مولیٰ اور دیدارِ حق کی لذت ہے۔ عربی عبارت کی نقل یہ ہے: ''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ'' قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ: جَنَّةٌ مُعَجَّلَةٌ فِي الدُّنْيَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰى، وَجَنَّةٌ مُؤَجَّلَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ بِلِقَآءِ الْمَوْلٰى وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى'' اور ایک جنت دنیا میں توفیق ذکر اور اعمالِ صالحہ کی حلاوت کی ہوتی ہے اور ایک جنت ترکِ معاصی کی حلاوت اور لذت کی ہوتی ہے کیونکہ معاصی انسان کو دوزخ کی کلفت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ''جَنَّةٌ لِلْعَمَلِ الطَّاعَةِ، وَجَنَّةٌ لِتَرْكِ السَّيِّئَةِ وَقِيْلَ: جَنَّةٌ لِلثَّوَابِ بِطَرِيْقِ الْعَدْلِ، وَجَنَّةٌ لِلْاِقْتِرَابِ بِطَرِيْقِ الْفَضْلِ''

((مرقاۃ المفاتیح، جلد:۵، صفحہ:۱۶۱))

دوستوں کی ملاقات کے لیے جنت الگ ہوگی

ایک زمانہ تک احقر سوچا کرتا تھا جنت میں جب کسی سے ملتا ہوگا اور وہ جنتی وہاں اپنی حوروں کے ساتھ مشغول ہوگا تو ملاقات میں تاخیر ہوگی لیکن تفسیر روح المعانی میں دیکھا کہ ہر جنتی کو دو جنت ملے گی، دوستوں کی ملاقات کی جنت الگ ہوگی اور حوروں کے ساتھ رہنے کی جنت الگ ہوگی۔ تفسیر روح المعانی ملاحظہ ہو: ''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ'' فَقِيْلَ: اِحْدَاهُمَا مَنْزِلُهٗ وَمَحَلُّ زِيَارَةِ أَحْبَابِهٖ لَهٗ، وَالْاُخْرٰى مَنْزِلُ أَزْوَاجِهٖ وَخَدَمِهٖ'' ایک جنت اپنے رہنے کے لیے اور اپنے دوستوں کی ملاقات کے لیے ہوگی اور ایک جنت اس کی بیویوں اور خادموں کے لیے ہوگی۔ ((روح المعانی، پارہ:۲۷، صفحہ:۱۱۶))

جنت کی ایک خاص بہار

یعنی حق تعالیٰ شانہٗ اپنا کلام خود سنائیں گے: ''اِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُوْنَ عَلَى الْجَبَّارِ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ فَيَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ'' اہل جنت ہر

Marfat.com

روز دو مرتبہ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہِ جلالتِ شان میں حاضر ہوں گے اور حق تعالیٰ شانہٗ اپنا کلام خود تلاوت فرمائیں گے اور اہلِ جنت موتی، یاقوت، زمرد کے منابر پر بیٹھے ہوں گے اور جنت کی کسی نعمت میں ایسا لطف محسوس نہ کریں گے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی تلاوت سے محسوس کریں گے۔ گویا بزبان کہا اٹھیں گے۔

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

اور ملیک مقتدر کے پاس بیٹھے ہوں گے۔ ((روح المعانی پارہ: ۲۷، صفحہ: ۹۶))

چند مسائلِ سلوک

از: تفسیر بیان القرآن

((۱))..... ''لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ'' سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سالکین کے لیے اصلاحِ اخلاق کا یہ مسئلہ تفسیر روح المعانی کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے: ''مَنْ نَظَرَ اِلَى الْخَلْقِ بِعَيْنِ الْحَقِّ لَمْ يَعْبَأْ بِمُخَالَفَتِهِمْ، وَمَنْ نَظَرَ اِلَيْهِمْ بِعَيْنِهٖ اَفْنٰى اَيَّامَهٗ بِمُخَاصَمَتِهِمْ، اَلَا تَرٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا عَلِمَ مَجَارِيَ الْقَضَآءِ كَيْفَ عَذَرَ اِخْوَتَهٗ'' جو شخص مخلوق کو نظرِ حق سے دیکھے گا وہ ان کی مخالفت کی پرواہ نہ کرے گا اور جو شخص ان کو اپنی نظر سے دیکھے گا اپنی عمر ان کی بحث و تکرار میں ختم کر دے گا، دیکھئے یوسف علیہ السلام کو چونکہ مجاری قضاء کا علم تھا انہوں نے اپنے بھائیوں کا عذر کس طرح قبول کیا۔

((بیانُ القرآن، سورۂ یوسف پارہ: ۱۳، صفحہ: ۹۵، مطبوعہ تاج پبلشرز، دہلی))

((۲))..... حضرت یوسف علیہ السلام نے جو دعا مانگی:

{فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ}

[سورۂ یوسف، آیت: ۱۰۱]

Marfat.com

اے خالق آسمانوں کے اور زمین کے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیجیے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجیے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے دو مسئلہ ثابت ہوئے:

(۱)... اَلْمَسْئَلَةُ الْأُوْلٰی خَوْفُ الْأَنْبِيَاۗءِ مَعَ عِصْمَتِهِمْ وَامْتِنَاعِ الْكُفْرِ عَلَيْهِمْ فَكَيْفَ يَصِحُّ لِغَيْرِهِمْ أَنْ يَّغْتَرَّ بِصَلَاحِهٖ۔

پیغمبروں کا خوف باوجود اپنی عصمت اور کفر کے محال ہونے اور حسنِ خاتمہ کے یقینی ہونے کے پھر کیسے صحیح ہوسکتا ہے غیر نبی کے لیے کہ وہ اپنی وقتی صلاحیت سے دھوکہ کھا کر اپنے خاتمہ سے بے خوف ہو جاوے۔

(۲)... وَالْمَسْئَلَةُ الثَّانِيَةُ جَوَازُ تَمَنِّي الْمَوْتِ اِشْتِيَاقًا إِلٰى لِقَاۗءِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى تَفْسِيْرِ بَعْضِهِمْ۔

موت کی تمنا کا جائز ہونا بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں ہو۔

(تفسیر بیان القرآن، سورۂ یوسف)

سالکین کے لیے ایک تنبیہ

بعض سالکین اللہ تعالیٰ کے انعاماتِ ظاہرہ و باطنہ کو اپنے مجاہدات کا ثمرہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بڑے مجاہدے کیے ہیں تب یہ نعمت ملی ہے، لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

"فَإِنَّ بَعْضَ الْمُغْتَرِّيْنَ الْمُعْجَبِيْنَ يَنْسِبُوْنَ كَمَالَاتِهِمْ إِلٰى مُجَاهَدَاتِهِمْ وَهُوَ عَيْنُ الْكُفْرَانِ" پس بعض بے عقل صوفی لوگ عُجب اور خود بینی میں مبتلا ہو کر حق تعالیٰ شانہٗ کی عطایا کو اپنے مجاہدات اور اعمال کی طرف منسوب کرتے ہیں جو سخت ناشکری اور کفران ہے۔ (سورۂ ابراہیم، رکوع: ۲، پارہ: ۱۳)

Marfat.com

کوئی کہے کہ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے اشعار میں اس طرح فرمایا ہے۔

مے یہ ملی نہیں ہے یوں، قلب و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں مے مری مفت کی نہیں

تو اس شعر کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ نسبت اور دولتِ باطنی تعلق مع اللہ کے اہتمام، تقویٰ اور مجاہدات سے ملتی ہے۔ اور اہل اللہ کے ناز اُٹھانے سے ملتی ہے جو اہلِ محبت ہی برداشت کر سکتے ہیں۔

لاکھ جھڑکوں اب کہاں پھرتا ہے دل
ہوگئی اب تو محبت ہوگئی
میں ہوں نازک طبع اور وہ تند خُو
خیر یہ گذری محبت ہوگئی
قید کر صیّاد یا اب ذبح کر
جان بلبل گل کی نکہت ہوگئی

مجاہدات تو ضروری ہیں لیکن عطائے حق کے لیے صرف بھیک کے پیالے ہیں، کوئی کریم اگر عطا کے لیے بھیک کا پیالہ لانے کی شرط لگا دے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بھیک کا پیالہ سببِ عطا ہے، سببِ عطا محض ان کا کرم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی بدون پیالہ بھی عطا فرما دیتے ہیں اور پیالہ بھی دے دیتے ہیں۔

پیاسے کو پانی ملے اور بے پیاسے کو پیاس
اختؔر ان کے در سے ہے کوئی نہیں بے آس

بس سالک کو یہی کہنا چاہیے کہ جو کچھ عطا ہوا وہ سب حق تعالیٰ کے کرم سے عطا ہوا: ہمارے اعمال ہرگز اس عطا کے لیے عوض بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ کالی، چیچک رو، پائریا والی، بوڑھی اور بے دانت کی کھوسٹ عورت کو اگر اس کا

Marfat.com

چاند جیسا شوہر پیار کرلے تو یہ شہزادے کا کرم اور حوصلہ اور بلندیٔ اخلاق ہے نہ کہ وہ مکروہ شکل بے کشش اس کا سبب ہے۔

ایک عجیب عبرت آموز حکایت

ایک لڑکی کی شادی ہوگئی، رخصت سے قبل محلہ کی لڑکیوں نے اس کو خوب سجایا، زیور پہنایا اور کہا کہ بہن! تم کو مبارک ہو کہ تم بہت ہی اچھی معلوم ہورہی ہو۔ وہ رونے لگی اور کہا کہ تمہاری تعریف سے کیا خوشی ہو، جب شوہر اپنی نظر سے دیکھ کر خوش ہوجاوے پھر خوشی ہوگی، فیصلہ تو اس کی نظر پر ہے نہ کہ تمہاری نظر پر۔ اس واقعہ کو بیان کرکے حضرت مرشدی شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور فرمایا کہ جب میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوجاویں گے اُس وقت کی ہماری خوشی اصلی ہوگی، اِس وقت مخلوق کی تعریف سے کیا ہوتا ہے، فیصلہ حق تعالیٰ کی نظر سے ہوگا۔ غلام کی کوئی قیمت نہیں، اگر مالک ناراض ہو۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

(سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

(خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

ضرورتِ مرشد پر فائدہ علمیہ

برائے اھلِ علم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط}

[سورۃ البقرۃ، آیت:۲۵۷]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی تفسیر یُخْرِجُهُمْ سے ہے۔ یعنی حق تعالیٰ شانہٗ جس کو اپنا ولی بناتے ہیں اس کو اندھیرے سے نور کی طرف نکالتے رہتے ہیں۔ مضارع کے صیغے سے یہ انعام عطا فرمایا ہے جس میں خاصیت تجددِ استمراری کی ہے۔ ایسے حالات کو ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

یعنی حق تعالیٰ شانہٗ اپنے دوستوں کو توفیق توبہ سے پاک فرماتے رہتے ہیں۔ اور دوسری آیت میں ارشاد ہے:

{لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ لا}

[سورۂ ابراھیم، آیت:۵]

ترجمہ: اے موسیٰ! اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مقام پر حق تعالیٰ شانہٗ نے تاریکیوں سے نکالنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف فرمائی ''إِسْنَادُ الْإِخْرَاجِ إِلَى النَّبِيِّ مَعَ كَوْنِ الْمُخْرِجِ الْحَقِيْقِيِّ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَقْوٰى دَلِيْلٍ عَلٰى أَنَّ لِلشَّيْخِ

Marfat.com

مَدْخَلاً عَظِیْمًا فِیْ تَکْمِیْلِ الْمُرِیْدِ" باوجود اس کے کہ مخرج حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر اخراج کی نسبت نبی کی طرف کرنا قوی دلیل ہے اس بات کی کہ تکمیل مرید میں شیخ کو عظیم دخل ہے۔ (بیان القرآن، مسائل السلوک، سورۂ ابراہیم، پارہ: ۱۳)

سنگین مقدمہ اور سخت پریشانی کا ایک مجرب وظیفہ

حضرت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے برائے سنگین مقدمہ مجرب کی سرخی سے اس طرح لکھا ہے کہ سخت سے سخت مقدمہ کے لیے ان اسماء کا پڑھنا مفید ہے، کئی مرتبہ کا آزمودہ ہے۔ یہ وظیفہ ایک لاکھ اکیاون ہزار مرتبہ بطور ختم پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو۔ یہ عمل بَرائے افادۂ عام درج ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد تجربہ کے بہت مفید ثابت ہوگا۔ مکان اور کپڑے پاک ہونا چاہیے، خوشبو لگاویں، وہ اسماء یہ ہیں۔ یَاحَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ یَاعَلِیُّ یَاعَظِیْمُ۔

(الطرائف والظرائف، حصہ دوم، صفحہ: ۲۶)

اہلِ جنت کی عمر اور شباب کی کیفیت

جنت میں ڈاڑھی مونچھ نہ ہوگی، نوعمر نوخیز اَمرد کی طرح کمال اعالم شباب ہوگا۔ ترمذی شریف میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

((یَدْخُلُ أَھْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِیْنَ
أَبْنَاءَ ثَلَاثِیْنَ أَوْثَلٰثٍ وَّثَلَاثِیْنَ))

(روح المعانی، پارہ: ۲۷، ص: ۱۴۳)

ترجمہ: جنت میں اہلِ جنت اس طرح داخل ہوں گے کہ وہ مجرد ہوں گے۔ یعنی بال نہ ہوں گے، اَمرد ہوں گے یعنی بالغ ہونے پر ڈاڑھی مونچھ نکلنے سے پہلے جو پُرکشش پری رو شکل ہوتی ہے اور آنکھیں کجلائی ہوں گی، یعنی کاجل لگی ہوئی معلوم ہوں گی اور عمریں تیس سال یا تینتیس سال کی ہوں گی۔

Marfat.com

اور روایت میں ہے کہ ایک جنتی مرد کو سو مردوں کے برابر قوۃِ مردانہ عطا کی جائے گی۔ (مظاہر حق، جلد:۴، صفحہ:۴۳۹، ترمذی، مشکوٰۃ)

بعض اہلِ محبت اور حسن کے عاشقین نے اشکال کیا کہ یہاں تو ہم اٹھارہ سال سے بیس سال تک کا شباب زیادہ پسند کرتے ہیں جو بقول جگر؎

ہائے وہ وقت کہ جب حسن پہ آتا ہے شباب
اُف وہ ہنگام کہ جب عشق جواں ہوتا ہے

اور وہاں جنت میں تیس اور تینتیس سال کی عمر میں تو عالمِ شباب علیٰ معرض زوال ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر وہاں کی نعمت کو قیاس نہ کیا جاوے، وہاں اس عمر سے زیادتی عمر کا جو شبہ ہوسکتا تھا اس کا جواب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں اس طرح دیا ہے، مذکورہ روایت کے آگے تحریر فرماتے ہیں: "اَلْمُرَادُ بِذَالِكَ كَمَالُ الشَّبَابِ" یعنی اس سے مراد کمالِ شباب ہے۔ (نہ کہ زیادتی عمر) (روح المعانی، پ:۲۷، صفحہ:۱۴۳)

جنت میں مسلمان عورتوں کا حسن

ہماری مسلمان بیویاں جنت کی حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی، حدیث شریف میں ہے کہ:

((أَنِسَآءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُوْرُ الْعِيْنُ؟ قَالَ: نِسَآءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ. قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ وَبِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ أَلْبَسَ اللهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيْرَ بِيْضُ الْوُجُوْهِ خُضْرُ الثِّيَابِ الخ))

(روح المعانی، پارہ:۲۷، ص:۱۲۶)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت

Marfat.com

کیا کہ دنیا کی مسلمان عورتیں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں؟ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ مسلمان عورتیں جنت میں حوروں سے افضل ہوں گی جیسا کہ اوپر کا کپڑا اپنے نیچے کے استر سے افضل ہوتا ہے۔ عرض کیا اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ کس سبب سے ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ ان مسلمان عورتوں کے نماز اور روزے اور عبادات کے سبب ان کے چہروں پر حق تعالیٰ خاص نور کا لباس ڈال دیں گے اور ان کے جسم کو ریشم کا لباس جو سبز رنگ کا ہوگا پہنا دیا جاوے گا اور روشن چہرے ہوں گے اور ان کا یہ ترانہ ہوگا:

((أَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ، فَلَا نَمُوْتُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ، فَلَا نَبْأَسُ أَبَدًا، طُوْبٰى لِمَنْ كُنَّا لَهٗ، وَكَانَ لَنَا))

(روح المعانی، پارہ: ۲۷، ص: ۱۲۶)

ترجمہ: خبردار! ہم ہمیشہ مع اپنے کمالِ حسن کے جنت میں رہیں گی اور کبھی ہم کو موت نہ آوے گی اور ہمیشہ نعمتوں میں رہیں گی کبھی تنگدستی نہ آوے گی اور مبارک ہے وہ جنتی جس کے لیے ہم منتخب ہیں اور وہ ہمارے لیے ہے۔

حوروں کی صفات

جنت میں بیویاں ہمیشہ بعد جماع باکرہ ہوجایا کریں گی ''اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً'' ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے ''فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا'' اور ہم نے ان کو کنواریاں بنایا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ:

((إِنَّ الْمُنْشَآتِ اللَّاتِيْ كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا))

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب من سورۃ الواقعۃ)

جو عورتیں دنیا میں بوڑھی اور کم نظر، کیچڑ بہانے والی آنکھوں والی ہوں گی ان کو حق تعالیٰ جنت میں خاص عالمِ شباب عطا فرماویں گے اور حدیث میں ہے کہ:

Marfat.com

((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا جَامَعُوْا نِسَآءَ هُمْ عُدْنَ أَبْكَارًا))

اہلِ جنت جب اپنی بیویوں سے جماع کریں گے تو بعد صحبت پھر وہ باکرہ ہوجاویں گی۔ (روح المعانی، پارہ:۲۷، صفحہ:۱۴۲)

حلِّ لغت: رمص: کیچڑ بہانا۔ عمش: چوندھیانا۔

علامہ ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں لکھا ہے کہ ان سے مراد حوریں ہیں۔ (کمافی الروح)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں ہر دو روایات کے پیشِ نظر تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ خصوصیات حوروں کے لیے اور دنیا کی عورتوں کے لیے دونوں کے لیے عام ہیں۔ (بیان القرآن، پارہ:۲۷)

عُرُبًا: مُتَحَبِّبَاتٌ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ یہ عورتیں اپنے شوہروں کو اپنے حرکات و شمائل اور ناز و انداز حسن و جمال کے اعتبار سے نہایت دلکش معلوم ہوں گی۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مُتَحَبِّبَاتٌ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ'' سے تفسیر کی ہے۔ جس کا ترجمہ بھی نہایت ہی حسین کرتا ہوں۔ اپنے شوہروں سے اظہارِ محبت کرنے والی ہوں گی۔ (روح المعانی و بیان القرآن)

تَحَبُّب: اظہارِ محبت کرنا۔ (منجد)

أَتْرَابًا: مُسْتَوِيَاتٌ فِي سِنٍّ وَّاحِدٍ (روح) یعنی ہم عمر ہوں گی۔

حورعین: گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی۔ ''كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ'' جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی چمکدار ہوتا ہے۔

العین: جمع عیناء وَهِيَ عَظِيْمَةُ الْعَيْنَيْنِ۔

حور کے لغوی معنی: حور (سَمِعَ سے) آنکھ کی سفیدی کا بہت سفید ہونا اور سیاہی کا بہت سیاہ ہونا۔ حور جمع حوراء۔ عین جمع عَيْنَاءُ وَهِيَ الْبَيْضَاءُ (روح، پارہ:۲۵، صفحہ:۳۵) حور (نَصَرَ سے): حیرت میں ڈال دینا۔

Marfat.com

(منجد) یعنی ان کا حسن ناظرین کو حیرت میں ڈال دے گا۔ چونکہ حوروں کا حسن حیرت زدہ کر دے گا اس لیے ان کا نام حور ہے اور آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی کمال درجہ کی ہوگی۔ یہ بھی وجہ تسمیہ ہے۔

سورۂ یٰسین کے نام اور اس کی تلاوت کے فوائد

(۱) قلب القرآن (۲) العظیمۃ (۳) المعمۃ (۴) المدافعۃ (۵) القاضیۃ۔ تفسیر روح المعانی، پارہ: ۲۲، صفحہ: ۲۰۸ سے حسب ذیل فوائد درج کیے جا رہے ہیں:

(۱)......((اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا، وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسین))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۸۷)

اور یٰسین قلب القرآن: بحوالہ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مسند امام احمد وطبرانی میں حضرت معقل بن یسار کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور سورۃ یٰسین قرآن پاک کا دل ہے۔

(۲)... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ یٰسین کا نام عالم غیب میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیمہ ہے اور اس کی تلاوت کرنے والوں کا نام وہاں شریف ہے اور شفاعت کرے گا اس کی تلاوت کرنے والا قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ۔ اور اس سورۃ کا نام المعمۃ، المدافعۃ اور القاضیۃ بھی ہے۔ (بحوالہ روح المعانی)

(۳)... **المُعِمَّۃ:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ یٰسین کا نام توریت میں المعمۃ ہے کیونکہ یہ سورت "تَعُمُّ صَاحِبَھَا بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ" یہ سورۃ اپنے تلاوت کرنے والوں پر دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عام کر دیتی ہے۔ "وَتُکَابِدُ عَنْهُ بَلْوَی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ" اور یہ سورت اپنے تلاوت کرنے والے کی طرف سے تمام بلائیں دنیا و آخرت کی اپنے اوپر اُٹھا لیتی ہے۔ "وَتَدْفَعُ عَنْهُ اَھَاوِیْلَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ" اور دنیا اور آخرت کی

Marfat.com

ہولنا کیوں کو دفع کرتی ہے۔

(۴)... **المدافعة**: اس سورت کا نام مدافعہ بھی ہے یعنی ''تَدْفَعُ عَنْ صَاحِبِهَا كُلَّ سُوْءٍ'' ہر برائی اپنے تلاوت کرنے والے سے دفع کرتی ہے۔

(۵)... **القاضية**: أَیْ تَقْضِیْ لَهُ كُلَّ حَاجَةٍ. اس سورت کی برکت سے حق تعالیٰ شانہٗ حاجتیں بھی پوری فرما دیتے ہیں۔

(۶)... ''وَصَحَّ مِنْ حَدِيْثِ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ لَا يَقْرَؤُهَا عَبْدٌ يُّرِيْدُ اللهَ تَعَالٰى وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ'' اور روایت میں ہے کہ جو بندہ رضائے حق اور آخرت کے لیے اس کی تلاوت کرتا ہے اس کے تمام ماتقدم (اگلے) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۷)... بروایت ترمذی و دارمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((مَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللهُ تَعَالٰى بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ.
وَلَا يَلْزَمُ مِنْ هٰذَا تَفْضِيْلُ الشَّيْءِ عَلٰى نَفْسِهٖ إِذِ الْمُرَادُ
بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ قِرَاءَتُهٗ دُوْنَ يٰسٓ))

(روح المعانی و مشکاۃ المصابیح، ص:۱۸۷)

جو شخص ایک بار سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرے گا اس کو دس قرآن شریف کا ثواب ملے گا۔

طریقۂ دعا بعد از تلاوت سورۂ یٰسٓ

جب تلاوت کرلے تو درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ایصال کر دے، پھر یوں دعا کرے کہ اے اللہ! ہم نے آپ کے قرآن پاک کے قلب کی تلاوت کی ہے، اس کی برکت سے ہمارے دل کو اللہ والا بنا دیجیے اور ہمارا نام عالمِ غیب میں شریفوں کے ساتھ درج فرما دیجیے اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہم پر عام فرما دیجیے کہ اس سورت کا

Marfat.com

نام معمہ ہے اور ہماری تمام بلائیں اور پریشانیاں دور فرما دیجیے کہ اس کا نام مدافعہ ہے اور اس کی برکت سے ہماری تمام حاجتیں پوری فرما دیجیے کہ اس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضیہ بھی فرمایا ہے۔

سورۂ ملک کے نام اور اس کی تلاوت کے فوائد

سورۂ ملک کے اور نام: (۱) المانعة (۲) المنجية (۳) المجادلة (۴) الواقية (۵) المنّاعة۔ (روح المعانی، پارہ:۲۹، صفحہ:۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہدِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سورت کو ہم "مانعہ" کہا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک قبر پر نادانستہ طور پر مکان بنالیا گیا تھا کہ ایک دن قبر سے سورۃ ملک کی آواز آئی اور پوری سورت کی تلاوت صاحبِ قبر سے سنی گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تو ارشاد فرمایا کہ یہ سورۂ مانعہ اور سورۂ منجیہ ہے، جو اس کی تلاوت کرتا ہے اس کو عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔

طبرانی اور حاکم سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا ہم تجھ کو ایک تحفہ کی بشارت نہ دیں کہ تو اس سے خوش ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ سورۂ ملک کی تلاوت کیا کر۔ "وَعَلِّمْهَا أَهْلَكَ وَجَمِيعَ وَلَدِكَ وَصِبْيَانَ بَيْتِكَ وَجِيْرَانَكَ" اور تو اپنے اہل اور جمیع اولاد اور گھر کے بچوں کو اور پڑوسیوں کو بھی سکھادے۔ "فَإِنَّهَا الْمُنْجِيَةُ وَالْمُجَادِلَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّهَا لِقَارِئِهَا، وَتَطْلُبُ لَهُ أَنْ تُنْجِيَهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَيَنْجُوْ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" پس تحقیق یہ سورت اپنے قاری کے لیے نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن حق تعالیٰ سے جھگڑا کر کے بخشوانے والی ہے اور جہنم سے نجات کا اس کے لیے مطالبہ کرنے والی ہے اور

Marfat.com

اس کی تلاوت کی برکت سے تلاوت کرنے والے عذابِ قبر سے نجات پا جاوے گا۔ اور اس سورت کا نام واقیہ اور مناعہ ہے۔ (کذا فی الروح)

بحوالہ ترمذی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کتاب اللہ میں ایک سورت ہے جس میں تیس آیات ہیں اور وہ ''تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ'' ہے۔ اپنے پڑھنے والے کے لیے شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ وہ بخش دیا جاوے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر رات میں سورۃ الٓمٓ سجدہ اور سورۃ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور کبھی نہیں چھوڑتے تھے اس کی تلاوت نہ سفر میں نہ وطن میں اور اسی سبب سے کہا گیا ہے کہ ان دونوں سورتوں کی تلاوت مستحب ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہمارا معمول بھی ہے کہ یہ سورتیں پڑھا کرتا ہوں: ''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَنَا لِقِرَاءَتِهَا كَذَالِكَ مُنْذُ بَلَغْتُ سِنَّ التَّمْیِیْزِ إِلَی الْیَوْمِ. وَأَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی التَّوْفِیْقَ لِمَا بَعْدُ وَالْقَبُوْلَ'' علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بعض شروح بخاری میں دیکھا ہے کہ اگر اس سورۃ تبارک کو کوئی چاند دیکھتے وقت پڑھ لے تو پورے مہینہ کی تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ ''قَالَ الْأَلُوْسِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَرَأَیْتُ فِیْ بَعْضِ شُرُوْحِ الْبُخَارِیِّ نُدِبَ قِرَاءَتُهَا عِنْدَ رُؤْیَةِ الْهِلَالِ رَجَاءَ الْحِفْظِ مِنَ الْمَكَارِهِ فِیْ ذَالِكَ الشَّهْرِ بِبَرَكَةِ اٰیَاتِهَا الثَّلَاثِیْنَ'' (کذا فی الروح، پارہ:۲۹، صفحہ:۳)

اہل اللہ کی صحبت مردودیت سے حفاظت کا ذریعہ ہے

اہل اللہ کی صحبت اور محبت کا ایک انعام مردودیت سے تحفظ عطا ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الملۃ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا حسن العزیز، ملفوظاتِ اشرفیہ،

Marfat.com

صفحہ: ۱۵-۱۶ پر عجیب ارشاد ہے۔ایک صاحب نے دریافت کیا کہ اس شعر کا کیا مفہوم ہے؟

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

ترجمہ: ایک ساعت اولیاء اللہ کی صحبت سو برس کی بے ریاء عبادت سے افضل ہے۔فرمایا کہ صحبتِ اولیاء میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہوجاتی ہے جس سے خروج عن الاسلام (دائرہ اسلام وایمان سے نکل جانا) کا احتمال نہیں رہتا، خواہ گناہ اور فسق و فجور سب کچھ اس سے واقع ہوجاوے لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاوے، مردودیت تک نوبت کبھی نہیں پہنچتی، برخلاف اس کے ہزار برس کی عبادت میں بھی بذاتہٖ یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے۔چنانچہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی لیکن وہ اس کو مردودیت سے نہ روک سکی۔یہی معنی ہیں اس شعر کے۔

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی چیز (یعنی اولیاء اللہ کی صحبت) جو مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کردے (یعنی سوءِ خاتمہ سے نجات دلادے اور حسنِ خاتمہ کی دولت بخشے) ہزاروں سال کی ایسی عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو۔

اور فرمایا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حدیثوں میں تصوف نہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث ہی نہیں جس میں تصوف نہیں۔یعنی ہر حدیث میں تصوف ہے، مگر لوگ تصوف کی حقیقت نہیں جانتے (یعنی ظاہر اور باطن کو سنت اور شریعت کے مطابق رکھنے کا اہتمام) اور فرمایا کہ پہلے میرا یہ خیال تھا کہ شیخ کے پاس رہنے کی ایسی ضرورت نہیں، ذکر و شغل کرتا رہے تو گو شیخ دور ہو کافی ہے،

Marfat.com

لیکن تجربہ سے اب یہ معلوم ہوا کہ جو نفع ذکر و شغل کا شیخ کے پاس رہ کر ہوتا ہے وہ دور رہ کر نہیں ہوتا۔

تاثیرِ صحبت اہل اللہ محتاج دلیل نہیں

حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حسن العزیز صفحہ: ۱۶ پر فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت میں بالخاصہ اثر ہے۔ جیسے مقناطیس میں لوہے کو کھینچنے کا اثر ہے، کوئی خاص وجہ اس اثر کی نہیں بتلائی جاسکتی (بس یہی کہیں گے اللہ تعالیٰ نے مقناطیس میں کشش کا یہ اثر رکھا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی صحبت میں یہ اثر رکھا ہے کہ ان کی صحبت اثر کر ہی جاتی ہے۔ واقعی خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اور فرمایا کہ شیخ کے پاس رہ کر ذکر و شغل کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی مریض طبیب کے پاس رہ کر علاج کرائے اور دوسرا دور رہ کر صرف خط و کتابت سے علاج کرائے، نفع میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ صحبتِ شیخ میں انسان بدون ارادہ غیر شعوری طور پر اس کے اخلاق کو جذب کرتا رہتا ہے۔ اور ایک مثال اور ہے وہ یہ کہ شوہر اور بیوی دور دور رہ کر خط و کتابت سے محبت کرتے رہیں تو کیا اولاد ہوسکتی ہے؟ اسی طرح شیخ کے ساتھ صرف خط و کتاب رکھنے سے کوئی معتد بہ نتیجہ نہیں پیدا ہوسکتا۔ البتہ ایک مرتبہ ایک عرصہ تک پاس رہ لے، پھر خط و کتابت سے کام چل سکتا ہے، پھر ثمرات خاصہ کے لیے گاہے گاہے صحبتِ شیخ ضروری ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ انہی ملفوظات کے آگے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت میں کیمیا کا اثر ہے جس طرح تانبہ پگھلا کر کیمیا کی بوٹی اس میں ڈال دیتے ہیں تو سب سونا بن جاتا ہے۔ اسی طرح ان حضرات کی صحبت میں اسی بوٹی کی طرح اثر ہے پتھر جیسے دل موتی بن جاتے ہیں۔ مولانا رومی

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ ؂

گر تو سنگِ خارہ و مرمر بوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تم پتھر کی طرح بے حس ہو لیکن کسی اہلِ دل کے پاس جب رہو گے تو موتی ہو جاؤ گے۔

عاشقانِ حق کی صحبت حصولِ حلاوتِ ایمان کا ذریعہ ہے

اللہ والوں کی صحبت اور عاشقانِ حق کی معیت سے ایمان کی حلاوت کے علاوہ اعمال میں بھی حلاوت اور ذکر عاشقانہ کی توفیق ہوتی ہے، مسلم شریف کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرَاتُ))

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ، ج:۲، ص:۳۴۱)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سبقت لے گئے مفرّدون لوگ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مفرّدون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر اللہ کرنے والی عورتیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ فضائلِ ذکر میں یہ کیا ہے: ”جو عاشقانہ ذکر کرنے والے ہیں وہ لوگ بازی لے گئے۔“ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں ؂

عام میخوانند ہر دم نام پاک
ایں اثر نہ کند چوں نبود عشقناک

Marfat.com

عام لوگ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نام پاک رٹتے ہیں، مگر حلق کے اوپر سے ۔

مراواری وے برلب نہ دردل
بہ لب ایماں بہ دل ایمانداری

یہ ذکر جو صرف حلق کے اوپر سے نکلتا ہے اور درد بھرے دل سے نہیں نکلتا۔ نفع تو یہ بھی دیتا ہے، مگر نفع کامل نہیں ہوتا، لیکن جب یہ ذکر عشق سے بھرا نکلتا ہے تو پورا اثر کرتا ہے۔

عشقناک مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص لغت ہے، آپ نے خوفناک، غمناک، تشویشناک، دردناک، اندوہناک، تابناک، افسوسناک، شرمناک، غرض بہت سے ناک سنے ہوں گے۔

لیکن واہ رے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ! کیا لغت بیان فرمائی، عشقناک، بے شک مولانا اس کے مصداق تھے، سراپا عاشقِ حق تھے۔

مُفَرِّدُوْنَ کا ترجمہ ''عاشقانہ ذکر کرنے والے'' نہایت عمدہ ترجمہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عاشقانِ خدا بازی لے گئے ۔

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تابہ منزل صرف دیوانے گئے
مستند رستے وہی مانے گئے
جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اس روایت کو دوسری روایت سے حل فرمایا۔ سبحان اللہ! الفاظِ نبوت کو الفاظِ نبوت سے حل فرمایا ہے:

Marfat.com

((وَجَآءَ فِیْ رِوَایَةٍ هُمُ الَّذِیْنَ اهْتَزُّوْا فِیْ ذِکْرِ اللهِ أَیْ لَهِجُوْا بِهٖ))

(نووی شرح مسلم، ج:۹، ص:۴)

مفردون وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جھوم جاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

حل لغت: اہتزاز: حرکت میں آ جانا۔ لَهِجَ یَلْهَجُ (س) فریفتہ ہونا، عاشق ہونا۔

ہر وادیٔ ویراں میں گلستاں نظر آیا
قرباں میں تیرے نام کی لذت پہ خدایا

(اختر)

نام لیتے ہیں نشہ سا چھا گیا　　ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے　　صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

(سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

نامِ حق چوں برزبانم میرود
ہر بُنِ مو از عسل جوے شود

(مثنوی رومی)

جب حق تعالیٰ کا نامِ پاک زبان پر جاری ہوتا ہے تو ہر بن مو ہمارا شہد کا دریا بن جاتا ہے۔

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے
آپ کے نام کی لذت کا سہارا لے کر

(اختر)

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

(دیوانِ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا جو شکر کا خالق ہے؟ اے دل یہ قمر زیادہ حسین ہے یا قمر بنانے والا؟

لذتِ دو جہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے
دونوں جہاں لٹا کے بھی تیرا نہ حق ادا ہوا

(اختر)

ایسے عاشقانہ ذکر کرنے والوں کی صحبت میں جو رہتے ہیں ان کو بھی عاشقانہ ذکر نصیب ہو جاتا ہے اور عاشقانہ عبادت کی مٹھاس مل جاتی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح بے نمازی نمازیوں میں رہنے سے نمازی بن جاتا ہے، اسی طرح غیر عاشقِ حق جب عاشقانِ خدا کی صحبت میں رہتا ہے تو ان کی صحبت کے فیضان سے عاشقِ حق ہو جاتا ہے، مناجات کی لذت، سجدوں کی لذت، تلاوت کی لذت ان حضرات سے ملتی ہے، ان حضرات سے پوچھئے

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

ان حضرات سے پوچھئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کیسے محبوب ہیں؟ ''اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا'' حق تعالیٰ فرماتے ہیں ہماری شان کو ہمارے عاشقین عارفین سے دریافت کرو، کافر مشرک بے خبر کیا جانیں۔ (بیان القرآن)

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''وَالْمُرَادُ فَاسْئَلْ بِرَحْمَتِهٖ وَتَفَاصِيْلِهَا عَارِفًا يُخْبِرْكَ'' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی تفاصیل کسی عارف سے معلوم کرو جو تمہیں آگاہ کرے گا۔ (روح المعانی، جلد:۱۹، صفحہ:۳۹)

حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار کرلیا

Marfat.com

اور ہم کو جو تلاوت میں لطف آتا ہے اگر تم لوگوں کو ملنے لگے تو گریبان پھاڑ کر جنگل بھاگ جاؤ۔ اور فرماتے تھے کہ جب جنت میں حوریں آئیں گی تو میں ان سے کہوں گا: بی! اگر قرآن سننا ہے تو سنو ورنہ اپنا راستہ لو۔

چو حافظ گشت بیخود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی لذت سے مست و سرشار ہوتا ہے تو سلطنتِ کاؤس و کے کو ایک جو کے بدلے بھی شمار نہیں کرتا۔

ولے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ دہلوی سینے میں ایک ایسا دل رکھتا ہے جو حق تعالیٰ کی محبت کے موتی رکھتا ہے، مجھ سے بڑھ کر آسمان کے نیچے کوئی امیر ساماں ہے جو میں رکھتا ہوں۔ ہائے! لیکن یہ دولت متکبروں کو نہیں ملتی اور دنیا پرستوں کو بھی نہیں ملتی۔

سرمدِ غمِ بو الہوس راند ہند
سوزِ غمِ پروانہ مگس راند ہند

اے سرمد! عشقِ حق کا غم لالچی دنیا پرست کو نہیں عطا فرماتے جس طرح پروانہ کا سوزِ غم مکھیوں کو نہیں ملتا۔

ایک عجیب لطیفہ: مکھی کے پر ہیں مگر اس کا نام پروانہ اہلِ لغت نے نہیں رکھا کیونکہ اس کے پر گندگی پر فدا ہوتے ہیں اور پروانہ کو پروانہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے پروں کی پرواز روشنی پر ہے، اس کے پر اس قابل ہیں کہ اس کو پروانہ کہا جائے۔ اسی طرح جو دنیادار ہوتا ہے اس کو اہلِ دل نہیں کہتے اور جو اپنا دل اللہ تعالیٰ پر فدا کرتے ہیں ان کو اہلِ دل کہتے ہیں کہ دل کا حق ادا کیا

Marfat.com

گیا۔ احقر کا شعر ہے ؂

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر دی جس نے جوانی کو
(اختر)

یہ سب کچھ علوم کی باتیں تو ہیں مگر کام جبھی بنتا ہے جب کسی اللہ والے سے تعلق ہوگا ؂

جب کسی سے لو لگائی جائے گی
تب یہ آشفتہ خیالی جائے گی
تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے
جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پایئے
کیوں آپ اہلِ عشق کی محفل میں آیئے

فنائے رائے کی ضرورت و حقیقت

أولی الأمر منکم سے مسئلۂ تصوف، از علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

اہل اللہ اور مشائخ اور مرشدین کی صحبت کی نافعیت کے لیے چار شرائط ہیں: (۱) اطلاعِ حالات (۲) اتباعِ تجویزات (۳) انقیاد (۴) اعتماد ؂

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لیے
اطلاع و اتباع و انقیاد و اعتماد

نوٹ: یہ فنائے رائے تربیت اور اذکار و نوافل میں مطلوب ہے نہ کہ فرائض اور سنت مؤکدہ اور واجبات میں۔ جیسا کہ بعض حقیقت سے بے خبر اس فنائے رائے کو شریعت میں دخل سے تعبیر کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں باب الاشارات کے ذیل میں لکھتے ہیں: "وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" هُمُ الْمَشَايِخُ الْمُرْشِدُوْنَ

Marfat.com

بِاِمْتِثَالِ أَمْرِهِمْ فِيمَا يَرَوْنَهُ صَلَاحًا لَّكُمْ وَتَهْذِيبًا لِأَخْلَاقِكُمْ" اولی الامر کی اطاعت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اپنے مشائخ اور مرشدوں کے ان احکام کی اطاعت کی جاوے جو طالبین کی اصلاح اور تہذیبِ اخلاق کے لیے وہ کرتے ہیں۔

(تفسیر روح المعانی، جلد: ۵، صفحہ: ۸۳)

فوائد علمیہ متفرقہ

نیکیوں سے چھوٹے گناہوں کا مٹ جانا

فائدہ علمیہ (۱): چھوٹے گناہ نیکیوں سے مٹ جاتے ہیں "اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط (الآية)" اَلْمُرَادُ بِالسَّيِّئَاتِ الصَّغَائِرُ بِشَرْطِ اجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ۔ نیکیاں سیئات کو مٹا دیتی ہیں اس سے مراد صغیرہ ہیں، بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا جاوے۔ "فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط" سے تبدیل سیئات کے متعلق یہی جمہور اہلِ سنت کا اعتقاد لکھا ہے جو اوپر مذکور ہے۔ (روح المعانی، پارہ: ۴، صفحہ: ۱۶۹)

حق تعالیٰ کی طرف سے قرآن کی حفاظت کا اعلان

فائدہ علمیہ (۲): "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" أَيْ مِنْ كُلِّ مَا يَقْدَحُ فِيهِ كَالتَّحْرِيفِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ وَغَيْرِ ذَالِكَ حَتّٰى أَنَّ الشَّيْخَ الْمُهِيبَ لَوْ غَيَّرَ نُقْطَةً يَرُدُّ عَلَيْهِ الصِّبْيَانُ وَيَقُوْلُ لَهٗ مَنْ كَانَ: الصَّوَابُ كَذَا۔

وَجَوَّزَ غَيْرُ وَاحِدٍ أَنْ يُّرَادَ حِفْظُهٗ بِالْإِعْجَازِ فِي كُلِّ وَقْتٍ كَمَا تَدُلُّ عَلَيْهِ الْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ وَّتَحْرِيفٍ وَّتَبْدِيلٍ، وَلَمْ يَحْفَظْ سُبْحَانَهٗ كِتَابًا مِّنَ الْكُتُبِ كَذَالِكَ بَلِ اسْتَحْفَظَهَا جَلَّ وَعَلَا الرَّبَّانِيِّيْنَ وَالْأَحْبَارَ، فَوَقَعَ فِيهَا مَاوَقَعَ، وَتَوَلّٰى حِفْظَ الْقُرْاٰنِ بِنَفْسِهٖ

Marfat.com

سُبْحَانَهٗ فَلَمْ يَزَلْ مَحْفُوظًا أَوَّلًا وَّاٰخِرًا۔

نَحْنُ نَزَّلْنَا بِصِيْغَةِ الْجَمْعِ تَعْظِيْمًا لِشَأْنِهٖ "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" أَیْ فِیْ قُلُوْبِ أَوْلِيَآءِ نَا فَهِیَ خَزَائِنُ أَسْرَارِنَا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی ہر تحریف، زیادتی ونقصان وغیرہ سے حفاظت کریں گے، یہاں تک کہ اگر کوئی ہیبت ناک شیخ بھی ایک نقطہ قرآن پاک میں تبدیل کردے تو ایک بچہ حافظِ قرآن اس کی غلطی کو رد کردے گا اور بتادے گا کہ صحیح اس طرح ہے چونکہ جملہ اسمیہ سے حفاظت کا وعدہ ہے، اس لیے قیامت تک قرآن پاک کے الفاظ اور معانی میں تحریف نہ ہوسکے گی۔ قرآن پاک سے قبل کسی آسمانی کتاب کا اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا ذمہ نہ لیا تھا بلکہ ان کی حفاظت وقت کے علماء اور احبار کیا کرتے تھے، لیکن قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے، اس لیے ہمیشہ محفوظ رہے گا اوّل تا آخر۔ ''وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' یعنی اس کی حفاظت ہم اپنے اولیاء کے قلوب میں کریں گے جو ہمارے اسرار کے خزانے ہیں۔

(روح المعانی، پارہ: ۱۴، صفحہ: ۵۴-۱۶)

تلوین و تمکین

فائدہ علمیہ (۳): ہر تلوین مذموم نہیں بعض تلوین تمکین سے افضل ہے۔

قَالَ اللهُ تَعَالٰی شَأْنُهٗ: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأْنٍ (پارہ: ۲۷) كُلَّ يَوْمٍ أَیْ كُلَّ وَقْتٍ مِّنَ الْأَوْقَاتِ وَلَحْظَةٍ مِّنَ اللَّحَظَاتِ، وَأَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِيْخِهٖ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَجَمَاعَةٌ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهٗ قَالَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ''مِنْ شَانِهٖ أَنْ يَّغْفِرَ ذَنْبًا، وَيُفَرِّجَ كَرْبًا، وَيَرْفَعَ قَوْمًا، وَيَضَعَ اٰخَرِيْنَ'' زَادَ الْبَزَّارُ ''وَيُجِيْبَ دَاعِيًا'' وَقِيْلَ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰی فِیْ كُلِّ يَوْمٍ ثَلٰثَ عَسَاكِرَ، عَسْكَرٌ مِنَ الْأَصْلَابِ إِلَى

Marfat.com

الْأَرْحَامِ، وَعَسْكَرٌ مِنَ الْأَرْحَامِ إِلَى الدُّنْيَا. وَعَسْكَرٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَى الْقُبُوْرِ وَالظَّاهِرُ إِنَّ الْمُرَادَ بَيَانُ كَثْرَةِ شُئُوْنِهٖ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا. فَكُلَّ يَوْمٍ عَلٰى مَعْنٰى كُلِّ وَقْتٍ مِّنْ أَوْقَاتِ الدُّنْيَا۔

وَاسْتَدَلَّ الشَّيْخُ الْأَكْبَرُ مُحْيِ الدِّيْنِ. قُدِّسَ سِرُّهٗ. بِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ) عَلٰى شَرَفِ التَّلْوِيْنِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی اک نئی شان کا ظہور فرماتے ہیں، پس یوم بمعنی 'دن' نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تجلیات نو بہ نو کا ظہور مراد ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور کثیر جماعت نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت کسی کی خطائیں معاف فرماتے ہیں، کسی کی تکلیف دور فرماتے ہیں، کسی قوم کو عزت و بلندی عطا فرماتے ہیں اور کسی قوم کو ذلیل فرماتے ہیں اور بزاز نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اور دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے تین لشکر ہیں، ایک لشکر باپ کے اصلاب سے ماں کے ارحام میں آتا ہے۔ دوسرا لشکر ماں کے پیٹ سے دنیا میں وجود پاتا ہے۔ تیسرا لشکر دنیا سے قبروں میں جاتا ہے۔ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ ہر وقت شئون مختلفہ کا ظہور بارگاہِ حق سے دنیا میں ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین اکبر نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے شرف تلوین پر۔ (روح المعانی، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۱۱۰، ۱۲۸)

تشریح از احقر: ہر تلوین مذموم نہیں جو تلوین حسن سے قبیح کی طرف ہوتی ہے وہ مذموم ہے اور جو تلوین حسن سے احسن کی طرف ہو تو وہ احسن ہے پس "اِنْتِقَالُ لَوْنٍ مِنْ لَوْنٍ اٰخَرَ اِذَا كَانَ مِنَ الْحَسَنِ اِلَى الْقَبِيْحِ فَهُوَ مَذْمُوْمٌ. وَ

Marfat.com

إِذَا كَانَ مِنَ الْحَسَنِ إِلَى الْأَحْسَنِ فَهُوَ مَحْمُوْدٌ" شیخ اکبر نے صوفیائے کرام کے اس قول کی اصلاح فرمائی ہے کہ ہر تلوین تمکین سے افضل نہیں، اگر نئی شان ماضی کی شان سے احسن ہو تو وہ افضل اور اشرف ہے۔

دو شخصوں کا ایک ساتھ سلام کرنے کا حکم

فائدہ علمیہ (۴): إِذَا سَلَّمَ الْمُتَلَاقِيَانِ دَفْعَةً وَّاحِدَةً يَجِبُ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ أَنْ يَّرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهٖ۔ (مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۵۵)

ترجمہ: جب دو آدمی بوقت ملاقات ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہیں تو ہر ایک پر جواب وعلیکم السلام واجب ہو جائے گا۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع کا طریقہ

فائدہ علمیہ (۵): جب کوئی نماز بیٹھ کر پڑھے تو رکوع میں کتنا جھکنا چاہیے؟ اس مسئلہ کو نہ جاننے کے سبب اکثر لوگ بالخصوص صاحب توند بلاوجہ مشقت اُٹھاتے ہیں اور بہت زیادہ جھکتے ہیں کہ پیٹ دبنے لگتا ہے اور بعضے تو سُرین بھی اُٹھاتے ہیں حالانکہ مسئلہ صرف یوں ہے کہ اتنا جھکے کہ سر گھٹنوں کے مقابلے میں آ جاوے جو بہت آسان ہے، علم صحیح سے آرام اُٹھائیے۔ "فَإِنْ رَكَعَ جَالِسًا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّحَاذِيَ جَبْهَتَهٗ رُكْبَتَيْهِ لِيَحْصُلَ الرُّكُوْعُ، وَلَعَلَّ مُرَادَهٗ اِنْحِنَاءُ الظَّهْرِ عَمَلًا بِالْحَقِيْقَةِ ،لَا أَنَّهٗ يُبَالِغُ فِيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ قَرِيْبًا مِنَ السُّجُوْدِ۔" (احسن الفتاویٰ، جلد: ۳، صفحہ: ۳۱- طحطاوی علی المراقی: ۱۲۵)

سجدہ کرنے کا مسنون طریقہ

فائدہ علمیہ (۶): سجدہ کی طرف جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کمر کو بالکل سیدھا رکھے، گھٹنے زمین پر رکھنے سے پہلے کمر میں خم نہ آنے پاوے، اگر تھوڑا سا بھی جھکا تو تکرار رکوع لازم آوے گا، ضعفاء بوڑھے مستثنیٰ ہیں۔ "قَالَ

Marfat.com

فِي الشَّامِيَّةِ: وَيَخِرُّ لِلسُّجُوْدِ قَائِمًا مُسْتَوِيًا لَا مُنْحَنِيًا لِئَلَّا يَزِيْدَ رُكُوْعًا أُخْرٰى" (ردالمحتار، جلد:۱، صفحہ:۴۶۵ و احسن الفتاویٰ، جلد:۳، صفحہ:۳۳)

وجوبِ سجدۂ سہو کی ایک صورت

فائدہ علمیہ (۷): جہری نماز میں سرًّا پڑھنا اور سرّی نماز میں جہراً پڑھنا تیس حروف کے برابر یا تیس سے زائد پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ پس انتیس حروف تک سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اور انتیس حروف الحمد للہ سے الرحمن تک ہوتے ہیں۔ اگر اس کے آگے ایک حرف بھی پڑھ گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ، جلد:۴، صفحہ:۳۱)

عالم بے عمل بالاجماع جاہل ہے

فائدہ علمیہ (۸): "قَالَ قَتَادَةُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كُلُّ مَنْ عَصَى اللهَ فَهُوَ جَاهِلٌ۔"

ترجمہ: حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۱۳۲)

بیت الخلاء سے نکلنے پر "غُفْرَانَكَ" کہنے کی حکمتیں

فائدہ علمیہ (۹): بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد غُفْرَانَكَ یعنی مغفرت طلب کرنے کی ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو حکمتیں بیان کی ہیں:

(۱)...... اتنی دیر تک ذکر سے محروم رہنے پر استغفار کیا گیا۔

(۲)...... غذا کا معدہ میں داخل ہونے کے بعد راحت سے ہضم ہو کر گندی چیزوں کے خارج ہونے تک جسم کے اندر جو عجیب انتظام رکھا گیا ہے اور ہم کو اس میں کچھ دخل بھی نہیں، اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ہم سے ادا نہیں ہو سکتا، اس لیے

Marfat.com

استغفار کیا گیا۔

تیسری وجہ احقر عرض کرتا ہے۔ وہ یہ کہ ستر کھلنے پر وساوس شہوات وغیرہ آ گئے ہوں اور نفس نے ناجائز استلذاذ کر لیا ہو تو اس پر بھی استغفار کیا جاوے۔

حدیث پاک ''مَدْفُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ'' کی شرح

فائدہ علمیہ (۱۰):

((رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء)

ترجمہ: بہت سے مقبول بندے جو پراگندہ بال پراگندہ حال گرد و غبار والے ہر دروازہ سے دفع کیے ہوئے اگر قسم کھالیں کسی بات پر تو حق تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں۔

اس پر اشکال ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو دروازہ دروازہ دھکے کھلاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز یہ مطلب اس حدیث کا نہیں۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْهُ أَنَّهُ يَأْتِيْ أَبْوَابَ أَرْبَابِ الدُّنْيَا، فَيَطْرُدُوْنَهُ عَنْهَا، وَيَدْفَعُوْنَهُ عَنْ دُخُوْلِهَا فَإِنَّ الْأَوْلِيَاءَ مَحْفُوْظُوْنَ عَنْ هٰذِهِ الْمَذَلَّةِ، وَالْمَعْنٰى أَنَّهُ لَا يُدْخِلُهُ أَحَدٌ فِيْ بَيْتِهٖ لَوْ فُرِضَ وُقُوْفُهٗ عَلٰى بَابِهٖ مِنْ غَايَةِ حِقَارَتِهٖ فِيْ نَظَرِ النَّاسِ، وَذَالِكَ لِمَا أَرَادَ اللهُ سِتْرَ حَالِهٖ عَنِ الْخَلْقِ''

ترجمہ: اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ تعالیٰ، اولیاء اللہ دروازہ دروازہ پھرتے اور دھکے کھاتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ ایسی ذلتوں سے محفوظ ہیں بلکہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ وہ کسی امیر کے دروازے پر کھڑے ہوں تو وہ حقارت کے سبب ان کو اپنے گھر میں اور محافل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے اور یہ معاملہ ان اولیاء کے ساتھ ہے جن کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

شانہٗ مخلوق سے چھپا کر رکھنے کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ (مرقاۃ، جلد: ۱۰، صفحہ: ۱)

مسکین کے معنیٰ

فائدہ علمیہ (۱۱):

((اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء)

اس دعا پر کہ اے خدا! ہم کو مسکین زندہ رکھئے کیا کوئی آمین کہہ سکتا ہے؟ بالخصوص مالدار تو یہ دعا سن کر کانپ اُٹھے گا۔ تو بات یہ ہے کہ اس حدیث کے مفہوم سے ناواقفیت اس کا سبب ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ آدمی مفلس اور تنگدست ہوجاوے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ: ''اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا'' أَيْ اِجْعَلْنِيْ مُتَوَاضِعًا. لَا جَبَّارًا مُّتَكَبِّرًا''

حل لغات: اَلْمِسْكِيْنُ مِنْ مَادَّةِ الْمَسْكَنَةِ، وَهُوَ التَّوَاضُعُ عَلٰى وَجْهِ الْمُبَالَغَةِ۔ (مرقاۃ، جلد: ۱۰، صفحہ: ۱۱)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو مسکین بنائیے یعنی ہم کو متواضع بنا دیجیے، جبار اور متکبر نہ بنائیے۔ مسکین مسکنت سے ہے اور اس کا مفہوم غایتِ تواضع اور کمالِ فنائیت اور عبدیت ہے۔

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

اسبالِ ازار کے حرام ہونے کی وجوہات

فائدہ علمیہ (۱۲): اسبالِ ازار چار وجوہ سے حرام ہے:

(۱) مِنْ جِهَةِ الْإِسْرَافِ (۲) مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِالنِّسَآءِ (۳) مِنْ جِهَةِ التَّلَوُّثِ

Marfat.com

بِالنَّجَاسَةِ (۴) مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِوَضْعِ الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ بالترتیب (۱) اسراف (۲) عورتوں سے مشابہت (۳) تلوث نجاست (۴) مشابہت متکبرین۔

(فتح الباری، کتاب اللباس، جلد:۱۰، صفحہ:۲۶۴)

فیصلہ حافظ ابن حجر عسقلانی: وَأَمَّا الْإِسْبَالُ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ فَظَاهِرُ الْأَحَادِيْثِ تَحْرِيْمُهُ أَيْضًا۔ بدون تکبر کے بھی اگر ٹخنہ چھپائے تو بھی حرام ہے۔ (بحوالہ بالا)

بدون شملہ بھی عمامہ باندھنا مسنون ہے

فائدہ علمیہ (۱۳): بدون شملہ عمامہ باندھنا بھی مسنون ہے اور شملہ کے ساتھ باندھنا بھی مسنون ہے۔ عِمامة: (بکسر العین) (مرقاۃ، جلد:۸، صفحہ:۲۵۰)

حسنِ اخلاق

فائدہ علمیہ (۱۴): جس عورت کے متعدد شوہر ہوں گے وہ قیامت کے دن اچھے اخلاق والے کا انتخاب کرے گی۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۱۷۳)

حسین امرد کو دیکھنا حرام ہے

فائدہ علمیہ (۱۵): امرد حسین کو دیکھنا ہر صورت میں حرام ہے خواہ فتنہ سے امن اور اطمینان ہی کیوں نہ ہو۔ هٰذَا، وَهُوَ الْمَذْهَبُ الْمُخْتَارُ يَحْرُمُ النَّظَرُ إِلَى الْأَمْرَدِ الْحَسَنِ، أَمِنَ الْفِتْنَةَ أَمْ لَا؛ هٰذَا، وَهُوَ الْمَذْهَبُ الْمُخْتَارُ۔

(مرقاۃ، جلد:۶، صفحہ:۱۹۶)

خطبہ جمعہ کے وقت امام سلام نہ کرے

فائدہ علمیہ (۱۶): اَلْإِمَامُ لَا يُسَلِّمُ الْقَوْمَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ۔ امام جب منبر پر بیٹھ جائے تو سلام قوم کو نہ کرے۔ (مرقاۃ، جلد:۳، صفحہ:۲۷۰)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ارشاد

فائدہ علمیہ (۱۷): مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ حَسَنٌ۔ یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ہے۔ ''اَلْمُرَادُ بِالْمُسْلِمِیْنَ الْعُلَمَآءُ الْاَتْقِیَآءُ'' سب مسلمان جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اچھا ہے اور مراد مسلموں سے علماء متقین ہیں۔ (مرقاۃ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۵۴)

جمہوریت اور سوادِ اعظم کیا ہے؟

فائدہ علمیہ (۱۸): حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرف حق ہو وہی سوادِ اعظم ہے، خواہ ایک شخص ہو۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا جہاد کا فیصلہ فرمالینا سوادِ اعظم تھا۔ پس سوادِ اعظم سے مراد بیاضِ اعظم ہے۔

ایک نصرانی کا اسلام لانا

فائدہ علمیہ (۱۹): ایک قاری نے تلاوت کی: ''وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط'' نصرانی نے کہا کہ یہی تو ہمارا مذہب ہے۔ مِنْہُ سے مراد حق تعالیٰ کے جزء ہیں۔ قاری نے فوراً تلاوت کیا: ''وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ ط'' بس ایمان لایا۔

چند اسمائے الٰہیہ کے مفاہیم اور معانی

فائدہ علمیہ (۲۰): اَلْکَرِیْمُ: ھُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ اسْتِحْقَاقٍ وَمِنَّۃٍ۔

اَلْحَلِیْمُ: ھُوَ الَّذِیْ لَا یَعْجَلُ بِالْعُقُوْبَۃِ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

کریم وہ ہے جو بدون صلاحیت اور استحقاق عطا فرمائے اور حلیم وہ ہے جو سزا

Marfat.com

دینے میں جلدی نہ کرے۔

وَاحِدٌ اور اَحَدٌ کا فرق: واحد کا اطلاق کثیر پر بھی ہوتا ہے جیسے وَاحِد مائة ایک سو۔ وَاحِد الف ایک ہزار۔ اور اَحَد کا اطلاق صرف حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ (روح المعانی، پارہ: ۳۰، سورۂ اخلاص)

اَلرَّحْمٰنُ اور اَلرَّحِیْمُ کا فرق: الرحمن حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور الرحیم کا مخلوق پر بھی استعمال جائز ہے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف اور رحیم فرمایا گیا۔ الرحیم کی رحمت کبھی الم اور تکلیف کے ساتھ بھی شامل ہو جاتی ہے جیسے دوائے تلخ پینا "رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ اَیْضًا قَدْ تُمْزَجُ بِالْاَلَمِ كَشُرْبِ الدَّوَاءِ الْكَرِهِ الطَّعْمِ وَالرَّائِحَةِ فَاِنَّهٗ وَاِنْ كَانَ رَحْمَةً بِالْمَرِيْضِ لٰكِنَّ فِيْهِ مَا لَا يُلَائِمُ طَبْعَهٗ، وَرَحْمَةُ الرَّحِيْمِ لَا يُمَازِجُهَا شَوْبٌ، فَهِيَ مَحْضُ النِّعْمَةِ، وَلَا تُوْجَدُ اِلَّا عِنْدَ اَهْلِ السَّعَادَاتِ الْكَامِلَةِ"

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا سُعَدَاءَ الدَّارَيْنِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (روح المعانی، پارہ: ۱، صفحہ: ۸۲)

ترجمہ: رحمن کی رحمت کبھی تکلیف مفیدہ کو شامل ہوتی ہے، جیسے دوائے تلخ پینا مریض کے لیے رحمت ہے، لیکن کلفت بھی ہے۔ برعکس رحیم کی رحمت کے کہ وہ خاص راحت و نعمت ہے اور یہ اہلِ سعادت حضرات کو عطا ہوتی ہے۔

اے اللہ! ہم کو بھی دونوں جہاں کے سعیدوں میں شامل فرما، صدقے میں حرمت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

مَلِیْکٌ اور مَلِکٌ کا فرق: ملک: صاحبِ ملک۔ اور ملیک: صاحب مملکت عظیمہ۔

قَادِرٌ اور مُقْتَدِرٌ کا فرق: قادر: صاحبِ قدرت۔ اور مقتدر: صاحبِ قدرتِ عظیمہ۔

Marfat.com

اَلصَّمَدُ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نام مبارک کے یہ معنی بتائے ہیں: ''اَلْمُسْتَغْنِیُّ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَالْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ۔'' صمد وہ ذات ہے جو سب سے مستغنی ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔ (روح المعانی، پارہ:۳۰)

اَلْقُدُّوْسُ السَّلَامُ: القدوس: جو ماضی میں عیب سے پاک ہو۔ السلام: جو مستقبل میں عیب سے منزہ ہو۔ (بیان القرآن، سورۃ حشر ماخوذ من تفسیر خازن)

اَلسَّلَامُ: اَلَّذِیْ یُسَلِّمُ اَوْلِیَآءَہٗ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ فَیَسْلَمُوْنَ مِنْ کُلِّ مُخَوِّفٍ، وہ ذات جو اپنے اولیاء کو ہر آفت سے محفوظ رکھے جس سے وہ ہر مخوف (ڈرانے والے) سے محفوظ رہیں۔ (روح المعانی)

اَلْجَبَّارُ: اَلَّذِیْ یُصْلِحُ اَحْوَالَ خَلْقِہٖ بِقُدْرَتِہِ الْقَاھِرَۃِ، وہ ذات جو اپنی مخلوق کی ہر بگڑی اور خرابی کو درست کر دے اپنی قدرت کاملہ سے۔

(روح المعانی و بیان القرآن)

اَلْمُتَکَبِّرُ: عظمت والا۔ (روح المعانی و بیان القرآن)

رَءُوْف اور رَحِیْم کا فرق: رأفت کی رحمت مضرت سے حفاظت کرنے والی رحمت کا نام ہے اور رحیم کی رحمت مفید امور کو مہیا کرنے والی رحمت کا نام ہے۔ ''رَأْفَۃٌ شَفَقَۃٌ وَشِدَّۃُ الرَّحْمَۃِ وَمِنْ اٰثَارِھَا: دَفْعُ الْمَضَارِّ وَ تَأْخِیْرُ الرَّحْمَۃِ بِاِعْتِبَارِ اَنَّ اٰثَارَھَا جَلْبُ الْمَنَافِعِ وَالْاَوَّلُ اَھَمُّ مِنَ الثَّانِیْ۔''

(روح المعانی، پارہ:۱۱، صفحہ:۵۲)

حضرت خضر علیہ السلام کی دعا

فائدہ علمیہ (۲۱): حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کررہا تھا۔ ایک آدمی کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعا کررہا تھا: ''یَا مَنْ لَّا یَشْغَلُہٗ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ، وَ یَا مَنْ لَّا تُغْلِطُہُ الْمَسَائِلُ، وَ یَا مَنْ لَّا یَتَبَرَّمُ بِاِلْحَاحِ الْمُلِحِّیْنَ اَذِقْنِیْ بَرْدَ عَفْوِکَ وَحَلَاوَۃَ رَحْمَتِکَ'' میں نے کہا اے اللہ کے

Marfat.com

بندے! دوبارہ یہ دعا مجھے سناؤ۔ انہوں نے کہا کیا آپ نے سن لیا؟ میں نے کہا ہاں! کہا خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں خضر کی جان ہے (اور یہ خضر ہی تھے) جو بندہ اس دعا کو ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھ لے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ ریت کے ذرّوں کے برابر ہوں اور بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔

(روح المعانی، جلد:۱۵، صفحہ:۳۲۲)

دعا کا ترجمہ: اے وہ ذات کہ نہیں مشغول کرتا ہے اس کو کسی کی بات کا سننا، کسی دوسرے کی بات سننے سے اور اے وہ ذات! کہ نہ وہ غلطی میں ڈالے اس کو مسائل، اور اے وہ ذات! کہ نہ پریشان ہو گڑ گڑا کر مانگنے والوں کی الحاح سے۔ اپنی معافی کی ٹھنڈک مجھ کو عطا فرمایئے اور اپنی رحمت کی حلاوت (مٹھاس) عطا فرمایئے۔ (روح المعانی، جلد:۱۵، صفحہ:۳۲۲)

تشریح: انسان بیک وقت بہت سے آدمیوں کی بات نہیں سن سکتا اور حق تعالیٰ بیک وقت بے شمار مخلوق کی بات سنتے ہیں اور انسان بار بار مانگنے والے سے زچ (تنگ) ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ بار بار مانگنے والوں سے اور الحاح کرنے والوں سے زچ (تنگ) نہیں ہوتے بلکہ محبت فرماتے ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے وِرد سے حصولِ مغفرت

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ستر ہزار بار جو پڑھ لے یا جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو جاوے گی۔

حکایت: قَالَ الشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ بْنُ الْعَرَبِیْ: اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- اَنَّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا غُفِرَ لَہٗ وَمَنْ قِیْلَ لَہٗ غُفِرَ لَہٗ اَیْضًا. فَکُنْتُ ذَکَرْتُ التَّھْلِیْلَۃَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِیِّ مِنْ غَیْرِ اَنْ اَنْوِیَ لِاَحَدٍ بِالْخُصُوْصِ. بَلْ عَلَی الْوَجْہِ الْاِجْمَالِیِّ. فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ

Marfat.com

الْأَصْحَابِ. وَفِيهِمْ شَابٌّ مَشْهُوْرٌ بِالْكَشْفِ. فَإِذَا هُوَ فِيْ أَثْنَاءِ الْأَكْلِ أَظْهَرَ الْبُكَاءَ. فَسَأَلْتُهُ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ: أَرٰى أُمِّيْ فِي الْعَذَابِ: فَوَهَبْتُ فِيْ بَاطِنِيْ ثَوَابَ التَّهْلِيْلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ لَهَا. فَضَحِكَ وَقَالَ: إِنِّيْ أَرَاهَا الْاٰنَ فِيْ حُسْنِ الْمَاٰبِ. قَالَ الشَّيْخُ: فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِيْثِ بِصِحَّةِ كَشْفِهٖ وَصِحَّةَ كَشْفِهٖ بِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ.

مختصر ترجمہ: حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھ لے یا کسی کے لیے پڑھ لیا جاوے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور میں یہ کلمہ پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن کچھ احباب کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جس میں ایک جوان جو کشف میں مشہور تھا، رونے لگا۔ میں نے سبب معلوم کیا تو کہا میری ماں کو عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے دل میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے اپنے پڑھے ہوئے کلمہ تہلیل سے ستر ہزار کا ثواب اس کی ماں کو دے دیا۔ بس فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور میں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ میں اپنی ماں کو بہتر ٹھکانے میں (یعنی جنت میں) دیکھ رہا ہوں۔ شیخ فرماتے ہیں کہ پس صحت حدیث کو میں نے پہچانا، اس کے کشف کی صحت سے اور اس کے کشف کی صحت کو صحت حدیث سے۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد: ۳، صفحہ: ۹۸)

فائدہ: احقر عرض کرتا ہے کہ اگر ہر روز پانچ سو بار کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھ لیا جاوے تو پانچ ماہ میں پچھتر ہزار جمع ہو جاوے گا اور ہر پانچ ماہ پر اپنے باپ دادا، نانا جس کو چاہیے بخشتے رہیے۔ اس کلمہ کی قیمت عظیم الشان ہے۔ نوّے سال کا کافر اس کلمہ کو پڑھ کر جنتی ہو جاتا ہے۔ (یعنی محمد رسول اللہ کے ساتھ پڑھ کر)

شکور کی تعریف اور حکایت عجیب

اللہ تعالیٰ شکور ہیں اور شکور کی تعریف مرقاۃ میں یہ ہے کہ: ''اَلَّذِیْ

Marfat.com

يُعْطِي الْأَجْرَ الْجَزِيْلَ عَلَى الْأَمْرِ الْقَلِيْلِ" جو قلیل عمل پر عظیم جزاء عطا فرماوے اس کو شکور کہتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ: " أَنَّ رَجُلاً رُئِيَ فِي الْمَنَامِ. فَقِيْلَ لَهُ: مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ. فَقَالَ: حَاسَبَنِيْ، فَخَفَّتْ كِفَّةُ حَسَنَاتِيْ، فَوَقَعَتْ فِيْهَا صُرَّةٌ، فَثَقُلَتْ. فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؛ قَالَ: كَفُّ تُرَابٍ أَلْقَيْتَهُ فِي قَبْرِ مُسْلِمٍ" ایک شخص کو خواب میں دیکھا گیا۔ دریافت کیا گیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا میرا حساب ہوا، پس میں ڈر گیا کہ نیکیوں کا پلہ ہلکا تھا۔ اچانک اس میں مٹی کی تھیلی آ گری اور وزن نیکیوں کا بڑھ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تھیلی کہاں سے آ گئی؟ ارشاد ہوا کہ یہ وہ مٹی ہے جو تو نے کسی مسلمان کی قبر میں ڈالی تھی۔

(مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۸۵)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثواب

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ثواب اور وزن ساتوں آسمان اور زمین سے زیادہ ہونے کا سبب:

((عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ مُوْسٰى -عَلَيْهِ السَّلَامُ- يَارَبِّ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَذْكُرُكَ بِهٖ، أَوْ أَدْعُوْكَ بِهٖ. فَقَالَ: يَامُوْسٰى، قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. فَقَالَ: يَارَبِّ، كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا، إِنَّمَا أُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ قَالَ: يَامُوْسٰى، لَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِيْ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِيْ كِفَّةٍ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كِفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۲۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! مجھے

Marfat.com

کوئی چیز سکھا دیجیے کہ آپ کو اس کے ذریعہ یاد کروں یا پکارا کروں۔ ارشاد ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! یہ تو ساری دنیا کہتی ہے، میں تو کوئی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھ ہی کو عطا ہو۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے رہنے والے ہمارے علاوہ اور ساتوں زمین ایک پلہ پر رکھے جاویں (کِفّة بکسر الکاف) اور دوسرے پلہ پر ہمارا یہ کلمہ رکھ دیا جاوے لا الٰہ الا اللہ تو یہ پلّہ بھاری ہو جاوے گا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے وزنی ہونے کا سبب یہ ہے کہ ''لِأَنَّ جَمِيعَ مَا سِوَى اللهِ تَعَالٰى بِالنَّظَرِ إِلٰى وُجُودِهٖ تَعَالٰى كَالْمَعْدُوْمِ إِذْ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ، وَالْمَعْدُوْمُ لَا يُوَازِنُ الثَّابِتَ الْمَوْجُوْدَ (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۱۱۴)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام موجودات فانی اور معدوم ہیں اور معدوم کو وجود کے ساتھ وزن نہیں کیا جاتا۔

تسبیح کا ثبوت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے (نزولِ حجاب سے قبل، نیز لازم نہیں پاس آنا رویت کو) اور اس کے ہاتھ میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جس سے وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''وَهٰذَا أَصْلٌ صَحِيحٌ لِتَجْوِيزِ السُّبْحَةِ بِتَقْرِيرِهٖ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَإِنَّهٗ فِي مَعْنَاهَا إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَنْظُوْمَةِ وَالْمَنْثُوْرَةِ فِيمَا يُعَدُّ بِهٖ، وَلَا يُعْتَدُّ بِقَوْلِ مَنْ عَدَّهَا بِدْعَةً، وَقَدْ قَالَ الْمَشَايِخُ: إِنَّهَا سَوْطُ الشَّيْطَانِ، وَرُوِيَ أَنَّهٗ رُؤِيَ مَعَ الْجُنَيْدِ سُبْحَةٌ فِي يَدِهٖ حَالَ انْتِهَائِهٖ، فَسُئِلَ عَنْهُ، فَقَالَ: شَيْءٌ وَصَلْنَا بِهٖ إِلَى اللهِ كَيْفَ نَتْرُكُهٗ'' ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

یہ حدیث اصل ہے بزرگوں کے تسبیح رکھنے کی۔ پس تحقیق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت بھی جواز کی دلیل ہے خواہ تسبیح کے دانے الگ الگ ہوں یا پرو دیئے گئے ہوں۔ اس میں کوئی فرق نہیں اور یہ قول ناقابل توجہ ہے جو تسبیح کو بدعت کہتے ہیں۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ تسبیح شیطان کے لیے کوڑا ہے یعنی غفلت نہیں پیدا ہونے دیتی۔

روایت ہے کہ حضرت جنید کو دیکھا گیا کہ جب وہ کامل ہوگئے تو ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی گئی۔ کہا گیا اب کیا ضرورت ہے؟ فرمایا: اسی کی برکت سے تو واصل ہوئے، اس محسنہ کو کیسے چھوڑ دوں؟ (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۱۱۵)

ذکر میں دل لگانے کا طریقہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ سے ان کے مرید نے شکایت کی کہ دل ذکر میں حاضر نہیں رہتا۔ فرمایا کہ اس بات کا شکر کرو کہ ایک عضو (زبان) کو ذکر میں اللہ تعالیٰ نے لگا دیا ہے اور دل کی توجہ کی دعا کرتے رہو۔

احقر عرض کرتا ہے کہ شکر پر وعدہ ہے زیادہ عطا فرمانے کا، پس ذکر لسانی پر شکر کی برکت سے قلب کی حضوری کی نعمت بھی زیادہ عطا فرمانے کے وعدہ کے ساتھ آجاوے گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

جو شخص یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں وزن کیا جاوے، اس کو چاہیے کہ مجلس کے ختم پر یہ آیات پڑھ لیا کرے:

{سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝}

[سورۃ الصافات، آیت: ۱۸۰ تا ۱۸۲]

(فضائلِ ذکر)

Marfat.com

ولی کس کو کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ''ولی'' بھی ہے۔ اَلْوَلِیُّ أَیِ الْمُحِبُّ لِأَوْلِیَآئِهِ النَّاصِرُ لَهُمْ عَلٰی أَعْدَآئِهِمْ، ولی وہ ہے جو اپنے دوستوں سے محبت کرتا ہو اور مدد کرتا ہو ان کی دشمنوں پر۔

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا ولی بناتے ہیں اس کو ظلمات سے انوار کی طرف نکالتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

{اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ}

[سورۃ البقرۃ آیت:۲۵۷]

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو ولی بناتے ہیں اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ:

أَنْ یُّدِیْمَ تَوْفِیْقَهٗ حَتّٰی لَوْ أَرَادَ سُوْءً وَقَصَدَ مَحْظُوْرًا عَصَمَهٗ عَنِ ارْتِکَابِهٖ، وَلَوْ جَنَحَ إِلٰی تَقْصِیْرٍ فِیْ طَاعَتِهٖ أَبٰی إِلَّا تَوْفِیْقًا لَّهٗ، وَتَأْیِیْدًا، وَهٰذَا مِنْ أَمَارَاتِ السَّعَادَةِ، وَعَکْسُ هٰذَا مِنْ أَمَارَاتِ الشَّقَاوَةِ، وَمِنْ أَمَارَاتِ وِلَایَتِهٖ: أَنْ یَّرْزُقَهٗ مَوَدَّةً فِیْ قُلُوْبِ أَوْلِیَآئِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ یَنْظُرُ إِلٰی قُلُوْبِ أَوْلِیَآئِهٖ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ، فَإِذَا رَأٰی فِیْ قُلُوْبِهِمْ لِعَبْدٍ مَحَلًّا یَنْظُرُ إِلَیْهِ بِاللُّطْفِ وَإِذَا رَأٰی هِمَّةَ وَلِیٍّ مِنْ أَوْلِیَآئِهٖ لِشَأْنِ عَبْدٍ، أَوْ سَمِعَ دُعَآءَ وَلِیٍّ فِیْ شَأْنِ شَخْصٍ یَأْبٰی إِلَّا الْفَضْلَ وَالْإِحْسَانَ إِلَیْهِ أَجْرٰی بِذٰلِكَ سُنَّتَهُ الْکَرِیْمَةَ. وَسَمِعْتُ الشَّیْخَ أَبَا عَلِیِّ الدَّقَّاقِ. رَحِمَهُ اللّٰهُ. یَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ وَلِیًّا مِّنْ أَوْلِیَاءِ اللّٰهِ مَرَّ بِبَلْدَةٍ لَنَالَ بَرَکَةَ مُرُوْرِهٖ أَهْلُ تِلْكَ الْبَلْدَةِ حَتّٰی یَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ، وَمِنْ خُصُوْصِیَّاتِ الْوِلَایَةِ: أَنَّ أَهْلَهَا مُنَزَّهُوْنَ عَنِ الذُّلِّ، فَأَوْلِیَآءُ اللّٰهِ تَعَالٰی دَائِمًا مُسْتَغْرِقُوْنَ فِیْ عِزِّ مَوْلَاهُمْ فِیْ دُنْیَاهُمْ وَأُخْرَاهُمْ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ - وَجَعَلَنَا مِنْهُمْ بِمَنِّهٖ وَکَرَمِهٖ۔ (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۹۲)

Marfat.com

ترجمہ: ولی کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کے ساتھ اپنی طرف سے خاص توفیق شامل حال رکھتے ہیں جس کا فیض یہ ہے کہ اگر وہ ارادہ بھی کرے کسی برائی کا یا غیر شرعی فعل کا تو اس کی حق تعالیٰ حفاظت رکھتے ہیں اس کے ارتکاب سے اور اگر عبادت وذکر میں سستی کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سستی سے روک دیں گے اپنی خاص توفیق اور تائید سے، یہ تو علامات سعادت ہیں اور اس کا عکس علامات شقاوت سے ہے۔

اور ولی کی علامت سے یہ بھی ہے کہ اپنے اولیاء کے قلوب میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب پر ہر وقت نظرِ عنایت رکھتے ہیں۔ پس جب کسی بندہ کے ساتھ تعلق اور محبت اس میں دیکھتے ہیں تو اس کو بھی نگاہِ لطف سے نواز دیتے ہیں اور جب کسی اپنے ولی کی توجہ کو کسی بندہ پر دیکھتے ہیں یا کسی بندہ کے لیے اپنے ولی کی دعا کو سنتے ہیں تو اس پر اپنے فضل واحسان کو جاری فرما دیتے ہیں اور یہی ان کی سنتِ جاریہ ہے۔

اور میں نے شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ اگر کوئی ولی اللہ تعالیٰ کا کسی شہر سے گذر جاوے تو اس بستی کے لوگ اس کے فیض سے محروم نہ رہیں گے اور اس کے مرور (گذرنے) کی برکت سے بخش دیئے جاویں گے۔

اور حق تعالیٰ کی ولایت کی خصوصیات سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اولیاء کو ذلت سے بچاتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ کی عظمتوں میں وہ غرق رہتے ہیں، پھر ان کو ذلت کیسے چھو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان ہی کے زمرہ میں شامل فرماویں اپنے احسان وکرم سے۔

ایک علمی فائدہ

احقر کو خطبہ نکاح کے بارے میں "اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، وَمَنْ رَغِبَ

Marfat.com

عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' پر اشکال تھا کہ اس روایت کو ایک جگہ نہ پایا۔ مشکوٰۃ میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، فصل اوّل کی حدیث بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ''کَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا'' میں صرف اتنی عبارت ہے ''وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' اس لیے ''اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ'' کے بعد ''وَفِیْ رِوَایَةٍ أُخْرٰی'' سے ''وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' کو مناسب سمجھتا تھا، لیکن کنز العمال میں یہ روایت ایک ساتھ مل گئی۔

((عَنْ عَائِشَةَ -رَضِیَ اللهُ عَنْهَا- قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ))

(کنز العمال، ج:۱۶، ص:۲۷۱)

بعض اقوال کی تحقیق

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۱۵۰ پر اس کو حدیث فرمایا، لیکن اپنی موضوعات کبیر، صفحہ:۲۷ میں تحریر فرمایا کہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو موضوع کہا ہے اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''إِنَّهٗ لَیْسَ بِثَابِتٍ'' فرمایا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی، پارہ:۳۰، صفحہ:۱۷۵ پر یہ عبارت تحریر فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ، وَالنَّاسُ یَزْعُمُوْنَهٗ حَدِیْثًا، وَلَیْسَ كَذٰلِكَ كَمَا قَالَ النَّوَوِیُّ: إِنَّهٗ لَیْسَ بِثَابِتٍ''

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِیْمَانِ: وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات کبیر، صفحہ:۳۵ پر اس عبارت کو موضوع قرار دیا ہے اور لَا أَصْلَ لَهٗ فرمایا ہے۔

Marfat.com

مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا: مرجاؤ مرنے سے پہلے۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: ''اِنَّهٗ غَيۡرُ ثَابِتٍ'' یہ ثابت نہیں ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول صوفیہ کا ہے۔ قُلۡتُ هُوَ مِنۡ كَلَامِ الصُّوۡفِيَّةِ۔ (موضوعات کبیر، ملا علی قاری رحمۃ اللہ، صفحہ:۷۵)

بزرگوں کے اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ: ''مُوۡتُوۡا اِخۡتِيَارًا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا اِضۡطِرَارًا، وَالۡمُرَادُ بِالۡمَوۡتِ الۡاِخۡتِيَارِيِّ تَرۡكُ الشَّهَوَاتِ وَاللَّهَوَاتِ، وَمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيۡهَا مِنَ الزَّلَّاتِ وَالۡغَفۡلَاتِ'' مرنے سے پہلے مرجانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی خواہشاتِ غیر شرعیہ کو ترک کر دو۔ مرنے کے بعد تو مجبوراً چھوڑنا ہی پڑے گا۔ جیتے جی زندگی میں چھوڑ دو گے تو اجرِ عظیم پاؤ گے اور مر کے چھوڑا تو یہ مجبوری کا چھوڑنا ہوا جس پر زجرِ عظیم کی وعید ہے۔

چند فوائد علمیہ

ارشاد فرمودہ: حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

گنہگار اولاد یا بیوی سے ترکِ تعلق واجب نہیں

ترکِ تعلق اولادِ فاجر یا بیوی فاجرہ سے واجب نہیں۔ دعائے قنوت میں ہے کہ ''وَنَتۡرُكُ مَنۡ يَّفۡجُرُكَ'' اس عبارت سے عوام بعض علماء اور مشائخ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کی فلاں اولاد بے نمازی اور فاجر ہے مگر پھر بھی ترکِ تعلق نہیں کرتے، تو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں فجور سے مراد فجورِ اعتقادی ہے نہ کہ فجورِ عملی پس صحیح العقیدہ اولاد سے ترکِ تعلق واجب نہیں، اگرچہ فاسق فاجر ہو۔

(الطرائف والظرائف مصنفہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

فتاویٰ شامیہ، جلد:۵، صفحہ:۳۰۳ پر درج ہے ''لَا يَجِبُ عَلَى الزَّوۡجِ

Marfat.com

تَطْلِيقُ الْفَاجِرَةِ" یعنی نافرمان بیوی کو طلاق دینا شوہر پر واجب نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور روایت ثابت ہے لیکن حجاج بن یوسف چونکہ حضرت علی کا دشمن تھا، اس لیے اس کے خوف سے آپ کا اسمِ گرامی ظاہر نہیں کیا، واللہ اعلم۔

(الطرائف والظرائف، صفحہ: ۱۴)

کفارۂ غیبت

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ غیبت کی خبر اگر مغتاب کو نہ پہنچے تو استغفار و توبہ کافی ہے، مغتاب سے معاف کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ غیبت کے حق العباد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مغتاب کی اس سے بے آبروئی ہوئی تو یہ وجہ خبر پہنچنے سے قبل بھی متحقق ہوگئی، پھر استغفار کیسے کافی ہوگا؟

جواب: جس کو اصولِ شرعیہ سے میں یہ سمجھا ہوں کہ اصل وجہ حق العبد ہونے کی یہ ہے کہ مغتاب کو ایذا ہوئی اور وہ موقوف ہے ایذا پہنچنے پر، باقی بے آبروئی ہونا یہ معصیت ضرور ہے لیکن اس کا تدارک معاف کرانے پر موقوف نہیں بلکہ جن جن کے سامنے غیبت کی ہے ان کے روبرو اپنی تکذیب کرنا کافی ہے اور یہ تکذیب بھی استغفار اور توبہ کا جزء ہے۔ "لِأَنَّ التَّوْبَةَ بِحَسْبِ الْمَعْصِيَةِ السِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ اور جس صورت میں استحلال ضروری ہے۔ اگر ممکن نہ ہو تو مغتاب کے لیے استغفار تدارک ہے اور حدیث کفارہ کا محمل یہی تعذر ہے۔ (الطرائف والظرائف، صفحہ: ۲۴، ۳/رجب ۱۳۴۳ھ)

((إِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ: أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَه، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَه، رواهُ البيهقيُّ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۱۵)

Marfat.com

عفیف کون رہتا ہے؟

((مَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّهُ اللّٰهُ))

(مؤطا امام مالک، ابواب السیر)

گناہ سے بچنے میں پہلے مجاہدہ ہوتا ہے پھر اس کو ملکہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہے جو عفیف رہنے کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو عفیف رکھتے ہیں۔ (از مکاتیب رشیدیہ، صفحہ:۶۹)

عافیت کاملہ

عافیت کاملہ کا تعلق عفو سے ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((یَا عَبَّاسُ، یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-
سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ))

(مسند احمد)

ترجمہ: اے عباس! اے چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے! حق تعالیٰ سے عفو اور عافیت مانگئے دنیا اور آخرت میں۔

بلائیں آتی ہیں گناہوں سے جب معافی ہوگئی تو بلا کیوں آوے گی۔

نیند سے جلد بیدار ہونے کا وظیفہ

نیند سے نمازِ فجر قضا ہونا، جلد اُٹھنے کے لیے سوتے وقت سورۂ کہف کی درج ذیل آخری آیات تعوذ وتسمیہ کے ساتھ پڑھ لے، ان شاء اللہ جلد آنکھ کھل جاوے گی:

{اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ

Marfat.com

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝}

[سورۃ الکہف، آیات: ۱۰۷ تا ۱۱۰]

(الطرائف والظرائف، صفحہ: ۸۵)

کیفیاتِ روحانیہ اور مادّیہ کا فرق

کیفیاتِ روحانیہ اور کیفیات مادّیہ میں فرق یہ ہے کہ اوّل کا تعلق مادّہ سے نہ ہوگا اور دوسرے کا تعلق مشروط ہے مادّہ کے ساتھ۔ (الطرائف والظرائف)

علماء کا لباس

علماء اور فقہاء کو طویل عمامہ اور وسیع لباس (طویل وعریض) پہننا مستحسن ہے۔ ''یَحْسُنُ لِلْفُقَهَآءِ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِيْلَةٍ وَلُبْسُ ثِيَابٍ وَّاسِعَةٍ''

لبس: لام پر ضمہ۔ پہننا اور لام پر فتحہ۔ التباس (منجد)

آیت ''فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ'' کے معنیٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

{فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ}

[سورۃ الذاریات، آیت: ۵۰]

حق تعالیٰ کی طرف بھاگ کر آجاؤ۔ جب ہوائی جہاز طوفان میں پھنستا ہے تو پائلٹ رفتار کو تیز کر دیتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے بندوں کو خواہشاتِ نفس اور گرد و پیش کے جاذبِ اسباب غیر اللہ سے نجات کا راستہ اور اپنے قرب کا طریقہ ارشاد فرمایا کہ معمولی رفتار سے آؤ گے تو غیر اللہ تمہیں پھنسا لیں گے، تیز

Marfat.com

رفتار سے ہمارے پاس دوڑ کر آ جاؤ۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی اس آیت میں جو محبت کی شان بندوں کے ساتھ پوشیدہ ہے اس کا کچھ اندازہ ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔
ایک دن احقر اپنے پوتے کو جس کی عمر پانچ سال کی تھی بلا رہا تھا اور دل چاہتا تھا کہ وہ جلدی سے بھاگ کر میری گود میں آ جاوے مگر وہ آہستہ رفتار سے ناز و نخرے کرتا ہوا آ رہا تھا اور ہم کو اس کی رفتار سے کلفت ہو رہی تھی۔ غلبہ محبت سے دل چاہتا تھا کہ جلد آ جاوے اور ہم اس کو آغوشِ شفقت، آغوشِ رحمت اور آغوشِ محبت میں لے کر پیار کر لیں اور بار بار ہم اس سے کہہ رہے تھے بھاگ کر آ جا، بھاگ کر آ جا، دوڑ کر آ جا۔ اسی وقت دل میں اس آیت کا خیال آیا "فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ ط" بھاگ کر میری طرف آ جاؤ، کہاں غیر اللہ میں قرار پا رہے ہو۔ ارے! ان سے تو فرار اختیار کرو جس کا طریقہ یہ ہے کہ سمت قبلہ درست کرو، پھر فرار میری طرف اختیار کرو اور میرے پاس جو قرار ہے اس کو تو جانِ انبیاء اور جانِ اولیاء محسوس کرتی ہیں۔ اگر تم سمت قبلہ درست کر کے پہلا قدم جب میری طرف فرار کا اختیار کرو گے اسی وقت ایسی بہار محسوس کرو گے جیسے کہ دوزخ سے جنت میں آ گئے۔

گمراہ کن زندگی کا علاج

غیر اللہ سے تعلق اور عشقِ مجاز عذابِ الیم ہے، جس پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "تَمْیِیْزُ الْعِشْقِ مِنَ الْفِسْقِ" ہے۔ فسق کا نام عشق اور فاسق کا نام عاشق ہے۔ یہ دھوکہ اس لیے لگا ہے: "اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ط" شیطان نے ان کے بُرے اعمال کو (مثلاً زنا، لواطت، سینما، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ) ان کی نگاہوں میں مزین کر دیا ہے، خوبصورت دکھا دیا ہے۔ پاخانے پر چاندی کا ورق لپیٹ کر کیوڑہ اور عطر لگا رکھا ہے، لیکن دراصل پیشاب پاخانے کے مراکز ہیں، یہ وی سی آر، ٹی وی کے رنگین

Marfat.com

پروگرام، یہ سینمابینی، فلم ایکٹرس کی اداؤں کے نشے جس کو شہوت کے بھوت نے اس قدر اہمیت دے رکھی ہے کہ اپنے مالک اور خالق کو بھولے ہوئے ہیں، قبروں میں اُترنے کے بعد وی سی آر اور سینما ہال اور رنگین ڈانس کام آل نظر آجاوے گا۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

اہلِ حق اور اہلِ باطل کا فرق عقل کی کسوٹی پر

ہر زمانے کے دہریئے، منکرینِ خدا، منکرینِ آخرت نے اپنی زندگی تباہ کرنے کے ساتھ دوسروں کو بھی اپنے نظریات سے تباہ کرنے کی کوشش کی، لیکن جن کو حق تعالیٰ شانہٗ نے عقل سلیم عطا فرمائی ہے۔ انہوں نے غور کیا کہ عقیدۂ آخرت، عقیدۂ توحید و رسالت، عقیدۂ اسلام کے نظریات پیش کرنے والے پاکیزہ حیات، پاکیزہ اخلاق اور پاکیزہ کردار کے حامل ہیں اور ان کی صداقت و امانت پر دنیائے کفر نے بھی گواہی دے کر اپنی عداوت کا سبب صرف اپنی نفسانیت اور خوئے باطل پرستی کے تاریک پسند ذوق کو ثابت کرتے ہوئے ان کی پاکیزگی کا اقرار کیا ہے۔ پس ان کی خبروں کو تسلیم کرنا عقل کے نزدیک قابلِ فلاح و کامیابی اور حق پسندی ہوگی، یا ان لوگوں کی خبروں کو تسلیم کرنا جو دہریت اور کمیونسٹ اور سوشلزمیت پھیلانے والے ہیں جن کی پتلون میں کافی مقدار پیشاب جذب ہوتا ہے جو استنجا بھی کرنا نہیں جانتے، چوری، ڈاکہ، زنا، شراب، ہیروئن، قتل اور جھوٹ سے باز نہیں آتے، سور و کتے بلکہ آدمی کا گوشت بھی کھانے سے دریغ نہیں کرتے، ان چور کٹوں اور اسمگلروں اور بدمعاشوں کی بات ماننے میں اپنی فلاح اور حقیقت رسی کی اُمید کرتے ہو یا دوسری طرف بندوں کو اپنے مالکِ حقیقی سے رابطہ کرانے والی خبریں بیان کرنے

Marfat.com

والے انبیاء علیہم السلام اور ان کے ماننے والے اولیاء کرام کی پاکیزہ حیات و کردار و اخلاقِ عالیہ کے حاملین کی باتوں کے تسلیم کرنے میں حق تک رسائی کی اُمیدیں رکھتے ہو؟

دو متضاد خبریں دینے والوں کو ذرا آنکھ بند کر کے تصور کریں کہ ایک طرف ٹائی، کوٹ پتلون والے، شراب پینے والے اور سور کھانے والے کھڑے ہیں۔ دوسری طرف مقدس اور پاکیزہ حیات والے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی جماعت ہے جن کی صورتوں سے اللہ تعالیٰ کے انوار برستے ہیں اور دوسری طرف کی صورتوں سے شیطانی ظلمت کے سائے گرتے ہیں، عقل خود فیصلہ کر دے گی کہ کس کی بات ماننے میں فلاح و کامیابی ہے۔

ڈارون کی تھیوری کا انجام

دہریت کی بلند پروازی اور ان کی مضحکہ خیز تحقیق

ڈارون صاحب نے اپنا ایک نسب نامہ پیش کیا ہے اور جن کے پیش کردہ شجرہ پر بہت سے عقل و فہم کی سلامتی سے یتیم اور اپنے خالق و مالک کی عطا فرمودہ روشنی سے ناآشنا اور محروم اور بزعم خود دانشورانِ زمانہ کے امامِ بے وضو نے بہت دادِ تحسین پیش کی، لیکن ذرا ایک صاحبِ نسبت اور حاملِ نورِ حق قلب کی زبان کا جواب سنئے۔

ارشاد حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی مع تشریح از احقر:

سنا ہے کہ ڈارون کی تحقیق ہے کہ انسان دراصل بندر تھا اور ہم لوگ بندر ہی کی اولاد ہیں، پہلے اس کی دُم اس طرح جھڑی کہ اس کے بواسیر ہوئی اور بے پناہ خارش ہوئی، اس بندر نے ایک کھردرے پتھر پر خارش کی تسکین کے لیے دُم کی جڑ کو رگڑا، رگڑتے رگڑتے دُم غائب ہوگئی، پھر اور ترقی ہوئی، جب

Marfat.com

خارش پھر بھی نہ اچھی ہوئی تو بے چینی سے اگلے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر شور خارش مچاتا ہوا بھاگنے لگا حتیٰ کہ اس کی عادت انسان کی طرح چلنے کی ہوگئی۔ پھر اسی بدحواسی میں اس کی بندروالی کھر، کھر ارتقائی تبدیلی حاصل کرتے ہوئے انسانی آواز کے مشابہ ہوگئی اور پھر وہ انسان کی صورت میں ہوکر انسانی آواز سے باتیں کرنے لگا۔

اس قسم کے زٹلیات کا جواب دینے کے لیے بعض ناپختہ علم وعقل نے قلم اُٹھائے اور جواب بھی لکھ مارا اور ان کی ہوگا ہوگی سے بعض لوگ بڑے خوش ہوئے۔ ہر گری پڑی چیز کا کوئی تو اُٹھانے والا ہوتا ہی ہے، مگر واہ رے ہمارے حکیم الامت! کیا جواب تحریر فرمایا ہے، سنئے فرماتے ہیں:

ہر انسان کو اپنا خاندانی نسب نامہ اور شجرہ پیش کرنے کا حق حاصل ہے، اس کو مان لینے میں کوئی نقصان نہیں۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ میں بندر کی اولاد ہوں تو اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی کیا پیش آئی؟ ہم خوشی سے تسلیم کرتے ہیں کہ آپ بے شک بندر کی اولاد ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر آپ اگر دعویٰ کریں کہ میں سور کی اولاد ہوں، کتّے کی اولاد ہوں تو ہم کو تسلیم کرنے میں صف اوّل میں پاؤ گے اور ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں بالکل ٹھیک کہتے ہو، تم واقعی بندر یا سور کی اولاد ہو، ہم آپ کا خاندانی شجرہ اور نسب نامہ قبول کرتے ہیں، اس کے لیے تردید کی کیا ضرورت پیش آئی۔ ہر شخص کو اپنا خاندانی شجرہ پیش کرنے کا معقول حق ملنا چاہیے۔ البتہ ہم اپنا شجرہ بھی پیش کرتے رہیں کہ ہم الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پیغمبر زادے ہیں، ہم کو ہمارے خالق ومالک نے یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ پکارا ہے، تو ہم پیغمبر زادوں اور شریف زادوں کو کیا پڑی ہے کہ بندر اور سور یا کتوں کی اولاد والے شجرہ اور نسب نامہ پیش کرنے والوں سے جھک ماریں۔

ڈارون صاحب کی تحقیق پر جو لوگ اپنا شجرہ اور خاندان ان سے ملانے کے لیے

Marfat.com

پیش رفت کرنا چاہیں ہم ان کی پیش روی میں ذرا بھی حائل نہ ہوں گے اور ان کے خلاف کبھی قلم اُٹھانے کی ضرورت پیش کرتے ہیں۔

ایک مجرب وظیفہ برائے عافیتِ اہل وعیال

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنی جان اور اپنی اولاد اور اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں خوفِ ضرر رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح وشام یہ پڑھ لیا کرو:

((بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِيْ وَنَفْسِيْ وَوَلَدِيْ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ))

(کنز العمال، ج:۲، ص:۶۳۶)

چند دن کے بعد یہ شخص آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اب کیا حال ہے؟ عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا، میرا سب خوف غائب ہوگا۔

ٹی وی کے نقصانات

ٹی وی کے بارے میں اس ناکارہ کا خیال معلوم کیا گیا ہے۔ احقر کے نزدیک ٹی وی روح کے لیے ٹی بی ہے جس کو دیکھ کر چوری، ڈاکہ، مار دھاڑ، فضائی قزاقیت، حسن وعشق کی رنگ رلیاں، تقاضائے زنا کاری جیسے تمام معاشرتی جرائم کو ہمارے نوجوان طلباء اور طالبات گھر بیٹھے سیکھ لیتے ہیں۔ بعض نادان تعلیم یافتہ طبقہ جہل مرکب کا گرفتار اس کی تصاویر کو عکس کہہ کر ان ابلیسی کارناموں کی تائید بے جا سے معاشرہ کو صراطِ مستقیم کی مخالف سمت کی طرف دھکیلنے میں مصروف ہے حالانکہ نامحرم عورت کو خواہ تصویر ہو یا عکس ہو یا اخبار کی فلمی دنیا ہو یا پانی پر یا کسی آئینہ پر دیکھنا ہر حال میں حرام اور ناجائز ہے۔

نیز آنکھوں کی بینائی کو خراب کرنے اور کمزور کرنے میں ٹی وی کا

Marfat.com

ردِّعمل ہر عام وخاص مشاہدہ کررہا ہے اور ڈاکٹر بھی آنکھوں کے مریضوں کو منع کرتے ہیں۔ میرے متعدد دوستوں نے بتایا کہ جب ہم ٹی وی دیکھتے تھے تو خیالات شہوت اور زنا کے ہم کو سخت پریشان رکھتے تھے اور جب سے توبہ کرلی قلب کو نہایت سکون ملا۔

دو اشعار اس کی مذمت میں ابھی ابھی موزوں ہوگئے جو درج ذیل ہیں۔

دیکھ کر ٹی وی کو اب ہیں لوگ ٹی بی کے شکار
جرمِ چوری، جرمِ ڈاکہ، جرمِ عشقِ زلف یار
دوستو ٹی وی کو ویٹو کرکے پھر دیکھو بہار
دل میں اپنے چین وراحت کی فضائے سازگار

بے ساختہ چند سطور احقر نے عرض کردی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس لعنت سے اُمتِ مسلمہ کو جو بصورتِ بہار نشریات بباطن بربادی حشریات ہے نجات عطا فرماویں، آمین۔

حبیب نجّار کی عاشقانہ جرأت

{اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ}

(سورۃ یٰسین، آیت: ۲۵)

مَیں ایمان لایا تمہارے رب پر۔ تمہارے رب کا عنوان مخاطبین کی دلجوئی کے لیے ہے، جیسا کہ وعظ و ہدایت اور دعوت کے لیے حکمت کا مقتضاء ہے، ورنہ ''اٰمَنْتُ بِرَبِّیْ'' بھی کہہ سکتے تھے، مگر ظالموں نے حبیب نجار کو شہید کردیا اور اس دل جوئی کا عنوان بھی قلوب اشقیاء پر مؤثر نہ ہوا اور ''فَاسْمَعُوْنِ'' میں عاشقانہ جرأت ہے، عاشقِ صادق ملامت سے بے خوف ہوجاتا ہے۔ ''لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ'' عاشقوں کی شان ہوتی ہے۔ نعم ما قال الرومی۔

Marfat.com

من علم اکنوں بصحراء می زنم
یا سر اندازی و یا روئے صنم
مانمی خواہیم ننگ و نام را
گرچہ بدنامی است نزد عاقلاں
عشق عاشق بادو صد طبل و نفیر
عشق معشوقاں نہاں است دستیر

ترجمہ: میں محبت کا جھنڈا میدان میں نصب کروں گا یا تو سر فدا کر دوں گا یا محبوب کی ملاقات کروں گا، ہم ننگ اور نام نہیں چاہتے اگرچہ عقل پرست کے نزدیک میری عرفی بدنامی بھی ہو، عاشق کا عشق ہوا اور ڈھول و نفیر کی طرح علانیہ ہوتا ہے اور محبوب کی محبت پوشیدہ اور مستور ہوتی ہے۔

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بالاکوٹ میں نجف خان کے اس مشورہ کا کہ سکھوں کی فوج زیادہ ہے، مجاہدین کی تعداد کم ہے۔ آپ کسی راہ سے اپنے ساتھیوں کو لے کر فرار ہو جائیے۔ تو کیا جواب لکھا تھا، سبحان اللہ! تحریر فرمایا کہ:

''کفار کی اکثریت کے خوف سے فرار ہونا مسلمانوں کی غیرت کے خلاف ہے، آج جمعہ کا دن ہے، میدان بالاکوٹ ہے، یا تو ہم بے کسوں کی حق تعالیٰ مدد فرمائیں گے اور ہم لاہور دیکھیں گے یا پھر جنت الفردوس دیکھیں گے۔''

بالآخر اشراق پڑھ کر جنگی لباس زیب تن فرما کر لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں بزرگوں نے دامنِ کہسار کے گھاس کے تنکوں پر اور پہاڑوں کی کنکریوں میں اپنے خونِ مبارک کو حق تعالیٰ کی راہ میں بکھیر دیا۔

خونِ خود را بر کہہ و کہسار ریخت

Marfat.com

علماء کا ادب علوم وحی کا ادب ہے

علماء کا اکرام ان کے حاملِ علمِ نبوت ہونے کے سبب سے ہوتا ہے، اکرامِ ظرف اکرامِ مظروف کے سبب سے ہوتا ہے۔ عطر سو روپیہ تولہ جس شیشی میں رکھا جاتا ہے اس شیشی کی بھی عزت کی جاتی ہے۔ اسی طرح جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت ہوتی ہے وہ قلب جس قالب میں رہتا ہے اس قالب کی بھی عزت کی جاتی ہے۔ اللہ والوں کا جسم بھی موردِ رحمت ہوتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے دوسو تیس سال کے بعد ان کی قبر کے پڑوس میں کسی کو دفن کیا گیا تو آپ کی قبر کھل گئی، اس وقت دیکھا گیا تو کفن بھی تازہ تھا اور جسم بھی تازہ تھا، جیسے ابھی دفن کیے گئے ہوں۔ ”فَلَمَّا دُفِنَ بَعْضُ الْأَشْرَافِ بِجَنْبِهٖ بَعْدَ مِأَتَيْنِ وَثَلٰثِيْنَ سَنَةً. فَكُشِفَ قَبْرُهٗ .فَوُجِدَ كَفَنُهٗ صَحِيْحًا لَمْ يَبْلَ. وَجَسَدُهٗ لَمْ يَتَغَيَّرْ“ (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۱، صفحہ:۲۲)

خشوع کی تعریف

اَلتَّذَلُّلُ: اَلْخَوْفُ وَالسُّكُوْنُ لِلْجَوَارِحِ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”خَاشِعُوْنَ أَيْ خَائِفُوْنَ سَاكِنُوْنَ وَعَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّهٗ هُنَا غَضُّ الْبَصَرِ وَخَفْضُ الْجَنَاحِ. وَقَالَ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَقَتَادَةُ: تَنْكِيْسُ الرَّأْسِ. وَعَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ. تَرْكُ الْاِلْتِفَاتِ“

ترجمہ: خشوع کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اعضاء کا سکون ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خاشعون کی تفسیر یہ ہے کہ خائفون اور ساکنون، خوف اور سکونِ جوارح کا نام ہے۔ حضرت مجاہد تابعی مکی امام القراء والتفسیر فرماتے ہیں آنکھوں کو پست رکھنا اور کندھوں کو پست رکھنا اور

Marfat.com

مسلم بن یسار اور حضرت قتادہ کے نزدیک کسی قدر سر کا جھکنا اور حضرت علی کے نزدیک نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھنا۔ (روح المعانی، سورۃ المومنون، پارہ:۱۸، صفحہ:۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ داڑھی سے کھیل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا خَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ))

اگر اس کے قلب میں خشوع ہوتا تو اس کے جوارح یعنی اعضاء میں سکون ہوتا۔

(روح المعانی، پارہ:۱۸، صفحہ:۳)

تفسیر کشاف میں خشوع کا مفہوم ان آداب کا اہتمام کرنا ہے یعنی حسب ذیل اعمال سے بچنا ہے: (۱) تَوَقِّیْ کَفِّ الثَّوْبِ، اپنے کپڑوں کو نہ ہٹائے نہ سمیٹے۔ (۲) وَالتَّمَطِّیْ، انگڑائی نہ لے۔ (۳) وَالتَّثَاؤُبُ، جمائی نہ لے۔ (۴) وَتَغْطِیَةُ الْفَمِ، بدون ضرورت جمائی روکنے کی قدرت رکھتے ہوئے نہ روکنا یعنی دانتوں سے ہونٹ دبا کر جمائی روک سکتا تھا مگر پھر بھی ہاتھ منہ پر رکھ کر روکا تو یہ مکروہ ہے۔ ''اِنْ اَمْکَنَهٗ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ اَنْ یَّاْخُذَ شَفَتَهٗ بِسِنِّهٖ فَلَمْ یَفْعَلْ، وَغَطّٰی فَاهُ بِیَدِهٖ اَوْ بِثَوْبِهٖ یُکْرَهُ. کَذَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ'' (شامی، جلد:۱، صفحہ:۴۷۷) (۵) وَالسَّدْلُ، کپڑوں کو بدن پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے دونوں طرف لٹکے ہوں۔ (۶) وَالْفَرْقَعَةُ، انگلیاں چٹخانا۔ (۷) وَالتَّشْبِیْكُ، انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا۔ (۸) تَقْلِیْبُ الْحَصٰی، کنکریوں کو ہٹانا۔ خشوع شرطِ قبول ہے مگر بدونِ خشوع نماز ہو جاتی ہے۔ واجب الاعادۃ نہیں ہوتی۔ نَعَمْ، اَلْحَقُّ اَنَّهٗ شَرْطُ الْقَبُوْلِ لَا الْاِجْزَاءِ

(روح المعانی، پارہ:۱۸، صفحہ:۴)

خشوع کی حقیقت از حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ:

خشوع کی حقیقت ہے سکون یعنی قلب کا بھی کہ خیالات غیر کو قلب

Marfat.com

میں بالقصد حاضر نہ کرے اور جوارح کا بھی کہ عبث حرکتیں نہ کرے اور اس کی فرضیت میں کلام ہے، مگر حق یہ ہے کہ صحت صلوٰۃ کا تو موقوف علیہ نہیں، اور اس مرتبہ میں فرض نہیں قبول صلوٰۃ کا موقوف علیہ ہے اور اس مرتبہ میں فرض ہے:

((قَدْ رَوٰی الطَّبْرَانِیُّ فِی ''الْکَبِیْرِ'' بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِیَّ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- قَالَ: أَوَّلُ شَیْءٍ یُرْفَعُ مِنْ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ الْخُشُوْعُ حَتّٰی لَا تَرٰی فِیْہَا خَاشِعًا۔ کَذَا فِی مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ وَقَدْ رَوٰی الدَّیْلَمِیُّ فِی ''مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ'' مَرْفُوْعًا بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ ''لَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَّا یَتَخَشَّعُ فِیْ صَلَاتِہٖ'' کَذَا فِی ''الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ''))

(بیانُ القرآن، سورۃ مؤمنون، پارہ:۱۸، مطبوعہ دہلی)

حضرت آدم علیہ السلام کے لائق فرزند

تُوْبُوْا اور اِسْتَغْفِرُوْا کا حکم بتاتا ہے کہ ہم سے خطائیں ہوں گی۔ یعنی اگر تم گندگی کے گٹر میں گر پڑو تو پڑے نہ رہنا، ہماری دوری پر صبر نہ کرنا، جلدی استغفار اور توبہ سے ہماری حضوری حاصل کر لینا۔ ایک بزرگ کا شعر ہے ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ''فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ'' کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں۔ اہلِ عرب تلقی وہاں بولتے تھے جب کوئی مہمان بہت دن کے بعد آتا تھا۔ ''مِنِ اسْتِقْبَالِ النَّاسِ بَعْضَ الْأَحِبَّۃِ إِذَا جَاءَ بَعْدَ طُوْلِ الْغَیْبَۃِ وَفِیْہِ إِیْمَاءٌ أَنَّ اٰدَمَ -عَلَیْہِ السَّلَامُ- کَانَ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ فِیْ مَقَامِ الْبُعْدِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا- اَلْمُرَادُ بِکَلِمَاتٍ ''رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا الخ'' (روح المعانی، پارہ:۱، صفحہ:۲۳۷)

Marfat.com

پس رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا کی دعا دوری کی کلفت سے نجات اور حصولِ حضوری کے لیے نہایت مجرب ہے اور ہمارے بابا کے ذریعہ ہم سب کو ملی ہے، جس دعا سے کام بابا کا بنا ہے اسی سے ان کے بیٹوں کا بنے گا۔ کیا خوب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

آنکہ فرزندانِ خاص آدم اند
نعرۂ اِنَّا ظَلَمْنَا می زنند

جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے لائق بیٹے ہیں جب ان سے کوتاہی اور خطا صادر ہوتی ہے تو وہ اپنے بابا کی طرح رَبَّنَا ظَلَمْنَا کی صدا لگاتے ہیں۔ دوری کو حضوری سے اور بُعد کو قُرب سے تبدیل کرنے میں اس سے بہتر کوئی وظیفہ نہیں کیونکہ وحی الٰہی سے یہ سرکاری وظیفہ ملا ہوا ہے۔

جنت الفردوس کیا ہے؟

ترمذی شریف کی روایت ہے:

((اَلْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَأَفْضَلُهَا))

ترجمہ: فردوس جنت کا اونچا حصہ اور درمیان کا اور افضل حصہ ہے۔

(روح المعانی، پارہ:۱۸، صفحہ:۱۲)

اولیاء اللہ کے خوف کی وجہ

اولیاء اللہ کی شان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ کر کے ڈرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول بھی ہے یا نہیں؟ اُمید و خوف کے درمیان رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

{وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ}

[سورۃ المؤمنون، آیت: ٦٠]

Marfat.com

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور باوجود دینے کے ان کے دل اس سے خوف زدہ رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ (دیکھیے وہاں جا کر ان صدقات کا کیا ثمرہ ملتا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ موافق حکم کے نہ دیا گیا ہو مثلاً مالِ حلال نہ ہو یا نیت خالص نہ ہو اور بوجہ غموض یا عدم التفات اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو تو الٹا مواخذہ ہونے لگے) (بیان القرآن، پارہ:۱۸)

اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- ھُوَ الرَّجُلُ یَسْرِقُ، وَیَزْنِیْ، وَیَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَھُوَ مَعَ ذَالِکَ یَخَافُ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ: لَا وَلٰکِنَّہُ الرَّجُلُ یَصُوْمُ، وَیَتَصَدَّقُ، وَیُصَلِّیْ، وَھُوَ مَعَ ذَالِکَ یَخَافُ اللّٰہَ تَعَالٰی أَنْ لَّا یَتَقَبَّلَ مِنْہُ))

(سنن ابن ماجۃ، کتاب الزھد، باب التوقی علی العمل)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا "قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ" سے مراد وہ ہے جو چوری کرتا ہے، زنا کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور باوجود ان معاصی کے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں، لیکن یہ وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اس کے باوجود ڈرتا رہتا ہے کہ نہ معلوم قبول بھی ہے یا نہیں؟

"اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ" یہ آیت ان کے خوف کی تعلیل ہے۔ "أَیْ لِأَنَّھُمْ إِلٰی رَبِّھِمْ رَاجِعُوْنَ" کیونکہ اپنے ربّ کے پاس جانا ہے نہ معلوم کیا فیصلہ ہو؟ (روح المعانی، پارہ:۱۸، صفحہ:۴۴)

اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں صیغہ جمع متکلم کی حکمت

اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں جمع کا صیغہ ہے جبکہ ہر شخص تنہا بھی نماز پڑھتا ہے تو بھی نَعْبُدُ کہتا ہے حالانکہ اس کو اس وقت اَعْبُدُ کہنا چاہیے۔

Marfat.com

اس کی حکمت عجیب تفسیر روح المعانی میں بیان فرمائی گئی ہے۔ ''قَوْلُهٗ: نَعْبُدُ دُوْنَ أَعْبُدُ، فَقَدْ قِيْلَ هُوَ الْإِشَارَةُ إِلٰى حَالِ الْعَبْدِ كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ اِلٰهِيْ مَا بَلَغَتْ عِبَادَتِيْ إِلٰى حَيْثُ أَذْكُرُهَا وَحْدَهَا، لِأَنَّهَا مَمْزُوْجَةٌ بِالتَّقْصِيْرِ، وَلٰكِنْ أَخْلِطُهَا بِعِبَادَةِ جَمِيْعِ الْعَابِدِيْنَ، وَأَذْكُرُ الْكُلَّ بِعِبَارَةٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ تَفْرِيْقُ الصَّفْقَةِ'' (روح المعانی، پارہ: ۱، ص: ۸۸)

ترجمہ: نَعْبُدُ بجائے أَعْبُدُ کی حکمت یہ ہے کہ گویا بندہ یہ اقرار کررہا ہے کہ اے خدا! میری تنہا عبادت اس قابل نہیں کہ میں تنہا اس کو آپ کے حضور میں پیش کروں کیونکہ ہماری عبادت کوتاہیوں سے ملی ہوئی ہے لیکن ہم جمع کے صیغے سے پیش کررہے ہیں۔ یعنی ہم اپنی عبادت کو جملہ صالحین کی عبادت کے ساتھ مخلوط کرکے پیش کررہے ہیں تاکہ صفقہ میں تفریق نہ ہو، ان صالحین کی برکت سے ہماری عبادت بھی قبول ہوجاوے۔ (تھوک بھاؤ قبول ہوجاوے۔)

پیر افضل ہے یا باپ؟

سوال: پیر افضل ہے یا باپ افضل ہے؟

جواب: حقوقِ خدمت میں باپ افضل ہے اور اطاعتِ احکام میں پیر باشرع۔

(امداد الفتاویٰ، جلد: ۴، صفحہ: ۳۷۴)

مصافحہ کا حکم

مصافحہ بوقت رخصت مختلف فیہ ہے، دونوں طرف دلیل ہے۔ اسی طرح ایک ہاتھ سے مصافحہ بھی جائز ہے توسع ہے۔ (امداد الفتاویٰ، جلد: ۴، صفحہ: ۴۹۲)

تصورِ شیخ کا جواز

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهِدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيْقِ وَاذْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيْدَكَ السَّهْمَ إِنَّمَا أَمَرَهٗ بِذٰلِكَ لِيَكُوْنَ أَجْمَعَ لِوَسَاوِسِ

Marfat.com

الْقَلْبِ فَإِنَّ الْفِكْرَ فِي الْمَحْسُوْسَاتِ أَجْرٰى مِنْهُ فِي الْمَعْقُوْلَاتِ. وَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى جَوَازِ تَصَوُّرِ الشَّيْخِ فَإِنَّ الشَّيْخَ لَيْسَ أَقَلَّ مَرْتَبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ السَّهْمِ وَالطَّرِيْقِ۔ (بذل المجہود، جلد:۶ صفحہ:۸۵)

نمازِ جنازہ کی امامت

امامت نمازِ جنازہ کے لیے غیر عالم بزرگ کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔ (بشرطِ اذنِ ولی) ''إِنَّ صِفَةَ الْعِلْمِ لَا تُوْجِبُ التَّقْدِيْمَ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِعَدَمِ إِحْتِيَاجِهَا لَهٗ'' (فتاوی شامیہ، جلد:۱، صفحہ:۶۵۰)

جگہ بدل بدل کر نماز پڑھنے کی وجہ

نوافل اوّابین یا تہجد کی نوافل میں ہر دو رکعت بعد جگہ قدرے تبدیل کرنے کا معمول بعض مشائخ سے دیکھا تھا۔ اس کا ثبوت بھی الحمدللہ تعالیٰ مل گیا ''وَلَا يَشْتَغِلُ بِالتَّطَوُّعِ فِيْ مَكَانِ الْفَرِيْضَةِ لِلْحَدِيْثِ الْمَرْوِيِّ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ إِذَا صَلّٰى أَنْ يَتَقَدَّمَ. أَوْيَتَأَخَّرَ بِسُبْحَتِهٖ أَيْ بِنَافِلَتِهٖ وَلِأَنَّهٗ يُفْتَتَنُ بِهِ الدَّاخِلُ أَيْ يَظُنُّهٗ فِي الْفَرِيْضَةِ. فَيَقْتَدِيْ بِهٖ. وَلٰكِنَّهٗ يَتَحَوَّلُ إِلٰى مَكَانٍ اٰخَرَ لِلتَّطَوُّعِ اسْتِكْثَارًا مِّنْ شُهُوْدِهٖ فَإِنَّ مَكَانَ الْمُصَلِّيْ يَشْهَدُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' (مبسوط سرخسی، جلد:۱، صفحہ:۳۸)

عبارتِ بالا سے معلوم ہوا کہ جگہ بدل بدل کر کے نوافل سے یہ فائدہ ہوگا کہ قیامت کے دن نیکیوں کے گواہ بڑھ جاویں گے کیونکہ نماز کی جگہ قیامت کے دن گواہی دے گی۔

آنسو گرا رہا ہوں جگہ چھوڑ چھوڑ کے
تاکہ ہر زمین اشکِ ندامت پر گواہی دے

Marfat.com

چند روایات کی تحقیق

از: موضوعاتِ کبیر

حسبِ ذیل روایات کی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعاتِ کبیر میں حسبِ ذیل تحقیق تحریر فرمائی ہے:

(۱)... مَنْ أَحَبَّ كَرِيمَتَيْهِ فَلَا يَكْتُبْ بَعْدَ الْعَصْرِ، قول مشائخ ہے امام احمد اس کی اپنے احباب کو وصیت فرمایا کرتے تھے کہ بعد عصر لکھنا آنکھوں کو مضر ہے۔ (صفحہ:۶۶)

(۲)... اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْأَدْيَانِ وَعِلْمُ الْأَبْدَانِ، علم دو ہیں: علم مذاہب اور علمِ اجسام۔ یہ قول موضوع ہے۔ (کمافی الخلاصۃ، صفحہ:۴۸)

(۳)... عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ. قَالَ الدَّمِيرِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ صحیح ہے۔ (صفحہ:۴۸)

(۴)... أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ اور مَا وَسِعَنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِنْ وَسِعَنِي قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ صحیح ہے۔ (صفحہ ۷۹)

(۵)... مُصَارَعَتُهُ۔ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ بِأَبِي جَهْلٍ لَا أَصْلَ لَهُ۔ (صفحہ:۶۴)

(۶)... مِدَادُ الْعُلَمَاءِ أَفْضَلُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ فِيهِ كَلَامٌ صحیح روایت یہ ہے يُوزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ (صفحہ:۶۳)

دنیا کے متاعِ غرور ہونے کا مطلب

دنیا مطلق بُری نہیں۔ بعض نادان صوفی ہر وقت دنیا کو لات مارو، دنیا کو لات مارو، کہتے رہتے ہیں۔ چند دن کھانے کو نہ ملے تو یہ لات بھی مارنے کو نہیں اُٹھ سکے گی۔ دنیا دھوکہ کی پونجی جب ہے جب یہ آخرت سے غافل

Marfat.com

کردے اور اگر دنیا کو آخرت کا ذریعہ بنالیا جائے یعنی اللہ کے دین کی اشاعت میں، علماء و مشائخ کی خدمت میں صرف کرے تو یہی دنیا بہترین متاع ہے۔

''وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ''، أَیْ لِمَنِ اطْمَأَنَّ بِهَا، وَلَمْ یَجْعَلْهَا ذَرِیْعَةً لِلْاٰخِرَةِ وَمَطِیَّةً لِنَعِیْمِهَا رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ رَحِمَهُ اللهُ: اَلدُّنْیَا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ إِنِ الْهَتْكَ عَنْ طَلَبِ الْاٰخِرَةِ. فَأَمَّا إِذَا دَعَتْكَ إِلٰی طَلَبِ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالٰی وَطَلَبِ الْاٰخِرَةِ. فَنِعْمَ الْمَتَاعُ وَنِعْمَ الْوَسِیْلَةُ'' (روح المعانی، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۱۸۵)

تخلیقِ انسانی کا مقصد

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ إِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' قَالَ مُجَاهِدٌ: أَیْ لِیَعْرِفُوْنِ، وَهُوَ مَجَازٌ مُرْسَلٌ أَیْضًا مِنْ إِطْلَاقِ اِسْمِ السَّبَبِ عَلَی الْمُسَبَّبِ، وَلَعَلَّ السِّرَّ فِیْهِ التَّنْبِیْهُ عَلٰی أَنَّ الْمُعْتَبَرَ هِیَ الْمَعْرِفَةُ الْحَاصِلَةُ بِعِبَادَتِهٖ تَعَالٰی لَا مَا یَحْصُلُ بِغَیْرِهَا کَمَعْرِفَةِ الْفَلَاسِفَةِ قَالَ مُجَاهِدٌ: إِنَّ مَعْنٰی لِیَعْبُدُوْنِ لِیَعْرِفُوْنِ'' حضرت مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ مکی جو وقت کے امام قرأت اور تفسیر تھے، انہوں نے لِیَعْبُدُوْنِ کی تفسیر لِیَعْرِفُوْنِ سے فرمائی ہے، یہ مجاز مرسل ہے، عبادت سبب معرفت ہے، مسبب کو سبب کے نام سے تعبیر فرمایا گیا اور اس میں حکمت یہ ہے کہ معتبر وہی معرفت ہے جو عبادت سے حاصل ہو نہ کہ جیسا فلاسفہ وغیرہ کو زعم ہے کہ شریعت سے بے نیاز ہو کر اپنے طریقوں سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔ (روح المعانی، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۲۱)

ایذاءِ خلق کونین ہے جس سے دولتِ کونین عطا ہوتی ہے

جب خلق میں بہت مقبولیت و شہرت ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے تعریفی کلمات کانوں میں پڑتے ہیں تو سالک کی طبیعت پر اس کے اثرات کچھ

Marfat.com

نہ کچھ ضرور مضر پڑتے ہیں جس کو وہ اپنے بزرگوں کی تربیت اور ان کے ارشادات کی روشنی میں بُرا سمجھتا ہے لیکن طبعاً مغلوبیت رہتی ہے اور آثارِ مضرت دفع نہیں کر پاتا۔ حق تعالیٰ کی طرف سے گاہ گاہ تکوینی طور پر ایسے مقبولین کی حفاظت کے لیے اسباب پیدا کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ''وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا'' میں اشارہ ہے اور یہ ''جعل'' تکوینی ہے تشریعی نہیں یعنی حق تعالیٰ کی رضا اس کے ساتھ متعلق نہیں۔ (مسائل السلوک، بیان القرآن)

پس اولیائے کرام کے لیے بعض دُشمن پیدا کر دیئے جاتے ہیں اور وہ ایسی گستاخی اور ایذاء رسانی تحریراً یا تقریراً کرتے ہیں کہ سب نفس کا غبار جھڑ جاتا ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھے خط میں گدھا لکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ تلخ دوا کونین کا کام کرتی ہے جو عجب اور کبر سے سالک کو پاک کر کے نسبت مع اللہ کی دولتِ کونین عطا کرتی ہے۔ اسی تکوینی تربیت سے تکبر اور عجب اور خود بینی کا ملیریا اپنے عاشقوں پر نہیں چڑھنے دیتے۔

کہاں جائے بندہ گنہگار تیرا؟

{قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط}

[سورۃ الزمر، آیت: ۵۳]

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے گنہگار بندوں سے فرما دیجیے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

عِبَادِیْ میں یاءِ متکلم میں عظیم رحمتِ حق کی تجلی پوشیدہ ہے، اپنی طرف نسبت کر کے فرمانا اپنے تعلق خاص کا اظہار ہے، جیسے کوئی شفیق باپ کہے: اے میرے نالائق لڑکو! بُری عادتوں کے قریب بھی نہ جاؤ اور معافی مانگ لو، اس میرے والی یاء میں کیا لطف ہے، عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں۔

Marfat.com

’’حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ‘‘ کا عاشقانہ ترجمہ

’’حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ‘‘ کا لغوی ترجمہ تو یہ ہے کہ آؤ نماز کی طرف، لیکن احقر اس کا عاشقانہ ترجمہ یہ کرتا ہے کہ اے ایمان والو! تیاری کرلو، وضو وغیرہ کر کے مالک اپنے غلاموں کو یاد فرما رہے ہیں۔ ہائے اس ترجمہ سے وجد آجاتا ہے۔ ہمارے اہلِ علم احباب نے بھی اس ترجمہ سے خوب لطف حاصل کیا۔

ایک اہم حجابِ سلوک

ایک رضائے حق ہے اور ایک ادائیگی حقوق بندگی حق ہے تو مقصود صرف رضائے حق ہے۔ حق تعالیٰ کے حقوق محبت اور بندگی کسی سے ادا نہیں ہو سکتے۔ پس یہ فکر ہر وقت کہ اگر ہم سے فلاں فلاں گناہ نہ ہوتا تو ہم حق تعالیٰ کے بڑے مقرب ہوتے۔ یہ فکر بندہ کو حق تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔ اس فکر میں جاہ عند الخالق کا مرض پوشیدہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدس اور بڑا متقی بننا چاہتا تھا، طلب جاہ جس طرح عند الخلق مذموم ہے اس سے بڑھ کر عند الخالق مذموم ہے۔ ان کو تو ہماری شکستگی اور آہ وزاری پسند ہے۔ استغفار اور توبہ کی راہ سے محبوب بننے کا راستہ اختیار کیوں نہیں کرتے۔ ’’اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ‘‘ قرآن میں ارشاد ہے بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب بنالیتا ہے۔ بس گناہ کو ترک کر کے ندامت قلب سے استغفار کرلیں اور آئندہ کے لیے عزم اور ارادہ پکا کرلیں کہ اب نہیں یہ گناہ کرنا ہے کام بن گیا، آئندہ کی فکر بھی نہ کرو کہ کہیں پھر یہ گناہ نہ ہوجاوے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے پیدا ہوئے ہیں، ذکر گناہ کے لیے نہیں۔ ماضی کا غم اور مستقبل کی فکر سب حجاب و پردہ ہے۔ ماضی استغفار سے اور مستقبل دعا اور توکل اور حسنِ تدبیر سے روشن ہے۔ صرف حال کو درست کریں، عاجزی اور زاری کی راہ اختیار کریں، زور اور طاقت پر ناز نہ

Marfat.com

کریں، حق تعالیٰ کے سامنے عاجزی ہی محبوب ہے۔

تیری ہزار رفعتیں تیری ہزار برتری
میری ہر اِک شکست میں میرے اِک قصور میں

(اصغرؔ گونڈوی)

شیخ کی محبت پر عظمت غالب رہے

شیخ کی محبت کو عظمت کے ساتھ جمع کرنا چاہیے ورنہ صرف محبت سے اس وقت تک تو گاڑی چلتی رہے گی جب تک رائے مرشد اور رائے طالب میں توافق اور اتحاد ہے۔ اور اگر رائے طالب کے خلاف شیخ نے رائے دی اس وقت عظمتِ مرشد سے اپنی رائے کو فنا کرے گا۔ تجربہ یہی ہے کہ محبتِ مرشد پر اس کی عظمت غالب رہے ورنہ تعلق کا نباہ مشکل ہوگا۔

منشائے محمود سے قابلِ زجر قابلِ اَجر ہو جاتا ہے

منشائے محمود سے جو اعمال مذمومہ ہوتے ہیں وہ صورۃً اور بظاہر مذمومہ ہیں مگر دراصل وہ محمود قرار دیئے جاتے ہیں۔ نظیر یہ ہے کہ مصالحت بین المسلمین کے لیے کذب اختیار کرنا یہاں منشائے محمود ہونے کے سبب کذب جیسا مذموم عمل قابلِ زجر تو کیا ہوتا قابلِ اَجر ہو رہا ہے۔

حق تعالیٰ کی ایک خاص صفت اپنے خاص بندوں پر

حق تعالیٰ جس بندہ کو قربِ خاص عطا فرماتے ہیں اس پر اپنی صفت ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' کا ظہور فرماتے ہیں۔ یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو احساسِ کمتری یا محرومی نہیں ہوتا، ہر حال میں مستغنی اور خوش رہتے ہیں۔

Marfat.com

ذکر اللہ دل کے تالوں کی کنجی ہے

حدیث شریف کی دعا ہے:

((اَللّٰھُمَّ افْتَحْ أَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِکْرِكَ))

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب کیف مسئلۃ الوسیلۃ، ص: ۵۰)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے دل کے تالوں کو اپنے ذکر کی کنجی سے کھول دیجئے۔

اس دعا میں اشارہ ہے کہ ہر دل میں نسبت مع اللہ اور تعلق مع اللہ کی صلاحیت اور دولت موجود ہے اور ذرّہ دردسیل بند دل میں پڑا ہوا ہے، ذکر اللہ کی برکت سے اس کی سیل ٹوٹی ہے، لیکن کنجی جب ہی کام کرتی ہے جب کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ مرشد اور شیخ ہے جس کی نگرانی اور تربیت اور توجہ اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام مفید ہوتا ہے۔

ربوبیت کی صفت کا استغفار سے خاص تعلق ہے

{اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ}

[سورۃ الھود، آیت: ۵۲]

معافی مانگو اپنے رب سے۔ ربوبیت کی صفت کا استغفار سے خاص تعلق ہے۔ ایک تو یہ کہ ماں باپ کو ناراض کرنا دنیا میں سب سے بُرا سمجھا جاتا ہے، کیونکہ وہ پرورش کرنے میں حق تعالیٰ کی طرف سے متولی ہوتے ہیں، تو پھر اصلی پالنے والے اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہیں ان کا کتنا حق ہوگا اور ان کو ناراض کرنا کتنا بُرا ہوگا؟ دوسرے یہ کہ ماں باپ کو پالنے کی وجہ سے اولاد سے محبت بھی ہوتی ہے اور اولاد کو بھی ماں باپ سے بہت محبت ہوتی ہے احسان پرورش کے سبب۔ پس اولادِ محبت کے سبب جلد ماں باپ کو معافی مانگ کر راضی کر لیتی ہے اور ماں باپ جلد معاف کر دیتے ہیں بوجہ رحمت وشفقت۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے استغفار

Marfat.com

کے حکم میں اپنا رشتہ بیان فرمایا ہے کہ میں تمہارا ربّ ہوں، اپنے رب کو جلد راضی کرو، معافی مانگ کر اور بوجہ ربوبیت ہم کو تم سے تعلق اور محبت بھی بہت ہے جلد معاف کردوں گا، میں غفار ہوں، کَثِیْرُ الْمَغْفِرَۃِ اور وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ ہوں۔

حق تعالیٰ کریم ہیں۔ کریم جب خود ہی کہے ہم سے فلاں چیز مانگو تو وہ ضرور دیتا ہے۔ پس جب مغفرت مانگنے کا حکم دیا ہے تو ضرور مغفرت دیں گے۔ کریم کی شان کا مقتضی یہی ہے۔

احقر کا ایک شعر جو خواب میں موزوں ہوا

خواب سے بیدار ہونے پر یہ شعر زبان پر جاری تھا جو احقر کو اسی وقت خواب ہی میں موزوں ہوا تھا، اس میں اللہ والوں کی شان کا بیان ہے ۔

روح را باذات حق آویختہ
دردِ دل اندر دعاء آمیختہ

ترجمہ: اللہ والے اپنی روح کو حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ وابستہ کیے ہوئے ہیں، لٹکائے ہوئے ہیں اور باندھے ہوئے ہیں، چپکائے ہوئے ہیں اور اپنے دردِ دل کو اپنی دعا میں شامل کیے ہوئے ہیں۔

روح اور جسم کے مراکز

روح کو سکون جب ملتا ہے جب اپنے مرکز سے وابستہ ہوتی ہے اور مرکز روح کا حق تعالیٰ کی ذات ہے اور عالمِ غیب ہے، تعلق مع اللہ کی برکت سے روح جسم کے تمام عناصر متضادہ کے اجزائے پریشاں کو اپنی قدرت روحانیت سے پُرسکون اور جمع رکھتی ہے، لیکن اگر کوئی روح اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر کسی حسین پر عاشق ہو جاتی ہے تو تعلق مع اللہ سے محرومی کے سبب اس میں کمزوری آجاتی ہے اور عناصر کے اجزائے متضادہ اور اجزائے پریشاں کو

Marfat.com

سنبھالنے سے عاجز رہتی ہے اور جس پر عاشق ہے وہ بھی اجزائے پریشاں اور عناصر متضادہ کا مرکب ہے، پس دو پریشان جمع ہوجاتے ہیں اور اجزائے پریشاں میں اجزائے پریشاں کا اضافہ ہوکر عذاب میں روح پڑ جاتی ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عشق مجازی عذابِ الٰہی ہے، عاشق مجازی ہر وقت بے چین اور پریشان رہتا ہے۔ احقر کی کتاب ''روح کی بیماریاں اور اُن کا علاج'' میں اس پریشانی کی تفصیل اور اس کا علاج درج ہے۔ عشق مجازی کے مریض اس کتاب کے مطالعہ سے اپنی بیماری کی اکسیر دوا حاصل کر سکتے ہیں۔

اور جب تعلق مع اللہ سے روح غالب ہوجاتی ہے تو عناصر اور اجزائے پریشاں خاک و باد و آب و آتش کو پُرسکون رکھتی ہے، یہ اللہ والے خود بھی پُرسکون جیتے ہیں اور دوسروں کو بھی ان کی صحبت سے سکون سے جینے کا قرینہ ملتا ہے۔

تفسیر ''لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط''

تاکہ آزمائش کرے تمہاری کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟ ''اَصْلُ الْبَلَاءِ الْاِخْتِبَارُ وَهٰذَا يَقْتَضِيْ عَدَمَ الْعِلْمِ بِمَا اخْتَبَرَهٗ'' بلاء کے معنی امتحان ہے اور امتحان کا مفہوم عدم علم ہے جس کا امتحان لیا جاتا ہے اور یہاں اس مفہوم میں یہ صحیح نہیں۔ ''وَهُوَ غَيْرُ صَحِيْحٍ فِيْ حَقِّهٖ عَزَّوَجَلَّ'' پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اپنے اس مفہوم میں مستعمل نہیں بلکہ استعارہ ہے اور ہمارے مرشد مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف جب ابتلاء یا امتحان کی نسبت کی جاتی ہے تو مراد یہ ہوتا ہے کہ اپنی مخلوق اور فرشتوں پر ان کے کمالات کا ظہور ہو، جیسا کہ ''وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهٖمَ

Marfat.com

رَبُّہٗ‘‘ میں ارشاد ہے، ورنہ حق تعالیٰ شانہٗ کو تمام علم ماضی اور حال اور مستقبل کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھی ابتلاء کا لفظ جو آیا ہے تو مراد وہاں بھی یہی ہے کہ آپ کے درجہ علیا اور مقام خلت کی رفعت کے عملی مناظر مخلوق کو دکھا کر صفحۂ تاریخ پر ان کا تا ابد مستقل باب روشن کرنا تھا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے:

((وَلِذَا قَالَ:-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-فِي الْاٰيَةِ (۱) أَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا (۲) وَأَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى (۳) وَأَسْرَعُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))

(روح المعانی، ج: ۲۹، ص: ۵)

ترجمہ: (۱) تم میں سے کون عقل وفہم میں احسن ہے؟ (۲) کون اللہ تعالیٰ کے محرمات سے زیادہ بچنے والا ہے؟ (۳) کون اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زیادہ سبقت اور بازی لے جانے والا ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امتحان تو حسن اور قبیح میں ہے نہ کہ حسن اور احسن میں، لیکن اس عنوان سے مقصود یہ ہے کہ بندے اعمال میں خوب ترقی حاصل کریں اور گناہ سے بچنے میں خوب اہتمام کریں۔ ’’وَفِيْهِ مِنَ التَّرْغِيْبِ فِي التَّرَقِّيْ إِلٰى مَعَارِجِ الْعُلُوْمِ وَمَدَارِجِ الطَّاعَاتِ وَالزَّجْرِ عَنْ مُّبَاشَرَةِ نَقَآئِصِهَا...... وَجَعَلَ ذَالِكَ مِنْ بَابِ الزِّيَادَةِ الْمُطْلَقَةِ‘‘

(روح المعانی، پارہ: ۲۹، صفحہ: ۵)

اس آیت کے آخر میں ’’وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ‘‘ کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی ’’بِيَدِهِ الْمُلْكُ‘‘ کی شان اس طرح سے ہے کہ پوری کائنات میں ہر تصرف پر تو قادر ہیں ہی اس سے بڑھ کر وہ اپنی مخلوق میں اعیانِ متصرف پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے دنیا کے مُلّاک مجازی کے تصروفات سے یعنی سلاطین دنیا کی عارضی سلطنت کی صلاحیت کے عطا فرمانے والے بھی حق تعالیٰ ہی ہیں۔ خود بھی

Marfat.com

متصرف حقیقی ہیں اور خالق متصرفین عارضی ومجازی بھی ہیں۔

سننِ مؤکدہ کہاں پڑھنا افضل ہے؟

ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز سنت فجر مکان میں پڑھ کر مسجد میں نماز فرض کے لیے جاتا ہوں۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا کہ ان سنتوں کو مسجد میں پڑھنا افضل ہے بلکہ جمیع سننِ مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے تاکہ اتہام یا تشبہ اہل بدعت سے نہ ہو جو تارکین سنت کے ہیں۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ملفوظ نمبر ۶۵۹، صفحہ: ۱۵۶)

صدیق کی تعریف

صدیق کا مقام، ولایت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے، صدیقیت کے دائرے کے قطب المدار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں، لیکن قیامت تک اُمت کے بہت سے اولیاء صدیقیت کے درجے پر فائز رہتے ہیں اور رہیں گے، صدیقیت ایک کلّی مشکک ہے جس کے درجات میں تفاوت ہے، سب سے اعلیٰ درجہ اور فردِ اکمل اس کلّی کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

ان کا اسلام عجیب شان کا حامل ہے، زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

علامہ شیخ ولی الدین مصنف مشکوٰۃ اسماء الرجال میں تحریر فرماتے ہیں: ''لَمْ يُفَارِقْهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا فِي الْإِسْلَامِ'' اور ساتویں دادا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہیں۔ ''وَصَلَ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِالْأَبِ السَّابِعِ''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے صدیق کی شان کی تین عنوانوں سے تفسیر کی ہے:

Marfat.com

(۱)......اَلصِّدِّیْقُ هُوَ الَّذِیْ لَا یَتَغَیَّرُ بَاطِنُهٗ مِنْ ظَاهِرِهٖ۔
صدیق وہ ہے جس کا باطن اس کے ظاہر سے مغایرت نہ رکھتا ہو یعنی اس کے ظاہری حالات سے اس کے باطن کی استقامت علیٰ طریق الحق متاثر نہ ہو۔
(۲)......اَلصِّدِّیْقُ هُوَ الَّذِیْ لَا یُخَالِفُ قَالُهٗ حَالَهٗ۔
جس کا قال اس کے حال کے خلاف نہ ہو، قال اور حال میں مطابقت رکھتا ہو۔
(۳)......اَلصِّدِّیْقُ هُوَ الَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِهٖ۔
جو اپنے محبوبِ حقیقی پر دونوں جہاں فدا کر دیتا ہو۔ (روح المعانی، پارہ: ۱۳، صفحہ: ۷۸)
حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام کو تعبیر فرمایا ہے ۔

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

اسی مضمون پر احقر کا بھی شعر ہے ۔

فدا نہ کیوں کریں دونوں جہاں تیرے عاشق
کہ تیرے نام سے پاتے ہیں دو جہاں کی بہار

جو انبیاء علیہم السلام کی اُمت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جنہیں کمالِ باطنی بھی ہوتا ہے جن کو عرف میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔
(بیان القرآن، پارہ: ۵)

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق نے قبل اسلام اور قبل ظہورِ نبوت شام کی طرف تجارت کے لیے سفر فرمایا، شام سے قریب ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر آپ نے بحیرا راہب سے معلوم کی:
’’قَالَ: مِنْ أَیْنَ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ مَّکَّةَ قَالَ: مِنْ أَیِّهَا؟ قَالَ: مِنْ قُرَیْشٍ قَالَ: فَأَیْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ تَاجِرٌ. قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ رُؤْیَاكَ فَإِنَّهٗ یُبْعَثُ نَبِیٌّ مِنْ

Marfat.com

قَوْمِكَ تَكُوْنُ وَزِيْرَهُ فِي حَيَاتِهِ، وَخَلِيْفَتَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ. فَأَسَرَّهَا أَبُوْبَكْرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَجَآءَهُ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى مَا تَدَّعِيْ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الَّتِيْ رَأَيْتَ بِالشَّامِ. فَعَانَقَهُ، وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ"

(خصائص کبریٰ، جلد:۱، صفحہ:۲۹)

ترجمہ: اس راہب نے کہا کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا مکہ مکرمہ سے۔ پھر کہا کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ فرمایا قریش سے۔ کہا کیا کام کرتے ہو؟ فرمایا تجارت کرتا ہوں۔ تو راہب نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا خواب سچا کرے گا۔ آپ کی قوم سے ایک نبی مبعوث ہوگا، آپ ان کی حیات میں ان کے وزیر ہوں گے اور بعد وفات ان کے خلیفہ ہوں گے۔ پس اس خواب کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھپایا، کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی اور اعلانِ نبوت سن کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جو دعویٰ فرمایا ہے، اس کی دلیل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ بس غلبۂ خوشی سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

ان گیارہ ستاروں کے نام جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں سجدہ کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان ستاروں کے نام بتایئے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ آپ نے جواب نہ دیا اور خاموش

Marfat.com

رہے۔ "فَنَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيْلُ فَأَخْبَرَهُ" پس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بلایا اور فرمایا ان ستاروں کے یہ نام ہیں:

(۱) الحرثان (۲) والطارق (۳) والذیال (۴) والتکفان (۵) وذوالفرع (۶) والوثاب (۷) والعمودان (۸) والقابس (۹) والضروح (۱۰) والمصیح (۱۱) والفیلق (۱۲) والضیاء (۱۳) والنور (۱۱ ستارے اور سورج و چاند کل ۱۳) حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے اُفق پر دیکھا۔ اس یہودی نے کہا خدا کی قسم! یہی نام ہیں۔ "فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: هٰذِهٖ وَاللّٰهِ أَسْمَآؤُهَا"

(خصائص کبریٰ، جلد:۱، صفحہ:۱۹۳)

آیت وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ کی تفسیر

{وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا}

[سورۃ البقرۃ، آیت: ۴۱]

اس آیت سے بعض علماء نے قرآن پاک کی تعلیم پر اُجرت کو ناجائز کہا ہے، مگر یہ صحیح نہیں، اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ میرے احکام کو چھوڑ کر اور ان کو بدل کر اور چھپا کر عوام سے دنیائے ذلیل اور قلیل کو وصول مت کرو۔ (بیان القرآن، پارہ:۱)

علامہ آلوسی کی تفسیر أَيْ لَا تَسْتَبْدِلُوْا بِالْإِيْمَانِ بِاٰيٰتِيْ وَالْاِتِّبَاعِ لَهَا حُظُوْظَ الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ الْقَلِيْلَةِ الْمُسْتَرْذَلَةِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى حُظُوْظِ الْاٰخِرَةِ. وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ النَّعِيْمِ الْعَظِيْمِ۔ ایمان بالآیات کو اور اس کی اتباع کو مت تبدیل کرو، دنیائے فانیہ قلیلہ سے جو آخرت کے حظوظ اور حق تعالیٰ کی تمام ان نعمتوں کے مقابلہ میں جو مؤمنین کے لیے وہاں ہیں مسترذلہ ہیں۔

اُجرت تعلیم القرآن بہترین اُجرت ہے

حضراتِ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم

Marfat.com

اجرت تعلیم پر لے سکتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ تعلیم پر اُجرت میں سب سے خیر اُجرت کتاب اللہ کی تعلیم کی اُجرت ہے۔ عبارتِ حدیث:

((وَقَدْ صَحَّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَارَسُوْلَ اللهِ، أَنَأْخُذُ عَلَى التَّعْلِيْمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: إِنَّ خَيْرَ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ تَعَالٰى))

(روح المعانی، ج: ۱، ص: ۲۴۵)

بخاری شریف بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ میں یہ حدیث اس طرح ہے:

((إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ))

(فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۱۹۹)

فائدہ: حفظ و ناظرہ قرآن پاک کے اساتذہ کرام کی تنخواہوں میں برکت کی وجہ آج اس حدیث مذکور سے سمجھ میں آئی۔

علمائے بے عمل کا وعظ کہنا جائز ہے

{اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ}

[سورۃ البقرۃ، آیت: ۴۴]

ترجمہ: کیا غضب ہے کہ کہتے ہو لوگوں کو نیک کام کرنے کو اور خود اپنی خبر نہیں لیتے۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ عالم بے عمل واعظ بننا جائز نہیں تو یہ غلط ہے۔ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ واعظ کو بے عمل بننا جائز نہیں۔ دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (بیان القرآن)

{يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ}

[سورۃ الصف، آیت: ۲]

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو۔

Marfat.com

اس آیت سے بھی بعض لوگ یہی سمجھے کہ بے عمل کو وعظ نہ کہنا چاہیے حالانکہ یہاں مراد یہ ہے کہ لاف زنی اور دعویٰ اپنے کمالِ اعمال پر مت کرو۔ وعظ بلا عمل اس آیت کے مفہوم سے خارج ہے۔ جیسا کہ سببِ نزولِ آیت سے ظاہر ہے۔

مسائل السلوک: فِيْهِ ذَمٌّ لِدَعْوَى الْأَعْمَالِ وَالْكَمَالِ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ الْوَعْظُ بِمَا لَمْ يَتَّعِظْ بِهٖ وَيَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْتُهٗ سَبَبُ النُّزُوْلِ أَيْضًا (اس میں اعمال اور کمال کے دعویٰ کی مذمت ہے۔) (بیان القرآن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک

عَنْ أَنَسٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: وَكَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيْ يَدِهٖ، وَفِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَهٗ، وَفِيْ يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا- فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ أَرِيْسٍ، فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ، فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهٖ، فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ، فَنُنْزِحُ الْبِئْرَ، فَلَمْ نَجِدْهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (فتح الباری، جلد:۱۰، صفحہ:۳۲۸)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی، پھر جب حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی تو ایک دن کنویں پر بیٹھے تھے اور انگوٹھی کو نکال کر اس کے ساتھ کچھ شغل فرما رہے تھے کہ وہ کنویں میں گر گئی۔ پس تین دن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی معیت میں تلاش کیا، لیکن فرمایا کہ ہم نے نہ پایا۔

تشریح: (۱)... بعض مشائخ کا قول ہے کہ اس انگوٹھی پر پہلی سطر پر اللہ اور اسفل سطر پر محمد تھا لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کوئی ایسی تصریح ذخیرۂ احادیث میں نہیں پائی۔ "وَأَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْمَشَائِخِ إِنَّ كِتَابَتَهٗ كَانَتْ مِنْ أَسْفَلَ إِلٰى فَوْقٍ يَعْنِيْ أَنَّ الْجَلَالَةَ فِيْ أَعْلَى الْأَسْطُرِ

Marfat.com

الثَّلَاثَةِ وَمُحَمَّدٌ فِي أَسْفَلِهَا فَلَمْ أَرَ التَّصْرِيحَ بِذَالِكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأَحَادِيثِ. پس روایت کے مطابق وہ تین سطر پر تھی۔ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، رَسُوْلٌ سَطْرٌ، وَاللّٰهُ سَطْرٌ۔

(۲)... بعض علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں کچھ خاص وہ راز تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھا کہ ان کی انگوٹھی گم ہوتے ہی ان کا ملک چلا گیا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ انگوٹھی گم ہوتے ہی آپ کی حکومت میں خوارج پیدا ہو گئے اور بغاوت شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ بغاوت آپ کی شہادت تک پہنچ گئی۔

(۳)... وَفِيهِ: أَنَّ مِنْ فِعْلِ الصَّالِحِيْنَ الْعَبَثَ بِخَوَاتِيْمِهِمْ. وَمَا يَكُوْنُ بِأَيْدِيْهِمْ وَلَيْسَ ذَالِكَ بِعَائِبٍ لَهُمْ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَانَ كَذَالِكَ لِأَنَّ ذَالِكَ مِنْ مِّثْلِهِمْ. إِنَّمَا يَنْشَأُ مِنْ فِكْرٍ، وَفِكْرَتُهُمْ إِنَّمَا هِيَ فِي الْخَيْرِ۔

ترجمہ: اس میں اشارہ ہے کہ اپنی انگوٹھیوں سے یا جو چیز ہاتھ میں ہو شغل کرنا فعل صالحین سے ہے کیونکہ ایسے حضرات سے اس طرح کا فعل کسی فکر میں غرق ہونے سے ہوتا ہے اور ظاہر ہے یہ حضرات جس فکر میں غرق ہوں گے وہ افکار خیر ہی کے ہوں گے۔

(۴)... اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ کسی شے کو تلاش کرنے میں اگر تین دن صرف ہو جاویں اور پھر بھی نہ ملے تو اس کے ترک سے اس کو ضائع کرنے والا نہ سمجھا جائے گا۔ یعنی یہ تین دن حد آخری ہے جس کے بعد مطلوب کی تلاش کو متعذر یا مشکل قرار دیا جاوے گا۔

(۵)... اور اس حدیث سے استعمال آثار صالحین کا تبرکا ثابت ہوتا ہے۔
وَفِيهِ اسْتِعْمَالُ آثَارِ الصَّالِحِيْنَ وَلِبَاسِ مَلَابِسِهِمْ عَلَى جِهَةِ التَّبَرُّكِ وَالتَّيَمُّنِ بِهَا۔ (فتح الباری، جلد: ۱۰، صفحہ: ۳۲۹، ۳۳۰)

Marfat.com

حرمت اسبالِ ازار

حرمت اسبال ازار کے متعلق چند اہم دلائل احقر کے رسالہ حرمت اسبال ازار میں مفصل موجود ہیں۔ جو ''روح کی بیماریاں اور اُن کا علاج'' کتاب حصہ دوم میں موجود ہے۔

ولایت عامہ اور ولایت خاصّہ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ روح المعانی ''اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ'' کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ مرتبہ اولیٰ میں جو ولایت عامہ تھی بشرط ایمان۔ وہی مرتبہ ثانیہ میں تقویٰ کی شرط سے ولایت خاصہ پر فائز ہوجاتی ہے۔ اس کو ولایت کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ (بیان القرآن، پارہ:۹، سورۃ الانفال)

اور سورۂ یونس میں ارشاد ہے کہ اولیاء اللہ کون لوگ ہیں؟ ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں یعنی معاصی سے پرہیز کرتے ہیں۔ یعنی ایمان اور تقویٰ سے اللہ کا قرب عطا ہوتا ہے اور خوف اور حزن سے ان کے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لیے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی من جانب اللہ خوف اور حزن سے بچنے کی خوشخبری ہے۔ ''لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ'' حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ بزرگی اور ولایت کا مدار ایمان اور تقویٰ پر ہے نہ کہ کشف وکرامت پر ہے۔ (بیانُ القرآن)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْاِسْتِقَامَۃُ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ کَرَامَۃٍ استقامت ایک ہزار کرامات سے افضل ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۸۴)

Marfat.com

افضل عبادت

((أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، ص: ۱۹۵)

ترجمہ: مصائب میں حق تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا افضل عبادت ہے۔

اس کی شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لِأَنَّ الصَّبْرَ فِي الْبَلَاءِ انْقِيَادٌ لِلْقَضَاءِ وَذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ" کیونکہ صبر کرنا بلاء میں قضاءِ الٰہی کا احترام اور انقیاد ہے اور یہ نعمت حق تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور انقیاد للقضاء کا مطلب یہ ہے کہ قضاء پر اعتراض نہیں کرتے، تسلیم ورضا اختیار کرتے ہیں۔ (مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۴۰)

جنت کی طرف سب سے پہلے پکارے جانے والے لوگ

((أَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ))

(شعب الایمان للبیہقی)

قیامت کے دن سب سے پہلے وہ لوگ جنت کی طرف پکارے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں خوشی میں بھی اور تکلیف میں بھی۔ یعنی صحت و مرض، آرام و تکلیف، مالداری اور تنگ دستی، ہر حال میں حمد کرتے ہیں۔

نعمتوں پر حمد تو ظاہر ہے، مگر تکلیفوں پر حمد کس طرح کریں گے؟ جواب یہ ہے کہ تکالیف میں اپنے رب سے راضی رہتے ہیں اعتراض نہیں کرتے۔ پس "يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ" کا مطلب یہ ہوگا "الَّذِيْنَ يَرْضَوْنَ عَنْ مَوْلَاهُمْ" اپنے رب سے راضی رہتے ہیں۔ (عافیت مانگنا اس رضا کے منافی نہیں بلکہ عبدیت کا عینِ تقاضا ہے۔) (مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۱۲)

Marfat.com

جذب وسلوک کیا ہے؟

سورۂ شوریٰ میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ}

[سورۃ الشوریٰ، آیت:۱۳]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں جذب اور سلوک دونوں راستوں کا ذکر ہے۔ ''اَلْجَبْیُ هُوَ الْجَذْبُ وَالْهِدَايَةُ اِرَاءَةُ الطَّرِيْقِ لِمَنْ يَّسْلُكُ'' اِجْتَبَآئِ سے جذب کا ثبوت ہے اور يَهْدِیْ سے سلوک کا ثبوت ہے۔

(روح المعانی)

اُولوالامر کی اطاعت کا حکم

{يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ}

[سورۃ النساء، آیت:۵۹]

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اہل حکومت کی۔ پس بصورت اختلاف اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ حکومت کے ساتھ اَطِيْعُوْا نازل نہ فرمانا دلالت کرتا ہے کہ اہلِ حکومت کی اطاعت کا حکم مستقل نہیں، بلکہ اس شرط پر ہے کہ وہ اللہ ورسول کی اطاعت جب تک کریں گے قابلِ اطاعت رہیں گے۔ ''كَأَنَّهُ قِيْلَ إِذَا لَمْ يَكُنْ أُولُو الْأَمْرِ مُسْتَقِلِّيْنَ، وَشَاهَدْتُّمْ مِّنْهُمْ خِلَافَ الْحَقِّ، فَرُدُّوْهُ إِلَى الْحَقِّ، وَلَا يَأْخُذُكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ۔

(مرقاۃ، جلد:۷، صفحہ:۲۱۷)

Marfat.com

اللہ والا بننے کا ایک عظیم الشان نسخہ

{اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ}

[سورۃ الحجرات، آیت:۳]

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ عمل ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عظیم الشان عمل اور محبوب عمل تھا کہ اس پر ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور ولایت کے لیے خاص فرمالیا اور منتخب فرمالیا۔

چھانٹا وہ دل کو جس کی ازل میں نمود تھی
پسلی پھڑک گئی نظر انتخاب کی

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِمْتَحَنَ بِمَعْنٰی اَخْلَصَ ہے۔ اہلِ عرب جب سونے کو آگ میں ڈال کر اس کا میل کچیل صاف کرتے ہیں تو اس وقت یہ محاورہ بولتے ہیں۔ يُمْتَحَنُ الذَّهَبُ بِالنَّارِ لِيُخْلَصَ اِبْرِيْزُهٗ عَنْ خُبْثِهٖ وَيُنَقّٰى۔ (روح المعانی)

اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ اور مقبولینِ بارگاہ کی محبت اور ان کا ادب اس قدر محبوب عمل ہے کہ اس کی برکت سے جلد بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اور جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ اپنے لیے خالص فرمالیں اس کو پھر کون خراب کر سکتا ہے اور کون غیر اللہ اپنا بنا سکتا ہے جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے اور جس کو اللہ نہ رکھے اس کو ساری دنیا چکھے۔

Marfat.com

دنیا میں اگر بادشاہ کسی چیز کو اپنے لیے خاص طور پر پسند کر لیتا ہے۔ خواہ وہ بلی، کتا جیسی حقیر چیز ہو تو بھی ملک میں اس کو کوئی رعایا ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ پھر حق تعالیٰ جو چیز اپنے لیے منتخب فرمالیں، خالص فرمالیں، اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

علماء نے تصریح کی ہے کہ جو حضرات دین کی بزرگی رکھتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی ادب ہے، گو سوء ادب کا وبال اس درجہ کا نہ ہوگا، لیکن تاذی بلاضرورت میں حرمت ضرور ہے۔ (بیان القرآن)

فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس قرآنِ پاک کی تعلیم کے لیے جایا کرتے تھے اور استاد کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے تھے، یہاں تک خود سے نکلتے۔ ایک دن فرمایا کہ اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ! دروازہ کھٹکھٹا دیا کرو تاکہ آپ انتظار کی کلفت نہ اُٹھائیں، ہم کو یہ انتظار آپ کا بہت شاق ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”اَلْعَالِمُ فِیْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّ نَبِیِّهٖ: “وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ“ عالم اپنی قوم میں مثل نبی کے ہے، اپنی اُمت میں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ خود باہر دولت کدہ سے تشریف لاتے تو ان کے حق میں یہ خیر ہوتا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور میں نے ہمیشہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ یہی ادب کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ ”وَقَدْ رَاَیْتُ هٰذِهِ الْقِصَّةَ صَغِیْرًا، فَعَمِلْتُ

Marfat.com

بِمُوجِبِهَا مَعَ مَشَايِخِي، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى ذَالِكَ"

(روح المعانی، پارہ:۲۶، صفحہ:۱۴۴)

فائدہ: یہ پورا مضمون حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل السلوک میں روح المعانی سے نقل فرمایا ہے۔

مشائخ کا بعض مریدین کو خلافت دینے کا ثبوت

{اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا}

[سورۃ النساء، آیت:۵۸]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہلِ حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دو۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ مسائل السلوک میں ارقام فرماتے ہیں: "إِنْ أُخِذَ الْعُمُوْمُ فِي الْأَمَانَاتِ دَلَّتِ الْاٰيَةُ عَلٰى أَمْرِ الشُّيُوْخِ بِإِيْصَالِ الْمَعَارِفِ وَإِعْطَاءِ الْخِلَافَةِ مَنْ كَانَ أَهْلًا لَهَا" اگر امانت کو عام لیا جاوے تو آیت میں مشائخ کو بھی امر ہوگا کہ معارف اور برکات کو ان کے اہل تک پہنچا دیں اور جو ان میں خلافت ارشادیہ کا اہل ہو ان کو اجازت دیں۔ (مسائل السلوک)

بعض مریدین کو عدم مناسبت کے سبب خانقاہ سے نکال دینا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ}

[سورۃ الکہف، آیت:۷۸، پارہ:۱۶]

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هُوَ أَصْلٌ لِأَمْرِ الْمُرِيْدِ بِالْفِرَاقِ إِذَا لَمْ يَتَوَقَّعْ مُنَاسَبَةً وَ وِفَاقًا وَظَهَرَ كَثِيْرُ خِلَافٍ وَّشِقَاقٍ" اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس مرید سے مناسبت نہ ہو اور آئندہ بھی موافقت کی توقع نہ ہو تو

Marfat.com

اس کو الگ کر دینا چاہیے کہ بدونِ مناسبت دونوں کے اوقات ضائع ہوں گے۔

(بیانُ القرآن، مسائل السلوک)

صالحین کی اولاد کا اکرام کرنا

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا}

[سورۃ الکھف، آیت: ۸۲]

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "فِيْهِ رِعَايَةٌ لِأَوْلَادِ الصَّالِحِيْنَ" اس آیت میں صالحین کی اولاد کی رعایت کا ثبوت ہے اور مشائخ صوفیہ اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ (مسائل السلوک)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ باپ صالح ساتویں پشت کے تھے، كَانَ الْاَبَ السَّابِعَ، کیسے کریم مالک ہیں کہ اپنے وفادار غلاموں کی سات پشت تک رحمت نازل فرماتے ہیں۔

نسبتِ باطنی

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ}

[سورۃ التحریم، آیت: ۸]

اتمامِ نور سے مراد تفسیر میں آخرت کا نور ہے کہ اے اللہ! اس نور کو آخر تک قائم رکھئے کہ راستے میں گل نہ ہو جاوے، بطور اشارہ اتمام نور سے نسبت مع اللہ کا القاء بھی ہے۔ (ایسا شخص مکمل لنفسہٖ مکمل لغیرہٖ ہوتا ہے)

حضرت خواجہ صاحب کی یہ تحریر احقر نے خود دیکھی ہے۔

Marfat.com

انقطاعِ خلق اور تعلق مع اللہ سے کیا مراد ہے؟

بعض نادان صوفیہ ''وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ط'' سے یہ سمجھ گئے کہ ضروری تعلقات دنیویہ سے بھی الگ ہوکر رہبانیت اختیار کرلی جاوے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں اس آیت کی نہایت حکیمانہ تفسیر فرمائی ہے۔ ''اور علاقہ خداوندی کو تمام تعلقات پر غالب رکھئے۔'' کیا ہی عمدہ تعبیر ہے۔ احقر کا یہ شعر بھی اس مفہوم کا ترجمان ہے ۔

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

ہجرانِ جمیل اور صبرِ جمیل

''اَلصَّبْرُ الْجَمِيْلُ الَّذِيْ لَاشِكْوٰى فِيْهِ'' یعنی صبر جمیل وہ صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو اور مراد اس شکایت سے یہ ہے کہ مخلوق سے شکایت نہ کرے۔ پس حق تعالیٰ سے شکایت اپنی تکلیف کی پیش کرنا منافی صبر جمیل نہیں۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا تھا ''اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ'' اور ہجر جمیل یہ ہے کہ اس کی شکایت اور انتقام کی فکر میں نہ پڑے۔

شیخ کو عارف ہونا چاہیے

داعی الی اللہ اور شیخ کو عارف ہونا چاہیے:

{قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ}

[سورۂ یوسف، آیت:۱۰۸]

بحوالہ روح المعانی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ داعی الی اللہ کو طریقِ ایصال کا ماہر ہونا چاہیے اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہونا چاہیے۔ ''فِي الرُّوْحِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ لِلدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ

Marfat.com

يَكُوْنَ عَارِفًا بِطَرِيْقِ الْإِيْصَالِ إِلَيْهِ سُبْحَانَهٗ عَالِمًا بِمَا يَجِبُ لَهٗ تَعَالٰى"

رحمتِ حق کے سامنے شیطان کا ضعف

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ اللُّطْفِ الْإِلٰهِيِّ لَا أَضْعَفَ مِنْهُ. وَلَا أَذَلَّ فَإِنَّهٗ مُشَبَّهٌ بِالْكَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَى الْبَابِ. وَلِذَا قَالَ تَعَالٰى ''إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا'' حق تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ ہوتے ہوئے شیطان سے بڑھ کر کوئی کمزور اور ذلیل نہیں۔ پس تحقیق وہ اس کتّے کے مشابہ ہے جو دروازہ پر کھڑا رہتا ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۱۳۶)

جیسا کہ بنگلوں اور بڑے لوگوں کے مکانوں پر خونخوار خطرناک قسم کا کتّا کھڑا رہتا ہے، جب کوئی داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ کتّا بھونکتا ہے، پھر آنے والا مالک مکان کو پکارتا ہے، وہ اس کتّے کو ڈانٹتا ہے: خاموش! ہمارا آدمی ہے، پھر وہ دُم ہلانے لگتا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے اپنے دربارِ قرب سے باہر شیطان کھڑا کیا ہوا ہے جو حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے ارادہ کرتا ہے، یہ بھونکتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے۔ پس حکم ہوگیا کہ ہم کو پکارو، یہ ہمارا کتّا ہے، ہمارے حکم سے خاموش ہوگا۔ تم اس کے وسوسوں کا جواب دو گے تو یہ اور بھونکے گا۔ کہو ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے یعنی جو اس کا مالک ہے اس کی مدد چاہتا ہوں۔ اس طرف اشارہ ہے اس حدیث کا۔ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ لَيْسَ لَهٗ قُوَّةُ الْمُغَالَبَةِ مَعَ الشَّيْطَانِ وَمُجَادَلَتِهٖ. فَيَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَّلْتَجِئَ إِلٰى مَوْلَاهُ. وَيَعْتَصِمَ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الَّذِيْ أَوْقَعَهٗ'' (بحوالہ بالا)

پس تحقیق بندہ کو اپنی طاقت سے شیطان پر غلبہ پانے اور اس سے جھگڑنے کی طاقت نہیں دی گئی، اس لیے حکم ہے کہ تم اپنے مولیٰ سے رجوع کرو اور پناہ مانگو حق تعالیٰ کی اس مردود سے۔

Marfat.com

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق آیت کی تفسیری تحقیق

از: حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

{وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ}

[سورۃ الانبیآء آیت:۸۷]

اور مچھلی والے کا تذکرہ کیجئے (حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کا) جب وہ اپنی قوم سے جب کہ وہ ایمان نہ لائے خفا ہو کر چل دیئے اور ان کی قوم پر سے عذاب ٹلنے کے بعد بھی خود واپس نہ آئے۔ اور اس سفر کے لیے ہمارے حکم کا انتظار نہیں کیا اور انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ ہم اس چلے جانے میں ان پر کوئی دارو گیر نہ کریں گے۔ یعنی چونکہ اس فرار کو انہوں نے اجتہاداً جائز سمجھا، اس لیے انتظارِ نص اور وحی کا نہ کیا، لیکن چونکہ اُمید وحی تک وحی کا انتظار انبیاء کے لیے مناسب ہے، اس لیے اس ترک مناسب پر ان کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ راہ میں ان کو کوئی دریا ملا اور وہاں کشتی پر سوار ہوئے، کشتی چلتے چلتے رُک گئی۔ یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا یہ فرار بلا اذن ناپسند ہوا، اس کی وجہ سے یہ کشتی رُکی۔ کشتی والوں سے فرمایا کہ مجھے دریا میں ڈال دو، وہ راضی نہ ہوئے، غرض قرعہ پر اتفاق ہوا، تب بھی انہیں کا نام نکلا، آخر ان کو دریا میں ڈال دیا اور خدا کے حکم سے ان کو ایک مچھلی نگل گئی۔ (کذا فی الدر المنثور و بیان القرآن، سورۃ الانبیاء)

بدون انتظارِ وحی اس مقام سے چلے جانے کا علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن و شعبی رحمہما اللہ و سعید بن جبیر جلیل القدر تابعی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے یہ جواب نقل فرمایا ہے: "وَيَنْبَغِيْ أَنْ يُّتَأَوَّلَ لِمَنْ قَالَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُلَمَاءِ كَالْحَسَنِ وَ الشَّعْبِيِّ وَابْنِ جُبَيْرٍ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ. بِأَنْ يَّكُوْنَ مَعْنٰى قَوْلِهِمْ لِرَبِّهٖ لِأَجْلِ رَبِّهٖ تَعَالٰى وَحَمِيَّةً لِدِيْنِهٖ. فَاللَّامُ لَامُ الْعِلَّةِ. وَمَا

Marfat.com

وَرَدَ مِنْ بَعْضِ السَّلَفِ مُغَاضِبًا لِرَبِّهٖ، فَمَعْنَاهُ مُغَاضِبًا لِأَجْلِ رَبِّهٖ، لَا عَلٰى رَبِّهٖ، فَافْهَمْ'' (سورۃ الانبیا، روح المعانی، جلد: ۱۷، صفحہ: ۸۳ و حاشیۂ بیان القرآن)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ بعض سلف نے جو ''مُغَاضِبًا لِرَبِّهٖ'' سے تفسیر کی ہے، اس کا مفہوم لام تعلیلیہ کے پیشِ نظر ''مُغَاضِبًا لِأَجْلِ رَبِّهٖ'' ہے۔ یعنی اپنے رب ہی کے لیے یہ غصہ تھا اور اپنی دینی حمیت کے لیے تھا۔ اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ احقر کے نزدیک اس تفسیر کا ادلال پر محمول کرلینا اقرب والطف ہے۔ (ادلال کے معنی ادل علیہ کسی کی محبت پر بہت اعتبار کرلینا) خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کا ذِہاب (جانا) تین سبب سے تھا: ''مُغَاضِبًا لِأَجْلِ رَبِّهٖ وَحَمِيَّةً لِدِيْنِهٖ وَغَلَبَةَ الْاِعْتِمَادِ عَلٰى مَحَبَّةِ رَبِّهٖ'' یہ جانا تین سبب سے تھا۔ اپنے رب ہی کے لیے غضبناک ہوئے اور اور اپنی دینی حمیت اور غیرت کے سبب تھا اور حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت پر غلبۂ اعتماد کے سبب تھا۔ اس میں نمبر ۳ جو آخری جملہ ہے ''وَغَلَبَةَ الْاِعْتِمَادِ عَلٰى مَحَبَّةِ رَبِّهٖ'' حضرت اقدس تھانوی کا جواب ہے جو نہایت اقرب والطف ہے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کا باوجود عصمت و برأت ''اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' میں ذنب کی نسبت اپنی طرف کرنا مجازاً ہے جو غلبہ استحضار عظمتِ حق کے سبب غیر اولیٰ اور ترک مناسب کو ذنب سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسا کہ اکثر اہل اللہ پر اس نوع کے حالات طاری ہوئے ہیں اور ایسے حالات میں کفر کی نسبت بھی اپنی طرف کرلیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی کو جس قدر ذنب سے بُعد ہے اتنا غیر نبی کو کفر سے نہیں۔ جب اطلاق ابعد جائز ہوا تو اطلاق بعید میں کیا شک ہے۔

(مسائل السلوک، بیان القرآن)

حق تعالیٰ کا ارشاد ''فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ'' میں ظن دلالت کرتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد تھا۔ ''وَمِنْ ثَمَّ عَبَّرَ بِظَنَّ فَلَا يَلْزَمُ اَنَّهٗ

Marfat.com

خَطَرَ بِبَالِہٖ-عَلَیْہِ السَّلَامُ- الْجَانِبُ الْمُخَالِفُ" اسی سبب سے ظن کے لفظ سے حق تعالیٰ شانہٗ نے تعبیر فرمایا۔ پس نہیں لازم آتا اس سے کہ جانب مخالف کا خیال بھی آیا ہو۔

ظن کے ترجمہ میں غور کیجیے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر منصب نبوت کی عظمت اور عصمت کا حق ادا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے ان اکابر کی قبروں کو اپنے انوار رضائے علیا سے منور اور معمور فرماویں، آمین۔

ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے

{وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَّحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ط}

[سورۃ الاحقاف، آیت: ۱۵]

والدین کے ساتھ احسان کا حکم فرماتے ہوئے ماں کا حق خصوصیت سے الگ بیان فرمایا گیا۔ (اور بالخصوص ماں کے ساتھ اور زیادہ) کیونکہ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس ماہ میں ہوتا ہے۔

(بیان القرآن)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ میں کس کی خدمت زیادہ کروں؟ فرمایا: ماں کی۔ پھر اس نے پوچھا: پھر کس کی؟ فرمایا: ماں کی۔ پھر اس نے پوچھا: پھر کس کی؟ فرمایا: ماں کی۔ پھر اس نے پوچھا: پھر کس کی؟ فرمایا: باپ کی۔

بخاری شریف کی اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے: "وَقَدْ

Marfat.com

وَقَعَتِ الْإِشَارَةُ إِلٰى ذَالِكَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًاؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ" (فتح الباری، جلد:۱۰، صفحہ:۴۰۲)

"وَنَقَلَ الْمُحَاسِبِيُّ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ الْاُمَّ مُقَدَّمَةٌ فِي الْبِرِّ عَلَى الْاَبِ" ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے، حسنِ سلوک میں اس پر اجماع ہے۔

(فتح الباری، جلد:۱۰، صفحہ:۴۰۳)

حمل سے لے کر دودھ کے چھڑانے کی مدت دو سال نو ماہ ہے اور اس آیت میں تیس ماہ (ڈھائی سال) بنتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ اس حساب پر مبنی ہے کہ حمل کی قلیل مدت چھ ماہ ہے اور اکثر مدت رضاع دو سال ہے۔ مجموعہ ڈھائی سال ہو گیا۔ اب رہا یہ سوال کہ ایک کی اقل مدت اور دوسرے کی اکثر مدت کیوں لیا؟ تو جواب یہ ہے کہ منضبط یہی مدتیں ہیں۔ بخلاف اکثر مدت حمل کے کہ کسی دلیل قطعی سے منضبط نہیں اور اسی طرح اقل مدت رضاع کی بھی منضبط نہیں۔ پوری تفصیل بیان القرآن میں ملاحظہ فرماویں۔

متعدد شوہر والی عورت جنت میں کس کو ملے گی؟

یا سب سے آخر والے شوہر کو یا سب سے پہلے شوہر کو یا جس شوہر کے اخلاق اچھے ہوں گے، یہ عورت اس کو اپنی مرضی سے انتخاب کر لے گی۔

"فَتَخْتَارُ مَنْ كَانَ اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا مَعَهَا" (روح المعانی، جلد:۲۵، صفحہ:۱۳۶)

کافر کی مسلمان بیوی کس کو ملے گی؟

"وَتُعْطٰى زَوْجَةُ كَافِرٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ لِمَنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى" کافر کی مسلمان بیوی جنت میں جب داخل ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جس کو چاہیں گے عنایت فرما دیں گے۔

Marfat.com

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کس کو ملیں گی؟

"وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ اٰسِیَةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ تَکُوْنُ زَوْجَةَ نَبِیِّنَا -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ-" تحقیق کہ وارد ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بیوی فرعون کی جنت میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوں گی۔

(روح المعانی، جلد:۲۵، صفحہ:۱۳۶)

تختِ سلیمانی کی رفتار

{وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ج}

[سورۃ سبا، آیت:۱۲]

ترجمہ: صبح کا چلنا اس ہوا کا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی اسی طرح ایک ماہ کی مسافت تھی۔ (بیان القرآن)

اس رفتار کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ بیت المقدس سے صبح اپنے تخت سلیمان سے چل کر اصطخر میں قیلولہ فرماتے تھے اور پھر شام کو وہاں سے آپ کے تخت کو ہوا اُڑا کر خراسان کے قلعہ میں پہنچاتی تھی اور راستہ میں جب تخت چلتا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر طیور صفوف کی شکل میں سایہ رکھتے تھے اور ساتھ ہی جنات اور بہت سے انبیاء اور علماء بھی ہوتے تھے۔ "أَخْرَجَ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ فِي الْاٰیَةِ: کَانَ سُلَیْمٰنُ -عَلَیْهِ السَّلَامُ- یَغْدُوْ مِنْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَیَقِیْلُ بِإِصْطَخْرَ، ثُمَّ یَرُوْحُ مِنِ اصْطَخْرَ فَیَقِیْلُ بِقِلْعَةِ خُرَاسَانِ" آگے چند ابیات ہیں جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔

تَظِلُّهُمْ طَیْرٌ صُفُوْفٌ عَلَیْهِمْ

(روح المعانی، پارہ:۲۲، صفحہ:۱۱۷ اور پارہ:۱۷، صفحہ:۷۸)

Marfat.com

تفسیر بیان القرآن، پارہ: ۱۷، صفحہ: ۵۴ (سورۃ انبیا) میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ درمنثور میں روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مع اعیانِ ملک اپنی کرسیوں پر بیٹھ جاتے تھے اور ہوا کو حکم دیتے تھے وہ سب کو اُٹھا کر تھوڑی دیر میں ایک ماہ کی مسافت قطع کرتی۔

کامل مسلمان کون ہے؟

حدیث پاک میں ہے کہ:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون، ج: ۱، ص: ٦)

کامل مسلمان وہ ہے کہ جس سے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔

ایک غیر مسلم نے حضرت مرشدی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے سوال کیا کہ غیر مسلم کی حفاظت کا اس حدیث میں ذکر نہیں۔ کیا ان کو ستانا جائز ہے؟ فرمایا کہ چونکہ کثرت سے معاملات مسلمانوں کے مسلمانوں سے رہتے ہیں۔ جب کثیر الوقوع حالات میں اس پر عمل کریں گے تو قلیل الوقوع حالات میں بدرجہ اولیٰ اس حدیث پر عمل کریں گے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری عمدۃ القاری، جلد: ۱، صفحہ: ۱۳۲ پر اس حدیث کی شرح اس طرح فرمائی ہے:

''اَلْأُوْلٰى: فِيْهِ الْحَثُّ عَلٰى تَرْكِ أَذَى الْمُسْلِمِيْنَ بِكُلِّ مَا يُؤْذِيْ وَسِرُّ الْأَمْرِ فِيْ ذَالِكَ حُسْنُ التَّخَلُّقِ مَعَ الْعَالَمِ كَمَا قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِ الْأَبْرَارِ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا يَرْضَوْنَ الشَّرَّ

وَالثَّانِيَةُ: فِيْهِ الرَّدُّ عَلَى الْمُرْجِئَةِ؛ فَإِنَّهٗ لَيْسَ عِنْدَهُمْ إِسْلَامٌ نَاقِصٌ

وَالثَّالِثَةُ: فِيْهِ الْحَثُّ عَلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ وَاجْتِنَابِ الْمَنَاهِيْ''

ترجمہ: اس حدیث سے درج ذیل فوائد ثابت ہوتے ہیں:

Marfat.com

(۱) ... مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے والے افعال کے ترک کر دینے کی ترغیب ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسنِ اخلاق کا اہتمام ہو۔ جیسا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور شر کرنا تو کیا شر سے راضی بھی نہیں ہوتے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام تصوف کا نچوڑ اور حاصل یہ ہے کہ ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

حکایت: حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے کسی کو گناہ کرتے دیکھا، واپس آ گئے، چارپائی پر غم سے لیٹ گئے اور جب پیشاب کیا تو غم سے اس میں خون آ گیا۔ یا اللہ! اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنی نافرمانی سے حفاظت نصیب فرما۔ ان بزرگوں کے طفیل جن سے ہم وابستہ ہیں۔

(۲) ... اس حدیث میں فرقہ مرجئہ کی تردید ہے جن کے نزدیک اسلام ناقص نہیں ہوتا۔ (یا مسلمان کامل یا کافر ہوتا ہے)

(۳) ... ترکِ معاصی اور نافرمانی سے اجتناب کی ترغیب ہے۔

سوال نمبر ۱: ''یَد'' کو خاص کیوں کیا جب کہ اور اعضاء سے بھی افعال صادر ہوتے ہیں۔ لِمَ خَصَّ الْیَدَ مَعَ أَنَّ الْفِعْلَ قَدْ یَحْصُلُ بِغَیْرِهَا؟

جواب: إِنَّ سَلْطَنَةَ الْأَفْعَالِ إِنَّمَا تَظْهَرُ فِي الْیَدِ إِذْ بِهَا الْبَطْشُ وَالْقَطْعُ وَالْوَصْلُ وَالْأَخْذُ وَالْمَنْعُ وَالْإِعْطَاءُ وَنَحْوُهُ. قَالَ الزَّمَخْشَرِيُّ: لَمَّا كَانَتْ أَكْثَرُ الْأَعْمَالِ تُبَاشَرُ بِالْأَیْدِي غَلَبَتْ. فَقِیْلَ فِي كُلِّ عَمَلٍ هٰذَا مِمَّا عَمِلَتْ أَیْدِیْهِمْ وَإِنْ كَانَ عَمَلًا لَا یَأْتِي فِیْهِ الْمُبَاشَرَةُ بِالْأَیْدِي۔

خلاصہ ترجمہ: اکثر افعال تو ہاتھ ہی سے ہوتے ہیں جیسے پکڑنا، کاٹنا، جوڑنا، دینا، روکنا وغیرہ۔ علامہ زمخشری نے فرمایا کہ جب کہ اکثر اعمال ہاتھ سے

Marfat.com

ہوتے ہیں تو تغلیباً جملہ اعضاء کے اعمال کو بھی ہاتھ ہی کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سب ان کے ہاتھوں کے اعمال ہیں۔ اگرچہ دوسرے اعضاء کے اعمال بھی ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۲: زبان کو ہاتھ کے ساتھ کیوں ملایا؟ لِمَ قَرَنَ اللِّسَانَ بِالْيَدِ؟

جواب: أُجِيبُ بِأَنَّ الْإِيذَاءَ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ أَكْثَرُ مِنْ غَيْرِهِمَا زبان اور ہاتھ سے ایذاء بہ نسبت دوسرے اعضاء کے زیادہ ہوتی ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ ہاتھ سے پٹائی کے وقت زبان بھی ساتھ کچھ بولتی رہتی ہے۔ ایسا نہیں دیکھا جاتا کہ کوئی ہاتھ سے کسی کو پیٹ رہا ہو اور زبان بالکل خاموش ہو۔

سوال نمبر ۳: زبان کو ہاتھ پر کیوں مقدم فرمایا؟ لِمَ قَدَّمَ اللِّسَانَ عَلَى الْيَدِ؟

جواب: أُجِيبُ بِأَنَّ إِيذَاءَ اللِّسَانِ أَكْثَرُ وُقُوعًا وَّ أَسْهَلُ لِأَنَّهُ أَشَدُّ نِكَايَةً، وَلِهٰذَا كَانَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُولُ لِحَسَّانَ: "أُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ، فَإِنَّهُ أَشَقُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ" وقال الشاعرُ ؎

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

زبان سے ایذاء کثیر الوقوع ہے اور آسان ہے اور اس کی ایذاء بھی شدید ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ مشرکین کی برائی میں اشعار کہیے یہ تیروں کی بارش سے زیادہ ان پر شاق ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ ؎

تیر کا زخم تو بھر بھی جاتا ہے
مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا

Marfat.com

سوال نمبر۴: بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مَنْ لَّمْ یَسْلَمِ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْهُ لَا یَكُوْنُ مُسْلِمًا'' اگر کسی کی ایذاء سے مسلمان سالم نہ رہیں تو وہ کافر ہوجاوے گا، لیکن اجماع اس کے خلاف ہے۔

جواب: اَلْمُرَادُ مِنْهُ الْمُسْلِمُ الْكَامِلُ إِذَا لَمْ یَسْلَمْ مِنْهُ الْمُسْلِمُوْنَ، فَلَا یَكُوْنُ مُسْلِمًا كَامِلًا وَذَالِكَ لِأَنَّ الْجِنْسَ إِذَا أُطْلِقَ یَكُوْنُ مَحْمُوْلًا عَلَى الْكَامِلِ۔ اس حدیث سے مراد مسلمان کامل ہے کہ جس کی ایذاء سے مسلمان محفوظ رہیں کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب اسم جنس مطلق بولتے ہیں تو مراد اس کا فردِ کامل ہوتا ہے۔

سوال نمبر۵: مجرمین پر حدود اور تعزیرات اور تادیبات کا اجراء بھی تو ایذا ہے؟

جواب: یہ ایذاء نہیں ہے بلکہ استصلاح ہے۔ ''وَطَلَبُ السَّلَامَةِ لَهُمْ وَلَوْ فِي الْمَالِ'' ہے۔ معاشرہ کی سلامتی اور امن اس پر موقوف ہے اور شریعت نے اس کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

سوال نمبر۶: ذمی کفار کو بھی اذیت جائز نہیں ہے اور حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے، صرف مسلمون کا ذکر ہے۔

جواب: بِأَنَّهُ قَدْ ذُكِرَ الْمُسْلِمُوْنَ بِطَرِیْقِ الْغَالِبِ چونکہ اکثر حالات میں معاملہ مسلمانوں سے ہوتا ہے، اس لیے ان کا ذکر ہے۔ اس قاعدہ کا نام تغلیبًا ہے اور ذمی ان کے تابع ہوکر شامل ہیں۔

سوال نمبر۷: حدیث میں مسلمات کا ذکر نہیں ہے، ان کی سلامتی کا کیا ہوگا؟

جواب: أُجِیْبُ هٰذَا مِنْ بَابِ التَّغْلِیْبِ، فَإِنَّ الْمُسْلِمَاتِ یَدْخُلْنَ فِيْ سَائِرِ النُّصُوْصِ وَالْمُخَاطَبَاتِ۔ عورتیں تمام احکامِ شریعت میں مردوں کے تابع ہیں۔ جیسے ''وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ'' وغیرہ میں شامل ہیں جبکہ وَاَقِیْمُوْا مذکر کا صیغہ ہے۔

Marfat.com

سوال نمبر۸: زبان کے اقوال سے اذیت ہوتی ہے نہ کہ زبان سے، پھر اقوال اور کلام کے بجائے زبان کو تعبیر کیوں فرمایا؟ لِمَ عَبَّرَ بِاللِّسَانِ دُوْنَ الْقَوْلِ فَإِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِاللِّسَانِ؟

جواب: قول کے بجائے زبان کو اس لیے بیان فرمایا کہ بعض وقت شریر آدمی زبان سے کچھ بولتا تو نہیں، مگر مذاق اُڑانے کی نیت سے زبان کو باہر نکال دیتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا کلامِ نبوت کی بلاغت ہے اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی کمالِ فہم ہے۔ ”جَزَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرًا إِنَّمَا عَبَّرَ بِهٖ دُوْنَ الْقَوْلِ حَتّٰى يَدْخُلَ فِيْهِ مَنْ أَخْرَجَ لِسَانَهٗ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِسْتِهْزَاءِ۔“

سوال نمبر۹: زبان اور ہاتھ کی اذیت میں کیا فرق ہے؟

جواب: زبان کی ایذاء موجودین اور ماضیین اور حادثین سب کے لیے عام ہے۔ یعنی ماضی، حال، مستقبل سب کو بُرا کہہ سکتی ہے، لیکن ہاتھ کی اذیت صرف موجودین پر جاری ہوسکتی ہے۔ ”اَللّٰهُمَّ إِلَّا إِذَا كَتَبَ بِالْيَدِ فَحِيْنَئِذٍ تُشَارِكُ اللِّسَانَ“ یا اللہ! مگر یہ کہ کوئی ہاتھ سے تینوں زمانے کے لوگوں پر بُرائی لکھ دے، پس اس وقت ہاتھ زبان کے برابر ہوجاوے گا۔

(عمدۃ القاری، جلد:۱، صفحہ:۱۳۳-۱۳۲)

مہاجرین کے لیے تازیانہ عبرت

((وَرَوٰى أَحْمَدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ))

(مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، ص:١٦)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل ہجرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دو۔

Marfat.com

اچھی نیت پر مفت ثواب حاصل کیجیے

((رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهٗ قَالَ: يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى لِلْحَفَظَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اُكْتُبُوْا لِعَبْدِيْ كَذَا وَ كَذَا مِنَ الْأَجْرِ فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا لَمْ نَحْفَظْ ذَالِكَ عَنْهُ، وَلَا هُوَ فِيْ صُحُفِنَا، فَيَقُوْلُ: إِنَّهٗ نَوَاهُ))

(عمدة القاری، ج:۱، ص:۳۵)

ترجمہ: قیامت کے دن حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے فرشتوں سے کہ میرے بندے کے لیے فلاں فلاں عمل کا ثواب لکھو۔ فرشتے کہیں گے یارب! ہم نے تو ان اعمال کو اس سے محفوظ نہیں کیا اور نہ ہمارے صحیفوں میں یہ اعمال نوٹ ہیں۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس بندے نے اچھے اچھے اعمال کی نیت کی تھی۔

مُلاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک اُمتی صحابی ایک ریت کے ٹیلہ سے گذرا اور وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ اس نے دل میں کہا کہ کاش! یہ سب غلّہ بن جاتا اور میں یہ سب کا سب بھوکوں میں تقسیم کردیتا۔ ''رُوِيَ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مَرَّ بِكُثْبَانِ رَمْلٍ فِيْ مَجَاعَةٍ، فَقَالَ فِيْ نَفْسِهٖ: لَوْ كَانَ هٰذَا الرَّمْلُ طَعَامًا لَقَسَّمَهٗ بَيْنَ النَّاسِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلٰى نَبِيِّهِمْ قُلْ: إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ، وَشَكَرَ حُسْنَ صَنِيْعِكَ وَأَعْطَاكَ ثَوَابَ مَا لَوْ كَانَ طَعَامًا، فَتَصَدَّقْتَ بِهٖ'' اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں اس وقت کے نبی کو وحی فرمائی کہ آپ اس صحابی سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری اس نیت کی تصدیق کردی اور تیرے حسنِ عمل کو قبول فرمالیا اور تیرے لیے اسی قدر ثواب عطا کردیا گیا، اگر تو تمام ریت کے ٹیلے کے برابر غلّہ خیرات کرتا۔

(مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۴۴)

حل لغت: کثیب: ریت کا ٹیلہ۔ جمع: کُثُب و کُثْبَان

Marfat.com

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مختصر حالات

"هُوَ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ اسْمُهٗ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبِيْ قُحَافَةَ بِضَمِّ الْقَافِ" آپ کے والد صاحب کا نام ابی قحافہ تھا جس کے قاف پر پیش ہے۔

"وَصَلَ بِالْأَبِ السَّابِعِ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-" ساتویں پشت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب مل جاتا ہے۔ یعنی حضرت صدیق کے ساتویں دادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں دادا ایک ہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہٗ کا لقب عتیق اس لیے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى عَتِيْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ-))

جو ارادہ کرے کہ جہنم سے آزاد کو دیکھے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

"شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الْمَشَاهِدَ كُلَّهَا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر جہاد میں شریک رہے۔ "وَلَمْ يُفَارِقْهُ فِيْ جَاهِلِيَّتِهٖ وَلَا فِي الْإِسْلَامِ" اور اپنی جاہلیت یعنی قبل اسلام اور بعد اسلام کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ "وَهُوَ أَوَّلُ الرِّجَالِ إِسْلَامًا" اور یہ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ "كَانَ أَبْيَضَ" گورے تھے۔ "نَحِيْفًا خَفِيْفَ الْعَارِضَيْنِ" تھے۔ "مَعْرُوْقَ الْوَجْهِ، غَائِرَ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِئَ الْجَبْهَةِ، عَارِيَ الْأَشَاجِعِ الْخَضِيْبَ بِالْحِنَّاءِ" تھے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی چار پشت صحابی ہے "لَهٗ، وَلِأَبَوَيْهِ، وَوَلَدِهٖ، وَوَلَدِ وَلَدِهٖ صُحْبَتُهٗ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَلَمْ يَجْتَمِعْ هٰذَا لِأَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ" حضرت صدیق اکبر اور ان کے والدین اور ان کے بیٹے اور ان

Marfat.com

کے پوتے سب صحابی ہیں۔ یہ نعمت چار پشت صحابی کی کسی صحابی کو حاصل نہیں۔ ”وُلِدَ بِمَكَّةَ. وَمَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ. وَصَلّٰى عَلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ-“ مکہ شریف میں پیدا ہوئے اور مدینہ شریف میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ نمازِ جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، آپ کی خلافت کی مدت دو سال چار ماہ ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال للشیخ ولی الدین صاحب، مشکوٰۃ، صفحہ: ۵۸۷)

مخالفینِ اہل اللہ کا فسادِ استعداد

{قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ}

[سورۂ یٰسین، آیت: ۱۸]

ترجمہ: کافروں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں، ان رسولوں نے فرمایا:

{قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ}

[سورۂ یٰسین، آیت: ۱۹]

ترجمہ: تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے، کیا تم اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جاوے بلکہ تم حد سے گذرنے والے ہو۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ روح المعانی بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ”وَفِي الرُّوْحِ قَالَ مُقَاتِلٌ: إِنَّهُ حُبِسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ“ ان نالائقوں پر بارش روک دی گئی۔ ”وَقَالَ اٰخَرُ: أَسْرَعَ فِيْهِمُ الْجُذَامُ“ سب کے سب کوڑھی ہوگئے، اسی وقت جس وقت کہ ان گستاخوں نے رسولوں کی تکذیب کی۔ ”وَهٰذَا عَادَةُ اللهِ إِذَا أَنْكَرَ النَّاسُ عَلٰى أَوْلِيَائِهٖ“ اور یہی عادت اللہ تعالیٰ ہے یعنی دستور حق تعالیٰ کا ہے کہ جب اولیاء اللہ کے ساتھ گستاخی کی جاتی ہے تو اسی طرح کا وبال ان پر آتا ہے۔

”قَالُوْا طَائِرُكُمْ“ روح المعانی میں ہے کہ اس کے اندر اشارہ ہے کہ ان کی استعداد ہی فاسد تھی۔

Marfat.com

"وَمَا لِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ" میں اپنے اوپر الزام رکھ کر بیان کرنا ارشاد میں تلطف ہے اور مصلحین کا یہی طرز ہے۔

"فَلَا یَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ" میں اشارہ ہے کہ مخالفین کے اقوال کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ حق تعالیٰ شانہٗ خود آگاہ ہیں، مناسب انتقام لے لیں گے۔

"اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ" میں دلالت ہے کہ تربیت پر جو فائدہ مرتب ہوتا ہے وہ طالب کی استعداد کا ظہور ہوتا ہے نہ کہ مربی ظاہری کی عطاء (لیکن اس استعداد کے ظہور کا چونکہ مربی سبب ہوتا ہے اس لیے اس کے حقوق کا اہتمام سلوک کی روح ہے۔) (بیان القرآن، مسائل السلوک، پارہ: ۲۳، سورۂ یٰسین)

چند مسائلِ سلوک

از: بیان القرآن، سورۂ یوسف، پارہ: ۱۳

اہل اللہ کا مشاہدۂ تجلیات

{فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ}

[سورۂ یوسف، آیت: ۳۱]

جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ روح المعانی میں ابن عطاء سے منقول ہے کہ یہ تو مشاہدہ مخلوق کا غلبہ ہے سو مشاہدہ حق کا کیا کچھ اثر ہو سکتا ہے تو اگر ایسے شخص سے کوئی امر خلاف ظاہر صادر ہو جاوے تو اس پر اعتراض اور انکار نہ کرے۔

مرشد کا بعض مریدین سے زیادہ محبت کرنا

(۱)...{اِذۡ قَالَ يُوۡسُفُ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَيۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا}

[سورۂ یوسف، آیت: ۴]

Marfat.com

(۲)...{اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا}

[سورۂ یوسف، آیت:۸]

اس میں دلالت ہے کہ شیخ کو جائز ہے کہ اپنے مریدین میں سے کسی مرید سے دوسروں سے زیادہ محبت کرے جبکہ اس میں اوروں سے زیادہ رُشد کے آثار پائے جاویں۔

مرید صرف اپنے شیخ کو حالات کی اطلاع کرے

مرید اپنے مرشد کے علاوہ کسی سے اپنا حال بیان نہ کرے ''قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی اِخْوَتِكَ'' حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹے یوسف! اپنے بھائیوں کے سامنے اپنے خواب کو مت بیان کرنا۔(۱) اس میں دلالت ہے کہ مرید کو جو حالات پیش آویں اس کو اپنے شیخ سے بیان کرے۔ جیسا کہ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ میں اشارہ ہے۔(۲) دوسری میں دلالت ہے کہ اپنا حال غیر شیخ سے نہ کہے کہ اس میں ضرر کا احتمال ہے۔

متقی عالم کا اپنے اوصاف انتفاعِ طالبین کے لیے بیان کرنا

{قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ}

[سورۂ یوسف، آیت:۳۷]

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لیے ملتا ہے۔ اس کے آنے سے قبل اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں۔ ''ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ط'' یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے ربّ نے تعلیم فرمایا ہے۔

روح المعانی میں ہے کہ ''اِنْ وَصَفَ الْعَالِمُ نَفْسَهٗ لِیُنْتَفَعَ بِهٖ لَا یَحْرُمُ وَلَا یُعَدُّ ذٰلِكَ مِنَ التَّزْکِیَةِ الْمَحْظُوْرِ'' اگر کوئی عالم اپنے اوصاف اس لیے بیان کرے کہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں تو جائز ہے اور یہ تزکیۂ

Marfat.com

ممنوعہ میں داخل نہیں۔

احقر عرض کرتا ہے کہ تزکیہ ممنوعہ "فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ط" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو پاک مت کہو۔ جہاں تزکیہ کا حکم ہے وہاں مطلب ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرو اور جہاں نفی ہے وہاں مراد نسبت الی المأ خذ سے منع کرنا ہے۔ پس پاک کردن تو فرض ہے اور پاک گفتن حرام ہے۔ یعنی اپنے نفس کی اصلاح تو فرض ہے مگر اپنے کو اصلاح یافتہ اور پاک سمجھنا حرام ہے۔

{اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ}

[سورۂ یوسف، آیت: ۵۹]

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں۔ "فِیْهِ اَنَّ اِظْهَارَ حُسْنِ مُعَامَلَتِهٖ اِذَا كَانَ فِیْهِ مَصْلَحَةٌ وَلَا یُرَادُ بِهِ التَّمَدُّحُ لَا یُنَافِی التَّوَاضُعَ" اس میں دلالت ہے کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر اس سے اپنی مدح مقصود نہ ہو بلکہ اس میں کوئی مصلحت ہو منافی تواضع نہیں ہے۔

کاملین کو محبتِ طبعیہ حق تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی

{وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ}

[سورۂ یوسف، آیت: ۸۴]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے دوسری طرف رُخ پھیر کر فرمایا: ہائے یوسف افسوس! روح المعانی میں ہے کہ محبت بیٹے کی منصبِ نبوت کے خلاف نہ تھی۔ یہ محبتِ طبعیہ ہے جو کاملین کو حق تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی بلکہ اس میں معین ہوتی ہے۔ جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے "اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ" (یعنی انابت اور لذت مناجات اور توجہ الی الحق میں ترقی ہو جاتی ہے۔)

Marfat.com

تدابیر شرعیہ کا اہتمام منافی کمال نہیں

{قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ}

[سورۂ یوسف، آیت:٦٦]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت تک ہرگز اس کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے۔ ''فِيْهِ اَنَّ التَّدْبِيْرَ الْمَأْذُوْنَ فِيْهِ لَا يُنَافِيْ كَمَالَ التَّوَكُّلِ'' اس میں دلالت ہے کہ تدبیر جائز کمال توکل کے خلاف نہیں۔ (بیان القرآن، مسائل السلوک، پارہ:۱۳، سورۂ یوسف)

حضرت حواء علیہا السلام کی تاریخ

عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا اَخْرَجَ اِبْلِيْسَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَاَسْكَنَهَا اٰدَمَ بَقِيَ فِيْهَا وَحْدَهٗ، وَمَا كَانَ مَعَهٗ مَنْ يَّسْتَأْنِسُ بِهٖ، فَاَلْقَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ النَّوْمَ، ثُمَّ اَخَذَ ضِلَعًا مِّنْ جَانِبِهِ الْاَيْسَرِ، وَوَضَعَ مَكَانَهٗ لَحْمًا، وَّخَلَقَ حَوَّاءَ مِنْهُ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ وَجَدَهَا عِنْدَ رَأْسِهٖ قَاعِدَةً، فَسَأَلَهَا مَنْ اَنْتِ؟ قَالَتْ: اِمْرَأَةٌ، قَالَ: وَلِمَ خُلِقْتِ؟ قَالَتْ: لِتَسْكُنَ اِلَيَّ))

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جب جنت سے نکالا اور حضرت آدم علیہ السلام تنہا جنت میں رہ گئے تو کوئی نہ رہا جس سے انس حاصل کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو طاری فرما دیا اور ایک پسلی بائیں طرف سے نکالی اور اس کی جگہ گوشت رکھ دیا اور اسی پسلی سے حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔ پس جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنے سر کے پاس ان کو بیٹھے ہوئے پایا اور دریافت کیا تم کون ہو؟ کہا کہ میں عورت ہوں۔ پوچھا کہ کیوں تجھے پیدا کیا گیا؟ کہا تا کہ آپ مجھ سے سکون اور تسلی حاصل کریں۔

Marfat.com

پھر ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟

فرمایا: یہ عورت ہے۔ دریافت کیا کہ ان کا نام امرأۃ کیوں ہے؟ فرمایا: کیونکہ یہ ''خُلِقَتْ مِنَ الْمَرْءِ'' مرد سے پیدا کی گئی ہے۔ دریافت کیا: ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا: حوّائ۔ پوچھا کہ نام حوّائ کیوں ہے؟ فرمایا: ''لِأَنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ شَيْءٍ حَيٍّ'' کیونکہ زندہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ (روح المعانی، جلد:۱، صفحہ:۲۳۳)

بخاری شریف کی حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ-رَضِيَ اللهُ عَنْهُ-عَنْ رَسُوْلِ اللهِ-صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-
اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا
اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ))

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المداراۃ مع النسآء، ج:۲، ص:۷۷۹)

ترجمہ: عورت مثل پسلی کے ہے، اگر اس کو سیدھا کروگے تو توڑ دوگے اور اگر اس سے فائدہ اُٹھاؤ گے تو اسی حالت میں اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو کہ اس کے اندر ٹیڑھا پن رہے گا۔

اس حدیث کو امام بخاری باب المداراۃ مع النسآء کے ذیل میں لائے ہیں جس سے بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا سبق ملتا ہے اور ان کی بداخلاقیوں پر صبر وتحمل کی تعلیم بھی ملتی ہے۔

دوسری حدیث میں تصریح ہے کہ پسلی سے ان کو پیدا کیا گیا ہے:

((وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ))

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنسآئ، ج:۲، ص:۷۷۹)

ترجمہ: عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرو کیونکہ ان کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (جواہر البخاری، صفحہ:۱۴۴۱ تا ۱۴۴۲)۔

Marfat.com

دوستی کا اصل معیار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے

{وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ}

[سورۃ التوبۃ، آیت: ۷۱]

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

میرے مرشد مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اس آیت میں دوستی اور رفاقت کا اصل معیار یہ بتایا گیا ہے کہ ایک دوسرے کو نیک کام کی ترغیب دلائیں اور بُرائی پر روک ٹوک کریں، لیکن آج کل ایسے لوگوں کو پسند نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' والوں کو پسند کرتے ہیں۔

لطیفہ: حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مولوی صاحب سے جو کہ اصلاح کے لیے تھانہ بھون حاضر ہوئے تھے، دریافت فرمایا کب تک ٹھہروگے؟ کہا: جب تک آپ میری اصلاح کے لیے مناسب سمجھتے ہیں۔ فرمایا: ہم تو پندرہ سال تک ٹھہرنے کو مناسب سمجھتے ہیں، کیا آپ اتنے دن تک ٹھہریں گے؟ بس خاموش ہوگئے۔ بہت دریافت کیا: مگر جواب نہ دیا۔ پھر ان سے کہا کہ آپ اس وقت اُٹھ جائیے، مجلس سے آپ کو دیکھ دیکھ کر مضامین کی آمد ہو رہی ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ یہ لوگ مجھ کو بداخلاق کہیں گے اور ہم ان کو بداخلاق کہیں گے کہ بات صاف نہیں کرتے۔ ان تکلفات سے تکلیف ہوتی ہے۔ بہرحال ہم دونوں ایک دوسرے کو پاجی کہیں گے۔ وہ ہم کو اور ہم ان کو۔ پھر ہنس کر یہ مصرعہ پڑھا۔

Marfat.com

من ترا پاجی بگویم تو مرا پاجی بگو

(حسن العزیز، صفحہ: ۱۱۳)

مشائخ کے لیے مریدین پر عفو و کرم کی تعلیم

{وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ
أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝}

[سورۃ النور، آیت: ۲۲]

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں سے بزرگی اور وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردیں، بے شک اللہ تعالیٰ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ہے۔

آیت کا شانِ نزول تو حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے اور یہ بدری صحابی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ناراض ہوکر قسم کھالی تھی کہ اب ان کی کبھی کوئی مدد نہ کریں گے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رشتہ داری میں یہ بھانجے ہوتے تھے۔ ان پر خیر و خیرات کیا کرتے تھے۔ جب قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ عفو و کرم سے کام لیں۔ کیا قیامت کے دن تم اپنے قصوروں کی معافی نہیں چاہتے۔ یعنی ہمارے بندوں کو یہاں تم عفو کرو وہاں ہم تمہیں اس کے صلے میں معاف کردیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان آیات کے نزول کے بعد قسم توڑ کر کفارہ ادا فرمایا اور حضرت مسطح کو معاف کردیا اور ان پر خوب احسان فرمانے لگے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فرماتے ہیں: ''أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ'' أَيِ الزِّيَادَةُ فِي الدِّينِ ''وَالسَّعَةِ'' أَيْ فِي الْمَالِ ''وَلْيَعْفُوا'' مَا فَرَطَ مِنْهُمْ

Marfat.com

''وَلْيَصْفَحُوْا'' بِالْإِغْضَاءِ عَنْهُ ''أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ'' أَيْ بِمُقَابَلَةِ عَفْوِكُمْ وَصَفْحِكُمْ وَإِحْسَانِكُمْ إِلٰى مَنْ أَسَآءَ إِلَيْكُمْ ''وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' مُبَالِغٌ فِي الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ مَعَ كَمَالِ قُدْرَتِهٖ سُبْحَانَهٗ عَلَى الْمُؤَاخَذَةِ'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیتیں سنیں ''وَصَحَّ أَنَّ وأَبَا بَكْرٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- لَمَّا سَمِعَ الْاٰيَةَ'' فرمایا: بے شک اے ہمارے رب! ہم محبوب رکھتے ہیں کہ آپ ہم کو بخش دیں۔ ''قَالَ بَلٰى وَاللهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا. وَأَعَادَ لَهٗ نَفَقَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنَّهٗ صَارَ يُعْطِيْهِ ضِعْفَيْ مَا كَانَ يُعْطِيْهِ أَوَّلًا'' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو جس قدر پہلے دیا کرتے تھے اس سے دوگنا دینے لگے۔ (روح المعانی، پارہ:۱۸، صفحہ:۱۲۵)

مسائل السلوک از بیان القرآن:

(۱)... اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ ان کو اولوالفضل سے خطاب فرمایا گیا۔

(۲)... ''وَفِي الرُّوْحِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّهٗ يَنْبَغِيْ لِلشُّيُوْخِ وَالْأَكَابِرِ أَنْ لَّا يَهْجُرُوْا أَصْحَابَ الْعَثَرَاتِ وَأَهْلَ الزَّلَّاتِ مِنَ الْمُرِيْدِيْنَ وَأَنْ لَّا يَقْطَعُوْا إِحْسَانَهُمْ وَفُيُوْضَاتِهِمْ عَنْهُمْ'' روح المعانی میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ مشائخ اور اکابر کو اپنے مریدین سے ان کی لغزشوں کے سبب قطع تعلق نہ کرنا چاہیے اور اسی طرح اپنے احسانات اور فیوضات کو ان پر بند نہ کرنا چاہیے۔

اصلاحِ نفس کا مدار

کامیابی اور اصلاحِ نفس کا مدار صرف حق تعالیٰ شانہٗ کا فضل اور اُن کی رحمت ہے کہ نہ کہ صرف مجاہدہ اور سعی محض:

{وَلَوْ لَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ

Marfat.com

اللہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ﴾

[سورۃُ النور، آیت: ۲۱]

ترجمہ وتفسیر از بیان القرآن: اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک وصاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک وصاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مقبول التوبہ اور پاک ہو کر آخرت میں مرحوم ہیں۔

مسائل السلوک: وَلَوْ لَا فَضْلُ اللہِ الخ صَرِیْحٌ فِیْ أَنَّ الْمَنَاطَ ھُوَ الْفَضْلُ لَا السَّعْیُ الْمَحْضُ۔ اس آیت وَلَوْ لَا فَضْلُ اللہِ سے صراحتہً یہ مسئلہ واضح ہے کہ تزکیہ اور اصلاحِ نفس کا مدار اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے نہ کہ مجاہدہ اور سعی محض پر ہے۔

(بیان القرآن)

بلاغت ومعارف: اور اس مقام پر فضل اور رحمت کا فرق یہ ہے کہ فضل سے اشارہ توفیقِ توبہ ہے اور رحمت سے اشارہ شرفِ قبولِ توبہ ہے۔ اور وَاللہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ سے اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ کو سننے والے ہیں اور تمہارے اخلاصِ نیت سے باخبر ہیں۔ ”سَمِیْعٌ بِاِسْتِغْفَارِکُمْ وَعَلِیْمٌ بِاِخْلَاصِ نِیَّاتِکُمْ“ اور اسم ذات جل شانہٗ اللہ سے خبردار کرنا ہے کہ الوہیت کے لیے سمع اور علم لوازم سے ہے۔ اور ضمیر پر اکتفا نہ فرمایا تاکہ غیبوبت اور بُعد کا اَلم نہ محسوس ہو۔ محبوبِ حقیقی کے نام پاک کی لذت بھی ان کو حاصل ہو جاوے۔ ورنہ ”إِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ“ کا عنوان بھی ہو سکتا تھا، مگر ضمیر غائب سے تعبیر نہیں فرمایا۔

(روح المعانی مع التشریح من احقر)

اصلاحِ قلب کی اہمیت

((عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ -صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-

Marfat.com

يَقُوْلُ: أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینہ، ج: ۱، ص: ۱۳)

ترجمہ: تحقیق جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ اچھا ہوتا ہے تو تمام جسم اچھا ہوتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔

حال راوی: کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری صحابی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد مسلمین انصار میں یہ سب سے پہلے بچے ہیں جو تولد ہوئے، یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں اور کوفے میں رہتے تھے اور شام کے ایک شہر (جس نام حمص ہے) کے گورنر بنائے گئے اور جس وقت یہ آٹھ سال سات مہینہ کے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی اور بالغ ہونے کے بعد منبر پر بیان کی جس کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبول کیا۔

مسئلہ: اس میں دلیل ہے کہ جب بچے میں عقل تمیز پیدا ہوجائے تو اس وقت اس کی روایت معتبر ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى صِحَّةِ تَحَمُّلِ الصَّبِيِّ الْمُمَيِّزِ لِأَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَاتَ وَلِنُعْمَانَ ثَمَانُ سِنِيْنَ" (فتح الباری، جلد: ۱، صفحہ: ۱۲۶)

تشریح: "أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ" میں جو واؤ ہے وہ جملہ مقدر پر عطف ہے جو یہ ہے وَهِيَ أَنَّ حَقِيْقَةَ الْأَمْرِ "مُضْغَةً" قلب کو مضغہ سے اس لیے تعبیر فرمایا تا کہ معلوم ہوجاوے کہ جسم کے مقابلہ میں قلب بہت چھوٹا ہے لیکن قالب کی اصلاح و فساد قلب کے تابع ہے لِأَنَّ الْقَلْبَ سُلْطَانُ الْبَدَنِ لَمَّا صَلَحَ السُّلْطَانُ صَلَحَتِ الرَّعِيَّةُ (بتغیر یسیر) اس لیے کہ قلب جسم کا بادشاہ ہے جب بادشاہ صحیح ہوگا تو رعیت بھی صحیح ہوگی۔ (عمدۃ القاری، جلد: ۱، صفحہ: ۳۰۲)

تشریح از مرقاۃ، جلد: ۲، صفحہ: ۳۶: "إِذَا صَلَحَتْ" أَيْ تَنَوَّرَتْ

Marfat.com

بِالْإِیْمَانِ وَالْعِرْفَانِ وَالْإِیْقَانِ یعنی جب قلب منور ہوجائے نورِ ایمان، نورِ عرفان اور نورِ ایقان سے۔ "صَلَحَ الْجَسَدُ" أَیْ أَعْضَاؤُہٗ "کُلُّہٗ" بِالْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ وَالْأَحْوَالِ یعنی جسم کے اعضاء سے اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ اور احوالِ جمیلہ ظاہر ہوں گے۔ "وَإِذَا فَسَدَتْ" أَیْ إِذَا تَلَفَتْ وَأَظْلَمَتْ بِالْجُحُوْدِ وَالشَّكِّ وَالْکُفْرَانِ یعنی جب قلب برباد ہوجائے ظلمتوں سے بسبب حجود اور شک اور کفر کے۔ "فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ" أَیْ بِالْفُجُوْرِ وَالْعِصْیَانِ، فَعَلَی الْمُکَلَّفِ أَنْ یُّقْبِلَ عَلَی الْقَلْبِ، وَیَمْنَعَهٗ عَنِ الْإِنْهِمَاكِ فِی الشَّهَوَاتِ، وَلَا یَسْتَعْمِلَ جَوَارِحَهٗ بِاِکْتِسَابِ الْمُحَرَّمَاتِ "یعنی جسم فساد ہوگا نافرمانی سے اور گناہوں سے۔ پس مکلف پر یعنی ہر شخص پر واجب ہے کہ قلب کی نگرانی رکھے اور اس کو روک کر رکھے خواہشاتِ نفسانیہ میں منہمک ہونے سے اور اس کے جوارح نہ استعمال ہوں ارتکاب محرمات میں۔ "أَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ" لِأَنَّ الْقَلْبَ فَهُوَ کَالْمَلِكِ وَالْأَعْضَاءُ کَالرَّعِیَّةِ۔ اس لیے کہ قلب مثل بادشاہ کے ہے اور اعضاء اس کی رعایا ہیں۔

قَالَ الْمُلَّا عَلِیُّ الْقَارِیُّ فِی الْمِرْقَاةِ فَأَهَمُّ الْأُمُوْرِ مُرَاعَاتُهٗ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ نہایت اہم امور میں سے ہے قلب کی اصلاح اور نگرانی۔

قلب کا مفہوم

کَمَا قَالَ الشَّاعِرُ ؎

قَدْ سُمِّیَ الْقَلْبُ قَلْبًا مِنْ تَقَلُّبِهٖ
فَاحْذَرْ عَلَی الْقَلْبِ مِنْ قَلْبٍ وَّ تَحْوِیْلِ

جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے قلب کا نام قلب اس لیے ہے کہ وہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔ پس سخت اہتمام رکھو کہ قلب حق سے باطل کی طرف نہ پھر جائے:

Marfat.com

((عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ))

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات)

ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو کثرت سے پڑھتے تھے اے دلوں کے بدلنے والے! میرے دل کو دین پر قائم رکھئے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (بفتح القاف وبضم خطا باشد۔ قسطلہ ایک مقام ہے جس کی طرف نسبت ہے۔ غیاث اللغات) نے قلب کو امیر البدن اور قالب کو اس کی رعیت فرمایا اور رعیت کی صلاح وفساد موقوف ہے امیر کی صلاح و فساد پر، فرماتے ہیں: ''وَ أَشْرَفُ مَا فِي الْإِنْسَانِ قَلْبُهُ ؛فَإِنَّهُ الْعَالِمُ بِاللهِ تَعَالٰى وَالْجَوَارِحُ خَدَمٌ لَهُ'' (ارشاد الساری فی شرح البخاری، جواہر البخاری، صفحہ: ۵۵)

سُمِّيَ الْقَلْبُ قَلْبًا لِتَقَلُّبِهِ فِي الْأُمُوْرِ وَ خُصَّ الْقَلْبُ بِذَالِكَ لِأَنَّهُ أَمِيْرُ الْبَدَنِ بِصَلَاحِ الْأَمِيْرِ تَصْلَحُ الرَّعِيَّةُ وَبِفَسَادِهٖ تَفْسُدُ الرَّعِيَّةُ. وَفِيْهِ تَنْبِيْهٌ عَلٰى تَعْظِيْمِ قَدْرِ الْقَلْبِ وَالْحَثِّ لِصَلَاحِهٖ۔

ترجمہ: قلب کا نام قلب اس لیے رکھا گیا کہ وہ متقلب فی الامور ہوتا ہے اور اس نام کے ساتھ قلب کو خاص کیا گیا کیونکہ قلب امیر البدن ہے، امیر کی صلاح سے رعایا کی صلاح ہوتی ہے اور اس کے فساد سے رعایا کا فساد ہوتا ہے۔

(فتح الباری، جلد: ۱، صفحہ: ۱۲۸)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اصلاحِ قلب کا عظیم الشان ثبوت ہے، جیسا کہ صوفیائے کرام کا معمول ہے، اگر قالب سے گناہ سرزد ہوتے ہیں (مثلاً ڈاڑھی منڈانا، ٹخنے سے نیچے پائجامہ لٹکانا، بدنگاہی کرنا وغیرہ) تو یہ سب قلب کے فساد کی علامت ہے، صلاح قالب

Marfat.com

کے لیے صلاح قلب لازمی ہے اور فسادِ قالب کے لیے فسادِ قلب لازمی ہے۔

کما قال الخواجہ الھندی المجذوب رحمۃ اللہ علیہ ؎

دل میں اگر حضور ہو سر تیرا خم ضرور ہو
جس کا نہ کچھ ظہور ہو عشق وہ عشق ہی نہیں

قلبِ سلیم کی تفسیر

جب قلب صالح ہوجاتا ہے اس کو ''قلبِ سلیم'' کہتے ہیں، قلبِ سلیم کی پانچ تفسیریں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہیں اس آیت کے ذیل میں:

{یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ۝ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ۝}

[سورۃ الشعرا، آیت: ۸۹-۸۸، پارہ: ۱۹]

ترجمہ: اس دن میں کہ نجات کے لیے نہ مال کام آوے نہ اولاد، مگر ہاں اس کی نجات ہوگی جو اللہ کے پاس کفر و شرک سے پاک دِل لے کر آوے گا۔

(۱)... اَلَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَہٗ فِیۡ سَبِیۡلِ الۡبِرِّ۔ قلب سلیم وہ ہے کہ جو مال خرچ کرے نیک راستہ میں۔

(۲)... اَلَّذِیۡ یُرۡشِدُ بَنِیۡہِ اِلَی الۡحَقِّ۔ قلب سلیم وہ ہے جو اپنی اولاد کو نیک راستے پر لانے کی کوشش کرے۔

یہ دو تفسیر ''یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ'' کے پیشِ نظر اس کے ربط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی گئیں۔

(۳)... اَلَّذِیۡ یَکُوۡنُ خَالِیًا عَنِ الۡعَقَآئِدِ الۡبَاطِلَۃِ اَیۡ مِنَ الۡکُفۡرِ وَالشِّرۡکِ وَالۡبِدۡعَۃِ قلب سلیم وہ ہے جو عقائد باطلہ یعنی کفر و شرک اور بدعت سے خالی ہو۔

(۴)... اَلَّذِیۡ یَکُوۡنُ خَالِیًا مِّنَ الشَّھَوَاتِ الَّتِیۡ تُؤَدِّیۡ اِلَی النَّارِ قلب سلیم وہ ہے جو ان تقاضائے شہوانیہ کے غلبہ سے نجات پا جائے جو جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں۔

Marfat.com

(۵)۔۔۔قَالَ سُفْيَانُ: اَلَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ غَيْرُ اللهِ۔ اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قلب سلیم وہ ہے جس میں ماسوی اللہ کے اور کوئی نہ ہو۔

(روح المعانی، جلد:۱۹، صفحہ:۱۰۱)

کما قال الخواجہ الهندی رحمۃ اللہ علیہ ؎

دل میرا ہوجائے اِک میدانِ ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور میرے تن میں بجائے آب وگل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
ہر تمنّا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

كَمَا قَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: اَلْإِسْمُ الْأَعْظَمُ هُوَاللهُ بِشَرْطِ أَنْ تَقُوْلَ: اَللهُ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ سِوَى اللهِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم لفظِ اللہ ہے، بشرطیکہ اللہ زبان سے نکلے تو قلب غیر اللہ سے خالی ہو۔

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

(اختر)

علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے اصلاحِ باطن پر جس کا صوفیاء اہتمام کرتے ہیں۔ ''هٰذَا الْحَدِيْثُ التَّاكِيْدُ عَلَى السَّعْيِ فِيْ إِصْلَاحِ الْقَلْبِ'' یہ حدیث دلالت کرتی ہے اصلاحِ

Marfat.com

قلب کے حاصل کرنے پر۔ (شرح مسلم شریف، جلد:۲، صفحہ:۲۸ مطبوعہ دہلی)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (بضم القاف والطاء ہے۔قرطبہ اندلس کا ایک شہر ہے اور اندلس کو اب اسپین کہتے ہیں) اعمال کی صحت وفساد کا مدار قلب کے صلاح وفساد پر ہے۔

"أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً الخ" کو محدثین نے عماد الدین فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: "قَالَ النَّوَوِيُّ. رَحِمَهُ اللهُ. اِتَّفَقَ الْعُلَمَآءُ عَلٰى عِظَمِ مَوْقِعِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَثْرَةِ فَوَائِدِهٖ فَإِنَّهٗ أَحَدُ الْأَحَادِيْثِ الَّتِيْ عَلَيْهَا مَدَارُ الْإِسْلَامِ قِيْلَ هِيَ ثَلَاثٌ حَدِيْثُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَحَدِيْثُ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ" (مرقاۃ، جلد:۶، صفحہ:۳۵)

أَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ عَلٰى عِظَمِ مَوْقِعِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَثْرَةِ فَوَائِدِهٖ وَإِنَّهٗ أَحَدُ الْأَحَادِيْثِ الَّتِيْ عَلَيْهَا مَدَارُ الْإِسْلَامِ قَالَ جَمَاعَةٌ: هُوَ ثُلُثُ الْإِسْلَامِ وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَدُوْرُ عَلَيْهِ، وَعَلٰى حَدِيْثِ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَحَدِيْثِ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ

(شرح مسلم للنووی، ج:۲، ص:۲۸، مطبوعۃ دھلی)

ترجمہ: علماء کا اجماع ہے کہ یہ حدیث عظیم الشان ہے اور کثیر الفوائد ہے اور یہ حدیث ان تین احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔ ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث ثلث اسلام ہے (یعنی اس میں تہائی اسلام ہے) وہ تین احادیث جن پر مدارِ اسلام ہے یہ ہیں:

(۱)... أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً الخ

(۲)... إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ الخ

(۳)... مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔

Marfat.com

ترجمہ: (۱) ترجمہ ہو چکا۔ (۲) اعمال کی قبولیت کا مدار اخلاصِ نیت پر ہے۔ (۳) آدمی کا حسنِ اسلام لایعنی اور فضول باتوں کے ترک کر دینے سے ہے۔

حقوقِ مصلح اور آدابِ اصلاح

از ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ

(۱)... فرمایا کہ بدونِ صحبتِ شیخ اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! خود ذکر اللہ میں یہ کیفیت ہونی چاہیے تھی کہ وہ خود کافی ہو جایا کرتا، صحبتِ شیخ کی کیوں قید ہے۔ فرمایا کہ کام بناوے گا تو ذکر اللہ ہی بناوے گا لیکن عادت اللہ یوں ہی جاری ہے کہ بدون شیخ کی صحبت کے نرا ذکر کام بنانے کے لیے کافی نہیں، اس کے لیے صحبتِ شیخ شرط ہے۔ جس طرح کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو، ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کر سکتی گو کاٹ جب ہو گا تلوار ہی سے ہوگا۔

(صفحہ:۱۸۳)

(۲)... فرمایا کہ۔

تین حق مرشد کے ہیں رکھ ان کو یاد
اعتقاد و اعتماد و انقیاد

(صفحہ:۳۷)

(۳)... فرمایا کہ شیخ کامل کی پہچان یہ ہے کہ شریعت کا پورا متبع ہو، بدعت اور شرک سے محفوظ ہو، کوئی جہل کی بات نہ کرتا ہو، اس کی صحبت میں بیٹھنے کا اثر یہ ہو کہ دنیا کی محبت گھٹتی جاوے اور حق تعالیٰ کی محبت بڑھتی جاوے اور جو مرض باطنی بیان کرو اس کو توجہ سے سن کر اس کا علاج تجویز کرے اور جو علاج تجویز کرے اس علاج سے دمبدم نفع ہوتا چلا جاوے اور اس کے اتباع کی بدولت روز بروز حالت درست ہوتی جاوے۔ (صفحہ:۳۷)

Marfat.com

(۴)... فرمایا کہ ہمت سے اگر انسان کام لے تو کوئی کام بھی مشکل نہیں اور یہ ہمت پیدا ہوتی ہے کسی کامل کی صحبت میں رہنے سے یا اس سے تعلق پیدا کرنے سے۔ (صفحہ:۴۴)

(۵)... فرمایا کہ ایسے کو مرید کرنا مناسب نہیں جس کا ادب شیخ کو کرنا پڑے بلکہ ایسے کو کرنا چاہیے جس کو جو چاہے کہہ سکے۔ (صفحہ:۵۱)

(۶)... فرمایا کہ جب تک نسبت راسخ نہ ہو جائے مختلف بزرگوں سے ملنا اچھا نہیں، کسی کے پاس بقصد استفادہ و برکت نہ جاوے، مزارات پر بھی اس قصد سے نہ جاوے اور بعد رسوخ نسبت خود ہی جانے کو دل نہ چاہے گا۔ پھر فرمایا کہ طالب کا تو اپنے شیخ کی نسبت یہ مسلک ہونا چاہیے ؎

ہمہ شہر پر زخوباں منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم بدخو نہ کند بکس نگاہے

وہ عورت فاحشہ ہے جو اپنے خاوند کے سوا دوسرے پر نظر کرے۔ اسی طرح مرید کو شیخ کے علاوہ کسی دوسرے پر نظر نہ کرنی چاہیے، شیخ کو یہ سمجھے کہ میرے لیے سب سے انفع یہی ہے، اس کو وحدت مطلب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جس طرح وحدتِ مطلوب ضروری ہے اسی طرح وحدت مطلب ضروری ہے، البتہ نسبت راسخ ہو جانے کے بعد پھر جہاں چاہے جاوے، جہاں چاہے اُٹھے، جہاں چاہے بیٹھے۔ (صفحہ:۱۷۰)

(۷)... فرمایا کہ بعد تکمیل کے پھر شیخ کا دخل تربیت میں نہیں رہتا، نہ حاجت رہتی ہے، خود منجانب اللہ بلا واسطہ اس کی تربیت ہوتی رہتی ہے، طالب شیخ سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مشاطہ بنا سنوار کر دلہن کو دولہا تک پہنچا دیتی ہے، اس کے بعد پھر وہاں اس کا گذر نہیں ہوتا۔ البتہ شیخ کا جس کی بدولت اس کو یہ وصول الی اللہ میسر ہوا ہے ہمیشہ ممنون رہنا چاہیے ورنہ ناشکری موجب زوال

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ (صفحہ: ۱۸۳)

(۸)... فرمایا کہ بیعت کی حقیقت ہے اعتقاد جازم اپنے تعلیم کرنے والے پر۔ یعنی اس کو یہ یقین ہو کہ یہ میرا خیر خواہ ہے اور جو مشورہ دے گا وہ میرے لیے نہایت نافع ہوگا۔ غرض اس پر پورا اطمینان ہو اور اپنی رائے کو اس کی تجویز و تشخیص میں مطلق دخل نہ دے۔ (صفحہ: ۱۸۹)

(۹)... فرمایا کہ طالب کو اپنے شیخ کے سامنے اپنی رائے کو بالکل فنا کر دینا چاہیے۔ دو چیزیں لازمہ طریق ہیں: اتباعِ سنت اور اتباعِ شیخ، جب یہ حالت مرید کی نہ ہو کہ اگر شیخ جان بھی مانگے تو بھی دریغ نہ کرے تب تک کچھ لطف بیعت کا نہیں۔ (صفحہ: ۱۹۲)

(۱۰)... فرمایا کہ جو ذکر و شغل کے لیے آوے اس کو کسی بات سے تعلق نہیں رکھنا چاہیے، بس اپنے کام میں مشغول رہے نہ کسی کا پیام پہنچاوے نہ کسی کا سلام شیخ کو پہنچاوے۔ خود بھی کسی اور جانب متوجہ نہ ہو اور نہ شیخ کو متوجہ کرے، بلکہ جہاں تک ہو سکے شیخ کو اپنی طرف متوجہ رکھے، اگر کسی کا سلام پہنچایا تو گویا اس نے خود اپنے شیخ کو دوسرے کی طرف متوجہ کیا جو اس کی مصلحت کے بھی منافی ہے اور غیرتِ عشق کے بھی خلاف ہے۔ (صفحہ: ۱۹۳)

(۱۱)... ایک شخص نے دریافت کیا کہ کوئی بیعت تو ایک شیخ سے ہے اور تعلیم دوسرے شیخ سے باجازت یا بلا اجازت شیخ اوّل کے حاصل کرتا ہے تو وہ اپنے لیے افید و انفع و افضل ہونے کا اعتقاد کس کے ساتھ رکھے۔ فرمایا کہ ثانی کے ساتھ، مگر اوّل کو اس نفع کا سبب بعید یعنی سبب السبب سمجھے اور اس کے ساتھ گستاخی نہ کرے۔ (صفحہ: ۲۱)

(۱۲)... فرمایا کہ جب کوئی مرض یاد آ جائے اس کو فوراً نوٹ کر لیا کرے اور ایک ہفتہ تک دیکھا کرے کہ وہ زائل ہوا یا نہیں، اگر زائل نہ ہوا تو نفس کو اور

Marfat.com

مہلت نہ دے بلکہ مصلح کو اطلاع کردے۔ (صفحہ:۲۴)

(۱۳)... فرمایا کہ اخلاقِ رذیلہ کا مختصر علاج یہ ہے کہ تامُّل و تحمل یعنی جو کام کرے سوچ کر کرے کہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور جلدی نہ کرے بلکہ تحمل سے کام کیا کرے یا اطلاع و اتباع یعنی اپنے احوال و اعمال سے شیخ کو مطلع کرتا رہے اور اس کی تجویز پر عمل کرے اور جو کچھ کہے اس پر اعتماد کرے۔ (صفحہ:۲۴)

(۱۴)... فرمایا کہ شیخ کا ولی ہونا ضروری نہیں، مقبول ہونا ضروری نہیں، ہاں فن کا جاننا اور اس میں مہارت ہونا ضروری ہے، جیسے کہ طبیب کہ اس کا پرہیزگار ہونا ضروری نہیں، فن کا جاننا البتہ ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اعمالِ صالحہ ہوں، تقویٰ ہو، ولایت حاصل ہوجائے گی گو شیخ نہ ہو، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر شیخ ولی بھی ہو تو اس کی تعلیم میں برکت زیادہ ہوگی۔ (صفحہ:۳۱)

(۱۵)... فرمایا کہ توجہ مرشد کی اس وقت نافع ہوتی ہے جب کہ اس کی اطاعت کی جاوے اور اس کے بتلانے کے موافق عمل کیا جاوے اور اپنے کو اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ کردیا جاوے کہ وہ جس طرح چاہے تم میں تصرف کرے، اس کے بعد جو توجہ مرشد کی ہوتی ہے وہ واقعی کیمیا ہوتی ہے۔ (صفحہ:۳۳)

(۱۶)... فرمایا کہ ایذائے شیوخ بلا قصد بھی وبال سے خالی نہیں ہوتی، اس لیے افراط فی الشفقت مضر ہے کیونکہ جتنی شفقت زیادہ شیخ کو ہوگی اتنی ہی مرید کی بے تمیزیوں سے زیادہ ایذا ہوگی۔ (صفحہ:۵۱)

(۱۷)... فرمایا کہ مرید کے لیے شیخ کے قلب میں اپنی طرف رغبت و اُنس پیدا کرنے کا طریق اتباع ہے نہ کہ اس سے اختلاف کرنا اور مریدی کے سر ہو جانا۔ (صفحہ:۶۱)

(۱۸)... فرمایا کہ سلف کے خدام کا یہ مذاق تھا کہ شیخ نے ذرا بھی شریعت سے تجاوز کیا فوراً گرفت کرتے تھے اور یہ سبق حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہم کو

Marfat.com

پڑھایا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ "لَوْ مِلْتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْئًا فَمَا تَفْعَلُوْنَ؟" اگر میں حق سے ذرا ہٹ جاؤں تو تم کیا کرو گے؟ اسی وقت ایک صحابی تلوار لے کر اُٹھے اور سیدھی کر کے کہا "لَنُقِيْمَنَّكَ بِهٰذَا السَّيْفِ" یعنی ہم تلوار سے آپ کو سیدھا بنا دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" خدا کا شکر ہے کہ میرے دوستوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو میری کجی کو درست کر سکتے ہیں، اب مجھے بے فکری ہے کہ ان شاء اللہ میں حق سے نہ ہٹوں گا۔ (صفحہ:۶۴)

(۱۹)... فرمایا کہ مناسبتِ شیخ (جو مدار ہے افاضہ واستفاضہ کا) اس کے معنی یہ ہیں کہ شیخ سے مرید کو اس قدر موانست ہو جاوے کہ شیخ کے کسی قول وفعل سے مرید کے دل میں طبعی نکیر نہ پیدا ہو گو عقلی ہو۔ (صفحہ:۶۷)

(۲۰)... فرمایا کہ اس طریق میں تکدر قلب شیخ مانع وحاجب ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بُرے طور سے قتل کیا تھا اپنے سامنے آنے سے روک دیا کہ روز روز دیکھ کر انقباض ہوگا اور میرے انقباض سے ضرر ہوگا کہ فیوض وبرکات سے حرمان ہو جائے گا۔ (صفحہ:۷۲)

(۲۱)... فرمایا کہ کسی بزرگ سے تعلق پیدا کرلو، اگر ممکن ہو سکے تو اس کی صحبت میں رہو، اگر اس کے حقوقِ صحبت ادا نہ کرسکو تو اس سے خط وکتابت کر کے اپنے اعمال کی حفاظت رکھو اور شیخ کو اپنے حالات کی اطلاع کرتے رہو اور وہ جو بتلائے اس پر عمل کرو کیونکہ امراضِ باطنی کی جو دوائیں ہیں وہ ان کی خاصیت خوب جانتا ہے۔ (صفحہ:۸۲)

(۲۲)... فرمایا کہ اس قسم کے مسائل جن کا تعلق اصلاحِ نفس سے ہے کسی تصوف کی کتاب میں دیکھ کر اس پر عمل کرنا اس شرط سے درست ہے کہ فہم میں یا

Marfat.com

حدود و شروط میں غلطی نہ ہو، لیکن ان غلطیوں کا احتمال عادۃً غالب ہے، اس لیے بدون مشورہ کسی شیخ مبصر کے خود عمل مناسب نہیں، البتہ مناسب ہے کہ اس علاج کو نقل کر کے مشورہ کر لے۔ (صفحہ:۹۰)

(۲۳)... فرمایا کہ تعلق فی اللہ والے کی رضا کا قصد اللہ ہی کی رضا کا قصد ہے اور وہ عینِ اخلاص ہے، مثلاً شیخ کے خوش کرنے کے لیے تہجد پڑھنا خلافِ اخلاص نہیں۔ (صفحہ:۹۷)

(۲۴)... فرمایا کہ اس طریق میں سب سے زیادہ جو مضر چیز ہے وہ معلم پر اعتراض ہے، اس کا ہمیشہ خیال چاہیے۔ (صفحہ:۹۲)

(۲۵)... فرمایا کہ اصل بیعت تو انقیاد و اعتقاد ہے کہ ایک شخص راہ بتانے والا ہو اور تم اس کا اتباع لازم سمجھو، بیعت صوری کی ضرورت نہیں۔ (صفحہ:۹۸)

(۲۶)... فرمایا شیخ اور مرید کی مناسبت کے معنی یہ ہیں کہ شیخ کی سب باتیں مرید کو پسند ہوں اور مرید کی سب باتیں شیخ کو پسند ہوں اور یہی مناسبت شرط ہے بیعت کی نہ کہ تعلیم کی۔ (صفحہ:۱۱۹)

(۲۷)... فرمایا کہ نفع باطنی کا دار و مدار مناسبت طبیعت پر ہے اور اس کو خود صاحبِ معاملہ ہی جان سکتا ہے، جب تک دو طبیعتوں میں موافقت نہ ہوگی نفع نہ ہوگا، مرید تو شیخ کو یہی سمجھتا ہے کہ میرے لیے بس جو کچھ ہیں یہی ہیں چاہے وہ کچھ بھی نہ ہوں۔

همه شهر پر زخوبان منم و خیال ماہے
چه کنم که چشم بدخو نه کند به کس نگاہے

(صفحہ:۱۵۸)

(۲۸)... فرمایا کہ اگر شیخ سے قطع تعلق کر دے تو سب فیوض بند ہو جاویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم تعلقی کرے تو پھر بالکل واردات و فیوض کچھ بھی

Marfat.com

نہ رہیں گے۔ (صفحہ: ۱۶۴)

(۲۹)... فرمایا کہ مرید کو شیخ کے قلب کا انقباض مانع فیض ہوجاتا ہے، اس لیے مرید کو اپنے شیخ سے طالب علمی کی حیثیت سے پڑھنا نہ چاہیے، ہاں بلا کتاب کے بیٹھ جانا، تقریر کو سننا اور سوالات نہ کرنا اس کا مضائقہ نہیں۔ (صفحہ: ۲۱۴)

(۳۰)... فرمایا کہ حقوق الشیخ کا آسان خلاصہ یہ ہے کہ دل آزاری نہ ہو، نہ قول و فعل سے نہ حرکات و سکنات سے۔ (صفحہ: ۲۷۷)

(۳۱)... فرمایا کہ شیخ کا اتباع مطلق و اطاعت مطلقہ نہ عقائد میں ہے، نہ کشفیات میں، نہ جمیع مسائل میں، نہ امورِ معاشیہ میں (مثلاً شیخ طالب سے کہے کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے سے یا کسی اور سے کردو) صرف طریق تربیت، تشخیص امراض و تجویز و تدابیر اور ان مسائل میں ہے جن کا تعلق تربیت و اصلاح باطنی سے ہے، وہ بھی اس وقت تک جب تک ان کا جواز مرید و شیخ کے درمیان متفق علیہ ہو اور اگر اختلاف ہو تو شیخ سے مناظرہ کرنا تو خلافِ طریق ہے اور امتثال امر خلافِ شریعت ہے، ایسی صورت میں ادب جامع بین ادبین یہ ہے کہ علماء سے استفتاء کر کے یا اپنی تحقیق سے حکم متعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں فلاں عمل کو جائز نہیں سمجھتا اور ہمارے سلسلہ میں اس قسم کی تعلیم ہے مجھ کو کیا کرنا چاہیے، اس پر اگر شیخ پھر بھی وہی حکم دے تو اس شیخ کو چھوڑ دینا چاہیے، اور اگر وہ ترک کی اجازت دے تو یہ بھی اس کی متابعت ہے، یہ معنی ہیں اتباع کامل کے۔ یعنی جو مرضِ نفسانی اس نے تجویز کیا ہو یا جو تدابیر اس نے تجویز کی ہوں یا جو عمل مشروع جس کا مشروع ہونا شیخ و مرید میں متفق علیہ ہو تجویز کیا ہو، ان چیزوں میں اتباع کامل کرے۔ ذرا بھی اپنی رائے کو دخل نہ دے اور باقی امور میں اتباع مراد نہیں۔

(۳۲)... فرمایا کہ ذوق پیدا ہوتا ہے اہل اللہ کی صحبت اور ان کی جوتیاں

Marfat.com

سیدھی کرنے سے جو کہ اعتقاد و انقیاد کے ساتھ ہو کیونکہ یہاں محض تقلید سے کام چلتا ہے، چون و چرا کرنے سے کام نہیں چلتا ہے۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ می نہ گیرد فضل شاہ

جیسے کوئی بچہ استاد کے سامنے الف بے لے کر بیٹھے اور اُستاد پڑھاوے کہ الف اور کہہ بے اور بچہ یوں کہنے لگے کہ الف کی صورت ایسی کیوں ہوئی اور بے کی ایسی کس واسطے ہوئی تو اُستاد اس سے کہے گا کہ تو اپنے گھر کا راستہ لے۔ بات یہ ہے کہ ابتدا ہر امر کی تقلید محض ہے۔ (صفحہ:۱۲۶)

(۴۳)... فرمایا کہ شیخ وہ ہے کہ مصلح ہو، نرا صالح ہونا کافی نہیں۔ ولی کے لیے صالح ہونے کی ضرورت ہے، مصلح ہو یا نہ ہو اور شیخ ولی ہونے کے لیے دونوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے کہ صالح بھی ہو اور مصلح بھی ہو، مصلح اگر صالح اور متقی نہیں تو ایسوں کے راستہ بتلانے میں برکت نہیں ہوتی، عادۃ اللہ ہے کہ جو ایسوں سے رجوع کرتے ہیں ان کو طریق پر آمادگی نہیں ہوتی۔ شیخ کو چاہیے کہ اپنے لیے خلوت کا بھی کچھ نہ کچھ وقت تجویز کرے، اس سے بھی برکت ہوتی ہے۔

(صفحہ:۱۲۸)

(۴۴)... فرمایا کہ ایک بات سمجھنے کے قابل ہے کہ احکامِ شریعت کے خلاف کرنے سے تو آخرت میں عذاب ہوگا اور آدابِ طریقت کے خلاف کرنے سے معصیت نہیں ہوتی، مگر دنیوی ضرر لاحق ہو جاتا ہے، آخرت کا ضرر نہ ہوگا گو بواسطہ آخرت سے بھی محرومی ہو جاوے گی کیونکہ اس مخالفت کا اوّل ضرر یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا نام لینے کی حلاوت جاتی رہتی ہے، پھر تعطل ہو جاتا ہے، پھر ترکِ مستحب، پھر ترکِ سنت و واجبات یہاں تک کہ سلب ایمان کی نوبت آ جاتی ہے، کہیں اگر اس حالت میں بھی ہمت سے شریعت کا کام کرتا رہے تو آخرت کا

Marfat.com

نقصان نہیں، مگر انشراح وراحت واطمینان نصیب نہ ہوگا۔ یہ غلط ہے کہ پیر کے ناراض ہوجانے سے اللہ میاں ناراض ہوں گے اور آدابِ طریقت سے کوئی ادب غامض نہیں۔ پیر کو مکدر نہ کیا جاوے، طعن واعتراض اس پر نہ ہو، پیر سے غلطی ہوجانے پر نصیحت بھی کرے، مگر ادب سے۔ (صفحہ:۱۲۸)

(۳۵)۔۔۔ فرمایا کہ پیر کو مکدر نہ کرنا چاہیے، اگر تکدر سے بچنے کا قصد کرے اور تکدر ہوجائے تو اس کا اثر نہیں، اثر ہوتا ہے قلب مبالات کا۔ پس یہ تین حالتیں ہیں، ایک تو دل دکھانے کا قصد ہے، دوسرے دل نہ دکھانے کا قصد نہ ہو، تیسرے دل نہ دکھانے کا قصد ہو۔ پہلی حالت اشد ہے، دوسری اہون، تیسری پسندیدہ ہے، دوسری حالت کا باعث قلب مبالات ہے جس دل میں محبت اور عظمت ہوگی تو بے پروائی نہیں ہوسکتی، اگر قلب مبالات ہے اور بے پروائی ہے تو یا تو محبت کم ہے یا عظمت کم ہے، اگر محبت وعظمت دونوں نہ ہوں تو ایسے موقع پر عقل سے کام لو، سوچ کر کام کرے جس سے تکدر نہ ہو۔ (صفحہ:۱۲۸)

(۳۶)۔۔۔ فرمایا کہ شیخ کے قلب کو ہرگز مکدر نہ کرے، اگر اس کو چھوڑنا ہی ہے تو بلا اطلاع کے چھوڑ دے ورنہ دنیاوی زندگی اس کی تلخ ہوجاوے گی تادم نزع اس کو چین نصیب نہ ہوگا، جس کو یقین نہ ہو وہ آزما کر دیکھ لے اور ایک طرح دین کا نقصان بھی ہوسکتا ہے، وہ یہ کہ ذوق وشوق جاتا رہتا ہے، اگر ہمت کرے اور طبیعت پر جبر کرے تو دینی اعمال میں کچھ فرق نہیں آتا، لیکن وہ جو ایک خاص قسم کی توفیق وتائید تھی وہ جاتی رہتی ہے، اگر ہمت سے کام لے تو اب بھی قادر ہوسکتا ہے اور اگر ہمت نہ کی تو دینی اعمال کی بھی توفیق نہ رہے گی، اس اعتبار سے شیخ کے تکدر کرنے میں دینی نقصان بواسطہ بھی ہوسکتا ہے، گو بلاواسطہ دینی نقصان نہیں ہوتا۔ (صفحہ:۲۵۳)

(۳۷)۔۔۔ فرمایا کہ زیادہ رہزن اس طریق کا کبر ہے۔ مثلاً برا ماننا اصلاح سے

Marfat.com

اور فرمایا کہ تعلیم بدون صحبت کے کافی نہیں ہوتی، زیادہ تر صحبت کی ضرورت ہے۔
(صفحہ:۱۷۰)

(۳۸)... فرمایا کہ جس سے معتقد ہو اس کے کہنے کو بُرا نہ مانے، تھوڑی دیر صبر کرے، شاید یہ امتحان ہی لیتے ہیں، پھر فرمایا کہ اگر وہ اس کا امتحان ہوا اور پہلے سے بتلادے تو پھر امتحان ہی کیا ہوا۔ (صفحہ:۱۷۱)

(۳۹)... فرمایا کہ جب تک فناء کی کیفیت غالب نہ ہو اس کو مشتاق یا محب نہیں کہہ سکتے اور محبت کے اس درجہ کا انسان مکلف نہیں، مگر کمال یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اکثر ایسی محبت اوّل ہی میں ہوجاتی ہے اور اس کیفیت عشقیہ کے بڑھنے میں کسی اسباب کی حاجت نہیں اور بیعت میں شیخ کو طالب کی جانب سے ایسی ہی محبت کا انتظار ہوتا ہے، ہاں اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ اس کا مذاق ہی نہیں اس وقت میں مجبوری ہے، طبعاً انقیاد محض بدون اس کے نہیں ہوتا بلکہ وساوس کی مزاحمت رائے میں رہتی ہے اور اگر ایسی محبت ہوجاوے تو پھر واللہ! اگر سرِ بازار جوتیاں لگائیں تو قلب پر اثر نہ ہو اور طبعی حزن الگ چیز ہے اور اگر ناگواری ہو تو محبت ہی نہیں اور اس کی تحقیق امتحان سے ہوجاتی ہے۔ (صفحہ:۱۷۲)

(۴۰)... عرض کیا گیا کہ "فروع الایمان" میں لکھا ہے کہ شیخ کا ایک ادب یہ ہے کہ مرید اپنا سایہ شیخ پر نہ پڑنے دے۔ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شیخ کوئی کام کر رہا ہے تو اس کا خیال رکھے کہ اس پر سایہ نہ پڑنے پاوے ورنہ پرچھائیں پڑنے اور اس میں حرکت ہونے سے اس کی یکسوئی میں فرق آ کر کام میں خلل پڑے گا۔ غرض اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ہمیشہ خیال رکھے کہ شیخ کو کوئی کلفت یا کدورت نہ ہونے پاوے۔ (صفحہ:۲۳۲)

(۴۱)... ایک صاحب نے عرصہ سے خط نہ لکھنے کی وجہ سے شرمندگی ظاہر کی تھی۔ فرمایا کہ شرمندگی کا تدارک یہی ہے کہ حالت سے اطلاع دینا شروع کردیں۔
(صفحہ:۲۵۳)

Marfat.com

(۴۲)... فرمایا کہ یہ طریق بہت ہی نازک ہے، اس میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی شان، اپنے کمالات سب کو فنا کردے اور مصلح کی ہر بات اور ہر تعلیم پر عمل کرنے کے لیے اپنے کو آمادہ کرلے، اس راہ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ایسا بن جاوے فرماتے ہیں۔

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرطِ اوّل قدم آن است کہ مجنوں باشی

حتیٰ کہ جوتیاں کھانے تک کو تیار ہوجائے اور جو جوتے کھانے کو تیار ہوگیا اس نے گویا جوتیاں کھا ہی لیں اور اس کی اصلاح ہو ہی گئی۔ آمادہ ہونا ہی تو مشکل ہے، اس لیے کہ آمادگی وہی معتبر ہے جو خلوصِ دل سے ہو اور خلوصِ دل سے وہی آمادہ ہوتا ہے جو اپنی شان نہیں رکھتا اور یہ ہی اصل چیز ہے کام کی کہ اپنے کو مٹادے، فنا کردے، ورنہ محض جوتیاں کھانے سے بھی کیا ہوتا ہے۔ (صفحہ:۲۵۸)

(۴۳)... فرمایا کہ میں اہلِ طریق کے لیے ہمیشہ اس کا خیال رکھتا ہوں کہ ہر کام سہولت سے ہوجائے، حتیٰ کہ بڑے بڑے مقاصد سہولت سے حاصل ہوجاتے ہیں اور یہ موقوف ہے صحبت پر، مرید کو شیخ کی خدمت میں ایک مدت خاص تک رہنا ضروری ہے، اس مقصود میں خاص خاص سہولت ہوجاتی ہے، رہا یہ کہ کس قدر مدت میں کام ہوجاتا ہے اس کا تعین مشکل ہے۔ یہ مناسبت پر موقوف ہے، اگر اہلِ استعداد ہوتا ہے بہت جلد کام ہوجاتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کل بیتالیس روز رہے، اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم دے چکے جو کچھ دینا تھا۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس وقت کا یہ فرمانا حضرت کا کہ ہم دے چکے جو کچھ دینا تھا سمجھ میں نہ آیا کہ کیا دیا، مگر پندرہ برس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دیا تھا۔ پھر اس پر مولانا گنگوہی

Marfat.com

نے مزاحاً فرمایا کہ اگر ہم جانتے کہ یہ چیز ہے تو اتنی محنت کیوں کرتے۔

اس پر حضرت مولانا نے مزاحاً فرمایا کہ مل جانے پر فرماتے تھے ورنہ پندرہ برس تو معلوم ہی ہونے میں لگ گئے۔ (صفحہ:۲۵۹)

(۴۴)... فرمایا کہ اس طریق میں مصلح کے ساتھ مناسبت ہونا بڑی چیز ہے، بدون مناسبت کے طالب کو نفع نہیں ہوسکتا، یہی وجہ ہے کہ میں عدم مناسبت کی بناء پر طالب کو مشورہ دیتا ہوں کہ مجھ سے تم کو نفع نہ پہنچے گا، اگر تم چاہو تو کسی دوسرے مصلح کا نام بتلادوں۔ (صفحہ:۲۵۹)

(۴۵)... فرمایا کہ ایک رسالہ میں ایک ایسا جامع مضمون لکھا دیکھا کہ اگر وہ ذہن میں آجائے تو پھر سارے رسالے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ کہتے ہیں کہ شیخ میں دین ہونا چاہیے انبیاء کا سا اور سیاست یعنی دار و گیر، محاسبہ، معاقبہ سلاطین کا سا، تجویز اطباء کی سی کہ وہ ہر شخص کا جدا علاج تجویز کرتا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! انبیاء کا سا دین کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا یہ مراد نہیں کہ ان کے برابر ہو، مطلب اخلاص میں تشبیہ ہے یعنی اعمال میں غوائل دنیا کی اور خواہشاتِ نفس کی آمیزش نہ ہو۔ جس میں یہ باتیں ہوں وہ شیخ ہوسکتا ہے۔ (صفحہ:۲۶۰)

(۴۶)... ایک صاحب نے پوچھا کہ شیخ جو القائے نسبت کرتا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ اس کی توجہ اور شفقت میں یہ برکت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نسبت القاء فرمادیتے ہیں، جیسے استاد اگر توجہ اور شفقت کے ساتھ پڑھاوے تو شاگرد کے قلب میں اللہ تعالیٰ مضامین القاء فرمادیتے ہیں، پس القاء استاد یا شیخ کا فعل نہیں۔ یہی سبب ہے کہ اس قسم کے اجارہ کو فقہاء نے ناجائز کہا ہے کہ مثلاً میرے لڑکے کو حساب کا ماہر کردو، ہاں یہ جائز ہے کہ تم بتلادو ماہر کردینا کسی کے اختیار میں نہیں اور بتلادینا اختیار میں ہے۔ پھر ان صاحب نے عرض کیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ مشائخ بیعت کے وقت القائے نسبت کرتے ہیں اس کا یہی

Marfat.com

مطلب ہے۔ فرمایا کہ بیعت کے وقت اجمالاً القائے نسبت ہوجاتا ہے یعنی مناسبت مجملہ حق تعالیٰ کے ساتھ پیدا ہوجاتی ہے، اہل اللہ کے ساتھ تعلق ہوگیا تو گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہوگیا۔ بیعت سے گویا ایک خصوصیت ہوگئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ (صفحہ:۲۴۵)

(۴۷)... فرمایا کہ زیادہ مقرب بننے سے لوگوں میں حسد پیدا ہونے لگتا ہے، میرے یہاں کوئی مقرب نہیں، یہ میں نہیں کہتا کہ مجھے کسی سے خصوصیت نہیں، جس سے ہے لیکن دل میں ہے۔ معاملات میں سب کے ساتھ میں یکساں ہوں، کوئی ناز نہ کرے کسی بات کا، کوئی مقرب نہ بنے، ہر شخص کو براہِ راست چاہیے معاملہ رکھنا مجھ سے، میرے یہاں سفیروں کے واسطے کا قصہ نہیں، اس میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ (صفحہ:۲۴۶)

(۴۸)... فرمایا کہ صاحبو! اہل اللہ کی مجالست میں نیت یہ ہونا چاہیے کہ وہاں دین کی باتیں سنیں گے۔ وعظ ونصیحت کی باتیں کان میں پڑیں گی اور بزرگوں کی نیت بھی دین کی باتیں سنانے کی ہونا چاہیے۔ ہاں! مباح باتوں کی بھی اجازت ہے۔ اس کا مزاج پوچھ لیا، گھر کی حالت پوچھ لی یا اس کی طبیعت کے موافق کوئی اور بات کرلی۔ خواہ ظاہر میں فضول ہی ہو مگر اس خیال سے کہ اس کا دل کھلے گا، اُنس ہوگا، وحشت دور ہوگی۔ تو اس غرض کے بعد وہ فضول نہ رہے گی اور یہ باتیں اس طرح کرے کہ وہ یہ سمجھ جاوے کہ شیخ کو ایسی باتوں سے ہماری رعایت مقصود ہے۔ ان باتوں کے بعد پھر کام کی باتیں شروع کردے، دین کی باتیں سنادے۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس نے اپنا فرضِ منصبی پورا نہ کیا۔

(صفحہ:۲۶۲)

(۴۹)... ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ اس طریق میں نفع کا مدار مناسبت پر ہے۔ پہلے مناسبت پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ میں جو لوگوں کو مشورہ دیتا

Marfat.com

ہوں کہ کچھ روز یہاں آ کر قیام کرو اور زمانہ قیام میں مکاتبت مخاطبت نہ ہو، اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ مناسبت پیدا ہو جاوے۔ لوگ اس کو بہت ہی سخت شرط بتلاتے ہیں۔ حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے۔ جب تک یہ نہ ہو مجاہدات، ریاضات، مراقبات، مکاشفات سب بے کار ہیں، کوئی نفع نہ ہوگا۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا اگر طبعی مناسبت نہ ہو اور عقلی پیدا کر لی جاوے۔ فرمایا کہ کوئی بھی ہو، ہونا چاہیے۔ نفع اسی پر موقوف ہے۔ (صفحہ: ۲۸۳)

(۵۰)... فرمایا کہ طریق مشورہ لینے کا یہ ہے کہ کئی شقوق لکھیں اور ہر شق کے مفاسد اور مصالح لکھیں اور پھر ترجیح کی درخواست کریں۔ (صفحہ: ۲۸۳)

(۵۱)... فرمایا کہ اصلی چیز اصلاح کے لیے صحبت ہے علم چاہے ہو یا نہ ہو بلکہ علم بھی بلا صحبت کے بے کار ہے ''صاحبِ صحبت بلا علم'' کی اصلاح زیادہ ہوتی ہے، صاحبِ علم بلا صحبت سے۔ اسی واسطے میں کہا کرتا ہوں کہ انگریزی خواں بچوں کو صلحاء و علماء کے پاس بھیجا کرو اور بڑے بھی اس کا خیال رکھیں تو بڑا فائدہ ہو اور ہم اس کا وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نہ ان کے پائنچوں پر اعتراض کریں گے نہ ان کی ڈاڑھی سے ہمیں بحث ہوگی، نہ ہم ان کو مار مار کر نماز پڑھاویں گے، وہ ہمارے پاس بیٹھیں گے تو ان کو ہم سے اور ہم کو ان سے اُنس ہوگا اور دین سے مناسبت پیدا ہوگی۔ یہ مناسبت جڑ ہے اور علم و عمل اس کی فرع۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب عالم نہ تھے، صرف صحبت سے پایا جو کچھ پایا اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا۔ اتنی توجہ علم کی طرف نہیں کی جتنی صحبت کی طرف کی۔

(صفحہ: ۱۷۲)

(۵۲)... فرمایا کہ اکثر رئیسوں کو حق تعالیٰ حوصلہ عطا فرما دیتے ہیں۔

خدا جب حسن دیتا ہے
نزاکت آ ہی جاتی ہے

Marfat.com

جناب خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ اسی طرح بزرگان کاملین دولتِ باطنی دینے میں سخی ہوتے ہوں گے، مگر ان کو اس میں اختیار کیا ہے وہ تو حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ فرمایا کہ ان کے اختیار کی ضرورت نہیں، ان کے قلوب میں یہ برکت ہوتی ہے کہ جو اُن کو راضی رکھتا ہے اور جس کی طرف ان کے قلوب متوجہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما ہی دیتا ہے، تجربہ یہی ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ایک اور شخص نہر میں وضو کر رہے تھے۔ اس شخص نے خیال کیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقبول بندے ہیں، میرا مستعمل پانی ان کے پاس جاتا ہے، یہ بے ادبی ہے، اس لیے وہ اُٹھ کر دوسری طرف ان کے نیچے جا بیٹھا۔ بعد انتقال کے اس کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ مغفرت ہوگئی یا نہیں؟ کہا کہ میرے پاس کوئی عمل نہ تھا اس پر مغفرت ہوئی کہ تو نے ہمارے مقبول بندہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کیا تھا، ہمیں یہ پسند آیا۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا، ہر نیک عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے۔ اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چاہے چھوٹا ہو، چاہے بڑا ہو۔ (صفحہ:۲۴۲)

(۵۴)... فرمایا کہ ایک صاحب نے لکھا کہ بعض لوگ مجھ کو مشورہ دیتے ہیں کہ بانوں کی دکان کرلو۔ کوئی کہتا ہے کہ دواؤں کی دکان کرلو تو مجھ کو کیا کرنا چاہیے۔ میں نے لکھ دیا کہ میرا باپ نہ کھٹ بُنا تھا نہ پنساری، مجھے ان چیزوں میں تجربہ نہیں۔ کسی تجربہ کار سے معلوم کر کے عمل کرو۔ میرے دو کام ہیں۔ ایک دعا کرالو چاہے وہ دنیا ہی کے لیے سہی وہ بھی عبادت ہے۔ دوسرے اللہ کا نام پوچھ لو۔ پھر فرمایا کہ اتنا تو یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ ان کو تجربہ نہیں مگر پھر بھی ایسی بات پوچھنے کی کیا وجہ؟ یوں سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں سے پوچھ کر اس لیے کرنا چاہیے کہ ان کے دل میں وہی آوے گی جو ہونے والی ہے حالانکہ یہ غلو ہے۔

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ اس مشورہ کا منشاء عقائد کی خرابی ہے۔ میں اس جہل سے بھی لوگوں کو بچانا چاہتا ہوں کہ دھوکہ میں نہ رہیں اور بعض حضرات جن کا مجھ سے بے تکلفی کا تعلق ہے ان سے معلوم ہوا کہ عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جو کہتے ہیں وہی ہوجاتا ہے۔

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہی عقیدہ ہمارا بھی ہے کہ وہی ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ اعتقاد میں بھی درجات ہیں اور بنا جدا جدا ہیں، عوام کے اعتقاد کی تو نوعیت بہت ہی خراب ہے، وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ بخلاف اہلِ علم کے کہ ان کا اعتقاد اس درجہ کا نہیں ہوسکتا۔ (صفحہ:۲۶۱)

(۵۴)... فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ظاہری محاسبہ نہ تھا، مگر برکت اتنی زبردست تھی کہ محاسبہ میں وہ کام نہیں بن سکتا جو حضرت کے یہاں بلامحاسبہ ہی بن جاتا تھا۔ یہ محض حضرت کی برکت تھی۔ (صفحہ:۲۶۱)

(۵۵)... فرمایا کہ یہ طریق بہت ہی نازک ہے اس لیے رہبر کامل کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ماضی پر افسوس کرنا بھی حجاب مستقبل کا ہوجاتا ہے کہ اس تاسف میں غلو کے ساتھ مشغول ہوکر آئندہ کے لیے معطل ہوجاتا ہے۔ (صفحہ:۲۷۸)

(۵۶)... ایک صاحب دہلی کے آئے۔ وہ ایک واعظ کے پاس رہے تھے۔ رات دن خدمت کرنے کے خوگر تھے۔ بعد کو ان کا میلان بدعت کی طرف دیکھ کر یہاں آئے، ان کی عادت تو اسی کی پڑی ہوئی تھی۔ مجھ سے بھی بھوت کی طرح لپٹنا چاہا۔ میں نے انہیں نرمی سے سمجھایا، انہوں نے ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ مجھے رنج ہوا، آپ نے مجھے محروم رکھا۔ میں نے بلا کر کہا کہ اگر آپ کو مجھ سے اعتقاد نہیں تو میری خدمت میں کوئی سعادت نہیں جس کی محرومی کا رنج کیا جاوے اور اگر اعتقاد ہے تو یہ عجیب بات ہے کہ آپ مجھے سعادت سے محروم کرنے والا سمجھتے ہیں۔ جب آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں تو میں آپ کا

Marfat.com

ہوں۔ پھر یہاں آپ کا رہنا فضول ہے، تشریف لے جایئے۔ تب ان کی آنکھیں کھلیں۔ پھر میں نے کہا کہ تمہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ مجھ کو کہا جاوے گا وہی ٹھیک ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حضرت! میں نے اپنے کسی بزرگ کی خدمت ہاتھ پاؤں کی کبھی نہیں کی کہ شاید مجھ سے نہ آوے تو انہیں تکلیف ہو۔ (صفحہ: ۲۲۴)

(۵۷)۔۔۔ فرمایا کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ گربہ زندہ بہ از شیر مردہ۔ یعنی زندہ شیخ سے جو فیوض و برکات حاصل ہو سکتے ہیں وہ مردہ شیوخ سے نہیں ہو سکتے۔ موٹی بات ہے کہ اس طریق میں سخت ضرورت تعلیم کی ہوتی ہے اور عادۃً مردوں سے تعلیم نہیں ہو سکتی۔ گو وہ برزخ میں احیاء سے بڑھ کر متصف بالحیاۃ ہوں۔ ہاں تقویت نسبت ہو سکتی ہے لیکن نری تقویت نسبت سے کیا ہوتا ہے، کوئی ہزار پہلوانی کا زور رکھتا ہو لیکن داؤ نہ جانتا ہو تو وہ کچھ بھی نہیں، ایک بچہ اسے چت کر دے گا۔ نری تقویت سے کیا ہوتا ہے؟ صنعت بھی تو چاہیے۔ روایت کا سلسلہ آخر عبث تھوڑا ہی ہے، مرغی بے مرغ کے بھی انڈے دیتی ہے لیکن خاکی انڈے سے بچے نہیں نکلتے اسی طرح گو وہ خود کچھ ہو جاوے لیکن ایسے شخص سے دوسرے کو نفع نہیں پہنچ سکتا۔ اوّل تو خود اسی کے منتفع ہونے میں کلام ہے کیونکہ ایسے شخص کو جو مدعی ہے نسبت اویسیہ کا اگر کوئی عقبہ پیش آوے تو وہ کسی سے پوچھے گا نہیں، کیونکہ لوگوں کے نزدیک اس کی نسبت اویسیہ قطع ہو جاوے گی۔ اس کو سُبکی ہونے کا خیال ہوگا۔ پھر فرمایا کہ نسبتِ اویسیہ ہوتی ہے لیکن میرے نزدیک کافی نہیں۔ ایسے شخص سے غلطیاں واقع ہو سکتی ہیں، کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ہر جزئی کی تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکے اور اگر ہو بھی تو احتمال ہے کشف کے غلط ہونے کا، محض روحانی طور پر فیض ہونے سے نسبت میں تو قوت ہو جاتی ہے لیکن حقیقت طریق معلوم نہیں ہو سکتی۔ (صفحہ: ۲۳۱)

(۵۸)۔۔۔ فرمایا کہ بیعت کے بعد جو نفع ہوتا ہے وہی بلا بیعت کے بھی حاصل

Marfat.com

ہوسکتا ہے۔ نفع کا دارومدار بیعت پر نہیں۔ عرض کیا گیا کہ پھر بیعت بدعت ہے؟ اگر بدعت ہے تو اس کو ترک کردینا چاہیے۔ فرمایا کہ بیعت بدعت نہیں، بیعت کو ضروری سمجھنا بدعت ہے، بلکہ بیعت ایک سنت مستحبہ غیر ضروریہ ہے۔
(صفحہ:۲۳۸)

(۵۹)... فرمایا کہ اہلِ فن کے نزدیک وصول نفع کے لیے جو یہ شرط ہے کہ شیخ سے سارے تعلقات سے زیادہ قوی تعلق ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ استفادہ کے وقت اس کو ظناً انفع سمجھے اور اس ظن کا درجہ اتنا ہونا چاہیے کہ دوسری طرف نگرانی سے اس کو مانع ہو۔ پھر جب ایک معتدبہ زمانہ تک نفع نہ ہو اوّل اسی شیخ سے اس کی وجہ تحقیق کرے۔ اگر تسلی نہ ہو تو پھر دوسرے سے استفادہ کرے، اسی ظن مذکور کے ساتھ باقی مغلوب المحبت ہونا ضروری نہیں۔ (صفحہ:۲۵۲)

(۶۰)... ایک مرید نے لکھا کہ بعض وقت یہ خیال آکر کہ لوگ ریاکار کہیں گے یا اچھا کہیں گے تو نفس خوش ہوگا نفل وغیرہ پڑھنے سے باز رہتا ہوں۔ کیا یہ ناکارہ ہر طرح سے محروم ہی رہے گا۔ تحریر فرمایا کہ ریا کا خیال تو شیطانی خیال ہے، باوجود اس خیال کے بھی کام کرنا چاہیے اور مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ محروم رہو گے یا کیا، مجھ کو تو اپنا ہی حال معلوم نہیں۔ پھر یہ کہ اپنی کوتاہی جب سبب محرومی کا ہو تو دوسرا علاج کیا کرے۔ معلم کا کام اتنا ہے کہ طالب کام کرے اور اطلاع حالات کی دے کر جو کچھ پوچھنا ہو اس سے پوچھے۔ بدون اس کے کوئی کھیر تو ہے نہیں کہ چٹا دی جاوے گی۔ (صفحہ:۲۵۲)

(۶۱)... فرمایا کہ بیعت ضروری نہیں۔ ضروری چیز تعلیم ہے اور ملقن کے ساتھ اعتقاد، کیونکہ اگر اعتقاد ہو تو چاہے وہ خود کسی قابل نہ ہو لیکن اس کا (یعنی تعلیم حاصل کرنے والے کا) کام بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح سلسلہ ہو۔ اگر صحیح سلسلہ نہ ہو تو نرے اعتقاد سے کچھ نہیں ہوتا۔ صحیح سلسلہ ہونے کی صورت میں چونکہ سلسلہ دور تک متعدی ہوتا ہے، اس کے واسطے سے بزرگوں کا فیض پہنچ جاتا ہے۔ ایک

Marfat.com

یار فرمایا کہ صحیح سلسلہ کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے نسب کے صحیح سلسلہ ہونے کا۔

(صفحہ:۲۲۷)

(۶۲)... فرمایا کہ ایک پیر صاحب پر ان کے مرید کا سایہ پڑ گیا تو نہایت ہی خفا ہوئے اور جرمانہ کیا (یعنی اس کو خلافِ تعظیم وتوقیر سمجھا) بس میرا تو اس باب میں یہ مسلک ہے کہ محبت کے متعلق جو آداب ہیں وہ تو ضروری، ان کے تو دقائق کی بھی رعایت چاہیے۔ باقی تعظیم وتکریم کے متعلق جو آداب ہیں وہ سب بے کار۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم محبت کے آداب کا بہت لحاظ رکھتے تھے، تکریم وتعظیم کا ان کو اہتمام نہ تھا۔ (صفحہ:۲۳۱)

(۶۳)... ایک صاحب نے استفسار کیا کہ محبت کے آداب کیا ہیں؟ فرمایا کہ جب محبت ہوگی خود بخود آداب معلوم ہو جائیں گے۔ جیسے لڑکا جب بالغ ہوتا ہے خود بخود اس کو شہوت ہونے لگتی ہے۔ نابالغ بچے کو کسی طرح سمجھایا جاوے کہ جماع اس طرح پر ہوتا ہے۔ محبت پیدا کرلے، پھر خود بخود آداب قلب میں آنے لگیں گے۔ محبت کے آداب کی کوئی فہرست تھوڑا ہی تیار ہوسکتی ہے اور تکلف کے ساتھ محبت بھی نہ کرے۔ اگر کھینچ تان کر اور آداب کی فہرست معلوم کر کے محبت بھی کی تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ جتنی محبت ہو بس اتنا ہی ظاہر کرے، تکلف اور تصنع نہ کرے یہ تو خواہ مخواہ شیخ کو دھوکہ دینا ہے۔ (صفحہ:۲۳۲)

(۶۴)... فرمایا کہ میں نے بزرگوں کے پاؤں کبھی نہیں دابے، نہ کبھی اس کا جوش اُٹھا۔ ایسی حالت میں اگر کبھی دابتا تو تصنع سے ہوتا ہے۔ جب جی میں نہیں تھا نہیں کیا کہ کون بناوٹ کرے۔ بزرگوں سے بہت سے لوگ تو اس کو ذریعہ تقرب سمجھتے ہیں۔ البتہ جب جوش ہو تو مضائقہ نہیں اور صاحب کیا بزرگوں کو معلوم نہیں ہو جاتا۔ جوش چھپا نہیں رہتا۔ آدمی جس کو شیخ بناتا ہے وہ بہر حال اس کو اپنے سے تو زیادہ ہی عقلمند اور صاحب بصیرت سمجھتا ہے، پھر اس کے ساتھ

Marfat.com

تصنع کیوں کرے۔ میں بزرگوں کے معاملہ میں تو کیا بناوٹ کرتا؟ اپنے عیوب بھی ان سے کبھی نہیں چھپائے۔ صاف کہہ دیا کہ مجھ میں یہ عیوب ہیں اور یہ مرض ہیں۔ خیر وہ مرض تو گئے نہیں لیکن اس سے علاج تو ہر مرض کا معلوم ہو گیا۔ ورنہ لوگ بلی کے گو کی طرح اپنے عیوب کو چھپاتے ہیں۔ گو معصیت کا اظہار نہیں چاہیے لیکن جب اس کی اصلاح اپنے اختیار سے باہر ہو جائے تب اظہار بھی ضروری ہے۔ گو تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ آخر شیخ کو تعلق ہوتا ہے۔ اس کو سن کر افسوس ہوتا ہے۔ ہاں! جب مرض بڑھنے لگے تب اظہار ضروری ہے۔ جیسے کسی کو سوزاک ہو جاوے تو اگر معمولی تدابیر سے اچھا نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنے باپ سے ظاہر کر دے۔ (صفحہ:۲۳۲)

(۶۵)... ایک صاحب جو سلسلہ میں داخل ہونے کے لیے سفر کرنا چاہتے تھے اور رشوت میں بھی مبتلا تھے، انہوں نے ذکر و شغل کا شوق ظاہر کیا تھا۔ اس پر حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ جب رشوت بالکل چھوٹ جاوے، اس وقت طریقہ ذکر و شغل کا پوچھے۔ (صفحہ:۲۴۹)

(۶۶)... فرمایا کہ جس طرح جو صحبت بدوں زوجین کی شہوت کے ہو اس سے نسل نہیں چلتی، عورت مرد دونوں کو شہوت ہونی چاہیے۔ چنانچہ توافق انزالین شرط ہے حمل قرار پانے کے لیے۔ اسی طرح بے دلی سے تعلیم کرنا بالکل ایسا ہی جیسے بلا شہوت صحبت کرنا۔ (صفحہ:۲۲۲)

(۶۷)... فرمایا کہ تعلیم کنندہ تو محض بہانہ ہے، اصل میں مبداء فیاض ہی سے فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں۔ شیخ برائے نام واسطہ ہوتا ہے لیکن طالب کو چاہیے کہ واسطہ کی قدر کرے کیونکہ خدا کی عادت ہے کہ بدون واسطہ کے وہ فیوض و برکات نازل نہیں فرماتے۔ (صفحہ:۲۲۳)

(۶۸)... فرمایا کہ بزرگوں میں یہ بات دیکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی متابعت میں سے کتنا حصہ ملا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجہ مناسبت ہے اور مناسبت بھی بے ساختگی اور پختگی کے ساتھ۔ یوں دو چار دن کو تو سب بن سکتے ہیں۔ (صفحہ: ۲۲۳)

(۶۹)... فرمایا کہ آج کل ایک مرض یہ بھی ہے کہ مرید ہونے کے لیے لوگوں کو اپنے بزرگ کے پاس لاتے ہیں اور سفارش کرتے ہیں۔ اس سے تو مجھے ایسی چڑ ہے کہ ذرا بھی معلوم ہو جاوے کہ کسی کا لایا ہوا ہے تو اسے مرید کرتا ہی نہیں تا کہ وہ ان ترغیب دینے والوں کو گالیاں دے اور پھر انہیں سفارش کرنے کا حوصلہ نہ رہے۔ جناب طلب وہ چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی کی سفارش کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسرے یہ بات ہے کہ جو سفارش کے ذریعے سے بیعت ہونا چاہتا ہے تو اس کا ایہام ہوتا ہے گو یہ نیت نہ ہو، لیکن اس کی صورت اس کی ہوتی ہے کہ اس کو نیازمندی سے عار ہے۔ (صفحہ: ۲۲۴)

(۷۰)... فرمایا کہ جب تک طریق کی حقیقت نہ معلوم ہو جاوے تب تک تو صحبت شیخ ضروری ہے۔ جب اس کی حقیقت معلوم ہو گئی اور طریق سے مناسبت پیدا ہو گئی، پھر صحبت ضروری نہیں۔ (صفحہ: ۲۲۷)

(۷۱)... فرمایا کہ کام میں لگنا چاہیے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ کیفیات بھی ہیں یا نہیں، حظوظ ولذائذ بھی ہیں یا نہیں اور نہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کچھ ہوا یا نہیں۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے کہ جیسے رات کو پسنہاری آٹا پیستی ہے، مگر اس پیسنے والی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آٹا چکی سے گر رہا ہے یا نہیں اور نہ یہ خبر ہوتی ہے کہ کس قدر جمع ہو گیا۔ پیسنے ہی کی دھن لگی رہتی ہے۔ صبح کو جب دیکھتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام چکی کے گرد آٹا جمع ہے۔ اگر رات بھر یہ کرتی کہ ایک چکر چکی کا گھما کر آٹے کو ٹٹولا کرتی تو پاؤ بھر بھی آٹا نہ پیس سکتی۔

علاوہ اس کے اپنے کو جس کے سپرد کیا ہے اس پر بغیر اعتماد اور انقیاد و

Marfat.com

اعتقاد کے کام نہیں چل سکتا۔ جب جاننے والا یہ کہہ رہا ہو کہ کام ہو رہا ہے بس اطمینان کرنا چاہیے۔ (صفحہ:۹۱)

(۷۲)... فرمایا کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہیں۔ آپ کے ایک مرید نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا کون سا مقام ہے۔ کیا آپ غوث ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نَزِّهْ شَيْخَكَ عَنِ الْغَوْثِيَّةِ" یعنی اپنے شیخ کو مرتبہ غوثیہ سے برتر سمجھو۔ پھر اس نے عرض کیا کہ پھر آپ قطب ہیں؟ فرمایا: "نَزِّهْ شَيْخَكَ عَنِ الْقُطْبِيَّةِ" یعنی اپنے شیخ کو مرتبۂ قطبیت سے برتر سمجھو۔ پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمام ارواح اولیاء کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو جس کا جی چاہے مانگے۔ ہر ایک نے جو اس کے دل میں تھا عرض کیا۔ کسی نے مرتبہ غوثیہ طلب کیا، کسی نے مرتبہ قطبیت یہاں تک کہ نوبت مجھ تک پہنچی تو میں نے عرض کیا: "رَبِّ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ لَّا أُرِيْدَ وَأَخْتَارُ أَنْ لَّا أَخْتَارَ" یعنی الٰہی! میں یہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں اور یہ تجویز کرتا ہوں کہ کچھ نہ تجویز کروں۔ "فَأَعْطَانِيْ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ مِّنْ أَهْلِ هٰذَا الْعَصْرِ" پس مجھے وہ چیز عنایت ہوئی جو اس زمانہ والوں میں سے نہ کسی کی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کے کان نے سنی اور نہ کسی کے دل پر گذری۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مرید کی تسلی کے لیے اپنے مقام کی اطلاع دے سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تفویض نہایت اعلیٰ مقام ہے۔) (صفحہ:۱۱۲)

(۷۳)... فرمایا کہ قطب الارشاد نائب رسول ہوتے ہیں۔ لوگوں کے قلوب میں انوار و برکات ان کی وجہ سے آتے ہیں۔ برکات سے متمتع ہونے کی شرط ان کے ساتھ اعتقاد ہے۔ (صفحہ:۱۳۰)

(۷۴)... فرمایا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان جو شرائط

Marfat.com

طے ہوئے تھے وہ مناسبت وعدم مناسبت کے امتحان ہی کے لیے تو طے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب عدم مناسبت ثابت ہوگئی تو جدائی ہوگئی۔ اسی طرح شیخ اگر کسی مرید کو گو وہ معصیت کا مرتکب نہ ہو بوجہ عدم مناسبت علیحدہ کردے تو جائز ہے۔

(صفحہ:۲۱۸)

(۷۵)... فرمایا کہ اس طریق کی مناسبت تو شیخ کے پاس رہنے سے اور افادات کے سننے سے حاصل ہوتی ہے۔ خصوص کا کام کرتے رہنے سے اور اطلاع دیتے رہنے سے۔ (صفحہ:۲۵۰)

(۷۶)... فرمایا کہ بزرگوں کے سامنے سے جو کھانا اُٹھا کر ان ہی کے سامنے کھاتے ہیں میں تو اس طریقِ متعارف کے خلاف ہوں کیونکہ جس کے سامنے سے تبرک سمجھ کر کھانا کھالیا اگر وہ متکبر ہے تو اس کا تکبر بڑھتا ہے اور اگر متواضع ہو تو اس کو اذیت ہوتی ہے بلکہ یوں کیا جائے کہ جب کھانا اُٹھ جائے تو مالک سے مانگ لے، سامنے سے لے کر کھانا چاٹنا ٹھیک نہیں۔ (صفحہ:۲۹۳)

(۷۷)... اپنے ایک عزیز کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو جوابات تم نے لکھے ہیں اگر وہ تمہارے نزدیک شرح صدر کے ساتھ تمہارے ں معاملہ کی صفائی کے لیے کافی ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے تو کسی کی خوشی ناخوشی کی پروانہ کرو کیونکہ اصل دیانت ہے اور ہر معاملہ کی انتہا حق تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ جب حق تعالیٰ سے صفائی ہے تو اور کسی کی پروا نہیں۔ میں تو کیا چیز ہوں، میری خوشی ناخوشی کا تم پر کیا اثر پڑسکتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر کسی کا معاملہ فِیمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللہِ صاف ہو اور اس کا شیخ جس سے وہ بیعت ہے وہ بھی ناراض ہو تو بھی پروانہ کرنا چاہیے اور اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ شیخ معبود نہیں ہے بلکہ واسطہ الی المعبود ہے اور معاملہ عبد کا معبود کے ساتھ ہے۔ (صفحہ:۳۴۹)

(۷۸)... فرمایا کہ کام میں لگا رہے اور حالات سے اطلاع دیتا رہے۔ ان شاء

Marfat.com

اللہ! کامیابی یقینی ہے، اس راہ میں حرمان ہرگز ہرگز نہیں ہوتا۔ (صفحہ: ۲۳۰)

(۷۹)... فرمایا کہ طالب کی نیت تو رہبر بننے کی بھی نہیں ہونی چاہیے بلکہ یہ نیت ہو کہ ہمیں راستہ نظر آ جاوے اور رہبر بننے کی نیت شرک فی الطریقۃ ہے بلکہ بزرگ بننے کی نیت بھی نہ ہونی چاہیے۔ اگر یہ نیت ہے تو وہ شخص غیر حق کا طالب ہے خود کچھ تجویز نہ کرے۔ (صفحہ: ۱۲۷)

(۸۰)... فرمایا کہ کتابوں سے بھی ثابت ہے اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ نفس کو جب تک ذلت نہ دی جائے یہ سیدھا نہیں ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذلت نہیں ہوتی۔ بازار میں کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر جوتیاں بھی مار لیں تب بھی ذلت نہ ہو۔ ذلت تو جناب دوسرے ہی کے ہاتھ سے ہوتی ہے۔ (صفحہ: ۲۴۳)

(۸۱)... فرمایا کہ میں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کتا سامنے سے گذرا۔ اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی۔ ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا تھا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔ ہنس کر فرمایا کہ وہ گویا کتوں کے لیے شیخ بن گیا۔

پھر فرمایا کہ جن کے فیوض جانوروں پر ہوں ان سے انسان کیسے محروم ہو سکتا ہے۔ ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے۔ ہاں! دھن ہونی چاہیے چاہے تھوڑی ہی ہو۔
(صفحہ: ۲۰۴)

(۸۲)... فرمایا کہ نفع میں بیعت کو ذرا دخل نہیں۔ باقی کامیابی یہ حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ طبیب صرف نسخہ تجویز کر سکتا ہے اس کا استعمال مریض کے اختیار میں ہے اور صحت دینا حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ طبیب صحت کی

Marfat.com

میعاد معین نہیں کر سکتا۔ البتہ اس طریق باطن میں اتنی اُمید ضرور دلائی جا سکتی ہے کہ مرض ظاہری میں تو کبھی مایوسی تک نوبت پہنچ جاتی ہے، لیکن یہاں مایوسی ہرگز نہیں۔ صحت یقینی ہے خواہ مرتے وقت ہی نصیب ہو جاوے۔ ویسے حق تعالیٰ کا فضل ہے جلدی ہو جاوے۔ باقی اپنی طرف سے اس بات پر آمادہ رہنا چاہیے کہ اگر مرتے وقت تک بھی کامیابی ہو جاوے تب بھی راضی ہیں۔ (صفحہ:۲۰۴)

(۸۳)... فرمایا کہ طالب سے انکسار کرنا یہ خداع ہے ناجائز ہے۔ اگر کوئی شخص سودا خریدنے جاوے اور ہر دکاندار کہہ دے کہ میرے یہاں نہیں ہے۔ تو وہ بے چارہ یوں ہی رہا۔ ہاں! غیر طالب سے قسم کھا کر بھی کہہ دے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں، اس میں کچھ حرج نہیں۔ (صفحہ:۲۰۵)

(۸۴)... فرمایا کہ مرید کرنے کو میں نفع نہیں سمجھتا۔ اصل نفع حق بات کا کانوں میں پہنچا دینا ہے۔ مرید کرنا اپنے ذمہ واجب نہیں سمجھتا۔ ہاں! تعلیم کرنا ہر مسلمان کا حق ہے اور گو یہ کہنا ہے تو بڑی بات لیکن تحدثاً بالنعمۃ کہتا ہوں کہ الحمدللہ! میں ایک ہی جلسہ میں خدا تک پہنچا دیتا ہوں۔ راستۂ مقصود بتلا دینا خدا ہی سے ملا دینا ہے۔ (صفحہ:۲۰۵)

(۸۵)... فرمایا کہ جب تک پوری مناسبت نہ ہو جاوے بیعت نہ کرنا چاہیے۔ جب پوری طرح راہ پر پڑ جائے تب چاہیے۔ مرید ہونے کے بعد پھر بے فکر ہو جاتے ہیں اور مرید ہونے کے لالچ میں تو کسی قدر اپنی اصلاح کی فکر میں مشغول بھی رہتے ہیں تاکہ جلد مقصود حاصل ہو جاوے۔ یہ اکثری ہے اور شیخ مبصر بعض مواقع کو اس سے مستثنیٰ بھی کر سکتا ہے۔ (صفحہ:۲۰۵)

(۸۶)... فرمایا کہ الحمدللہ! میں نے اپنے بزرگوں کے ساتھ کبھی ظاہراً یا باطناً اختلاف نہیں کیا اور ہر طرح ادب ملحوظ رکھا حالانکہ مجھ کو سیکڑوں احتمالات سوجھتے تھے۔ لیکن میں نے ہمیشہ یہی سوچا کہ ہم کیا جانیں اور اگر کبھی کوئی بات سمجھ میں

Marfat.com

نہ بھی آئی تب بھی دل کو یہ کہہ کر سمجھالیا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ کوئی بات بھی بلا سمجھے نہ رہے؟ سوواقعی طالب تحقیق کو پیشتر تقلید ضروری ہے۔ بعد کو بہ برکت تقلید کے تحقیق کا درجہ بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ ترتیب یہی ہے۔ دیکھئے اگر کوئی بچہ اپنے استاد کی تقلید نہ کرے اور پڑھاتے وقت یہ کہے کہ کیا دلیل ہے کہ یہ الف ہے ب نہیں تو بس پڑھ چکا۔ (صفحہ: ۱۹۲)

(۸۷)... فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کوئی ذکر و شغل کا نفع ظاہر کرتا تو فرماتے کہ بھائی استعداد تو تمہارے اندر خود موجود تھی میرے ذریعہ سے صرف ظاہر ہوگئی ہے، لیکن تم ایسامت سمجھنا تم یہی سمجھنا کہ مجھ سے تم کو یہ نفع پہنچا ہے ورنہ تمہارے لیے مضر ہوگا۔ یہ شانِ اہل مقام ہی کی ہوتی ہے کہ ہر پہلو پر نظر رہے ورنہ اہل حال ایک ہی بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ دوسرے پہلو پر ان کی نظر نہیں جاتی۔ (صفحہ: ۱۹۳)

(۸۸)... ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر کوئی مرشد کو برا بھلا کہے تو اس وقت کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ اس کو روک دے کہ میرے سامنے ایسا تذکرہ مت کرو، مجھ کو صدمہ ہوتا ہے۔ پھر اس کی ہمت ان شاء اللہ نہ ہوگی اور اگر صبر نہ ہو سکے اور پوری قدرت ہو اور کسی مفسدہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس وقت بحفظ حد شرعی جوتے سے ٹھیک کردے۔ اگر قدرت نہ ہو اور وہ روکے سے نہ رُکے تو وہاں سے چلا جاوے اور اس آیت سے ثابت ہے، ارشاد ہے کہ:

{وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ}

[سورۃ النساء آیت: ۱۴۰]

اور اس آیت کا حکم عدم قدرت کے زمانہ میں تھا، پھر زمانۂ قدرت میں دوسرا قانون ہوگیا۔ یعنی ضرب یضرب مگر اس وقت کے حالات کے مناسب یہی

Marfat.com

ہے کہ اس کو یہ اطلاع کر کے چلا جاوے کہ میں اس وجہ سے تمہارے پاس نہیں بیٹھتا کہ تم میرے پیر کو برا کہتے ہو۔ لڑے بھڑے نہیں۔ اس برتاؤ سے پیر کی بھی قدر ہوگی کہ پیر کی کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ بس وہاں ہی چلو جہاں انہوں نے تعلیم پائی ہے کہ کیسا صبر وتحمل ان میں آ گیا ہے؟ اس کو کر کے دیکھئے کہ کیا اثر ہوتا ہے؟

(صفحہ:۱۳۴)

(۸۹)... فرمایا بیعت میں جلدی اچھی نہیں جب خوب محبت ہو جاوے پیر سے اس وقت بیعت زیادہ نافع ہے۔ اس کی ایک مثال ہے اور ہے تو فحش مگر بیان کیے دیتا ہوں۔ ایک تو ہے نکاح کرنے کے بعد بیوی پر عاشق ہونا کہ ماں باپ نے نکاح کر دیا، اس کے بعد محبت ہو جاتی ہے اور ایک ہے عاشق ہو کر نکاح کرنا۔ دونوں صورتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جیسی قدر دوسری صورت میں ہوتی ہے پہلی صورت میں عشر عشیر بھی نہیں کیونکہ دوسری صورت میں مدتوں پیچھے پھر کر تکالیف اُٹھا کر نکاح ہوگا۔ تو وہ شخص جیسی بیوی کی قدر کرے گا پہلی صورت والا نہیں کرسکتا۔ اسی طرح بیعت بھی ہے ایک تو وہ شخص ہو کہ آتے ہی بیعت ہو جاوے اور ایک وہ کہ عاشق ہو کر بیعت ہو پوری قدر اس کو ہوگی بیعت کی۔ (صفحہ:۱۵۴)

(۹۰)... فرمایا کہ بیعت کوئی معمولی چیز نہیں۔ اسلم طریق یہ ہے کہ جس سے بیعت ہونا چاہے ایک تو کچھ مدت تک اس کو جانچے۔ جس کے دو طریق ہیں: ایک مصاحبت طویلہ یعنی مدت کافیہ تک اس کے پاس رہے اور یہ احوط ہے۔ دوسرا طریق مکاتبت طویلہ یعنی اس سے کچھ طریق پوچھ کر اس پر عمل کرے۔ پھر اپنے احوال سے اس کو اطلاع دے۔ پھر جو وہ تجویز کرے اس کا اتباع کرے، اسی طرح مدت دراز تک کرتا رہے۔ بعد اس کے اگر دل چاہے بیعت کی درخواست کرے۔ پھر دوسرا جو کچھ جواب دے اس پر راضی رہے۔ (صفحہ:۱۵۵)

Marfat.com

(۹۱)... فرمایا کہ جس سے عقیدت ہو اس سے سوال و جواب کی نوبت نہ آنے دینا چاہیے بلکہ اس کی رائے اور مشورہ کے سامنے اپنی رائے کو فنا کر دینا چاہیے۔ بزرگوں کے سامنے ردو کد کرنا بالکل خلافِ ادب ہے۔(صفحہ:۲۱۳)

(۹۲)... فرمایا کہ یہ مرض عام ہو گیا ہے چاہتے ہیں کہ سہولت پہلے ہو، اس کے بعد کام شروع کریں۔ شرائع کی خاصیت یہ ہے کہ پہلے کام شروع کریں، اس کے بعد سہولت ہوگی۔ لوگوں نے اس کا عکس کر رکھا ہے۔ بڑی چیز اس طریق میں شیخ پر اعتقاد ہے۔ بدون اس کے کام نہیں چل سکتا، پھر سہولت کا انتظار کیسا؟(صفحہ:۲۵۸)

(۹۳)... فرمایا کہ اگر پیر کامل بھی ہو اور اس کی طرف میلان نہ ہو تو اس سے نفع نہ ہوگا۔(صفحہ:۲۵۹)

(۹۴)... فرمایا کہ کسی کے پاس نرے رہنے سے کیا ہوتا ہے جب تک اپنی اصلاح اور تربیت کی فکر نہ ہو؟(صفحہ:۲۶۱)

(۹۵)... فرمایا کہ بزرگوں کو جو خطوط لکھے جاویں ان میں اشعار کا لکھنا میں خلافِ ادب سمجھتا ہوں۔ ہاں! بطور جوش نکل جائے تو دوسری بات ہے۔ قصداً ایسا کرنے کا حاصل یہ ہے کہ ان کو اشعار سے متاثر کر کے کام نکالنا چاہیے۔ نیز اپنی لیاقت کا اظہار بھی ہے۔ طالب کا کوئی فعل معلم کے ساتھ ایسا نہ ہونا چاہیے۔
(صفحہ:۲۷۷)

آدابِ سلوک کے متعلق چند اشعار مع تشریح

از عرفانِ محبت مجموعہ کلام حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ
مع تشریح از احقر

(۱)... یہ معراجِ محبت ہے یہ اعجاز محبت ہے
ہزاروں زخم کھا کر مسکرانا شادماں رہنا

Marfat.com

اس شعر میں یہ ہدایت ہے کہ طریق میں مربی سے جو بھی بظاہر جور وستم اور زخم لگے اس پر شاداں وفرحاں رہے۔ شکایت اور اُف بھی نہ کرے۔

(۲)... یہ عرفانِ محبت ہے یہ برہانِ محبت ہے
کہ سلطانِ جہاں ہوکر بھی بے نام ونشاں رہنا

اس شعر میں یہ ہدایت ہے کہ مخلوق میں خواہ کس قدر شہرہ اور قبول ہو لیکن خود اپنی طرف سے بے نام ونشاں رہنے کو پسند کرے۔

(۳)... یہی ضبطِ محبت ہے یہی شرطِ محبت ہے
تڑپنا رات دن اور پھر بھی بے آہ وفغاں رہنا

اس شعر سے یہ ہدایت ملی کے بعض کاملین پر شانِ ضبط غالب رہتی ہے جس سے آہ وفغاں کا ظہور نظر نہیں آتا، لیکن اندر اندر وہ تڑپتے رہتے ہیں۔ اس سے احقر کو تشفی ہوئی اور اس رنگ کے اکابر سے حسنِ ظن کی راہ ں۔

(۴)... جو خوش قسمت ہیں ان کو ہی ملا کرتی ہے یہ دولت
بہ فیضِ عشق صحراء میں بھی بن کر گلستاں رہنا

اس شعر میں یہ ہدایت ملی ہے کہ محبت کی دولت خوش قسمت لوگوں کو عطا ہوتی ہے اور اس کی برکت سے صحراء میں بھی وہ لطفِ گلستاں یعنی ناموافق حالات میں اور ناگوار احوال میں بھی گلستان کی طرح جامِ تسلیم ورضا سے خنداں وشاداں و فرحاں وغزلخواں رہتے ہیں۔

(۵)... تیرے جامِ محبت کا یہ اک ادنیٰ کرشمہ ہے
سرِ دار عاشقوں کا مست ہوکر نغمہ خواں رہنا

اس شعر میں یہ ہدایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جامِ محبت جس کو مل جاتا ہے وہ دار ورَسَن پر بھی مست اور نغمہ خواں رہتا ہے اور نازک دل نہیں ہوتا۔

(۶)... دوست کی جانب سے جو پہنچے بلا
وہ بلا ہرگز نہیں وہ ہے کرم

Marfat.com

اس شعر سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ کبھی کرم بصورتِ ستم ہوتا ہے گھبرانا نہ چاہیے۔ مرشد کی طرف سے اصلاح کے لیے جو سختی ہو اس کو عین مہربانی ولطف سمجھے۔ حضرت مرشدی مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شعر بہت پسند آیا اور تقریر میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

(۷)... واصلِ حق ہو نہیں سکتا کبھی
ڈھا نہ دے تو کبر کا جب تک صنم

فائدہ: اس شعر سے یہ ہدایت ہوئی کہ کبر کا بُت جب تک توڑا نہ جائے گا، اس وقت تک محبوبِ حقیقی سے واصل نہ ہوگا اور مرشد ہی اس بت کو توڑ سکتا ہے لہٰذا اس کے ہر اندازِ ستم کو بھی عینِ کرم سمجھ کر مشکور اور ممنون اور مسرور رہنا چاہیے۔

(۸)... جس پہ کھل جائے گا رازِ بندگی
بھول جائے گا وہ بے شک کیف و کم

فائدہ: جس پر فنائیت وعبدیت کے اسرار منکشف ہو جاتے ہیں وہ کیفیت و کمیت کی تجویزات سے نجات پا جاتا ہے اور سراپا رضاء بالقضا اور تسلیم اور افناء تجویز کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے۔

(۹)... توبہ ارے غیروں پر وہ بیداد کریں گے
اپنا جسے سمجھیں گے اسے یاد کریں گے

احقر کو اس شعر سے یہ ہدایت ملی کہ جس قدر تعلق قوی ہوتا ہے اُسی قدر اس کی اصلاح میں دینی مربی زیادہ کاوش اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور جس قدر تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے اُسی قدر اس کے ساتھ معاملہ نرم کیا جاتا ہے۔

(۱۰)... ہم آہ و فغاں اور نہ فریاد کریں گے
ان کے کرم خاص کو بس یاد کریں گے

اس شعر سے یہ ہدایت ملی کہ مربی کی تربیتی سختیاں نہایت شوق سے گوارا کر لے

Marfat.com

اور آہ وفغاں نہ کرے اور نہ فریاد کرے، بلکہ مربی کے خاص کرم کو یاد کرتا رہے کہ اس کا ہر ستم صورۃً ستم ہے معناً وہ بھی کرم ہے۔ کما قال العارف الرومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

گر بہر زخمے تو پُرکینہ شوی
پس چرا بے صیقل آئینہ شوی

(۱۱)... مانہ نہ سہی آج تو کل یاد کریں گے
ناشاد محبت کو مگر شاد کریں گے

وقتی طور پر تربیت کے لیے اگر کچھ دن کے لیے صورۃً وہ مربّی جفا اور اعراض کرے گا تو جلد ہی پھر وہ یاد کرے گا اور پھر اپنے کرم وعطا سے خوش کر دے گا۔ حالتِ اعراض میں بھی وہ دل سے پاس رکھتا ہے ؎

وہ دل سے پاس رکھتے ہیں نظر سے دور کرتے ہیں

(مجذوبؔ)

(۱۲)... جس نے اپنا مٹایا نام و نشاں
ہفت اقلیم کا بنا سلطاں

فائدہ: جو شخص ارضاء حق کے لیے اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے منجملہ انواع افناء نفس سے افناء نفس سے افناء تجویز و رائے پیش مرشد ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ'' کے وعدہ کے مطابق ہفت اقلیم کا سلطان بنا دیتے ہیں۔ یعنی عزت متوقعہ سے بھی زیادہ قبول فی الخلق کا مقام عطا فرماتے ہیں اور حفاظت غیبیہ بھی نصیب فرماتے ہیں۔ پس یہ شہرہ وقبول من الغیب وتائید الغیب کے سبب مضرت رساں بھی نہ ہوگا۔

(۱۳)... تیر پر تیر کھاتے ہیں عشاق
نہیں کرتے ہیں پھر بھی آہ و فغاں

Marfat.com

فائدہ: راہِ حق میں بڑے بڑے مصائب ومجاہدات برداشت کرتے ہیں اور آہ وفغاں اور شکوہ جور و جفا نہیں کرتے بلکہ جور صوری میں صدہا کرم معنوی کو پنہاں سمجھتے ہیں۔

دما دم شراب الم درکشند
وگر تلخ بیند دم درکشند

(۱۴)...ان کی مرضی پہ دل سے ہو قرباں
جانئے اس کو حاصل عرفاں

فائدہ: رضائے حق پر دل سے قربان رہے اور ارضاء حق کے اہتمام کو حاصل عرفاں سمجھنا چاہیے اور ارضاء مرشد کا قصد بھی ارضاء حق ہی کا قصد ہے۔ (یعنی اپنے جذبات اور مرضیات کو اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مرضیات پر قربان کردینا ہی حاصل عرفانِ کامل ہے۔ اگر یہ دولت حاصل نہیں تو وہ عارفِ کامل بھی نہیں۔)

(۱۵)...آنے لگے گلشن کے مزے ہم کو قفس میں
شکوہ نہ کبھی ہم ترا صیاد کریں گے

فائدہ: اس شعر کے اندر اس نعمت کا ذکر ہے کہ تسلیم ورضاء کی برکت سے ہر حال میں سالک حیاۃِ طیبہ سے مشرف رہتا ہے اور بوجہ انکشاف بعض حکم واسرار مثل ترقی درجات فی القرب واصلاحِ عجب وکبر وتکمیل عبدیت ونحوذالک مرّی سے شکایت کے بجائے ممنون کرم رہتا ہے۔

ہے عشق مجھے کس لب شیریں کا الٰہی
گر درد بھی اُٹھتا ہے تو میٹھا مرے دل میں

(مجذوبؔ)

(۱۶)...وہ چاہنے والوں کے لیے اپنے یقینا
عالم ہی نیا حسن کا ایجاد کریں گے

Marfat.com

فائدہ: وہ محبوبِ حقیقی اپنے عاشقین کے لیے یعنی ان کی تربیت وترقی اور تکمیل عشق کے لیے نئے نئے اسباب وحالات ایجاد کریں گے۔ کما قال اصغر رحمۃ اللہ علیہ ؎

کبھی عالم گلستاں اور کبھی ویرانہ ہوتا ہے
جو ہوتا ہے بپاسِ خاطر دیوانہ ہوتا ہے

اسی طرح مرشد و مصلح بھی طالبین کی تکمیل واصلاح کے لیے اور ان کو کبر وعجب اور حب جاہ جیسے مہلکات سے تحفظ کے لیے نئے نئے انداز تربیت ایجاد کرتا ہے اور اس کا اجتہاد بوجہ مؤید بالغیب ہونے کے طالب کے لیے آبِ حیات ہوتا ہے۔ سالک کو اعتماد کامل کے ساتھ اور والہانہ طور پر مربی کی ہر شانِ تربیت پر راضی رہتے ہوئے اس کو اپنے لیے نافع بلکہ انفع سمجھنا چاہیے۔

(۱۷)... نعمت یہ مبارک ہو کہ احمدؔ کبھی تجھ کو
وہ دامِ محبت سے نہ آزاد کریں گے

فائدہ: اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنے کرم سے جن کو اپنا مقبول بنا لیتے ہیں، ان کو پھر کبھی مردود نہیں فرماتے کیونکہ وہ مقبول ہی اسے بناتے ہیں جو ان کا ہمیشہ باوفا رہتا ہے۔ علم مستقبل جس کو نہیں ہوتا وہ تو غدار اور بے وفا کو باوفا حالاتِ حاضرہ سے بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ مخلوق میں مشاہد ہے۔ ''وَهٰذَا لِلْخَالِقِ مُحَالٌ'' یہی مراد ہے صوفیائے کرام کی ''اَلْفَانِيْ لَا يُرَدُّ'' سے۔ پس اس پر حق تعالیٰ شانہٗ کا ایک عظیم انعام ہوگا جسے وہ اپنے دامِ محبت سے آزاد نہ فرماویں گے۔ وفی ھذا المقام نعم قال المجذوب رحمۃ اللہ علیہ ؎

پابندِ محبت کبھی آزاد نہیں ہے
اس قید کی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے

مربی مشفق حضرات بھی اپنے طالبین کے ساتھ یہی معاملہ فرماتے ہیں کہ تربیت

Marfat.com

واصلاح کی غرض سے اگر دور فرماتے ہیں تو ہمہ تن اس پر متوجہ بہ دعا رہتے ہیں اور سو جان سے اس پر ستم صوری کی حالت میں کرم معنوی سے متوجہ رہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب زمانہ ہجراں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے مبارک کا انحراف فرماتے تھے اور جب ہم نہیں دیکھتے تھے تو نگاہِ نبوت ہم پر کرم انداز ہوتی تھی۔ ولنعم ما قال المجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔

یوں نظر تو مجھ پہ ڈالی جائے گی
جب میں دیکھوں گا تو ہٹالی جائے گی

(۱۸)... جو چیز تیرے ذوق میں اُف جور وستم ہے
احساس میں عاشق کے وہی لطف وکرم ہے

اَلْھِدَایَۃُ الْحَاصِلَۃُ مِنْ ھٰذَا الشِّعْرِ: اے مخاطب! راہِ محبت میں جس عتابِ محبوب کو تو جور وستم سمجھ رہا ہے اور اس کو سبب ایحاش سمجھتا ہے دراصل یہ تیری نادانی اور حقیقت ناشناسی ہے بلکہ قلت محبت وعظمت اور اسرارِ محبت سے ناواقفی بلکہ عجب وکبر اور حب جاہ کے جراثیم کی زہر افشانی اور سلامتی قلب اور سلامتی عقل سے تہی دامنی ہے۔ عاشقین صادقین کے نزدیک تو راہِ محبت کے ہر جور وستم صوری صدہا لطف وکرم معنوی کے ماہتاب اور آفتاب ہوتے ہیں جن کے انوار وبرکات کو خفاش طبع اور خوگر ظلمت نفوس ادراک نہیں کر پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے سلامتی فہم اور سلامتی قلب کی دولت جس کو عطا فرماویں وہی حضرات اس دسترس نعماء باطنی سے مشرف ہوتے ہیں۔

(۱۹)... ہے تیری خطا ہائے، سمجھتا جو ستم ہے
کیا شئے ہے ستم کچھ بھی ہو ہر حال کرم ہے

اَلْھِدَایَۃُ الْحَاصِلَۃُ مِنْ ھٰذَا الشِّعْرِ: جس خفاش طبع اور عجب وکبر اور حُبِ جاہ کی

Marfat.com

ظلمتوں کے جراثیم زدہ قلب نے راہِ سلوک میں مربی کی جفاہائے صوری کو ستم سمجھا وہ سخت خطا کار ہے اور حضراتِ اہل اللہ کہ وہ ارحم الراحمین کی طرف سے تربیت نفوس وارواح کے نمائندے ہیں جو معاملہ اور تدبیر بھی اصلاح نفوس کے لیے اختیار فرمائیں۔ وہ اس باب میں سراپا اخلاص اور سراپا وفا اور سراپا کرم اور سراپا شفقت اور سراپا محبت ہیں۔ ہر حال میں طالب کو ہر ظاہری اور صوری قہر کو عینِ مہر اور ہر ستم کو عینِ کرم سمجھنا چاہیے۔

(۲۰)... ہو تجھ کو مبارک کوئی مائل بہ کرم ہے
اعزاز محبت ہے جو یہ مشق ستم ہے

اَلْعِبْرَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: اگر مربی احتساب اور عتاب اور ڈانٹ ڈپٹ کا رنگ اختیار کرے تو اے طالب! تجھے یہ شانِ مرشد مبارک ہو کہ یہ عین ان کا کرم ہے۔ چاہتے ہیں کہ تیرے نفس کے عجب و کبر اور آثارِ حب جاہ کے سیاہ بادلوں کی حیلولت کو تیرے قلب کے محاذات سے فنا کر دیں تا کہ نسبت مع اللہ کا بدر کامل جو پردۂ خفا میں ہے حق تعالیٰ شانہٗ فناءِ نفس کی برکت سے تجھ پر منکشف فرماویں اور جس احتساب مرشد کو تو اپنی ذلت اور رُسوائی سمجھتا ہے تو خوب سمجھ لے کہ یہ مشق ستم عین اعزاز ہے۔ فِي الْحَدِيْث "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ" ونعم ما قال المجذوب کما رحمة اللہ علیہ۔

عشق کی ذلت بھی عزت ہوگئی
لی فقیری بادشاہت ہوگئی

(۲۱)... سر جس کا نہیں در پہ تیرے شوق سے خم ہے
محروم ہے کیا جانے وہ کیا چیز کرم ہے

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: راہِ عشق میں محبوب کی رائے اور ارشاد پر جو تسلیم سر شوق سے نہیں کرتا اور والہانہ اتباع اور افنائے رائے اور افناءِ تجویز نہیں

Marfat.com

کرتا وہ سالک محروم کرم اور محروم عنایت خاصہ رہتا ہے اور برکاتِ تفویض و تسلیم کے انعامات سے مشرف نہیں ہوتا۔

(۲۲)... ہر زخم میں پوشیدہ ہیں جنت کی بہاریں
عشاق سے پوچھو یہ کرم ہے کہ ستم ہے

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: محبت کی راہ میں جو زخم بھی لگتے ہیں عاشق کو چاہیے کہ خوشی خوشی اسے جھیل لے اور لفظ جھیلنا بھی توہینِ محبت ہے۔ والہانہ اور نعرۂ مستانہ کے ساتھ ہر ادائے محبوب پر فدا رہے کہ اس لذتِ تسلیم میں جنت کی بہاریں پوشیدہ ہیں۔

اس خنجر تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے
صدمہ سے میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیم سر کیے ہے

(اختر)

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسی محبت عطا فرمادیں۔ آمین۔ محض عقل محبت سے اس کیفیت کا حصول عادۃً مشکل ہے۔ طبعی محبت کی الحاح کے ساتھ دعا کرنی چاہیے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

(حضرت پرتابگڑھی)

(۲۳)... جس کی نگہ شوق اسے ڈھونڈ رہی ہے
احساس میں اس کے نہ کرم ہے نہ ستم ہے

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: جس طالب کی نظر محبوب کی رضا پر ہوتی

Marfat.com

ہے اس کے سامنے کرم وستم کے دونوں رُخ کالعدم ہوتے ہیں۔

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

پس طالبِ رضاءِ حق کو تسلیم وتفویض کی راہ سے گذرنا چاہیے۔

بے کیفی میں بھی ہم نے تو ایک کیفِ مسلسل دیکھا ہے
جس حال میں بھی وہ رکھتے ہیں اس حال کو اکمل دیکھا ہے

(۲۴)... ساقی کے کرم سے جو ہے مخمور محبت
ہر ایک ستم اس کے لیے جانِ کرم ہے

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: اس شعر کے اندر یہ ہدایت نظر آتی ہے کہ مرشد کی جانب سے اصلاح کے لیے جو عنوان کبھی بضرورت سخت اور تلخ اور درشت اختیار کیا جاتا ہے وہ مفید اور مناسب سمجھ کر کیا جاتا ہے اور عقل کو غالب رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ کسی نادان کو نادانی سے غلبۂ طبع کا واہمہ بھی نہ ہونا چاہیے اور مرشد کے ہر معاملہ کو نیک محمل پر حمل کرنا چاہیے کہ وہ جسمانی باپ سے بھی زیادہ شفیق ومہربان ہوتا ہے۔ جسمانی باپ کا تو جسمانی تربیت کا احسان ہوتا ہے جس کا ثمرہ حیات دنیویہ پر مرتب ہوتا ہے اور روحانی مربی کا ثمرہ دنیا اور آخرت کی دائمی حیات دونوں جگہ مرتب ہوتا ہے۔ اسی سبب سے مربی روحانی کے لیے طالب کو دعا گو بھی رہنا چاہیے۔ جیسا کہ بیان القرآن کے حاشیہ میں ''رَبِّ ارْحَمْهُمَا'' (الآیة) کے ذیل میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت سے مرشدین کے لیے طالبین کو دعائے رحمت کرنے کی ہدایت کا استنباط فرمایا ہے۔

پس ہر ستم صوری مرشد کی طرف سے صدہا کرم معنوی کا حامل ہوتا ہے۔ لیکن جو محبت میں خام ہوتا ہے وہ گھبرا جاتا ہے اور انس کے بجائے وحشت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسے خام اور نادان لوگوں کی موانست اور تکمیل ہدایت کی

Marfat.com

خاطر اہل اللہ شَفْقَةً وَرَحْمَةً وَحِرْصًا عَلَى الْاُمَّةِ نزول فرماتے ہیں۔

یعنی جب اہل اللہ اپنے کرم عمیم اور پرتوِ خلق عظیم سے ان خام کاروں اور نادانوں کا ضعفِ تحمل بھانپ لیتے ہیں تو پھر ایسے لوگوں کی تربیت میں نرم انداز اختیار فرماتے ہیں۔

وہ ان کا رفتہ رفتہ بندۂ بے دام ہوتا ہے
محبت کے اسیروں کا یہی انجام ہوتا ہے

وقال الرومی رحمۃ اللہ علیہ۔

مہر پاکاں درمیانِ جاں نشاں
دل مدہ الا بہ مہرِ دل خوشاں

چونکہ محبت سے اتباع کی تسہیل بلکہ تلذیذ ہوتی ہے اور قلبِ عاشق محبت کے ذریعہ محبوب مرشد کے باطنی اخلاق کو بھی جذب کر لیتا ہے۔ "كَمَا قَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فَاِنَّ الطِّبَاعَ تَسْرِقُ الْاَخْلَاقَ مِنْ طِبَاعٍ اُخْرٰى" اس لیے ساقی پہلے اپنے کرم سے طالبین کو مئے محبت سے مخمور کرتے ہیں اور جس کی برکت سے اس کا ہر ستم بھی جانِ کرم محسوس ہوتا ہے اور اس نوع کا احساسِ محبت مرشد ہی کا ثمرہ ہوتا ہے۔

(۲۵)...لذتِ دید ہجر میں، عشق کی یہ کرامتیں
میں نے خزاں میں بھی بہار دیکھ لی تیری یاد میں

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: حالتِ فراق میں رضائے محبوب کے اعمال اور ذکر محبوب لذت قرب ووصال کا ذریعہ ہے۔

اُذْکُرُوا اللہ شاہِ ما دستور داد
اندر آتش دید و ما را نور داد

(رومی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو عاشقوں کے لیے دستور بنا دیا۔ پس جدائی اور فراق کے غم اور آگ کو نورِ گلزار بنا دیا۔

جس فلک نے مجھ کو محرومِ گلستاں کر دیا
اشکہائے خوں نے مجھ کو گل بداماں کر دیا

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ جس کو توفیقِ ذکر عطا فرما دیں تو وہ حالتِ خزاں میں بھی بہار کا لطف پاتا ہے کیونکہ خالقِ بہار سے رابطہ رکھنے والا المخلوق بہار کا محتاج نہیں رہتا۔

خوشا حوادثِ پیہم خوشا یہ اشکِ رواں
جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے

(اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ)

تیرے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

(سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُرغم رہا
اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

(اختر)

اگر عالم سراسر خار باشد
دلِ عاشق گل و گلزار باشد

(رومی رحمۃ اللہ علیہ - دیوانِ شمس تبریز)

وہ گرمئ ہجراں وہ تیری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

(۲۶)... ایک ہی بات میں نظر آتی ہیں باتیں سینکڑوں
پڑ گئی جان عشق کے فیض سے اجتہاد میں

Marfat.com

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: اہلِ محبت جب شرح محبت کرتے ہیں تو ایک بات میں فیضانِ محبت سے سینکڑوں علوم وارد ہوتے ہیں۔

جو چپ بیٹھوں تو اک کوہِ گراں معلوم ہوتا ہوں
جو لب کھولوں تو دریائے رواں معلوم ہوتا ہوں

(مجذوبؔ)

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از دردِ اشتیاق
عقل در شرحش چو خرد رگل بخفت
شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے — تا بہ منزل صرف دیوانے گئے
مستند رستے وہی مانے گئے — جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے — آہ نکلی اور پہچانے گئے
گفتگوئے عاشقاں در کارِ رب — جوشش عشق است نے ترکِ ادب

در و نم را بہ عشق خویشتن سوز
بہ تیر دردِ خود جان و دلم دوز

(مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۷)... نہیں طالب وہ جو رہبر سے خفا ہوتے ہیں
کہیں عاشق میں بھی اندازِ جفا ہوتے ہیں

رہبر سے خفگی خامی محبت مرشد کی علامت ہوتی ہے ورنہ شانِ عشاق تو یہ ہے کہ ہر ادائے مرشد پر فدا رہتے ہیں۔

(۲۸)... عشق کی شان ہی کچھ اور دیکھ رہا ہوں آج میں
کیف ہے اعتماد پر لطف ہے انقیاد میں

Marfat.com

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: سالک کو مرشد کے ساتھ عقلی محبت کے ساتھ اگر طبعی محبت بھی عطاءِ حق سے نصیب ہوجاوے تو اعتماد اور انقیاد دونوں ہی پُرلطف اور لذیذ ہوجاتے ہیں۔ محبت اور عشقِ مرشد تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے اور بخاری شریف کی اس روایت سے مراد اور مسئول سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ))

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی عقدۃ التسبیح بالید، ج: ۲، ص: ۱۸۷)

ترجمہ: اے اللہ میں سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت کا اور ان اعمال کی محبت کا جو آپ کی محبت تک رسائی کا وسیلہ ہو۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کائنات میں محبتِ الٰہیہ کے لیے اور اعمالِ صالحہ کی محبت اور توفیق کے لیے اہل اللہ کی محبت سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں اور اسی حدیث مذکور سے استدلال فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبتِ حق اور محبت اعمالِ صالحہ کے درمیان محبت اہل اللہ کی مطلوبیت رکھی ہے جس میں اشارہ موجود ہے کہ یہ دولت یعنی محبت اہل اللہ محبتِ حق اور محبتِ اعمال صالحہ کا وسیلہ ہے اور اس کا تعلق دونوں سے مربوط ہے۔ صوفیائے کرام اسی لیے طالبین پر شفقت و محبت سے متوجہ رہتے ہیں کہ ان کے قلوب میں مربّی کی محبت پیدا ہوجاوے اور ان کی اصلاح حال اور ترقیات میں یہ محبت ذریعہ تکمیل بن جائے۔

(۲۹)... کیف میں تو نے ڈوب کر چھیڑی جو داستانِ عشق
قابو رہا نہ ضبط پر رونے لگا میں داد میں

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: اس شعر میں یہ ہدایت ہے کہ دعوت الی اللہ کے وقت حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت کا غلبہ رہے تاکہ حق تعالیٰ کا راستہ محبوب اور لذیذ

Marfat.com

معلوم ہوا اور قلوب بہ آسانی اس دعوت کو مشتاقانہ قبول کرلیں۔

اسلوب تعبیرات قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کی مقدار پورے قرآن میں اگر جمع کیا جاوے تو تقریباً ایک پارے میں جمع ہوجاوے گی یا اس سے بھی کم میں۔ لیکن قصص انبیاء اور دلائل معرفت اور ذکر انعاماتِ الٰہیہ موجبہ محبت محسن سے تمام قرآن مملو ہے۔ اور اکابر کے مواعظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ احکام قلیل لیکن محبت اور معرفت کے مضامین کی کثرت رہتی ہے جو بِالْمَوْعِظَةِ وَالْحِكْمَةِ کا عین مقتضیٰ ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سالک کو اہل محبت کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور محبت کی ترقی کے لیے گلزارِ ابراہیم مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور اہل اللہ کے حالات و حکایات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

(۳۰)... تیری ہر ایک بات پر مجھ کو نہ ہو یقین کیوں
ضعف کا نام تک نہیں ہے مرے اعتقاد میں

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: مرشد پر اعتقاد کامل جب ہوتا ہے تو اس کی ہر تربیتی تدبیر پر یقین نافعیت کے ساتھ عمل کرتا ہے اور اگر تلخ تدبیر اختیار کرتا ہے تو وجد و کیف کے ساتھ قبول کرتا ہے۔

بدر و صاف ترا حکم نیست دم درکش
کہ آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

(۳۱)... غیر سے مطلب ہی کیا مقصود سے بس کام ہے
جو ہے عاشق اس کو کیا پروائے ننگ و نام ہے

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: مخلص سالک کی نظر حق تعالیٰ شانہ کی صرف رضاء پر رہتی ہے۔ مخلوق کی فکر کہ دنیا کیا کہے گی اس کی پرواہ بھی نہیں ہونی چاہیے۔ ونعم ما قال العارف الھندی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے پیشِ نظر تو مرضیٔ جانا نہ چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

(۳۲)... مست ہے ہر حال میں جو عاشق بدنام ہے
اس کو کلفت میں بھی حاصل راحت وآرام ہے

اَلْهِدَایَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: عاشق مخلص جو بدنامی کے خوف کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اس کو تفویض اور لذتِ تسلیم سے کلفت ظاہری میں بھی آرام و راحت معنوی حاصل رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرّہ غم تمام غموم دنیویہ کے سانپوں اور بچھوؤں کو مثل عصائے موسوی نگل جاتا ہے۔ ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

وہ تو کہیے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غمِ زیست گوارا کرنا

(اصغر رحمۃ اللہ علیہ)

خوشا حوادثِ پیہم خوشا یہ اشکِ رواں
جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے
زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُرغم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بےغم رہا
صدمہ وغم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

(اختر)

(۳۳)... چھوڑ دے چون وچرا تجویز سے کیا کام ہے
ہے وہی فائز جو ان کا بندہ بے دام ہے

اَلْهِدَایَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: اے سالک اور عاشق تو اللہ تعالیٰ کی راہِ

Marfat.com

محبت میں چوں و چرا اور تجویز ترک کردے کہ ؎

کفر است دریں مذہب خود بینی و خود رائی

محبت اور انانیت رائے کا اجتماع مترادف اجتماعِ ضدین ہے۔

جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پایئے
کیوں آپ اہلِ عشق کی محفل میں جایئے

اللہ تعالیٰ کی محبت کی راہ میں وہی بندہ فائز المرام اور خوش انجام ہوتا ہے جو چوں و چرا اور تجویز کو ترک کر کے مرشد کا بندۂ بے دام بن جائے۔

وہ ان کا رفتہ رفتہ بندۂ بے دام ہوتا ہے
محبت کے اسیروں کا یہی انجام ہوتا ہے

(۴۴)... اس کو دنیا اور مافیہا سے کچھ مطلب نہیں
کوچہ محبوب میں مدت سے جو گمنام ہے

اَلْھِدَایَۃُ الْحَاصِلَۃُ مِنْ ھٰذَا الشِّعْرِ: گاہِ حق میں بے نام ونشاں پڑا رہے اور اپنی گمنامی کو عزیز رکھے۔ اِلَّا یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے کام لینے کے لیے اس کی شہرت کا غیبی سامان فرمادیں تو پھر یہ شہرت مضر نہ ہوگی اور یہ شخص حفاظتِ حق کے سائے میں رہے گا لیکن اپنی طرف سے ذوق یہی ہو ؎

کشتہ و مردہ بہ پیشت اے قمر
بہہ کہ شاہ زندگاں جائے دگر

(رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ)

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

(مجذوبؒ رحمۃ اللہ علیہ)

(۴۵)... جور میں بھی لطف کی لذت جسے ملتی نہ ہو
عشق میں پختہ نہیں ہرگز ابھی وہ خام ہے

Marfat.com

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: جس سالک کو اپنے مرشد کی اصلاحی تغیر مزاجی اور ڈانٹ ڈپٹ وغیرہ ناگوار ہو اور ان اداؤں میں لطف اور لذت محسوس نہ کرے اور ان ظاہری ذلتوں میں اپنی عزت نہ سمجھے وہ سالک عشق میں خام ہے ہرگز پختہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شیخ کی محبت و عظمت اور معرفت اور توفیق افناء نفس طلب کرے اور نازک دل نہ رہے۔

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش

ہاں وہ نہیں وفا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی

جس کو ہو جان و دل عزیز اس گلی میں جائے کیوں

طالب کو اپنے مرشد کے ہر ناز کو اُٹھانے کا حوصلہ ہونا چاہیے کہ یہ ناز برداری مرشد کی راہِ حق کی ناز برداری ہے۔ البتہ ضعف قلب اور ضعف طبع سے اگر طالب سے تحمل نہ ہو سکے اور یہ سبب بن جائے عدمِ موانست کا اور توحش عن المصاحبت والمجالست کا تو اپنے ضعفِ طبعی سے مرشد کو آگاہ کر کے درخواست رحم کی پیش کر دے۔ اہل اللہ تو سراپا کرم اور سراپا رحمت ہوتے ہیں۔ پھر وہ ایسے طالب کی ضعف طبع اور ضعف قلب کی رعایت فرمائیں گے اور اندازِ تربیت نرم کر دیں گے۔

(۳۶)... سر جھکا دیں شوق سے حق کی اطاعت کے لیے

اور کیا شے ہے اسی کا نام تو اسلام ہے

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: اصلاحِ باطن کے لیے اور عجب و کبر اور خود بینی کے اثرات ردّیہ اور رذیلہ کو مٹانے کے لیے اگر مرشد دوائے تلخ تجویز کرے تو عجب و کبر کے ملیریا کے لیے اس دوا کو کونین سمجھ کر نگل جائے اور معالج سے حسنِ ظن اور کامل اعتماد رکھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کونین کی برکت سے جب عجب و کبر کے حجابات رفع ہوں گے تو نسبت مع اللہ کا چاند پہلو میں جلوہ گر ہوگا اور اس کونین کی بدولت دولتِ کونین عطا ہو جاوے گی۔

Marfat.com

(۴۷)... میں جور میں بھی لطفِ نہاں دیکھ رہا ہوں
خوش ہو کے تیرے تیر وسناں دیکھ رہا ہوں

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: طالب کو اپنے محسن، مربی و کریم مرشد کی تنبیہات اور زجر و تغیر مزاجی کو ناگوار ہونے کی بجائے اس کے اندر لطف و کرم پوشیدہ سمجھنا چاہیے کہ منشاء مرشد کا اس سے تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق ہے۔ البتہ مربّی اور معلم کو اپنی شانِ تربیت اور شانِ تعلیم پر شانِ رحمت کو غالب رکھنا چاہیے تاکہ طبائع ضعیفہ بھی تربیت اور تعلیم سے محروم نہ ہوں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں اس شعر سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے ۔

خستگاں را چو طلب باشد و ہمت نہ بود
گر تو بیداد کنی شرطِ مروت نہ بود

پس جب طالب پر سخت اندازِ تربیت کے بجائے مفید ہونے کے مضر محسوس ہو تو معالج کو اندازِ نرم اختیار کرنا چاہیے کیونکہ استفادہ اور استفاضہ کے لیے طبعی موانست ضروری ہے جو مرشد کی شفقت اور رحمت سے پیدا ہوتی ہے۔ اہلِ محبت اس کی قدر جانتے ہیں کہ ہر ادائے محبت و شفقت پر دل و جان سے عاشق ہر نفس فدا ہوتا رہتا ہے۔

(۴۸)... مقدر سے ملی جس کو محبت کی فراوانی
اسی کے ہاتھ سے ہوتی ہے روشن شمع ایمانی

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: جس کے قلب پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہو جاتی ہے تو اس کی محبت کی فراوانی ہر جگہ نظر آتی ہے۔ عبادات و ذکر کی حلاوت میں، احباب کی تربیت میں اور علیٰ رؤس المنابر اس کی محبت کا جھنڈا لہرا جاتا ہے۔ ونعم ما قال جگر ۔

Marfat.com

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا
صنمارہ قلندر سزدار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

یعنی طرزِ محبت سے افنائے نفس تام جلد نصیب ہوتا ہے۔ قال العارف الرومی رحمۃ اللہ علیہ۔

عشق ساید کوہ را مانند ریگ
عشق جوشد بحر را مانند دیگ
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما

(رومیؒ)

محبت تیری یہ برکت محبت تجھ پہ صد رحمت
نہیں پندار دیکھا میں نے سرشار محبت میں
پریت کی لذت جب سے ملی ہے دل کا عالم ہے کچھ اور
نگر ڈھونڈورا پیٹ رہا ہوں پریت کرو سب کوئے

(حضرت پرتاپگڈھی رحمۃ اللہ علیہ)

از عرفانِ محبت:

سنا جس نے وہی سو جان سے حق پر ہوا قربان
کوئی دیکھے تو آ کر عاشقوں کی شانِ گویائی
عجب عالم ہو اللہ اکبر اہل محفل کا
حدیث عشق کی احمدؔ نے جب بھی شرح فرمائی

Marfat.com

احمدؔ تیرا نغمہ ہے یہ پیغامِ محبت
دلکش ہے یہ آواز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
مٹادو ہاں مٹادوں اپنی ہستی تم محبت میں
یہی کہتے ہیں بسطامیؒ، غزالیؒ اور جیلانیؒ

اَلْهِدَايَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ هٰذَا الشِّعْرِ: تمام انعامات ظاہرہ و باطنہ کے ہوتے ہوئے بھی اپنے نفس کو مٹانا اصل انعام ہے۔ اگر یہ حاصل نہ ہوا تو سب لاحاصل ہے کیونکہ تواتر اولیاءِ اُمت سے افناءِ نفس کی ضرورت اور اہمیت ثابت ہے اور یہ امر بین الصوفیاء مشہور علی الالسنۃ ہے جس کا صحیح مقام حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ارشاد فرمایا کہ:

''میں اپنے کو تمام مسلمانوں سے فی الحال اور تمام کافروں سے حتیٰ کہ بہائم سے بھی کمتر سمجھتا ہوں فی المآل۔ اور اگر حق تعالیٰ اہل جنت کی جوتیوں میں جگہ عطا فرمادیں تو اس کو غنیمت سمجھوں گا۔ اس سے زیادہ کا مجھے حوصلہ نہیں اور یہ جگہ بھی بربنائے استحقاق نہیں بلکہ ازراہِ ترحم ہے کہ دوزخ کا تحمل نہیں۔''

اور فرمایا کہ مجھے ناز و کبر بحمداللہ تعالیٰ نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا دھیان ہے کہ ''قیامت کے دن نجانے اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔''

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ان ارشادات میں سالکینِ راہ کے لیے نہایت اہم تعلیمات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ عمل کی توفیق بخشیں، آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہٗ

۲۳؍ جمادی ۱۴۰۵ھ

Marfat.com

ادعیہ خزائنِ قرآن وحدیث

خزائنِ قرآن:

خزانہ نمبر ۱

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَأَدْرَكْنَاهُ، فَقَالَ: قُلْ قُلْتُ: مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُصْبِحُ، وَحِيْنَ تُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۸۸)

راوی کا حال: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيُّ حَلِيْفُ الْأَنْصَارِ مَدَنِيٌّ لَهٗ صُحْبَتُهٗ، حَدِيْثُهٗ فِيْ أَهْلِ الْحِجَازِ۔ قبیلہ جہنیہ سے تعلق تھا جو انصار کا حلیف تھا، مدنی ہیں، صحابی ہیں، ان کی حدیث اہلِ حجاز میں پائی جاتی ہے۔ (اسماء الرجال)

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات جبکہ بارش ہورہی تھی اور سخت اندھیرا تھا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے، پس ہم نے آپ کو پالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ۔ میں نے عرض: کیا کیا کہوں؟ فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، صبح وشام تین مرتبہ پڑھ لیا کر یہ تجھے ہر چیز کے لیے کافی ہوجائے گی۔

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ، جلد: ۴، صفحہ: ۳۰۷ پر لکھتے ہیں کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ'' کی تشریح میں ''أَيْ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ أَوْ مِنْ كُلِّ وِرْدٍ'' یعنی یہ تینوں سورتیں ہر شر سے حفاظت کے لیے کافی ہیں یا ان کا پڑھنے والا اگر کوئی اور وظیفہ نہ پڑھ سکے تو ان کا ورد ہی اسے تمام وظائف سے بے نیاز کردے گا اور ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

آج ہر مسلمان پریشان ہے۔کوئی کہتا ہے کہ جن اور آسیب نے پریشان کر رکھا ہے،کوئی کہتا ہے کہ دُشمن نے جادو یا کالا عمل کرا دیا ہے،کاروبار پر بندش لگوا دی ہے،گاہک نہیں آتے،کسی کو ہر روز ایک نئی بلا اور مصیبت کا سامنا ہے۔اگر ہم اس وظیفہ کو روزانہ پڑھ لیں جس میں دو تین منٹ بھی نہیں لگتے تو ہر بلا اور مصیبت سے ان شاء اللہ محفوظ رہیں گے۔

خزانہ نمبر ۲

((عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. فَقَرَأَ ثَلَاثَ اٰيٰتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُّصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْ مَّاتَ فِيْ ذَالِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا، وَّمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۱۸۸)

راوی کا حال: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قبیلہ مزن کے ہیں۔"بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَسَكَنَ الْبَصْرَةَ، وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ نَهْرُ مَعْقِلٍ بِالْبَصْرَةِ" صلح حدیبیہ کے وقت بیعت جہاد کی اور بصرہ میں سکونت اختیار کی۔بصرہ میں نہر معقل ان ہی کے نام سے منسوب ہے۔(اسماء الرجال)

ترجمۂ حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ "أَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھے،پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن اسے موت آ گئی تو شہید مرے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو اس کو بھی یہی درجہ حاصل ہوگا یعنی ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اگر اس رات میں

Marfat.com

مر گیا تو شہید مرے گا۔

سورۂ حشر کی آخری تین آیات یہ ہیں: پہلے ''أَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' تین مرتبہ پڑھے، پھر یہ آیات ایک مرتبہ پڑھے:

{هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○}

[سورۃ الحشر، آیات: ۲۲ تا ۲۴]

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ صبح ستر ہزار فرشتوں کو اپنے لیے استغفار مانگنے کی ڈیوٹی پر لگا کر پھر ناشتہ کرتا ہوں۔

مذکورہ بالا اسماء حسنیٰ کے معانی از بیان القرآن:

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ: وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہری چیزوں کا۔

اَلْمَلِكُ: یعنی صاحب ملک۔

اَلْقُدُّوْسُ: جس کا ماضی عیب سے پاک ہو۔

اَلسَّلَامُ: جس کے مستقبل میں عیب لگنے کا احتمال نہ ہو۔

کذا فی الکبیر اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ ''اَلسَّلَامُ هُوَ الَّذِیْ یُسَلِّمُ أَوْلِیَآءَهٗ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ فَیَسْلَمُوْنَ مِنْ كُلِّ مَخُوْفٍ'' السلام وہ ذات ہے جو خود بھی سلامت رہے اور اپنے دوستوں کو بھی سلامت رکھے ہر آفت سے۔ پس اس کے اولیاء سلامت رہتے ہیں ہر دھمکی دینے والے سے۔

Marfat.com

اَلْمُؤْمِنُ: کے معنی ہیں امن دینے والا ہر بلا سے نگہبانی کرنے والا۔ یعنی کوئی آفت نہیں آنے دیتا۔

اَلْمُهَيْمِنُ: اور آئی ہوئی کو بھی دور کر دیتا ہے۔

اَلْعَزِيْزُ: یعنی زبردست طاقت والا۔

اَلْجَبَّارُ: یعنی خرابی کو درست کرنے والا۔

"وَفِي الرُّوْحِ. الْجَبَّارُ هُوَ الَّذِيْ يُصْلِحُ أَحْوَالَ خَلْقِهٖ بِقُدْرَتِهِ الْقَاهِرَةِ" یعنی جبار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کے بگڑے ہوئے احوال کو اپنی قدرتِ غالبہ سے درست فرماوے۔

اَلْمُتَكَبِّرُ: یعنی بڑی عظمت والا ہے۔ "لَيْسَ فِيْهِ التَّكَلُّفُ بَلِ النِّسْبَةُ إِلَى الْمَأْخَذِ"

اَلْخَالِقُ: پیدا کرنے والا یعنی معدوم سے موجود کرنے والا۔

اَلْبَارِئُ: تناسب اعضاء سے پیدا کرنے والا۔ یعنی ٹھیک بنانے والا حکمت کے موافق۔

اَلْمُصَوِّرُ: صورت بنانے والا۔ وَفِي الرُّوْحِ الْمُمَيِّزُ بَيْنَ خَلْقِهٖ بِالْأَشْكَالِ الْمُخْتَلِفَةِ۔ اپنی مخلوق میں اختلافِ صورت سے فرق کرنے والا۔

خزانہ نمبر ۳

((قَدْ أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- مَوْقُوْفًا وَابْنُ السِّنِّيْ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ "حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ" سَبْعَ مَرَّاتٍ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا أَهَمَّهُ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))

(روح المعانی، پارہ: ۱۱، ص: ۵۳)

راوی کا حال: ابو درداء انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خزرجی ہیں "وَاشْتَهَرَ بِكُنْيَتِهٖ" اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ درداء ان کی بیٹی کا نام ہے۔ "كَانَ

Marfat.com

فَقِیۡھًا عَالِمًا حَکِیۡمًا سَکَنَ الشَّامَ وَمَاتَ بِدِمَشْقَ ''فقیہ عالم حکیم تھے، شام میں سکونت اختیار کی اور دمشق میں انتقال فرمایا۔ (اسماء الرجال الشیخ ولی الدین صاحب المشکاۃ)

ترجمۂ حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صبح و شام سات مرتبہ ''حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ'' پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کے لیے کافی ہوجائیں گے۔

ہم کی تعریف: اَلْھَمُّ ھُوَ الْغَمُّ الَّذِیْ یُذِیْبُ الْاِنْسَانَ۔ ہم اس غم کو کہتے ہیں جو انسان کو گھلا دے۔

علمی لطیفہ: اس چھوٹی سی آیت کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کے ہموم کے لیے کیوں کافی ہوجاتے ہیں؟ فرماتے ہیں: ''وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ'' وہ رب ہے عرشِ عظیم کا۔ اور عرشِ عظیم مرکز نظامِ کائنات ہے جہاں سے دونوں جہان کے فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ پس جب بندہ نے اپنا رابطہ ربِ عرشِ عظیم سے قائم کرلیا تو مرکز نظامِ کائنات کے رب کی پناہ میں آگیا۔ پھر غموم و ہموم کہاں باقی رہ سکتے ہیں۔ کما قال العارف الھندی خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ ؎

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

((وَاَخْرَجَ ابْنُ النَّجَّارِ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ الْحُسَیْنِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ قَالَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ''حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ'' لَمْ یُصِبْہُ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَتِلْكَ اللَّیْلَۃِ کَرْبٌ وَلَا نَکْبٌ وَلَا غَرَقٌ))

(روح المعانی، پارہ: ۱۱، ص: ۵۳)

Marfat.com

ترجمہ: اور ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص صبح کو سات مرتبہ "حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط الخ" تک پڑھ لے گا نہیں پہنچے گی اس کو اس دن اور اس رات میں کوئی بے چینی اور نہ کوئی مصیبت اور نہ وہ ڈوبے گا۔

عجیب واقعہ: "وَأَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: خَرَجَتْ سَرِيَّةٌ إِلَى أَرْضِ الرُّوْمِ. فَسَقَطَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ. فَانْكَسَرَتْ فَخِذُهُ. فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا أَنْ يَّحْمِلُوْهُ. فَرَبَطُوْا فَرَسَهُ عِنْدَهُ. وَوَضَعُوْا عِنْدَهُ شَيْئًا مِّنْ مَّآءٍ وَ زَادٍ. فَلَمَّا وَلَّوْا اَتَاهُ اٰتٍ. فَقَالَ لَهُ مَا لَكَ هٰهُنَا؟ قَالَ: اِنْكَسَرَتْ فَخِذِيْ، فَتَرَكَنِيْ أَصْحَابِيْ. فَقَالَ: ضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَجِدُ الْأَلَمَ. وَقُلْ: فَإِنْ تَوَلَّوْا (الآية). فَوَضَعَ يَدَهُ. فَقَرَأَهَا. فَصَحَّ. وَرَكِبَ فَرَسَهُ. وَأَدْرَكَ أَصْحَابَهُ"

(روح المعانی، پارہ: ۱۱، ص: ۵۴)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب سے روایت ہے کہ ایک سریّہ روم کی طرف روانہ ہوا۔ ان میں سے ایک شخص گر گیا اور اس کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ اس کو اُٹھا کر لے جائیں۔ انہوں نے اس کا گھوڑا اس کے پاس باندھا اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں اور سامان بھی پاس رکھ دیا اور آگے بڑھ گئے۔ ایک مردِ غیبی آیا اور پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور میرے ساتھیوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اس مردِ غیبی نے کہا کہ اپنا ہاتھ وہاں رکھو جہاں تکلیف محسوس کر رہے ہو اور پڑھو "فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط الخ" پس انہوں نے اپنا ہاتھ وہاں رکھا اور یہ آیت پڑھی اور صحت یاب ہو گئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔

معمول علامہ آلوسی: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

"وَهٰذِهِ الْاٰیَةُ وِرْدُ هٰذَا الْفَقِیْرِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ مُنْذُ سِنِیْنَ، فَأَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی أَنْ یُّوَفِّقَ لَنَا الْخَیْرَ بِبَرَکَتِهَا إِنَّهٗ خَیْرُ الْمُوَفِّقِیْنَ" یہ آیت حَسْبِیَ اللّٰهُ الخ" اس فقیر کے معمولات سے ہے برسوں سے اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس آیت کی برکت سے ہم کو خیر کی توفیق بخشیں اور حق تعالیٰ شانہ، خیر الموفقین ہیں۔

فائدہ: اس ورد کے بعد دعا بھی کرلے کہ اے اللہ تعالیٰ! یہ برکت بشارتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ کے ورد کے وسیلہ سے ہماری دنیا اور آخرت کی تمام فکروں کے لیے آپ کافی ہوجایئے۔

خزائنِ احادیث:

خزانہ نمبر ۱

۲۳ ؍سالہ دورِ نبوت کی جامع دعا

ایسی جامع دعا جس میں ۲۳ سالہ ادعیہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں:

((عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ -رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ- قَالَ: دَعَا النَّبِیُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ- صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا. فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَجْمَعُ ذَالِكَ کُلَّهٗ؟ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ))

(جواہر البخاری، ص:۵۷۲)

حالِ راوی: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں رہتے تھے، پھر حمص منتقل ہوگئے۔ یہ ان اصحاب میں سے ہیں جن سے بکثرت روایات منقول

Marfat.com

کی جاتی ہیں۔ اکیانوے سال کی عمر میں ۸۶ھ بمقام حمص انتقال ہوا۔ یہ سب سے آخری صحابی ہیں جن کا شام میں انتقال ہوا۔ ان کے بعد شام صحابہ رضی اللہ عنہم سے خالی ہو گیا۔

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کثرت سے دعائیں مانگیں لیکن ہم چند لوگوں کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہیں۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت دعائیں مانگیں لیکن ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم سب کو ایسی دعا نہ بتا دوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو۔ تم یوں کہا کرو کہ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس تمام خیر کا جس کا سوال کیا آپ سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس تمام شر سے جس سے پناہ چاہی آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور استعانت کے قابل صرف آپ ہی کی ذات ہے اور ہماری فریاد کو پہنچنا آپ پر احساناً واجب ہے۔ ''وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' اور نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ کی مدد سے۔

خزانہ نمبر ۲

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' جنت کا خزانہ ہے

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ـ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ. قَالَ: مَكْحُولٌ: فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ كَشَفَ اللهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ الضُّرِّ، وَأَدْنَاهَا الْفَقْرُ. رواه الترمذی))

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۱۲۰)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کثرت سے پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانے سے ہے۔ اور حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ (جو جلیل القدر تابعی ہیں، سوڈان کے رہنے والے تھے اور شام میں مفتی تھے، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھ کر پھر فتویٰ دیتے تھے) موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ جس نے پڑھا ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَآءَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ'' اللہ تعالیٰ اس سے ستر تکلیفوں کو دور کر دیں گے جن میں سب سے ادنیٰ فقر ہے۔

''لَا مَنْجَا أَیْ لَا مَهْرَبَ وَلَا مَخْلَصَ'' یعنی کوئی جائے فرار اور جائے پناہ نہیں ہے۔ مِنَ اللّٰهِ، اللہ کے غضب اور عذاب سے إِلَّا إِلَيْهِ أَیْ بِالرُّجُوْعِ إِلٰی رِضَائِهٖ وَرَحْمَتِهٖ، سوائے اس کی رحمت و رضا کی طرف رجوع کرنے کے۔

(مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۱)

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کے ساتھ ''لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ'' بھی ثابت ہے۔ نسائی کی مرفوع حدیث ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کے چار فوائد

فائدہ (۱): یہ کلمہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' عرش کے نیچے کا جنت کا خزانہ ہے اور جنت کی چھت عرشِ الٰہی ہے۔ اس کے پڑھنے سے اعمال صالحہ کے اختیار کرنے کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ہونے لگتی ہے۔ اس معنی میں یہ جنت کا خزانہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں سے کوئی عظیم خزانہ نہ بتادوں۔ عرض کیا بے شک بتادیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ''

(متفق علیہ از مشکوٰۃ)

Marfat.com

اس کلمہ کو جنت کا خزانہ کہنے کی وجوہ از شرح مرقاۃ:

اس کلمہ کو جنت کا خزانہ کہا گیا جس کے حسبِ ذیل وجوہ ہیں:

(۱)... کیونکہ یہ کلمہ مثل خزانے کے لوگوں کی نظر سے محفوظ اور غائب تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عطا فرمایا گیا۔

(۲)... یا اس لیے کہ یہ کلمہ جنت کے ذخیروں میں سے ہے۔

(۳)... یا اس لیے کہ جنت کی عمدہ عمدہ نعمتوں کو حاصل کرانے والا ہے۔

(۴)... علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس لیے یہ خزانہ جنت کا ہے کہ یہ کلمہ اپنے کہنے والے کے لیے جنت میں عمدہ ثواب کا خزانہ جمع کرتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ پس اسی سبب کا نام مسبب کے نام پر رکھ دیا گیا جو علاقہ مجاز مرسل کے اصول سے تسمیۃ السبب باسم المسبب کہلاتا ہے۔

فائدہ (۲): یہ کلمہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے سب ادنیٰ بیماری ایسا غم ہے جو انسان کو گھلا دے۔ اس کا نام ھمّ ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ دَوَاءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ))

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۱۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" ننانوے (دنیوی و اُخروی) بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے ادنیٰ بیماری غم ہے (چاہے دنیا کا ہو یا آخرت کا)

فائدہ (۳): جب بندہ اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرا بندہ فرمانبردار ہو گیا اور سرکشی چھوڑ دی۔

((وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

Marfat.com

يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى: أَسْلَمَ عَبْدِيْ، وَاسْتَسْلَمَ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ثواب التسبیح والتحمید، ص: ۲۰۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتادوں جو عرش کے نیچے جنت کا خزانہ ہے۔ وہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ''. ہے جب بندہ اس کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملائکہ سے فرماتے ہیں) ''أَسْلَمَ عَبْدِيْ أَيْ اِنْقَادَ وَ تَرَكَ الْعِنَادَ'' یعنی میرا بندہ فرمانبردار ہو گیا اور سرکشی کو چھوڑ دیا۔ ''وَاسْتَسْلَمَ أَيْ فَوَّضَ عَبْدِيْ أُمُوْرَ الْكَائِنَاتِ إِلَى اللهِ بِأَسْرِهَا'' یعنی میرے بندہ نے دونوں جہاں کے تمام غموں کو میرے سپرد کر دیا۔ (کذا فی المرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۱-۱۲۲)

یہ نعمت کیا کم ہے کہ بندہ زمین پر یہ کلمہ پڑھتا ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ عرش پر فرشتوں کے مجمع میں اس کا ذکر فرماتے ہیں۔

شرح: ''يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى أَسْلَمَ عَبْدِيْ وَاسْتَسْلَمَ'' یہ عبارت اس حدیث میں یا تو جملہ مستانفہ ہے جو اس کلمہ کی فضیلت میں اور جو کہے اس کی فضیلت میں وارد ہوا ہے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شرط محذوف کی جزاء ہے۔ ''أَيْ إِذَا قَالَ الْعَبْدُ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ'' جب بندہ یہ کلمہ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں: ''أَسْلَمَ عَبْدِيْ، وَاسْتَسْلَمَ''

حافظ ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں حق تعالیٰ یہ بات ملائکہ سے فرماتے ہیں۔ ''أَيْ لِمَلَائِكَتِهٖ مُعَلِّمًا لَهُمْ بِكَمَالِ قَائِلِهَا الْمُتَحَلِّيْ بِمَعْنَاهَا'' ملائکہ کو اس کلمہ کے کہنے والے کا کمال بتانے کے لیے کہ اس کا قائل اس کے معنی سے آراستہ ہے یعنی انوارِ عبدیت اور تفویض اور تسلیم سے منور اور مکمل ہے۔

جب بندہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ ''أَسْلَمَ

Marfat.com

عَبْدِیْ، وَاسْتَسْلَمَ" فرماتے ہیں ملائکہ سے "أَسْلَمَ عَبْدِیْ أَیْ اِنْقَادَ، وَتَرَكَ الْعِنَادَ، وَأَخْلَصَ فِی الْعُبُوْدِیَّةِ بِالتَّسْلِیْمِ لِأُمُوْرِ الرُّبُوْبِیَّةِ" یعنی میرا بندہ مطیع ہوگیا اور سرکشی کو ترک کردیا اور عبدیت میں تسلیم کے ساتھ مخلص ہوگیا حق تعالیٰ کے امورِ ربوبیت میں۔

"وَاسْتَسْلَمَ أَیْ اِنْقَادَ اِنْقِیَادًا کَامِلًا، أَوْ بَالَغَ فِی الْاِنْقِیَادِ، وَقَطَعَ النَّظْرَ عَنِ الْعِبَادِ وَقَالَ الطِّیْبِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: أَیْ فَوَّضَ أُمُوْرَ الْکَائِنَاتِ إِلَی اللّٰهِ بِأَسْرِهَا، وَانْقَادَ هُوَ بِنَفْسِهِ لِلّٰهِ مُخْلِصًا لَهٗ"

ترجمہ: بندہ کامل طور پر مطیع ہوگیا اور غیرِ حق سے قلب کو منقطع کرلیا اور علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام اور استسلام کا مفہوم یہ ہے کہ میرے بندے نے تمام کائنات کے امور میرے سپرد کردیئے اور اخلاص کے ساتھ اپنے نفس کو بھی میرا مطیع کردیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ "وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: أَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ، أَسْلَمَ أَیْ إِسْلَامًا کَامِلًا، وَاسْتَسْلَمَ أَیْ اِنْقَادَ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا۔" (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۱۲۲)

فائدہ (۴): پیغامِ حضرت ابراہیم علیہ السلام بنامِ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانام۔ یہ کلمہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام اور وصیت ہے جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شبِ معراج میں ارشاد فرمایا تھا:

((إِنَّ النَّبِیَّ - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِهٖ مَرَّ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ - عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ مُرْ أُمَّتَكَ أَنْ یُّکْثِرُوْا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))

(مرقاۃ المصابیح، ج:۵، ص:۱۱۱)

Marfat.com

ترجمہ: شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا، آپ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی اُمت کو حکم فرمادیں کہ وہ جنت کے باغوں کو بڑھالیں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' سے۔

اس کے پڑھنے سے وصیت ابراہیمی پر عمل کی سعادت بھی نصیب ہوگی اور اس کی برکت سے جنت کے باغوں میں بھی اضافہ ہوگا۔

الفاظِ نبوت کی تشریح الفاظِ نبوت سے

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقُلْتُهَا: فَقَالَ: أَتَدْرِيْ مَا تَفْسِيْرُهَا؟ قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: لَا حَوْلَ عَنْ مَّعْصِيَةِ اللهِ إِلَّا بِعِصْمَةِ اللهِ، وَلَا قُوَّةَ عَلٰى طَاعَةِ اللهِ إِلَّا بِعَوْنِ اللهِ))

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۱۱۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا میں نے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا جانتے ہو اس کی کیا تفسیر ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' نہیں ہے طاقت گناہوں سے بچنے کی لیکن اللہ کی حفاظت سے۔ ''وَلَا قُوَّةَ عَلٰى طَاعَةِ اللهِ إِلَّا بِعَوْنِ اللهِ'' اور نہیں ہے قوت اللہ کی طاعت کی مگر اللہ کی مدد سے۔

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ الفاظِ نبوت کی تشریح الفاظِ نبوت سے ہوئی ہے۔ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' کے الفاظ بھی سرکاری اور اس کی شرح بھی سرکاری کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور ''مَا تَفْسِيْرُهَا'' سے معلوم ہوا کہ حدیث کی شرح کو تفسیر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

اور معلوم ہوا کہ بعض الفاظ لسان نبوت سے ایسے سرکاری لغت کے

Marfat.com

ہوتے تھے کہ تمام دنیائے عرب اس کو لغت سے حل نہ کرسکتی تھی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ذی علم اور مفتی وفقیہ صحابی بھی حل نہ کرسکے اور بارگاہِ رسالت سے اس کی تفسیر حاصل ہوئی۔ احقر محمد اختر عرض کرتا ہے کہ لَاحَوْلَ الخ کا مفہوم اور حاصل اس آیت سے ربط اور تعلق رکھتا ہے بلکہ اس آیت سے مقتبس معلوم ہوتا ہے۔ ''اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط'' حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہ ماظرفیہ زمانیہ مصدریہ ہے اور اس کی تفسیر اس طرح فرمائی ''نَفْسٌ کَثِیْرُ الْاَمْرِ بِالسُّوْٓءِ'' ہے ''اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اَیْ فِیْ وَقْتِ رَحْمَۃِ رَبِّیْ وَعِصْمَتِہٖ'' یعنی نفس برائی سے اسی وقت تک محفوظ رہ سکتا ہے جب تک وہ سایۂ رحمتِ حق اور سایۂ حفاظتِ حق میں رہے گا۔

''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کے ساتھ ''الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' کا ثبوت:

مشکوٰۃ میں صفحہ: ۲۰۲ پر ایک روایت ہے جس میں ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' ہے۔ اس کی شرح فرماتے ہوئے مُلّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں: ''وَجَآءَ فِیْ رِوَایَۃِ الْبَزَّارِ بِلَفْظِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَھُوَ الْمَشْھُوْرُ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ وَاِنْ لَّمْ یَرِدْ فِی الصَّحِیْحِ قَالَ الطِّیْبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَمْ یَرِدْ فِیْ اَکْثَرِ الرِّوَایَاتِ اِلَّا عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ فَاِنَّہٗ اَرْدَفَھَا بِقَوْلِہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' بزار کی روایت میں الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا اضافہ ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں بھی الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ کنزل العمال، جلد: ۲، صفحہ: ۱۴۵ میں بھی روایت ہے جس میں ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' ہے۔

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کے پڑھنے سے خزانہ نیکیوں کا ملتا ہے اور یہ وہ خزانہ ہے جو وطن آخرت میں بھی کام

Marfat.com

آتا ہے اور دونوں جہان میں اس کی برکتوں سے مالا مال ہوتا ہے، اس لیے اس کو خزانہ سے تعبیر فرمایا گیا۔

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مشائخ نے حکم دیا ہے کہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ'' کے برابر کوئی کلمہ حق تعالیٰ کی طرف جھکنے اور اس کے فضل کی راہ اختیار کرنے میں معین اور مفید نہیں۔

حضرت مکحول تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس کلمہ کو پڑھنے سے ستر قسم کے نقصان اور ضرر کو حق تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں اور سب سے ادنیٰ فقر اور محتاجی ہے۔

صاحبِ مظاہر حق شارح مشکوٰۃ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ اسناد کے اعتبار سے منقطع ہے، مگر مفہوم اور معنی کے اعتبار سے قابل اعتماد ہے کیونکہ اس روایت حضرت مکحول کو روایتِ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ صحیح ثابت کرتی ہے جو صحاح ستہ میں مرفوعاً منقول ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے اس روایت کی توثیق ہوتی ہے۔

(مظاہر حق، باب تسبیح و تکبیر، صفحہ: ۵۴۷، مطبوعہ دارالاشاعت)

خزانہ نمبر ۳

دوامِ عافیت و بقاءِ نعمت کی دُعا

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ رواه مسلم))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۲۱۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں نعمت کے زوال اور عافیت کے چھن جانے سے اور اچانک مصیبت کے آجانے سے اور آپ کی

Marfat.com

ہر ناراضگی سے۔

زوال اور تحول کا فرق: زوال کہتے ہیں کسی شے کے باقی نہ رہنے کو بغیر بدل کے۔ جیسے کسی کا مال گم ہوجائے مگر اس کے ساتھ دوسری بلاؤ مصیبت نہ آئے تو اس کو نعمتِ مال کا زوال کہیں گے۔ اور تحوّل کہتے ہیں کہ نعمت بھی زائل ہوجائے اور ساتھ میں کوئی مصیبت و بلا بھی لگ جائے۔ حدیث پاک میں دونوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ مرقاۃ میں اس کی شرح اس طرح ہے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ زَوَالِ نِعۡمَتِكَ بِدُوۡنِ بَدَلٍ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ أَيۡ تَبَدُّلِ عَافِيَتِكَ بِالۡبَلَاءِ" (مرقاۃ المفاتیح، جلد: ۵، صفحہ: ۲۲۶)

خزانہ نمبر ۴

قرض اور رنج وغم سے نجات دِلانے والی دعا

((عَنۡ أَبِيۡ سَعِيۡدِ ن الۡخُدۡرِيِّ۔ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ۔ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: هُمُوۡمٌ لَزِمَتۡنِيۡ وَدُيُوۡنٌ يَارَسُوۡلَ اللهِ، قَالَ: اَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَامًا إِذَا قُلۡتَهٗ أَذۡهَبَ اللهُ هَمَّكَ، وَقَضٰى عَنۡكَ دَيۡنَكَ قَالَ: قُلۡتُ بَلٰى قَالَ: قُلۡ إِذَا أَصۡبَحۡتَ، وَإِذَا أَمۡسَيۡتَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيۡ أَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡهَمِّ وَالۡحُزۡنِ وَأَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَالۡكَسَلِ، وَأَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَالۡجُبۡنِ، وَأَعُوۡذُبِكَ مِنۡ غَلَبَةِ الدَّيۡنِ وَقَهۡرِ الرِّجَالِ، قَالَ: فَفَعَلۡتُ ذٰلِكَ فَأَذۡهَبَ اللهُ هَمِّيۡ وَقَضٰى عَنِّيۡ دَيۡنِيۡ))

(مشكاة المصابيح، باب الاستعاذة، ص: ۲۱۵)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے گھیر لیا ہے غموں نے اور قرضوں نے۔ یعنی کثرتِ قرض کی وجہ سے ادائیگی کی فکر سے غموں میں گرفتار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتادوں کہ جس کے

Marfat.com

پڑھنے سے اللہ تیرے غم کو دور کر دے اور تیرے قرض کو ادا کرا دے۔ عرض کیا کہ کیوں نہیں یعنی ضرور بتائیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح و شام یوں دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں ھم اور حزن سے۔

ھم وحزن اور عجز وکسل کے معنیٰ

"اَلْھَمُّ ھُوَ الْغَمُّ الَّذِیْ یُذِیْبُ الْاِنْسَانَ فَھُوَ اَشَدُّ مِنَ الْحُزْنِ وَالْحُزْنُ لَیْسَ کَذَالِکَ" ھم اس غم کو کہتے ہیں جو انسان کو پگھلا دے پس وہ حزن سے اشد ہے اور حزن اتنا اشد نہیں ہوتا اور پناہ چاہتا ہوں میں عجز اور کسل سے۔ (کذافی المرقاۃ، جلد:۵،صفحہ:۲۱۷)

"اَلْعَجْزُ ھُوَ عَدَمُ الطَّاقَۃِ عَلَی الطَّاعَۃِ" طاقت یا عبادت پر قدرت نہ ہونا عجز ہے۔ "اَلْکَسَلُ ھُوَالتَّثَاقُلُ عَنِ الطَّاعَۃِ مَعَ الْاِسْتِطَاعَۃِ" وَالْکَسَلُ بِفَتْحِ السِّیْنِ۔ (کذافی المرقاۃ، جلد:۵،صفحہ:۲۱۷)

اور استطاعت کے باوجود عبادت میں سستی و گرانی ہونا یہ کسل کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز اور کسل دونوں سے پناہ مانگی ہے اور فرمایا پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور بزدلی سے اور پناہ چاہتا ہوں کثرتِ قرض سے اور لوگوں کے غلبہ پالینے سے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس شخص نے کہا کہ میں نے اس پر عمل کیا پس اللہ تعالیٰ نے میرے غم کو دور کر دیا اور میرے قرض کو ادا کر دیا۔

خزانہ نمبر ۵

شرکِ خفی سے نجات دلانے والی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور

Marfat.com

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشِّرْكُ أَخْفٰى فِيْ أُمَّتِيْ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَآءِ))

(کنز العمال، ج:۳، ص:۸۱۶)

ترجمہ: شرک میری اُمت میں کالے پتھر پر چیونٹی کی رفتار سے زیادہ پوشیدہ ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری حدیث کی شرح کرتے ہوئے شرک کے بارے میں فرماتے ہیں: ''وَهُوَ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الْخِفَآءِ لِأَنَّهُ أَدَقُّ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلَةِ السَّوْدَآءِ عَلَى الصَّخْرَةِ الصَّمَّآءِ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَآءِ، وَقَلَّمَا يَسْلَمُ مِنْهُ الْأَقْوِيَآءُ فَكَيْفَ الضُّعَفَآءُ؟'' شرک بہت زیادہ مخفی ہوتا ہے کیونکہ وہ اندھیری رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ باریک ہے یعنی جس طرح اندھیری رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی چلتی ہوئی نظر نہیں آئے گی اس سے زیادہ خفیہ طریقہ سے شرک قلب میں داخل ہوجاتا ہے اور اس سے بہت کم بچ پاتے ہیں اقویاء یعنی خواص اُمت بھی۔ پس ضعیف الایمان لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۱۰، صفحہ:۷۰)

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے اور عرض کیا ''فَكَيْفَ النَّجَاةُ وَالْمَخْرَجُ مِنْ ذَالِكَ'' اس سے نجات اور نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتلادوں کہ جب تو اسے پڑھ لے تو ''بَرِئْتَ مِنْ قَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ وَصَغِيْرِهٖ وَكَبِيْرِهٖ'' تو قلیل شرک سے اور کثیر شرک سے اور چھوٹے شرک سے اور بڑے شرک سے نجات پاجائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ضرور بتائیے اے اللہ کے رسول! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں دعا مانگا کرو:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ، وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ))

(کنز العمال، ج:۳، ص:۸۱۶)

Marfat.com

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ شریک کروں اور اس کو میں جانتا ہوں اور تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس کی کہ میں نہ جانتا ہوں۔

فائدہ: اس دعا کو معمول بنانے والوں کے لیے شرک سے نجات کی ضمانت ہے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال ہونے کی بشارت ہے۔

خزانہ نمبر ۶

تمام بلاؤں سے محفوظ رکھنے والی دعا

اس دعا کے پڑھنے سے آسمانی اور زمینی تمام بلاؤں سے حفاظت رہتی ہے:

((عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَا مِنْ عَبْدٍ يَّقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ، وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيَضُرَّهٗ شَيْءٌ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۲۰۹)

ترجمہ: حضرت ابان بن عثمان سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ صبح اور شام تین تین بار "بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" پڑھ لے گا اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

نوٹ: مناجات مقبول کی ایک منزل اگر ہر روز پڑھ لی جائے تو سات دن میں اکثر ادعیہ قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ کی وِرد ہو جاویں گی۔

Marfat.com

ہر پریشانی کو دُور کرنے کی دعا

((عَنْ أَنَسٍ -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ- أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ يَقُوْلُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ))

(مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، ص: ۲۱۶)

حالِ راوی: اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں، یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ دس سال کی عمر میں اسلام لائے، ان کی والدہ کا نام ام سُلیم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں تعلیم فقہ کے لیے بصرہ منتقل ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ یہ بصرہ کے آخری صحابی ہیں۔

(اسماء الرجال لصاحب المشکاۃ، صفحہ: ۵۸۹)

ترجمۂ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی کرب یعنی بے چینی اور پریشانی ہوتی تھی تو آپ یَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی اے زندہ حقیقی اے سنبھالنے والے آپ ہی کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔

حلِ لغات وتشریح: يَا حَيُّ: أَيْ أَزَلًا أَبَدًا وَحَيَاةُ كُلِّ شَيْءٍ بِهٖ مُؤَبَّدًا، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور ہر شے کی حیات حق تعالیٰ ہی کی اس صفت حیات سے قائم ہے۔

يَا قَيُّوْمُ: أَيْ قَائِمٌ بِذَاتِهٖ وَيُقَوِّمُ غَيْرَهٗ بِقُدْرَتِهٖ، یعنی حق تعالیٰ اپنی ذات سے قائم ہیں اور تمام کائنات کو اپنی قدرتِ کاملہ سے قائم رکھتے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۲۲۱)

سوءِ قضاء سے حفاظت کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

Marfat.com

((قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ))

حال راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبد شمس تھا، مگر اسلام کے بعد ان کا نام عبد اللہ یا عبد الرحمن تھا۔ علامہ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے پینتیس اقوال سے ثابت کیا ہے کہ ان کا نام عبد الرحمن تھا۔ اپنی کنیت سے ایسے مشہور ہوئے کہ ''کَمَنْ لَّا اسْمَ لَہٗ'' ہو گئے، جیسے کہ ان کا نام ہی نہ تھا۔ پانچ ہزار تین سو چونسٹھ احادیث کے حافظ تھے۔ مدینہ منورہ میں آٹھ سو تابعین اور صحابہ کرام کو پڑھاتے تھے۔ حضراتِ صحابی میں بڑے اکابر صحابی بھی ان کے شاگرد تھے۔ جیسے عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم۔ ابو ہریرہ نام کی وجہ یہ ہے کہ ہر وقت اپنی آستین میں بلی کا بچہ رکھتے تھے اور اس سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اسی سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ابو ہریرہ رکھ دیا (یعنی بلی کا ابا) خیبر کے سال ایمان لائے اور ہر جہاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور تعلیم کے لیے ہر وقت سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔

''کَانَ رَاغِبًا فِی الْعِلْمِ وَرَاضِیًا بِشِبْعِ بَطْنِہٖ وَکَانَ یَدُوْرُ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ رَسُوْلُ اللہِ -صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-'' دین کے علم کے لیے صرف پیٹ کی روٹی پر راضی رہتے ہوئے ہر وقت صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر باش تھے۔ (اسماء الرجال، صفحہ:۶۲۶ و مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۶۹)

ترجمۂ حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! پناہ مانگو سخت ابتلاء سے اور بد بختی کے پکڑ لینے سے اور ہر وہ قضا جو تمہارے لیے مضر ہو اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے۔

Marfat.com

پس طریقہ دعا یہ ہوگا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَآءِ))

حل لغات: جَهْدِ الْبَلَاءِ، وہ بلا ہے جس میں آدمی اس کی انتہائی شدت کی وجہ سے موت کی تمنا کرنے لگے یعنی زندگی سے موت کو ترجیح دے۔

شَقَاء: شین پر زبر ہے، سعادت کی ضد ہے جس کی بدبختی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۲۲۲)

مزاح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

مزاح کی تعریف: اِنْبِسَاطٌ مَعَ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ إِيْذَآءٍ۔ مزاح نام ہے کسی کے ساتھ خوش طبعی کا بشرطیکہ ایذا نہ ہو۔ اگر ایذا ہو تو وہ مزاح نہیں بلکہ تمسخر اور مذاق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی خوش طبعی فرمالیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میرے چھوٹے اخیافی (ماں شریک) بھائی کبشہ رضی اللہ عنہ نے بلبل پالا تھا۔ جس کی موت سے وہ غمگین تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دل خوش کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: اے ابو عمیر! تمہارا بلبل کیا ہوگیا۔ (متفق علیہ)

حال راوی: حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، ان کی والدہ کا نام اُم سُلیم ہے۔ ان کے والد کا نام مالک بن نضر انصاری ہے۔ یہ دس سال کی عمر میں تھے کہ ان کی والدہ صاحبہ نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا: ’’يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- هٰذَا خُوَيْدِمُكَ أُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ‘‘ یہ آپ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمادیجیے۔ آپ نے دعا فرمائی: ’’اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ مَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَأَطِلْ عُمُرَهٗ وَاغْفِرْ

Marfat.com

ذَنۡبَہٗ" اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں برکت دے، اس کی عمر کو دراز فرما اور اس کے گناہوں کو معاف فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کی برکت سے ہمارے پھل کے درختوں میں سال میں دو مرتبہ پھل آنے لگے اور اولاد میں اس قدر برکت ہوئی کہ میں نے اپنی صلبی اولاد اٹھانوے عدد دفن کی۔ "لَقَدۡ دَفَنۡتُ مِنۡ صُلۡبِیۡ مِاۡۃً اِلَّا اثۡنَیۡنِ" اور عمر میں اس قدر برکت ہوئی "لَقَدۡ بَقِیۡتُ حَتّٰی سَئِمۡتُ الۡحَیَاۃَ" اتنا زندہ رہا کہ جیتے جیتے زندگی سے تھک گیا۔ چنانچہ اسماء الرجال میں ہے کہ ایک سو تین سال کی عمر پائی اور فرمایا کہ چوتھی دعا کی اُمید رکھتا ہوں یعنی مغفرت کی۔ یہ بصرہ کے آخری صحابی ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد بصرہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔ عہدِ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں تعلیم فقہ کے لیے بصرہ منتقل ہوگئے تھے۔ "اِنۡتَقَلَ اِلَی الۡبَصۡرَۃِ لِیُفَقِّہَ النَّاسَ وَھُوَ اٰخِرُ مَنۡ مَّاتَ مِنَ الصَّحَابَۃِ بِالۡبَصۡرَۃِ" ان کی کنیت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ تھی، خلق کثیر نے ان سے روایت کی۔ "وَلَہٗ مِنَ الۡعُمۡرِ مِاۡۃٌ وَّ ثَلٰثُ سِنِیۡنَ"

(مرقاۃ، جلد: ۱، صفحہ: ۷۳ و اسماء الرجال، صفحہ: ۵۸۵)

متن عبارت حدیث:

((عَنۡ اَنَسٍ کَانَ النَّبِیُّ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ- لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوۡلَ لِاَخٍ لِیۡ صَغِیۡرٍ یَا اَبَا عُمَیۡرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیۡرُ، وَکَانَ لَہٗ نُغَیۡرٌ یَلۡعَبُ بِہٖ فَمَاتَ))

(صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ انتہائی حسنِ معاشرت سے ملے جلے رہتے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کا ایک بلبل تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا وہ مرگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دل جوئی کے لیے ارشاد فرمایا: اے ابوعمیر! تمہارا بلبل کیا ہوگیا؟

Marfat.com

اس مزاحِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے محدثین رحمہم اللہ نے حسبِ ذیل مسائل کا استنباط فرمایا:

(۱) جوازُ تکنّی الصّغار (چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنے کا جواز) ابوعمیر کا اصل نام کبشہ تھا۔ اس کنیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب فرمانے سے چھوٹے بچوں کی کنیت کا جواز ثابت ہوا حالانکہ وہ عمیر کے ابا نہ تھے بچے تھے، لیکن صاحبِ مرقاۃ لکھتے ہیں کہ یہ تفاؤل ہے۔ کذب نہیں۔ ''لَا یَدْخُلُ ذَالِكَ فِیْ بَابِ الْكِذْبِ لِأَنَّهٗ قَصَدَ بِهِ التَّفَاؤُلَ وَفِیْهِ جَوَازُ تَكَنِّیْ الصِّغَارِ''

(۲) اباحۃ تصغیر الاسماء: ناموں کی تصغیر کا جواز معلوم ہوا۔ عمیر اور نغیر دونوں میں تصغیر ہے۔

(۳) استحباب استمالۃ قلوب الصغار: چھوٹے بچوں کے قلوب کو بہلانا اور مانوس کرنا مستحب ہے۔ اس سے ان کی وحشت ختم ہوجاتی ہے اور ان کی تربیت واصلاح میں مدد ملتی ہے اور اس طبعی موانست سے وہ اکابر کے اخلاق کو جلد جذب کر لیتے ہیں۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اس میں مشائخ کے لیے بھی تعلیم ہے کہ وہ اپنے طالبین کے قلوب کو اس طرح مانوس کریں اور مدارس میں اساتذہ کرام کے لیے بھی سبق ہے کہ بچوں کو پٹائی اور سختی سے متوحش نہ کریں۔ گاہ گاہ خوش طبعی سے مانوس کریں۔ شانِ رحمت کو غالب رکھیں۔

پرندوں کو دل بہلانے کے لیے پالنا

((وَاِنَّهٗ لَا بَأْسَ أَنْ یُّعْطَى الصَّبِیُّ الطَّیْرَ لِیَلْعَبَ بِهٖ مِنْ غَیْرِ أَنْ یُّعَذِّبَهٗ))

(مرقاۃ المفاتیح، ج: ۹، ص: ۱۷۲)

پس معلوم ہوا کہ پرندوں کا پالنا اور ان سے دل بہلانا درست ہے بشرطیکہ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھا جاوے اور پنجرہ اتنا بڑا ہو کہ جس سے ان کی آزادی

Marfat.com

میں خلل نہ آوے اور وہ اپنے کو قیدی محسوس کر کے اذیت محسوس نہ کریں۔

جیسا کہ چڑیا گھر وغیرہ میں بہت بڑی جگہ کو چاروں طرف سے آہنی جال لگا کر اس میں پرندوں کو رکھا جاتا ہے۔ (ارشاد الہائم فی حقوق البہائم، صفحہ: ۳)

(۵) مدینہ کے حرم میں شکار درست ہے بخلاف حرم مکہ کے۔

(۶) **فیہ مراعاۃ السجع فی الکلام:** کلامِ مباح میں سجع اور قوافی کی رعایت کا جواز معلوم ہوا۔ عمیر پر قافیہ نغیر کا استعمال ہوا جبکہ عرب کی لغت میں ایک ایک لفظ کے متعدد مترادفات ہوتے ہیں۔ جیسے شیر کو اسد۔ غضنفر، ضیغم، حفص، لیث، قسورۃ بھی کہتے ہیں، مگر سجع کی رعایت کی گئی ہے۔

(۷) **فیہ اباحۃ الدعابۃ:** اس حدیث سے مزاح اور خوش طبعی کا جواز معلوم ہوا بلکہ مستحب ہے اگر دل خوش کرنے کی نیت ہو۔ ''بَلِ اسْتِحْبَابُهٗ إِذَا كَانَ تَطْيِيْبًا''

(۸) **وفی ھذا تسلیۃ لہٗ علٰی فقدہٖ بموتہٖ:** اس مزاح میں ابو عمیر کو بلبل کی موت سے جو غم تھا اس کی تسلی بھی ہے۔ (مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۱۷۲)

شرائط مزاح

علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مزاح سنت مستحبہ ہے بشرطیکہ (۱) مزاح قلیل ہو۔ (۲) مزاح سے مقصود مخاطب کا دل خوش کرنا ہو۔ (۳) ایذاء رسانی کی حد سے محفوظ ہو۔

مزاح کثیر سے ممانعت کا حکم ہے: ''إِيَّاكُمْ وَ كَثْرَةَ الْمِزَاحِ'' (الحدیث)

مزاح کثیر سے ممانعت کے اسباب: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مزاح کثیر سے ممانعت اس سبب سے ہے کہ کثرتِ مزاح کثرتِ ضحک کا سبب ہے۔ جو دل کو سخت کرتا ہے اور ذکر اللہ سے غافل کرتا ہے اور مہماتِ دین کی فکر سے غافل کرتا ہے اور اکثر اوقات ایذاء رسانی کی حد تک

Marfat.com

پہنچ جاتا ہے اور کینہ یعنی گرانی طبع کا سبب ہو جاتا ہے اور انسان کا وقار زائل کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج ان امور سے پاک اور محفوظ تھا۔

سیرتِ نبوی ﷺ کے چند روشن منارے

بابِ اوّل

کمالِ ایجازِ کلام اور علاجِ غضب

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ایک مملوک غلام کی پٹائی کر رہا تھا کہ ایک آواز پیچھے سے سنی کہ اے ابو مسعود! جتنی طاقت تجھے اس غلام پر حاصل ہے اس سے زیادہ طاقت اللہ تعالیٰ کو تجھ پر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو پایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس غلام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو تجھے جہنم کی آگ اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ (مشکوٰۃ رواہ مسلم)

فائدہ: اس حدیث میں غصہ کا جو علاج ہے وہ جس طرح معنوی اعتبار سے نہایت مؤثر اور اکسیر ہے اسی طرح اس کے الفاظ میں بھی عجیب بلاغت ہے جس کو اہلِ علم ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اس مختصر عبارت میں جو چند ضمائر پر مشتمل ہے کیا حسنِ تعبیر اور صنعتِ ایجاز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ''اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ'' اس اختصار کی لذت جو الفاظ قلیلہ اور معانی کثیرہ کا مصداق ہے کس قدر وجد آفریں ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

کمالِ عقلِ نبوت کی ایک تابندہ مثال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی (بدّو) آیا اور کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ پس تمام اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹ کر اس کا پیشاب منقطع کرنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''لَا تُزْرِمُوْہُ'' اس کا پیشاب مت منقطع کرو، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو تاکہ آزادی سے پیشاب کرلے۔ پس سب نے اس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا۔ پھر آپ نے اس کو بلا کر سمجھایا کہ مساجد میں پیشاب کرنا اور گندگی پھیلانا نامناسب فعل ہے۔ مساجد ذکر اللہ اور نماز اور قرأت قرآن کے لیے ہوتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ ایک ڈول پانی لائے۔ پھر آپ نے اس کے پیشاب پر اس کو بہا دیا۔ (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

فائدہ: اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ عقل واضح ہوتا ہے کہ اگر اس کو اس حالت میں جذباتی طور پر شور کر کے بھگا دیا جاتا تو پوری مسجد میں پیشاب پھیل جاتا اور اس کی صفائی اور نظافت میں مشکل ہوتی، لیکن عموماً ایسے وقت جذبات عقل پر غالب آجاتے ہیں، لیکن ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عقلِ کامل سے ہم محوِ حیرت ہیں کہ آپ نے کس طرح جذبات پر غالب رہتے ہوئے اپنی حسنِ تدبیر سے پوری مسجد کو نجاست سے بچا لیا۔ سوائے تھوڑے حصہ کے جو ایک ڈول پانی سے پاک ہوگیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

Marfat.com

رِسالت اور بادشاہت میں فرق

حاتم طائی جن کو سخاوت میں تاریخی شہرت حاصل ہے، ان کے صاحبزادے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے مذہبا عیسائی تھے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عقیدت مندیوں اور جہاد کا ساز وسامان دیکھ کر ان کو یہ فیصلہ کرنا کچھ دشوار معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں یا پیغمبر ہیں۔ دفعتہً مدینہ کی ایک غریب لونڈی آتی ہے اور کہتی ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو کچھ عرض کرنا ہے۔ فرمایا دیکھو مدینہ کی جس گلی میں کہو میں تمہاری بات سن سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں۔ اس ظاہری جاہ وجلال کے پردہ میں یہ عاجزی، خاکساری اور یہ تواضع دیکھ کر حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ دل میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہ یقینا پیغمبرانہ شان ہے۔ فوراً گلے سے صلیب اُتار دیتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقۂ غلامی اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں اور صحابیت کے شرف سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

(خطباتِ مدارس علامہ ندویؒ، ص: ۸۸)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فتح مکہ اور کمالِ عبدیت

دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثار فوج کے ساتھ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر شہر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو عظمتِ حق اور رحمتِ حق اور نصرتِ حق کا استحضار اور اپنی بندگی کا احساس آپ پر اس قدر

Marfat.com

غالب ہوتا ہے کہ آپ غلبۂ شکر اور تواضع سے آگے کو جھک جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک اونٹنی کے کجاوہ کی لکڑی سے لگ جاتی ہے۔ (رواہ ابن اسحاق مرسلاً) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبدیت کاملہ کے زاویہ قائمہ کو ایک اعشاریہ بھی متزلزل نہیں ہونے دیا۔ اس وقت خادم اور خادم زادہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن سب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے تھے، لیکن آپ تواضع سے سر جھکائے ہوئے تھے۔

(رواہ الحاکم بسند جید۔ از سیرت مصطفی ﷺ حصہ سوم، صفحہ: ۲۰۰ از حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

جیسا کہ ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ ہم نے تاریخ میں کسی فاتح حکمران کو اس تواضع کی شان سے مفتوحہ علاقہ میں داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر مکہ میں جس نے کس بے رحمی سے آپ کو ہجرت پر مجبور کیا تھا اور جو لوگ آپ کے خون کے پیاسے تھے، ان پر حکمرانی کے لیے فاتحانہ داخل ہوتے وقت انتہائی تواضع کے ساتھ داخل ہوئے۔

یہ ادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ عبدیت کو واضح کرتی ہے۔ پھر اہلِ مکہ کے ساتھ آپ نے کیا سلوک کیا وہ بھی قابل ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اہلِ قریش! آج میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ ”لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ“ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔ ”اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ“ جاؤ! تم سب آزاد ہو۔ یہ ہے کارنامۂ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

Marfat.com

تیئس سالہ دورِ نبوت کی جامع دُعا

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بہت دُعائیں مانگی ہیں اور ہم نے کچھ بھی تو یاد نہ رکھا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ابواُمامہ کی حسرت اور غم پر مائل بہ کرم ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ اے ابواُمامہ! کیا ہم تمہیں ایسی دعا نہ بتادیں کہ جو ہماری تمام دُعاؤں کو اپنے اندر شامل کرلے۔ اور فرمایا کہ تم یہ دُعا کرلیا کرو۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُكَ مِنۡ خَیۡرِ مَا سَأَلَكَ مِنۡهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ. صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ. وَأَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَ مِنۡهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ. صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ. وَأَنۡتَ الۡمُسۡتَعَانُ، وَعَلَیۡكَ الۡبَلَاغُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

(رواہ الترمذی وجواہر البخاری، ص: ۵۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں آپ سے تمام ان بھلائیوں کا جن کے لیے سوال کیا آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپناہ مانگتا ہوں آپ سے ان تمام بُرائیوں سے جن سے پناہ مانگی آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ہی کی ذات مستعان ہے یعنی مدد مانگنے کے قابل ہے اور آپ ہی پر فریادرسی ہے اور نہیں طاقت ہے بُرائیوں سے بچنے کی اور نہ نیک کام کرنے کی طاقت ہے، مگر آپ کی توفیق اور مدد سے۔

فائدہ: یہ کلامِ نبوت کے اعجاز وایجاز کا بے مثال تعبیری نمونہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیئس سال کی تمام دُعائیں مختصر سے چند جملوں میں سمودیں۔ جو چاہے مختصر وقت میں اس دعا کو مانگ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی کی تمام دُعاؤں کو حق تعالیٰ شانہٗ سے مانگ لے۔

Marfat.com

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

زبانِ رسالت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین پر یہ دعا پڑھ کر دم فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسحاق علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام پر دَم کیا کرتے تھے۔ وہ دعا یہ ہے:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض وثواب المرض، ص: ۱۳۴)

فائدہ: یہ دعا اگر اپنے بچوں پر دَم کر دیں تو ہر قسم کے شیطانی اثرات اور نظر لگ جانے سے حفاظت رہے۔

سنتِ نبوی کی قیمت

ایک سنت کو زندہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب سو شہید کے برابر ہے:

((مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهٗ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص: ۳۰)

اس حدیث کے پیش نظر بخاری شریف کی ایک روایت سے ایک اہم سنت کی طرف اُمت کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے جس پر عمل کرنے سے سو شہید کا ثواب ملے گا اور زبان ذاکر ہوگی۔ ہم لوگ سفر میں بلندیوں پر چڑھتے اور اُترتے ہیں مگر خاموشی کے ساتھ۔ لیکن اگر ہم تھوڑی سی فکر کر کے اوپر چڑھتے

Marfat.com

وقت اللہ اکبر اور نیچے اُترتے وقت سبحان اللہ پڑھ لیا کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت زندہ ہوجائے گی اور مفت کا ثواب کثیر ہاتھ لگے گا۔

بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

((وَعَنْ جَابِرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا))

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب التسبیح اذا هبط وادیا)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شام کے آخری صحابی ہیں ان کے انتقال کے بعد شام صحابہ رضی اللہ عنہم سے خالی ہوگیا۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے تھے اور نیچے پستی کی جانب اُترتے ہوئے سبحان اللہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: بلندی شان ہے اللہ تعالیٰ کی اس لیے بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کی تعلیم دی گئی۔ اور نیچا ہونا اللہ کی شان کے خلاف ہے اس لیے نیچے اترتے ہوئے عیب سے پاکی کی تعلیم یعنی سبحان اللہ کہنے کی تعلیم دی گئی۔

اگر امت مسلمہ اس سنت پر عمل کرے تو دن میں بار بار ذکر کی توفیق ہوجائے گی۔

اسی طرح بخاری شریف میں جوتا پہننے کی سنت بیان فرمائی گئی ہے کہ جوتا پہنتے وقت پہلے داہنے پیر میں پہنے اور اتارتے وقت پہلے بائیں پیر سے اتارے اور یہی سنت کرتا پائجامہ پہننے کی بھی ہے ان سنتوں پر ہر مسلمان کو ہر وقت عمل کا موقعہ مل سکتا ہے اور بار بار سنتوں پر عمل کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوتی ہے اور بندہ جلد محبوب ہوجاتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے محبوب ہیں کہ ان کی اتباع کرنے والوں کو بھی قرآن میں محبوب بنالینے کا وعدہ ہے ''فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' (الآية)

نوٹ: احقر کا ایک کتابچہ ''پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں'' ہے اس پر عمل

Marfat.com

کرنے سے سنت کی زندگی نصیب ہوسکتی ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

خصوصیاتِ اُمّتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

باب دوم

خصوصیت نمبر ۱: جماعت کی نماز

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہ تھا اور وہ لوگ الگ الگ نماز پڑھتے تھے، جماعت مشروع نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے اندر رکوع کو فرض فرمایا اور جماعت کی نماز کی نعمت بخشی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ أَيْ صَلُّوْا مَعَ الْمُصَلِّيْنَ وَعَبَّرَ بِالرُّكُوْعِ عَنِ الصَّلَاةِ احْتِرَازًا عَنْ صَلَاةِ الْيَهُوْدِ. فَإِنَّهَا لَا رُكُوْعَ فِيْهَا. وَإِنَّمَا قُيِّدَ ذَالِكَ بِكَوْنِهِ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ. لِأَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ وُحْدَانًا فَأُمِرُوْا بِالصَّلَاةِ جَمَاعَةً))

(روح المعانی، ج:۱، ص:۲۴۷)

رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ یعنی نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ۔ اور رکوع سے تعبیر کیا نماز کو تاکہ یہودیوں کی نماز سے احتراز ہوجائے کیونکہ ان کی نماز میں رکوع نہ تھا اور مع الراکعین کی قید اس لیے لگائی کہ یہود تنہا تنہا نماز پڑھتے تھے، پس نماز باجماعت کا حکم دیا گیا۔

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ جماعت کی نماز اس اُمت کی خصوصیات میں سے ہے۔ کسی اُمت کو یہ دولت

Marfat.com

نہیں دی گئی۔ ”وَالْجَمَاعَةُ مِنْ خَصَآئِصِ الدِّيْنِ، فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ مَشْرُوْعَةً فِيْ دِيْنٍ مِّنَ الْأَدْيَانِ“ (فتح القدیر، جلد:۱، صفحہ:۳۴۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اَلْجَمَاعَةُ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ))

(فتح القدیر، ج:۱، ص:۳۴۵)

ترجمہ: نماز سنن ہدیٰ سے ہے تارکِ جماعت بدونِ عذر صرف منافق ہی ہوسکتا ہے۔

خصوصیت نمبر ۲: الاسترجاع

دوسری نعمت جو اس اُمت کو خاص طور پر دی گئی ہے وہ مصائب پر ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“ کی ہے۔ اس کو پڑھنے کا نام شریعت میں استرجاع ہے۔ ”اَلْإِسْتِرْجَاعُ مِنْ خَوَاصِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ“ (روح المعانی، جلد:۲، صفحہ:۲۳)

مصائب پر ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“ پڑھنے کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں روایت نقل فرماتے ہیں:

((أُعْطِيَتْ أُمَّتِيْ شَيْئًا لَمْ يُعْطَهُ أَحَدٌ مِّنَ الْأُمَمِ أَنْ تَقُوْلَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“))

اور ایک روایت میں ہے:

((أُعْطِيَتْ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ شَيْئًا لَمْ تُعْطَهُ الْأَنْبِيَآءُ قَبْلَهُمْ ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“ وَلَوْ أُعْطِيَهَا الْأَنْبِيَآءُ قَبْلَهُمْ لَأُعْطِيَهَا يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ إِذْ يَقُوْلُ ”يَآ أَسَفَا عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ“))

(روح المعانی، ج:۲، ص:۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کو ایک نعمت ایسی دی گئی ہے کہ کسی کو بھی اس سے

Marfat.com

پہلی اُمتوں کونہیں دی گئی۔ وہ یہ کہ تم کہو مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' اور ایک روایت میں ہے کہ اس اُمت کومصیبت کے وقت ایک ایسی نعمت دی گئی ہے جو اس اُمت سے قبل کسی نبی کو بھی نہیں دی گئی وہ نعمت ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' ہے۔ اور اگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو یہ نعمت دی جاتی تو حضرت یعقوب علیہم السلام کو یہ نعمت دی جاتی اور وہ ''یَآ اَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ'' نہ فرماتے یعنی ''یَآ اَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ'' کی جگہ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' پڑھتے۔

علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ ایک اور روایت کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں کہ سنت استرجاع اس طرح سے مکمل ہوتی ہے جب ان کلمات کو بھی ادا کرے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جو شخص مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَاخۡلُفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِّنۡھَا'' پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس نقصان کا نعم البدل عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ میں نے اپنے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر یہ دعا پڑھی تو حق تعالیٰ نے میرا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

((مَنِ اسۡتَرۡجَعَ عِنۡدَ الۡمُصِیۡبَۃِ جَبَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُصِیۡبَتَہٗ وَاَحۡسَنَ عُقۡبَاہُ وَجَعَلَ لَہٗ خَلَفًا صَالِحًا یَّرۡضَاہُ))

(روح المعانی، ج:۲، ص:۲۴)

جو شخص کسی تکلیف اور مصیبت پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' پڑھے گا حق تعالیٰ اُس کے اِس نقصان کی تلافی فرمائیں گے اور اس کے انجام کو بہتر فرمائیں گے اور اس کو نعم البدل ایسا عطا فرمائیں گے جس سے وہ راضی ہوجاوے گا۔

یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کانٹا چبھنے پر، مچھر کے کاٹنے پر،

Marfat.com

جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر اور چراغ بجھنے پر بھی پڑھا ہے۔ جیسا کہ حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے "حَتّٰی لَدْغ الشَّوْكَةِ وَلَسْعِ الْبَعُوْضَةِ وَانْقِطَاعِ الشَّسَعِ وَانْطِفَاءِ الْمِصْبَاحِ وَقَدْ اسْتَرْجَعَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مِنْ ذَالِكَ وَقَالَ: كُلُّ مَا يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ لَهُ وَأَجْر" ہر اذیت والی چیز مؤمن کے لیے مصیبت ہے اور اس کے لیے اجر ہے۔

خصوصیت نمبر ۳

"رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا" کی تفسیر میں آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِصْرًا سے مراد تکالیف شاقہ ہیں۔ سابقہ امم پر جو تکالیف شاقہ تھیں انہیں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ مِنْ قَبْلِنَا سے صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں کہ سابقہ اُمتوں کی تکالیف شاقہ سے مراد "وَهُوَ مَا كُلِّفَهُ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ قَتْلِ النَّفْسِ فِي التَّوْبَةِ أَوْ فِي الْقِصَاصِ لِأَنَّهُ كَانَ لَا يَجُوْزُ غَيْرُهُ فِيْ شَرِيْعَتِهِمْ وَقَطْعِ مَوْضِعِ النَّجَاسَةِ مِنَ الثِّيَابِ وَنَحْوِهَا وَقِيْلَ مِنَ الْبَدَنِ وَصَرْفِ رُبْعِ الْمَالِ فِي الزَّكَاةِ۔"

(روح المعانی، جلد: ۳، صفحہ: ۷۰)

فائدہ: اس اُمت کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ بنواسرائیل پر جو تکالیف شاقہ کے احکام تھے وہ اس اُمت سے اُٹھا لیے گئے اور وہ تکالیف شاقہ یہ ہیں:

(۱)... قصاص اور توبہ کے لیے قتل نفس ضروری تھا۔

(۲)... نجاست کی جگہ پاک کرنے کے لیے لباس یا بدن کو کاٹنا پڑتا تھا۔

(۳)... مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ دینا فرض تھا۔

جبکہ اس اُمت سے قصاص معاف کیا جا سکتا ہے یا قتل کی جگہ دیت دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح نجاست کو پانی سے دھو دیا جاتا ہے۔ کپڑا یا بدن کو قطع کرنا نہیں پڑتا اور زکوٰۃ صرف ڈھائی فیصد ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ اور آپ کی اُمت کی مزید پانچ خصوصیات

مسئلہ تیمم میں علامہ شامی بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ شامی، جلد:۱، صفحہ:۱۶۸ پر بخاری و مسلم کی روایت سے نقل کرتے ہیں:

((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَلِأُمَّتِيْ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً))

(رواہ الشیخان وغیرھما وقال السیوطی: انہ متواتر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو پانچ نعمتوں سے نوازا گیا ہے جن سے کسی نبی کو نہیں نوازا گیا۔

(۱)... ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب پہنچتا ہے۔ حق تعالیٰ نے میری نصرت اس رعب سے فرمائی ہے۔

(۲)... میرے لیے اور بعض روایات میں ہے کہ میری اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو مسجد بنا دیا ہے اور پوری زمین کو تیمم کے لیے یعنی وضو کا نائب بنا دیا ہے۔ سابقہ اُمتوں کے لیے خاص جگہ عبادت مقرر ہوتی تھی اور تیمم کسی اُمت کے لیے جائز نہ تھا۔ یہ قانون صرف اس اُمت کے لیے خاص ہے اور ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت اس اُمت کے لیے خاص ہے۔ تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اس اُمت کے لیے بنا دیا گیا۔

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
روئے زمیں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

Marfat.com

(۳)... مالِ غنیمت کسی نبی کے لیے حلال نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔

(۴)... شفاعتِ کبریٰ کا حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

(۵)... ہر نبی اپنی قوم کے لیے بھیجے جاتے تھے اور مجھے تمام کائنات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (الحدیث)

علم نحو سے صحبت اہل اللہ کی ضرورت پر عجیب استدلال

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ برکت فی العمر کے لیے یہ دعا پڑھتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ عُمُرِیْ مِائَۃً وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً، وَّاجْعَلْنِیْ مَحْبُوْبًا فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ''

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ''مِائَۃً وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً'' کی ترکیب نحوی سے ایک عظیم الشان مسئلہ تصوف ہاتھ لگا۔ فن نحو کا قاعدہ ہے کہ عشرین کی تمیز مفرد منصوب اور مائۃ کی تمیز مفرد مجرور آتی ہے۔ مذکورہ عبارت میں سنۃ پر عشرین کا عمل ہوا اور مائۃ کا عمل نہ ہو سکا جبکہ مائۃ، عشرین سے پانچ گنا زیادہ طاقت میں ہے۔ یہاں عشرین عامل قریب ہے، اس نے اپنی صحبت کا اثر سنۃ پر ظاہر کیا اور مائۃ کو اثر نہ کرنے دیا۔

اسی طرح معاشرہ موجودہ خود خواہ کتنا ہی خراب ہو لیکن ہمارا عامل قریب صالح ہو تو اسی کا اثر ہم پر ظاہر ہوگا اور گمراہ کن عوامل بعیدہ کے شرور اور فتن سے ہم محفوظ رہیں گے۔

لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے اوپر کسی صالح قریب کا سایہ رکھے، اس کی برکت سے مضر بعید سایوں سے محفوظ رہے گا۔ اگرچہ وہ کتنے ہی قوی ہوں۔

Marfat.com

تاثیرِ صحبت کی دوسری عجیب وغریب مثال

ایک شخص کے پاس مثلاً دس ہزار روپیہ ہیں اور اس پر زکوٰۃ ایک سال گذرنے پر واجب ہوگی۔ جب گیارہ مہینے گذر گئے تو دس ہزار اس کے پاس اور آ گئے۔ ایک مہینہ کے بعد اس شخص پر زکوٰۃ پورے بیس ہزار پر واجب ہوگی اور جس رقم پر ابھی صرف ایک مہینہ گذرا ہے ضابطہ سے اس کو وجوب زکوٰۃ کے لیے گیارہ مہینہ اور گذرنا چاہیے تھا لیکن چونکہ یہ اس رقم کی صحبت یافتہ ہوئی جس پر گیارہ مہینہ کا مجاہدہ گذر چکا ہے اس کی صحبت کی برکت سے ایک ہی مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بعد والی رقم کو پہلی رقم کے مقام میں اس کو تسلیم فرمالیا۔ ایک ہی مہینہ میں یہ دوسری رقم بھی رقمِ سابق کی صحبت کی برکت سے بارگاہِ حق میں وجوبِ زکوٰۃ کے لیے قبول ہوگئی اور حولان حول کی شرط اس پر باقی نہ رہی۔

اسی طرح جن مشائخ نے بڑے بڑے مجاہدات اُٹھا کر بارگاہِ حق میں مقامِ قرب حاصل کیا ہے ان کی صحبت میں انسان رہ کر بہت جلد مقرب بارگاہِ الٰہی ہوسکتا ہے۔

اسمِ ذاتِ حق اور ہماری آہ کا تعلق

اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذات کو جب ہم طویل سانس کھینچ کرلیں تو اس اسمِ ذات میں ہماری آہ بھی شامل محسوس ہوگی۔ اس سے یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا حقیقی خالق و مالک صرف اللہ ہے جس نے اپنے بندوں کی آہ کو اپنے نام پاک میں شامل کر رکھا ہے جبکہ دوسرے باطل خداؤں کے نام میں ہماری آہ شامل نہیں ہے۔ جیسے نمرود، شداد، فرعون پس جو ہماری آہ کا خریدار نہیں وہ ہمارا خدا بھی نہیں۔ احقر کا ایک شعر ہے ؎

Marfat.com

بر درِ رحمت چو دربانے نبود
آہ را در وصل حرمانے نبود

ترجمہ: چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دروازے پر کوئی دربان نہیں رکھا لہٰذا ہر مظلوم کی آہ براہِ راست اور جلد عرشِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے۔

احقر کا ایک دوسرا شعر ہے ؎

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے میری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے بندوں کی فطرت تخلیقیہ میں یہ کیفیت رکھی ہے کہ جب غم پہنچتا ہے تو بے ساختہ آہ نکل جاتی ہے اور اسم اللہ کو لمبی سانس کے ساتھ لے کر بندہ اپنی آہ کو آغوشِ رحمتِ اسمِ ذات میں محسوس کر کے کیسی تسلی پاتا ہے۔

کیسے کریم مالک ہیں کہ اپنے غلاموں کی آہ کو اپنے نام پاک سے گلے لگا رکھا ہے۔ یہ خود دلیل اعظم ہے کہ ہمارا اصلی مالک اللہ یہ جس نے ہماری آہ کو ایسی پذیرائی اور شرفِ قربِ عطا فرمایا ہوا ہے۔

احقر نے یہ مضمون نہ کہیں سنا تھا نہ کہیں دیکھا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے ہمارے بزرگوں کی برکت سے یہ مضمون عطا فرمایا جس کو جہاں بھی عرض کیا اہلِ ذوق اور اہلِ علم کے ہر طبقہ نے وجد اور عجب کیف محسوس کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِكَ۔

شانِ محبوبیت باری تعالیٰ کی عجیب دلیل

(الف) ﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ ۚ﴾

[سورۂ یوسف، آیت: ۳۳]

حضرت یوسف علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! قید خانہ مجھے زیادہ محبوب ہے ان اعمال سے جن کی طرف زنانِ مصر مجھے دعوت دے رہی

Marfat.com

ہیں۔ یعنی قید خانہ کی تکلیف آپ کی رضا اور قرب کی وجہ سے مجھے عزیز ہے۔
اس آیت سے حق تعالیٰ کی عظیم الشان محبوبیت ظاہر ہوتی ہے جس کا حسنِ تعبیر یہ ہے کہ جن کی راہ کے قید خانے محبوب ہی نہیں بلکہ محبوب تر ہوتے ہیں تو ان کی راہ کے گلستاں کیسے ہوں گے۔

(ب) {وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ}

[سورۃ الشرح، آیت:۸]

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف رغبت کیجیے۔

اس آیت سے بھی حق تعالیٰ کی شانِ محبوبیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ان کے نام کی لذت نہایت مرغوب چیز ہے۔

(ج) {كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ}

[سورۃ المطففین، آیت:۱۵]

اس آیت سے اللہ کی عظم الشان محبوبیت ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمانا کہ ہرگز نہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہیں گے۔ موقعۂ سزا میں اپنے دیدار سے محجوب کرنے کا اعلان اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان شانِ محبوبیت پر دلالت کرتا ہے۔ دنیا میں کسی سلطانِ وقت نے اپنی مملکت میں کسی مجرم کو یہ سزا نہیں دی کیونکہ یہ حاکم محض ہوتے ہیں محبوب نہیں ہوتے۔ اس آیت سے رویت باری تعالیٰ کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔

تقویٰ پر فجور کی تقدیم کا سبب

(د) {فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا}

[سورۃ الشمس، آیت:۸]

ضابطہ سے اچھی چیز کو مقدم کیا جاتا ہے لہٰذا تقویٰ کو مقدم ہونا چاہیے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فجور کو کیوں مقدم فرمایا؟

Marfat.com

جواب یہ ہے کہ فجور تقویٰ کا موقوف علیہ ہے، ہر نہی مقتضی ہے، منہی عنہ کے ثبوت کو اور تقویٰ کا حاصل ''وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى'' ہے۔ اگر مادّہ فجور نہ ہوتا تو تقویٰ کا وجود بھی نہ ہوتا، جیسے کوئی شخص کہے کہ میرا قلم مت دیکھو اور اس کے پاس قلم ہی نہ ہو تو اس کا کلام لغو ہو جائے گا۔ اسی طرح تقاضائے شہوت اور مادۂ فجور ضروری تھا جس پر عمل نہ کر کے انسان متقی بنتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مادرزاد عنین ولایت خاصہ سے مشرف نہیں ہو سکتا۔

نمازِ عیدین کے راستوں کو بدلنے کے اسرار

((عَنْ جَابِرٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- كَانَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۲۶)

''خَالَفَ الطَّرِيْقَ أَيْ رَجَعَ فِيْ غَيْرِ طَرِيْقِ الْخُرُوْجِ'' (مرقاۃ المفاتیح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عید گاہ کو جس راستے سے تشریف لے جاتے تو واپسی پر دوسرے راستے سے تشریف لاتے۔ مرقاۃ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۹۰ پر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ ذیل اسرار اس سنت نبوی کے ارقام فرمائے ہیں:

(۱)... دونوں راستوں کے بسنے والوں کو صلحاء کی ملاقات اور دیدار کے برکات ملیں گے۔

(۲)... دونوں راستوں کے لوگوں کو مسائل معلوم کرنے کے لیے موقع ملے گا۔

(۳)... ذکر اللہ کی اشاعت ہوگی۔

(۴)... کفار کے کید سے تحفظ اور احتراز ہوگا۔ یعنی دوسرے راستے پر اجتماع کفار اور ان کی سازش کا خاتمہ ہوگا۔

(۵)... دو راستوں میں جو داہنی طرف ہوگا اس کو اختیار کرنے سے ''اَلْأَيْمَنُ

Marfat.com

فَالْأَیْمَنُ کی سنت ادا ہوگی۔

(۶)... طویل راستے کے انتخاب سے ثوابِ اقدام میں اضافہ ہوگا اور واپسی پر مختصر راستہ کے انتخاب سے جلد گھر پر واپسی کی سنت ادا ہوگی۔

(۷)... دونوں راستوں کے فقراء پر صدقہ کرنا آسان ہوگا۔ "لِیَتَصَدَّقَ عَلٰی فُقَرَآءِ الطَّرِیْقَیْنِ"

(۸)... خیر پر گواہوں کے لیے دو راستے۔ "تَعَدُّدُ الشَّوَاهِدِ عَلَی الْخَیْرِ" کا سبب ہوگا۔

(۹)... دونوں راستوں کے قبرستانوں کی زیارت اور ایصالِ ثواب کا موقع ملے گا۔

(۱۰)... منافقین کو دو راستوں سے مسلمانوں کی شاندار نقل و حرکت باعثِ غیظ علی الغیظ ہوگی۔

(۱۱)... "اَلتَّفَاؤُلُ بِتَغَیُّرِ الْحَالِ۔"

(۱۲)... دو راستوں سے ازدحام کی کثرت کی کلفت سے نجات ہوگی۔

(۱۳)... دو راستوں سے طبیعت میں نشاط اور سرور کا اضافہ ہوگا۔

خوفِ استدراج سے استدارج نہیں ہوتا

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝}

[سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۲]

ترجمہ: ہم ان کو اس طرح ڈھیل دے رہے ہیں کہ ان کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا۔

آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ حق تعالیٰ جس کو استدراج میں مبتلا فرماتے ہیں اس کو استدراج کا خوف اور اندیشہ ہی نہیں ہوتا۔

اب یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ بعض اکابر کو اپنے ساتھ رجوع خلق کا ہجوم

Marfat.com

دیکھ کر خوفِ استدراج کا ہوا ہے لہٰذا ان کا یہ خوف ہی دلیل ہے کہ ان کو استدراج نہیں ہے جو مستدرج ہوتا ہے وہ استدراج سے بے خوف ہوتا ہے۔ جیسا کہ کافر کو اپنے کفر کے بارے میں صدمہ یا خوف نہیں ہوتا ہے۔ پس مؤمن کو وسوسہ کفر پر صدمہ ہونا دلیل ہے کہ یہ مؤمن کامل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ''ذَاكَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ'' فرمایا گیا ہے۔

''مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ'' سے کوئی صحابی نہیں بن سکتا

مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم کیا کہ حدیث میں ہے ''مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ'' تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والا صحابی بن سکتا ہے۔ فرمایا: ہاں! مگر خوابی صحابی بنے گا۔

علمی استعداد کے لیے مجرب تدبیر

(۱) اہتمامِ مطالعہ (۲) درس کو غور سے سننا (۳) تکرار۔ یہ تین کام طالب علم کو قابل بناتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مطالعہ کی حقیقت ''تَمْیِیْزُ الْمَعْلُوْمِ عَنِ الْمَجْهُوْلِ'' ہے۔

غمِ مجاہدہ قربِ حق تعالیٰ کا ذریعہ ہے

احقر کا شعر ہے ؎

گرا کے بجلی میرا نشیمن جلا کے اپنا بنا لیا ہے
غموں کے پھولوں سے میرے دل کو برائے مسکن سجا لیا ہے

حسنِ فانی پر عشق کا جنازہ ؎

میں نے جن کو سجن بنایا تھا
جن کو میں نے بھجن سنایا تھا

Marfat.com

میر ان کے سفید بالوں نے
عشق کا میرے کفن بنایا تھا

مفت دینی خدمت کرنا اہلِ حق ہونے کی دلیل نہیں

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْئَلُکُمْ اَجْرًا وَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ○}

[سورۂ یٰسین، آیت: ۲۱]

ترجمہ: اتباع کرو ان لوگوں کی جو تم کو ہدایت کر کے اس پر اجرت نہیں مانگتے۔

تو آج کل امریکا والے عیسائی مذہب پھیلانے کے لیے کوئی اجرت نہیں مانگتے بلکہ رضائیاں، کمبل، دودھ کے ڈبے بھی غریبوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ تو کیا ان کی اتباع اس آیت سے لازم آتی ہے؟ ہر گز نہیں کیونکہ یہ آیت مطلق نہیں ہے بلکہ مقید ہے۔ آگے ارشاد ہے "وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ" در آں حالیکہ وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہوں۔ حال، ذوالحال کے لیے بمنزلہ قید ہوتا ہے۔

علماء پر دین کی جاگیرداری کا باطل الزام

کیا اناڑی اور جہلاء کو یہ حق حاصل ہے کہ ایم بی بی ایس ڈگری والے ڈاکٹروں کو ڈاکٹری کی جاگیرداری کا الزام لگائیں۔ اسی طرح پروفیسروں، وکیلوں اور انجینئروں کو بھی قیاس کر لیں۔ پس علمِ دین کے ماہروں کو بھی یہ الزام باطل ہے۔

استقامت اور حسنِ خاتمہ کے لیے نو مدلل نسخے

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۱

ہر فرض نماز کے بعد الحاح سے یہ دعا پڑھنا:

Marfat.com

{رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝}

[سورۂ اٰلِ عمران، آیت:۸]

ترجمہ وتفسیر ازبیان القرآن: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیے بعد اس کے کہ آپ ہم کو حق کی طرف ہدایت کرچکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت خاصہ عطا فرمادیجیے (اور وہ رحمت یہ ہے کہ راہِ مستقیم پر ہم قائم رہیں) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے استقامت اور حسنِ خاتمہ کی درخواست کا بندوں کے لیے سرکاری مضمون نازل فرمایا ہے اور جب شاہ خود درخواست کا مضمون عطا فرمائے تو اس کی قبولیت یقینی ہوتی ہے لہٰذا اس دعا کی برکت سے استقامت اور حسنِ خاتمہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور عطا ہوگا۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے متعلق کچھ اہم نکتے تحریر کیے جارہے ہیں جس کے پیش نظر اس دعا کا لطف کچھ اور ہی محسوس ہوگا۔

یہاں رحمت سے مراد استقامت علی الدین ہے۔ ''قَالَ الْاٰلُوْسِی السَّیِّدُ مَحْمُوْدُ الْبَغْدَادِیُّ فِی الرُّوْحِ: اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الرَّحْمَةِ التَّوْفِیْقُ لِلْاِسْتِقَامَةِ عَلٰی طَرِیْقِ الْحَقِّ۔''

اور وَهَبْ کے بعد لَنَا اور مِنْ لَّدُنْكَ دو متعلقات نازل فرماکر اصل مطلوب خاص یعنی نعمت استقامت اَلْمُعَبَّرُ بِالرَّحْمَةِ کا کچھ فاصلہ کردیا۔ تَشْوِیْقًا لِلْعِبَادِ تاکہ بندوں کے شوق میں اضافہ ہو۔

جیسے باپ چھوٹے بچے کو لڈو دکھا کر ہاتھ کچھ اوپر کرلیتا ہے تو بچہ شوق سے کودنے لگتا ہے۔ یہ قدرِ نعمت کا لطیف عنوان ہے۔ (کذا فی الروح)

لفظ ہبہ سے کیوں تعبیر فرمایا؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ بات یہ ہے کہ حسن خاتمہ اور استقامت علی الدین دونوں نعمتیں مترادف ہیں اور لازم وملزوم

Marfat.com

ہیں۔ پس یہ دو عظیم الشان نعمتیں جن کی برکت سے جہنم سے نجات اور دائمی جنت عطا ہو جاوے یہ ہماری محدود زندگی کے ریاضات کا صلہ ہرگز نہیں ہو سکتی تھیں، اس لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے بندوں کو اس اہم حقیقت سے مطلع فرمادیا کہ خبردار! اپنے کسی عمل کے معاوضہ کا تصور بھی نہ کرنا۔

یہ استقامت جس کو حسن خاتمہ لازم ہے یہ وہ عظیم اور غیر محدود دولت ہے جو دخولِ جنت کا سبب ہے جس کا تم کوئی معاوضہ ادا نہیں کر سکتے کیونکہ مثلاً اسّی برس کے نماز روزوں سے اسّی برس کی جنت ملنے کا قانون اور ضابطہ سے جواز ہو سکتا تھا، لیکن ہمیشہ کے لیے غیر فانی حیات کے ساتھ جنت کا عطا ہونا اور محدود عمل پر غیر محدود اجر و انعام صرف حق رابطہ اور عطائے حق ہے۔ پس لفظ ہبہ سے درخواست کرو کیونکہ ہبہ بدون معاوضہ ہوتا ہے اور ہبہ میں واہب اپنے غیر متناہی کرم سے جو چاہے دیدے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اسی نکتہ کو بیان فرماتے ہیں: ''وَفِیْ اخْتِیَارِ صِیْغَةِ الْهِبَةِ إِيْمَاءٌ أَنَّ هٰذِهِ الرَّحْمَةَ أَیْ ذَالِكَ التَّوْفِيْقُ لِلْإِسْتِقَامَةِ عَلَى الْحَقِّ تَفَضُّلٌ مَحْضٌ بِدُوْنِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ تَعَالٰى شَانُهٗ'' اور صیغہ ہبہ سے تعبیر میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمادیا کہ اس رحمت سے مراد وہ توفیق حق ہے جس کی برکت سے بندہ دین پر قائم رہتا ہے اور جو کہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور ان کا کرم ہے جس کو عطا فرمائیں۔ (روح المعانی)

''اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ'' یہ معرض تعلیل میں ہے کہ تم کو ہم سے ہبہ مانگنے کا کیا حق ہے اور کیوں حق ہے کیونکہ ہم بہت بڑے داتا اور بخشش کرنے والے ہیں۔ ''قَالَ الْعَلَّامَةُ الْاٰلُوْسِیْ رَحِمَهُ اللهُ ''اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ'' أَیْ لِأَنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ'' ہے۔ (تفسیر روح المعانی، پارہ: ۳، صفحہ: ۹۱)

Marfat.com

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۲

حسن خاتمہ کے لیے کثرت سے پڑھیں:

((یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِیْثُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۲۱۶)

ترجمہ: اے زندہ حقیقی کہ جس کی برکت سے تمام کائنات قائم ہے اور ہر ذرّہ کائنات کا بقاء جس کے فیض پر منحصر ہے آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔

یَا حَیُّ: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے انسان نفس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ''أَزَلًا أَبَدًا وَحَیَاۃُ کُلِّ شَیْءٍ بِهٖ مُؤَبَّدًا'' حی کے معنی ہیں جو ازل سے ابد تک حی ہو اور ہر شے کی حیات اس سے قائم ہو۔ حی اور قیوم میں اسمِ اعظم کا اثر ہے۔

یَا قَیُّوْمُ: أَیْ قَائِمٌ بِذَاتِهٖ وَیُقَوِّمُ غَیْرَهٗ بِقُدْرَتِهٖ، قیوم وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو اور تمام کائنات کو اپنی قدرت غالبہ کاملہ سے قائم رکھنے والا ہو۔

أَسْتَغِیْثُ: أَیْ أَطْلُبُ الْإِغَاثَةَ وَأَسْأَلُ الْإِعَانَةَ، طلب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے فریادرسی کو اور اس کی اعانت کو۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد:۵، صفحہ:۲۲۱)

''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِیْثُ'' کا ورد استقامت اور حسنِ خاتمہ کے لیے اور ہر بلا اور غم سے نجات کے لیے اکسیر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم اور صدمہ اور کرب و اضطراب لاحق ہوتا تھا تو آپ اس ورد کو کثرت سے پڑھتے تھے۔

پوری عبارت متنِ حدیث:

((عَنْ أَنَسٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- كَانَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا كَرَبَهٗ أَمْرٌ يَقُوْلُ: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۲۱۶)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ایک لمحہ بھی انسان نفس کے شر سے محفوظ

Marfat.com

نہیں رہ سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ}

[سورۂ یوسف، آیت: ۵۳]

ترجمہ وتفسیر از بیان القرآن: نفس تو ہر ایک کا بُری بات بتلاتا ہے بجز اس نفس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔ جیسا کہ انبیاء کے نفوس مطمئنہ ہوتے ہیں جن میں حضرت یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہے۔ خلاصہ یہ کہ میری عصمت میرا ذاتی کمال نہیں بلکہ رحمت وعنایت الٰہیہ کا اثر ہے۔

اَمَّارَۃٌ: کَثِیْرَۃُ الْاَمْرِ (لِلْمُبَالَغَۃِ) یہاں الف لام ''عَلَی السُّوْٓءِ لِلْجِنْسِ'' ہے۔ پس قیامت تک کے معاصی کے تمام انواع موجودہ اور مستقبلہ اس لفظ میں شامل ہیں کیونکہ جنس انواع مختلف الحقائق پر مشتمل ہوتی ہے۔ پس وہ نئے نئے ایجادات وآلاتِ معاصی بھی اس سوء میں شامل ہوگئے جو قیامت تک ایجاد کیے جائیں گے۔

روح المعانی میں ہے کہ مارحم میں ما مصدریہ، ظرفیہ، زمانیہ ہے۔ جس کی تفسیر یہ ہے کہ ''اِلَّا فِیْ وَقْتِ رَحْمَۃِ رَبِّیْ وَعِصْمَتِہٖ'' یعنی نفس ہر وقت بُرائی کی طرف راہ دکھاتا ہے، مگر جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور رحمت کے سائے میں رہتا ہے نفس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم

ترجمہ: اگر ہزاروں گناہ کے جال ہر قدم پر ہوں، مگر اے خدا! آپ کی عنایت کے ہوتے ہوئے کوئی غم نہیں۔

رَحِمَ جو ماضی تھا ما مصدریہ نے اسے مصدر بنادیا۔ پس علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی کے مذکورہ مضامین سے معلوم ہوا کہ کسی کا نفس

Marfat.com

اگر ایک نفس بھی عصمتِ حق اور رحمتِ حق سے محروم ہو جاوے تو جس سوء میں بھی مبتلا ہو جاوے سب کا خوف ہے۔ (روح المعانی، پارہ: ۱۳، صفحہ: ۲)

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۳

مسواک کرنا ہے، علامہ شامی بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ جلد: ۱، صفحہ: ۸۴ پر رقم طراز ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((صَلَاۃٌ بِسِوَاکٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ))

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطھارۃ، باب السواک)

ترجمہ: مسواک کرنے والے وضو سے جو نماز ادا کی جائے گی اس کا ثواب ستر گنا ان نمازوں سے زیادہ ہوگا جو بغیر مسواک والے وضو سے پڑھی جاویں گی۔

سنت مسواک کی برکت سے موت کے وقت کلمہ شہادت یاد آ جاوے گا۔ ''وَمِنْ مَنَافِعِهٖ تَذْکِیْرُ الشَّهَادَۃِ عِنْدَ الْمَوْتِ. رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَنِّهٖ وَکَرَمِهٖ'' اور مسواک کی سنت کے منافع سے موت کے وقت کلمۂ شہادت کا یاد آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرماویں احسان و کرم سے، آمین۔

(شامی، جلد: ۱، صفحہ: ۸۵)

مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ: بحوالہ شامی جلد: ۱، صفحہ: ۸۵ بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، یہ ہے کہ چھنگلیا (چھوٹی انگلی) کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اوپری حصہ کے نیچے رکھے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۴

ایمان موجودہ پر شکر کرنا ہے، یعنی ہر روز موجودہ ایمان پر شکر ادا کرنا اور وعدہ ہے کہ:

{لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَأَزِیْدَنَّکُمْ}

[سورۂ ابراھیم، آیت: ۷]

Marfat.com

ترجمہ: اگر تم لوگ شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں میں ضرور ضرور اضافہ کردیں گے۔ پس ایمان پر شکر ایمان کی بقاء بلکہ ترقی کا ذریعہ ہے۔

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۵:

بدنظری سے حفاظت پر حلاوتِ ایمان عطا ہونے کا وعدہ ہے اور حلاوتِ ایمان جب دل کو ایک مرتبہ عطا ہوجاوے گی تو پھر کبھی واپس نہ لی جاوے گی۔ پس حسنِ خاتمہ کی بشارت اس عمل پر بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((إِنَّ النَّظْرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ أَبْدَلْتُهُ إِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهِ))

(کنز العمال، ج:۵، ص:۳۲۸ و طبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

یہ حدیث قدسی ہے جس کی تعریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمائی ہے:

تعریف حدیث قدسی: ''هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِلَفْظِهِ وَيَنْسِبُهُ إِلٰى رَبِّهِ'' حدیث قدسی وہ ہے کہ جس کو نبی اپنے الفاظ سے بیان کرے اور نسبت اس کو حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف کرے۔

(مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۹۵)

ترجمۂ حدیث: تحقیق نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھایا ہوا ایک تیر ہے جس بندے نے میرے خوف سے اپنی نظر کو (نامحرم لڑکی سے یا حسین لڑکے سے) محفوظ رکھا، اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ إِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ أَبَدًا فَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ

Marfat.com

الْخَاتِمَةِ" اور یہ حلاوتِ ایمان کبھی واپس نہ ہوگی۔ پس اس عمل پر بھی ایمان پر خاتمہ کی بشارت ثابت ہوگئی۔ یہ دولت حسن خاتمہ آج کل سڑکوں پر تقسیم ہورہی ہے۔ نظر کی حفاظت کیجیے اور یہ دولت حاصل کرلیجیے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، جلد:۱، صفحہ:۷۴)

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۶

اذان کے بعد کی دعا ہی جس کو دعائے وسیلہ بھی کہتے ہیں۔ اذان کے کلمات کا جواب دے دیجیے۔ پھر جب اذان ختم ہوتو آپ درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ پڑھیے:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ، وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ، اٰتِ مُحَمَّدَا ن الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا ن الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ، اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ))

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء)

"اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" یہ آخری جملہ مسند امام بیہقی میں ہے۔

اس دعا پر وعدہ ہے کہ "حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ" بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو اس دعا کو پڑھے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوجاوے گی اور جب اس دعا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوگی تو ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں "فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بِشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ" اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت موجود ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کافر کو نہیں مل سکتی۔

(مرقاۃ، باب الاذان، جلد:۲، صفحہ:۱۶۳)

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۷

اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا اور ان سے محبت کرنا صرف اللہ کے لیے۔ بخاری شریف کی دو روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس عمل مذکور سے حسنِ خاتمہ کا

Marfat.com

فیصلہ مقدر ہو جاتا ہے۔

پہلی روایت: اہل ذکر یعنی صالحین اور اہل اللہ کی شان میں حدیث وارد ہے کہ ایک شخص مجلس ذکر میں صالحین اور اہل اللہ کے مجمع میں کسی حاجت سے جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے ان ذاکرین کی مغفرت کا اعلان فرمایا۔ تو ایک فرشتہ نے کہا کہ یا اللہ! مگر فلاں شخص تو کسی ضرورت سے آیا تھا اور ان میں بیٹھ گیا اور وہ خطا کار بھی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ''هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ'' یہ ایسے مقبولانِ حق ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم اور شقی نہیں رہ سکتا، ''وَلَهٗ قَدْ غَفَرْتُ'' میں نے اس کو بھی بخش دیا۔

حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ: ''إِنَّ جَلِيْسَهُمْ يَنْدَرِجُ مَعَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ عَلَيْهِمْ إِكْرَامًا لَّهُمْ'' تحقیق اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا انہیں کے ساتھ درج ہو جاتا ہے، تمام ان نعمتوں میں جو ان پر اللہ فضل فرماتا ہے اور یہ اہل اللہ کا اکرام ہے (جیسے معزز مہمان کے ساتھ ان کے ادنیٰ خدام کو بھی اعلیٰ نعمتیں ان کی خاطر دے دی جاتی ہیں۔) (فتح الباری، جلد:۱۱، صفحہ:۲۱۳)

دوسری روایت: بخاری و مسلم میں ہے کہ تین خصائص جس میں ہوں گے وہ ان کی برکت سے ایمان کی حلاوت پائے گا:

(۱)... جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہوں۔

(۲)... جو کسی بندہ سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے۔

(۳)... اور جو ایمان عطا ہونے کے بعد کفر میں جانا اتنا ناگوار سمجھے جیسا کہ آگ میں جانے کو۔

ایمان پر خاتمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرنا ایک عظیم

Marfat.com

ذریعہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ محبت اللہ والوں ہی کے ساتھ اعلیٰ اور کامل درجہ کی ہوتی ہے۔ پس اس کا کامل نسخہ کسی اللہ والے سے محبت کرنا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ، جلد: ۱، صفحہ: ۷۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ ایمان کی حلاوت جب ایک مرتبہ عطا ہو جاتی ہے تو کبھی واپس نہیں لی جاتی (یہ شاہی عطیہ ہے، شاہِ کریم عطیہ دے کر کبھی واپس نہیں لیا کرتا ہے) پس اللہ والوں کی محبت سے حلاوتِ ایمانی کا عطا ہونا اور اس پر حسنِ خاتمہ کا عطا ہونا نہایت واضح ہو گیا۔

اللہ والی محبت کی پانچ شرطیں

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت خالص اللہ والی جب ہوتی ہے کہ: "لَا یُحِبُّہٗ لِغَرَضٍ وَ عَرَضٍ وَعِوَضٍ وَلَا یَشُوْبُ مَحَبَّتَہٗ حَظٌّ دُنْیَوِیٌّ وَلَا أَمْرٌ بَشَرِیٌّ" (۱) یہ محبت غرض سے نہ ہو۔ (۲) سامانِ دنیوی مطلوب نہ ہو۔ (۳) معاوضہ مطلوب نہ ہو۔ (۴) دنیوی لطف مطلوب نہ ہو۔ (۵) بشری تقاضا سے پاک ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، جلد: ۱، صفحہ: ۷۵)

حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات

(۱)... اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ۔ عبادات میں لذت ملتی ہے۔

(۲)... إِیْثَارُھَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّھَوَاتِ۔ تمام خواہشات پر طاعات کو ترجیح دیتا ہے۔

(۳)... تَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِیْ مَرْضَاتِ اللہِ۔ اپنے رب کو راضی کرنے میں ہر تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔

(۴)... تَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِی الْمُصِیْبَاتِ۔ ہر مصیبت میں صبر و رضا کا گھونٹ پی لیتا ہے۔

Marfat.com

(۵)... اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ۔ ہر حال میں اپنے مولیٰ کی قضاء پر راضی رہتا ہے۔ اعتراض اور شکایت نہیں کرتا نہ زبان سے نہ قلب میں۔

(مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۷۴)

وعظ محاسن اسلام میں ہے کہ ہندو آریوں نے جب سارے مسلمانوں کو ہندو مذہب میں لانے کی تحریک چلائی تو وہ لوگ جو اللہ والوں سے تعلق رکھتے تھے ان کو سخت مایوس کرتے تھے۔

چنانچہ کانپور میں ایک موقع پر کسی نے کہا کہ اتنے جوتے سر پر لگاؤں گا اگر تم نے اسلام کے خلاف کوئی بات کی۔ تم لوگ جانتے نہیں ہو کہ ہم مولانا گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید ہیں۔

اور دہلی کے آریہ مرکز کے دفتر میں رپورٹ آئی کہ ہمارا اثر ان لوگوں پر بالکل نہیں ہوا جس کسی اللہ والے سے تعلق رکھتے ہیں۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

ترجمہ: ایک زمانہ اولیاء اللہ کی صحبت سو سال کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے، اس لیے کہ ان کی صحبت سے ایسا یقین اور ایمان عطا ہوتا ہے کہ جو مرتے دم تک سلب نہیں ہوتا۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ صحبت اہل اللہ سے قلب میں ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا۔ خواہ فسق و فجور ہو جاوے، مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مردودیت تک نوبت نہیں پہنچتی، لیکن اس کے برعکس ہزار برس کی عبادت شیطان کو مردود ہونے سے نہ روک سکی۔ یہی معنی ہیں اس شعر کے۔

Marfat.com

یک زمانہ صحبتے با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی چیز جو مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کردے وہ ہزار سال کی اس عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو۔

(ملفوظاتِ حسن العزیز، صفحہ: ۱۵، مطبوعہ ملتان)

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۸

((قَالَ رَسُوْلُ اللہِ:-صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-إِنَّ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ،وَتَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۶۸)

ترجمہ: صدقہ اللہ تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات میں تحریر فرمایا ہے کہ بُری موت کے دفع کرنے سے مراد سوء خاتمہ سے حفاظت ہے۔

(حاشیہ مشکاۃ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ أَيْ تَمْنَعُ إِنْزَالَ الْمَكْرُوْهِ وَ الْبَلَاءِ فِي الْحَالِ،وَتَدْفَعُ سُوْءَ الْخَاتِمَةِ فِي الْمَالِ'' صدقہ بُری موت سے حفاظت کرتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ موجودہ بلاء و ناگوار امور سے محفوظ رکھتا ہے اور انجام میں سوء خاتمہ کو دفع کرتا ہے یعنی حسنِ خاتمہ کا ذریعہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد: ۴، صفحہ: ۲۰۸)

حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر ۹

اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنا ہے اور محبت کے اعمال اختیار کرنا ہے اور ان دونوں کا ذریعہ اہل محبت اللہ والوں سے محبت کرنا ہے۔ حدیث نبوی میں ارشاد ہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ))

(جواہر البخاری، ص: ۵۷۲)

Marfat.com

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت کا اور ان اعمال کا جو آپ کی محبت کا ذریعہ بنیں۔

محبتِ حق اور محبتِ اعمال برائے محبتِ حق کے درمیان میں اللہ والوں کی محبت کی درخواست کی گئی ہے جو دونوں کا ذریعہ ہے یعنی اللہ والوں کی محبت سبب ہوگا ان کی صحبت اور مجالست کا اور یہ سبب ہوگا محبت حق اور اعمالِ صالحہ کا۔

اہلِ محبت سوءِ خاتمہ سے محفوظ ہوں گے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! جو تم میں سے مرتد ہوگا دین اسلام سے تو اللہ تعالیٰ جلد ایسی قوم پیدا فرمائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائیں گے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ اپنی محبت کی تقدیم میں اشارہ فرما دیا گیا کہ تمہاری محبت اصل نہیں ہماری محبت کا عکس اور ظل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارتداد کے مجرمین کے مقابلہ میں اہلِ محبت کو بیان فرمانا واضح دلیل ہے کہ یہ ارتداد سے محفوظ ہوں گے۔ پھر اہلِ محبت کی تین علامات بیان فرمائیں:

(۱)... اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ، ایمان والوں سے اپنے کو مٹا کر نہایت تواضع سے ملتے ہیں اور کفار پر سخت ہوتے ہیں۔

(۲)... يُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ اللہ کی راہ میں ہر مجاہدہ کو برداشت کرتے ہیں۔

(۳)... ملامت کرنے والوں کی ملامت سے اندیشہ نہیں کرتے۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو فنائیت اور عبدیت کی تعلیم دی ہے کہ محبت کی مذکورہ نعمتیں جن کو عطا ہوں وہ اپنا کمال نہ سمجھیں بلکہ ہمارا فضل سمجھیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن کے

Marfat.com

مسائل السلوک میں فرمایا ہے کہ: ''فَإِنَّ بَعْضَ الْمُغْتَرِّيْنَ مِنَ الصُّوفِيَآءِ وَالسَّالِكِيْنَ يَنْسِبُوْنَ كَمَالَاتِهِمْ إِلٰى مُجَاهَدَاتِهِمْ وَهٰذَا عَيْنُ الْكُفْرَانِ'' بعض صوفیاء دھوکہ میں مبتلا ہو کر اپنے کمالات کو بجائے فضل حق سمجھنے کے اپنے مجاہدات کا ثمرہ سمجھتے ہیں اور یہ عین ناشکری ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی عظمت غیر محدود ہے اور اس کے حقوق غیر محدود ہیں۔ پس ہمارا کوئی مجاہدہ خواہ کتنا ہی عظیم الشان ہو وہ محدود اور ناقص ہوگا اور واجب الاستغفار ہوگا اور ناقص پر ثمرات کا عطا ہونا عقلاً بھی محض فضل ہے۔

علمِ عجیب: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سلاطین جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ جس کے قلب کی بستی میں اپنا نورِ خاص داخل کرتے ہیں تو اس کے قلب کے تکبر اور عجب کے چودھریوں کو فنا کر دیتے ہیں۔ پس تعلق مع اللہ کے لیے فنائیت لازم ہے۔ ''اِنَّ الْمُلُوْكَ الخ''

اصلاحِ نفس اور حصولِ نسبت مع اللہ کی تدابیر

برائے سالکین کرام

(۱)... اہل اللہ کی صحبت کا اہتمام اور حقوق مصلح یعنی اطلاع، اتباع، اعتماد و انقیاد کا التزام۔ کم از کم ہر مہینہ اطلاع کرنا اور ان کے ارشادات پر عمل کرنا۔

اپنے رہائشی مقام پر بھی صالحین کی مجالست اختیار کرنا۔ مضر اور بُری صحبت سے دوری اختیار کرنا بالخصوص محلِ شہوت نوجوانوں اور نامحرم عورتوں سے دور رہنے کا سخت اہتمام کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا'' یعنی حدودِ الٰہیہ کے قریب بھی مت جاؤ۔ پس جو لوگ حسین نوجوانوں سے اور نامحرم عورتوں

Marfat.com

سے لَا تَقۡرَبُوۡا رہتے ہیں وہی لَا تَفۡعَلُوۡا رہتے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لَا تَقۡرَبُوۡا کا لَا ہٹا کر تَقۡرَبُوۡا ہوتے ہیں تو ان کا تقویٰ بھی لَا بھی ہو جاتا ہے اور وہ تَفۡعَلُوۡا ہو جاتے ہیں۔

(۲)... جملہ معاصی سے بچنے کا اہتمام خواہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا حقوق العباد سے۔ اگر کوئی شخص دل کی طاقت کے لیے خمیرہ مروارید کھاتا رہے اور ساتھ ہی ساتھ سنکھیا بھی کھاتا رہے تو اس شخص کا جو حال ہوگا وہی اس سالک کا بھی ہوگا جو ذکر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا زہر بھی کھاتا رہتا ہے۔

(۳)... قصد السبیل، تبلیغ دین، بہشتی زیور کا حصہ نمبر سات، روح کی بیماریاں اور اُن کا علاج، مواعظ و ملفوظاتِ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ۔ (چند صفحات کا ہر روز مطالعہ)

(۴)... ذکر اللہ کا اہتمام، پانچ تسبیح لا الہ الا اللہ کی اس طرح پڑھیں:

(الف) مربعہ (آلتی پالتی) بیٹھیں قبلہ رو باوضو خلوت میں۔

(ب) جب لا الہ کہیں تو ذرا سا داہنی طرف جھک جائیں اور تصور کریں کہ میری لا الہ ساتوں آسمانوں کو عبور کرتی ہوئی عرشِ اعظم تک پہنچ گئی اور الا اللہ کہتے وقت بائیں طرف کو جھک جائیں اور تصور کریں کہ میرے قلب میں عرشِ اعظم سے میری لا الہ انوار الا اللہ کو لے کر قلب میں داخل ہو رہی ہے اور آٹھ دس مرتبہ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کلمہ کو پورا کر لیں۔

(۵)... پانچ تسبیح ذکر اسم ذات اس تصور سے کریں کہ میرے قلب میں بھی زبان ہے اور قلب سے اور ہر بُنِ مُو سے اور ہر ذرّہ کائنات سے دشت و دمن اور صحراء و چمن سے چاند و سورج سے ستاروں سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ بحالت ذکر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

دل میرا ہو جائے اِک میدانِ ھو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور میرے تن میں بجائے آب وگِل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

نوٹ: ذکر کرتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ اس ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت عطا فرماویں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے کہ اے اللہ! اپنے نام کی برکت سے میرے دل میں اپنی محبت پیدا فرمادے۔

(۶)... تین تسبیح درود شریف ''صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔''

(۷)... تلاوتِ قرآن پاک بقدرِ تحمل۔

نوٹ: اگر کسی کا دماغ کمزور اور مذکورہ ذکر کا تحمل نہ ہو سکے تو جتنا تحمل ہو سکے اتنا کرے اور اپنے مصلح کو اطلاع کرے کہ اتنا مجھ سے ہو سکتا ہے اور اتنا نہیں ہو سکتا۔

(۸)... ذکر میں ترقی باعتبار کیفیت کے اور تعلق مع اللہ میں قوت اور ترقی کے لیے حسب ذیل مراقبات بھی ضروری ہیں، ذکر اور فکر دونوں سلوک میں ترقی کے لیے ضروری ہیں:

مراقبہ نمبر (۱): اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی کیا بندہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ (تین منٹ)

مراقبہ نمبر (۲): اَللّٰهُ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُ نَاظِرِیْ، اللّٰهُ مَعِیْ (تین منٹ)

مراقبہ نمبر (۳): مراقبہ موت و مابعد الموت۔ اس طرح سے کہ میں مر گیا ہوں۔ مجھے نہلایا جا رہا ہے۔ پھر مجھے کفنایا جا رہا ہے۔ پھر میرا جنازہ قبرستان

Marfat.com

لے جایا جارہا ہے۔ پھر مجھے قبر میں لٹایا جارہا ہے اور تختے لگائے جارہے ہیں۔ پھر مٹی ڈالی جارہی ہے۔ اس کے بعد سب لوگ واپس آ گئے اور میں تنہا رہ گیا ہوں اور حساب شروع ہو گیا اور میدانِ محشر قائم ہے اور جہنم سامنے ہے اور سوالات ہو رہے ہیں کہ تم نے فلاں فلاں نافرمانی کیوں کی؟ پھر اعلان ہو رہا ہے کہ اے فرشتو! اسے پکڑو اور زنجیروں میں کس دو اور جہنم میں ڈال دو۔ یہاں تک پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے رونا شروع کر دے۔ استغفار و توبہ کرے۔

مراقبہ نمبر (۴): مراقبہ انعاماتِ الٰہیہ۔ بندے کی معروضات اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کرے کہ یا اللہ! مسلمان گھرانے میں پیدا فرما کر ایمان کی دولت بدون سوال و درخواست عطا فرما دی۔ آپ کا بے شمار شکر ہے اور آپ نے زمین آسمان، سورج چاند ستارے، پہاڑ، دریا، حیوانات، نباتات، جمادات ہماری تربیت کے لیے خلق فرمائے۔

ابر و باد و مہہ و خورشید و فلک درکارند
تاتونانے بکف آری و بہ غفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار
شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نہ بری

اور آپ نے صالحین کی وضع قطع نصیب فرمائی۔ عقائد صحیحہ سے اور اہل حق سے اور اہل اللہ کے دامنوں سے وابستہ فرمایا۔ سلیم الاعضاء خلق فرمایا۔ لنگڑا، لولا، اندھا، کانا معذور نہیں بنایا۔ آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ گناہوں کی ستاری اور پردہ پوشی فرمائی۔ ہر مصیبت اور ہر معصیت سے حفاظت فرمائی۔ نیک بیوی، اولاد، رزق حلال، رہائش کا مکان، دوست احباب صالح نصیب فرمائے۔ ”اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ عَلٰی نَعْمَآئِکَ کُلِّھَا“ ہر نعمت پر کہے۔ جہالت کے اندھیروں سے بچایا۔ علم دین کی دولت سے نوازا۔ اے اللہ! قلیل شکر کے

Marfat.com

باوجود آپ نے اپنی نعمتوں سے محروم نہیں فرمایا اور قلیل صبر کے باوجود آپ نے ہم کو رسوا نہ فرمایا اور اے اللہ! آپ نے اپنی نافرمانیوں میں ہم کو مشغول دیکھا اور رسوا نہ فرمایا۔

((یَامَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُکْرِیْ فَلَمْ یَحْرِمْنِیْ، وَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِیَّتِهٖ صَبْرِیْ، فَلَمْ یَخْذُلْنِیْ، وَیَامَنْ رَاٰنِیْ عَلَی الْخَطَایَا، فَلَمْ یَفْضَحْنِیْ))

(کنز العمال)

اے اللہ! آپ کے بے شمار انعامات کا ہر ذرّہ کائنات کی لسان سے ہم شکر ادا کرتے ہیں اور شکر کا حق ادا نہ کرنے کی تقصیر پر ندامت کے ساتھ استغفار کرتے ہیں۔

آیت ''وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ'' کی تفسیر

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق نسبت عصیان جائز نہیں، بعض نادان لوگوں کو ''عَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ'' سے شبہ ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے عصیان صادر ہوا، لیکن یہ جہل عظیم ہے۔ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عصیان سے آپ کے نسیان کو تعبیر فرمایا ہے بوجہ آپ کے علوشان اور علو مرتبت بقاعدہ ''حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ پارہ: ۱۶، صفحہ: ۲۷۵ پر ارقام فرماتے ہیں کہ یہ تعبیر ''یَدُلُّ عَلَی اسْتِعْظَامِ ذٰلِكَ مِنْهُ لِعُلُوِّ شَأْنِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ'' اور فرماتے ہیں کہ نسبت عصیان کی اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ جائز نہیں ہے پھر کیسے جائز ہوگی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔

نیز اکل شجرہ کا واقعہ قبل عطاء نبوت کا ہے جس پر یہ آیت دلالت کرتی ہے ''ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ'' پھر ان کو ان کے رب نے (زیادہ) مقبول بنالیا۔

نیز یہ عصیان درحقیقت نسیان تھا۔ جیسا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی، پارہ: ۱۶، صفحہ: ۲۷۰ پر ارقام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ ارشاد

Marfat.com

فرماتے ہیں: ”فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا أَیْ عَلَی الذَّنْبِ فَإِنَّهٗ -عَلَیْهِ السَّلَامُ- أَخْطَأَ. وَلَمْ یَتَعَمَّدْ“ پس حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے اور ہم نے ان کے اندر کسی قسم کا ارادہ اور عمد گناہ کا نہ پایا۔ (نکرہ تحت النفی فائدہ عموم کا دیتا ہے) یہ محض سہو اور چوک تھا، لیکن بڑوں کی چوک اور سہو کو بھی عظیم سمجھا جاتا ہے، اس لیے آپ کی شانِ عظمت کے اظہار کے لیے نسیان کو عصیان سے تعبیر فرمایا گیا (چونکہ علم الٰہی میں تھا کہ بعض نادان اس آیت سے مقامِ نبوت کو اپنے قلم سے مجروح کر کے ”ضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا“ (گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے) کے مصداق ہوں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی دوسری آیت سے اس عصیان کی تفسیر نسیان سے فرمادی۔

آیت ”مَعِیْشَةً ضَنْكًا“ کی تفسیر

{وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا}

[سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۲۴]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے اعراض کرتے ہیں۔ اُن کی زندگی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کو تلخ زندگی دنیا ہی میں دی جاتی ہے۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ غفلت عن الحق سے قلب کا سکون چھن جاتا ہے اور قناعت، زاہد اور توکل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ پس یہ شخص ”شَدِیْدُ الْحِرْصِ عَلَی الدُّنْیَا“ ہوجاتا ہے اور ”مُتَهَالِكٌ لِاِزْدِیَادِهَا خَائِفٌ مِّنْ انْتِقَاصِهَا“ یعنی ہر وقت دنیا کی زیادتی کے لیے ہلاک ہوتا رہتا ہے اور دنیا کی کمی سے خوفزدہ رہتا ہے۔ یہی تلخ زندگی ہے۔ (روح المعانی، پارہ:۱۶، صفحہ:۲۷۷)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ اگر شہوت کے گناہ میں مبتلا ہے تو اس کو ہر وقت خوف رہتا ہے کہ کسی کو کہیں اطلاع نہ ہوجاوے۔ پس یہ بھی تلخ زندگی ہے اور مَعِیْشَةً ضَنْكًا ہے۔

Marfat.com

نگاہِ اقرباء بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک اُن کی کیا بدلی کہ کُل سارا جہاں بدلا
جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
اور پھیرا جس طرف سے رُخ بیاباں ہو گیا

آیت ''وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ'' کی تفسیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے اوپر اپنی جانب سے محبتِ عظیمہ ڈال دی ہے پس جو آپ کو دیکھے گا محبت کرے گا۔ روح المعانی، جلد: ۱۶، صفحہ: ۱۸۹ پر ارقام ہے: ''أَیْ مَحَبَّةً عَظِیْمَةً کَائِنَةً مِّنِّیْ قَدْ زَرَعْتُهَا فِی الْقُلُوْبِ فَکُلُّ مَنْ رَّاٰكَ أَحَبَّكَ بِحَیْثُ لَا یَصْبِرُ عَنْكَ'' محبتِ عظیمہ اپنی جانب سے دلوں میں بو دی ہے پس جو آپ کو دیکھے گا آپ سے محبت کرے گا اور آپ سے صبر نہ کر سکے گا۔ آگے ارقام فرماتے ہیں: ''کَانَ فِیْ عَیْنَیْهِ مَلَاحَةٌ مَا رَاٰہُ أَحَدٌ إِلَّا أَحَبَّهٗ'' آپ کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے خاص ملاحت پیدا فرما دی تھی جس سے جو بھی آپ کو دیکھتا تھا پیار کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ یہاں سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ حسن کا مدار آنکھوں کی ملاحت پر ہے۔ اگر تمام جسم حسین ہو اور آنکھیں خراب ہوں تو حسن بے بنیاد ہو جاتا ہے۔ آگے ارقام فرماتے ہیں کہ حکمِ الٰہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب دریائے نیل میں تابوت کے اندر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ڈال دیا تو یہ تابوت فرعون کے محل کے پاس ساحل کے قریب گذرا اور فرعون اپنی اہلیہ کے ساتھ ساحل پر تفریح کر رہا تھا۔ اس تابوت کے دیکھتے ہی اس نے اعلان کیا کہ جو اس کو اُٹھا لائے گا اس کو آزاد کر دوں گا۔ اس وقت اس کے پاس چار سو غلام اور جاریہ تھیں، ایک غلام دوڑ کر اس کو اُٹھا لایا۔ کھول کر دیکھا تو ایک بچہ ہے جو أَصْبَحُ النَّاسِ اور أَجْمَلُ النَّاسِ ہے۔ اس خوشی

Marfat.com

میں اس نے سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔ (اللہ تعالیٰ کے مقبولین کی کیا شان ہے کہ جس طرف سے گذرتے ہیں رحمتِ حق کا نزول ہوتا ہے)

پھر حضرتِ آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ''قُرَّةُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ'' یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس کو مت قتل کرو۔ ''فَقَالَ لَهَا: يَكُونُ لَكِ وَأَمَّا أَنَا فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ'' فرعون نے کہا کہ یہ بچہ تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور بہرحال میں پس مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ امام نسائی اور ایک جماعت نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((لَوْ أَقَرَّ فِرْعَوْنُ بِأَنْ يَكُونَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَهُ كَمَا قَالَتِ امْرَأَتُهُ لَهَدَاهُ اللهُ تَعَالَى بِهِ كَمَا هَدَى بِهِ امْرَأَتَهُ وَلٰكِنَّ اللهَ تَعَالَى حَرَمَهُ ذَالِكَ))

(سنن النسائی، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر فرعون بھی اقرار کرتا کہ یہ بچہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جس طرح اس کی بیوی نے کہا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت فرما دیتا۔ جیسا کہ ہدایت کی اس قول کی برکت سے اس کی عورت کو لیکن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس نعمت سے محروم رکھا۔ (روح المعانی، پارہ:۱۶، صفحہ:۱۸۹)

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ مقبولین بندوں کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا چاہیے اور زبان سے کہنا بھی چاہیے کہ اس کی برکت سے ہدایت کے دروازے کھلتے ہیں اور اس کے عکس سے وبال کا خطرہ ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ شانہٗ)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان کرامت

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح نسخہ میں امام احمد بن محمد بن حنبل ہے۔ یہ مقام بغداد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ کل عمر ۷۷ سال کی پائی۔ ان کی کتاب مسند احمد احادیث صحیحہ کا بہترین مجموعہ ہے۔

Marfat.com

ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ فقہ حنبلی کے امام ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کی مجالست آخرت کی مجلس ہوتی تھی۔ دنیا کی کوئی بات نہ ہوتی تھی۔

ان کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو نمازوں کے بعد اکثر یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''كُنْتُ أَسْمَعُ أَبِيْ كَثِيْرًا يَّقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِهٖ: اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِيْ عَنِ الْمَسْئَلَةِ لِغَيْرِكَ'' اے اللہ! جس طرح سے آپ نے ہمارے چہرہ کو دوسروں کو سجدہ کرنے سے محفوظ فرمایا ہے اسی طرح آپ ہمارے چہرے کو اپنے غیر سے سوال کرنے سے بھی محفوظ فرمایئے۔

قَالَ مَيْمُوْنُ بْنُ الْأَصْبَغِ: كُنْتُ بِبَغْدَادَ فَسَمِعْتُ ضَجَّةً قُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ يُمْتَحَنُ، فَدَخَلْتُ، فَلَمَّا ضُرِبَ سَوْطًا قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ. فَلَمَّا ضُرِبَ الثَّانِيْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. فَلَمَّا ضُرِبَ الثَّالِثَ قَالَ: اَلْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ. فَلَمَّا ضُرِبَ الرَّابِعَ قَالَ: لَنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا. فَضُرِبَ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ سَوْطًا وَّكَانَتْ تِكَّةُ أَحْمَدَ حَاشِيَةَ ثَوْبٍ فَانْقَطَعَتْ فَنَزَلَ السِّرْوَالُ إِلٰى عَانَتِهٖ فَرَمٰى أَحْمَدُ طَرْفَهٗ إِلَى السَّمَآءِ، فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ، فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنِ ارْتِقَاءِ السِّرْوَالِ، وَلَمْ يَنْزِلْ. فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بَعْدَ سَبْعَةِ أَيَّامٍ. فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ رَأَيْتُكَ تُحَرِّكُ شَفَتَيْكَ، فَأَيُّ شَيْءٍ قُلْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِيْ مَلَأْتَ بِهِ الْعَرْشَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ عَلَى الصَّوَابِ فَلَا تَهْتِكْ لِيْ سِتْرًا۔

میمون بن اصبغ فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں تھا۔ اچانک شور کی آواز سنی۔ دریافت کیا کہ یہ کیسا شور وغل ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ آج امام احمد کا امتحان ہو رہا ہے۔

Marfat.com

ہو رہا ہے عشق کا پھر امتحاں
آتے ہیں ہر سمت سے تیر و سناں
حق پرستی کی سزا جورِ عیاں
ہے یقیناً سنتِ پیغمبراں

حضرت میمون بن الاصبغ فرماتے ہیں پس میں بھی وہاں داخل ہوا۔ جب پہلا کوڑا مارا گیا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بِسْمِ اللّٰہِ'' جب دوسرا کوڑا مارا گیا تو فرمایا ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' جب تیسرا کوڑا مارا گیا تو فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں۔

مجھ کو جی بھر کے ستا لیں شوق سے
میں نہ کھولوں گا خلافِ حق زباں

''فَلَمَّا ضُرِبَ الرَّابِعَ قَالَ لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا'' جب چوتھا کوڑا مارا گیا تو فرمایا ''لَنْ یُّصِیْبَنَا الخ'' یعنی ہم کو ہر گز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے نفع کے لیے لکھ دی ہے۔

ہو خوشی یا درد و غم کی داستاں
سب میں شامل ان کا ہے لطفِ نہاں
ان کی مرضی پر مری قربان جاں
اللہ اللہ میں تھا اس قابل کہاں
ہے مدد پر جب مکینِ لامکاں
پھر کریں گے کیا مرے نامہرباں

اس طرح سے کل انتیس کوڑے مارے گئے۔ جس وقت کوڑے لگ رہے تھے آپ کے پاجامہ کا ازار بند کپڑے کا تھا جو ٹوٹ گیا۔ ''فَنَزَلَ السِّرْوَالُ اِلٰی عَانَتِہٖ'' پس پاجامہ آپ کے پیڑو تک اُتر گیا اور آپ ڈر گئے کہ نیچے گر جائے گا۔ پس آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہونٹوں کو ہلایا۔ پس

Marfat.com

پاجامہ بہت تیزی سے اُٹھ کر ناف تک پہنچ کر خود بخود بندھ گیا اور گرنے نہیں پایا۔

میمون ابن اصبغ کہتے ہیں کہ میں سات دن کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کیا کہہ رہے تھے؟ فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے اس نام کے صدقہ سے جس سے عرشِ اعظم کو آپ نے بھر دیا ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ مَلَئْتَ بِهِ الْعَرْشَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ عَلَى الصَّوَابِ فَلَا تَهْتِكْ لِيْ سِتْرًا'' اگر آپ جانتے ہیں کہ میں حق پر ہوں تو آپ میرا ستر نہ کھلنے دیجیے۔ پس فوراً دعا قبول ہوگئی۔

احمد بن محمد الکندی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، میں نے دریافت کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ''قَالَ غَفَرَلِیْ'' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا ''یَا أَحْمَدُ ضُرِبْتَ فِيَّ'' اے احمد! کیا میرے راستہ میں تجھے کوڑے مارے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! میرے رب۔ فرمایا یہ میرا چہرہ ہے تو جی بھر کے دیکھ لے۔ میں نے اپنا دیدار تیرے لیے مباح کر دیا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ خبر سنی کہ آپ کے کوڑے مارے گئے ہیں تو فرمایا کہ مجھے وہ قمیص بھیج دیجیے جو کوڑے مارنے کے وقت آپ کے جسم پر تھی۔ پس امام احمد نے وہ قمیص بھجوادی۔ ''فَغَسَلَهُ الشَّافِعِيُّ وَشَرِبَ مَآءَهُ'' پس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قمیص کو دھو کر اس کا پانی پی لیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''وَهٰذَا مِنْ أَجَلِّ مَنَاقِبِهٖ'' یہ ان کے مناقب میں عظیم الشان واقعہ ہے، کیونکہ امام شافعی امام احمد کے استاد تھے جس دن آپ کی وفات ہوئی اور بغداد کی سڑکوں سے آپ کا جنازہ گذر رہا تھا، اس دن بیس ہزار غیر مسلم مسلمان ہوگئے۔ ''أَسْلَمَ یَوْمَ وَفَاتِهٖ عِشْرُوْنَ أَلْفًا''

Marfat.com

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

یہ ہے اللہ والوں کے جنازہ کی شان کہ جسے دیکھ کر اتنے کفار مسلمان ہو گئے بدون وعظ کے۔

اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ۔

گرچہ تفسیرِ زباں روشنگر است
لیک عشقِ بے زباں روشن تر است

یعنی زبان سے تفسیر اگرچہ روشنگر ہے لیکن عشق بے زبان ہی جو تفسیر کرتا ہے وہ روشن تر ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں۔

جل کے اُٹھے گا نشیمن سے دُھواں
آہ جائے گی نہ میری رائیگاں

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو سو تیس سال کے بعد جب آپ کی قبر کے قریب کسی معزز شہری کو اُن کے پہلو میں دفن کیا جا رہا تھا تو ان کی قبر اچانک کھل گئی۔ ''فَوُجِدَ کَفَنُهٗ صَحِيْحًا لَمْ يَبْلَ، وَجُثَّتُهٗ لَمْ تَتَغَيَّرْ'' پس آپ کا کفن بالکل صحیح و سالم پا گیا اور آپ کے جسمِ مبارک میں کسی قسم کا تغیر نہیں تھا گویا کہ ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۲۲)

کیا مٹائے گا مرا نام و نشاں
جس کے قبضہ میں نہیں سُود و زیاں
آ نہیں سکتی کبھی اس میں خزاں
گلستاں ہے عشق کا یہ گلستاں

(عرفانِ محبت)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے بیٹے صالح بیان کرتے ہیں

Marfat.com

کہ والد صاحب نے پانچ حج کیے تھے جن میں سے تین پیدل کیے تھے۔

امام ابوداؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کَانَ مَجَالِسُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلَ مَجَالِسَ الْاٰخِرَۃِ لَایُذْکَرُ فِیْھَا شَیْءٌ مِنْ أَمْرِ الدُّنْیَا" امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسیں خالص آخرت کی مجلسیں ہوتی تھیں جن میں دنیا کی کوئی بات نہ ہوتی تھی۔ اصغر گونڈوی نے کیا خوب کہا ہے۔

یہاں تو اک پیغامِ جنوں پہنچا ہے مستوں کو
انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

فضیلتِ علم اور علماء

قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

{وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط}

[سورۃ المجادلۃ، آیت: ۱۱]

ایمان والوں میں سے جن کو علمِ دین عطا ہوا ہے ان کے اخروی درجات کو اللہ تعالیٰ بلند کر دے گا۔ (از بیان القرآن)

اس سے قبل "یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ لا" ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "اللہ تعالیٰ اس حکم کی اطاعت سے تم میں ایمان والوں کے درجات کو بلند کر دے گا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مجلس میں مجمع زیادہ تھا۔ کچھ اہلِ بدر آئے تو ان کو کہیں جگہ نہ ملی اور نہ اہلِ مجلس ہل ہل کر بیٹھ گئے کہ جگہ کھل جاتی۔ آپ نے جب یہ دیکھا تو بعضے آدمیوں کو مجلس سے اٹھنے کے لیے فرما دیا۔ منافقین نے طعن کیا کہ یہ کون سی انصاف کی بات ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کر جو اپنے بھائی کے لیے جگہ کھول

Marfat.com

دے۔ سو لوگوں نے جگہ کھول دی اس پر آیت "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا الخ" نازل ہوئی۔ (رواہ ابن کثیر عن ابن ابی حاتم)

مجموعہ اجزاء روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل آپ نے جگہ کھولنے کے لیے فرمایا ہوگا۔ سو بعضوں نے تو جگہ کھول دی جو کافی نہ ہوئی ہوگی اور بعض نے جگہ نہیں کھولی۔ آپ نے تا دیباً یعنی ادب سکھانے کے لیے یا اس قاعدے کے مطابق کہ علم حاصل کرنے میں طلبہ باری باری سے آتے ہیں، جیسا کہ عربی مدارس میں ہوتا ہے اُن کو اُٹھ جانے کے لیے فرمایا جو کہ منافقین کو ناگوار ہوا۔ "حَتّٰی عُرِفَتْ کَرَاھَۃٌ فِیْ وُجُوْھِھِمْ۔" (کذا فی الروح)

حضرت حکیم الامت تحریر فرماتے ہیں کہ اس امر کے امتثال کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں:

(۱)... غیر اہلِ ایمان جو کسی مصلحت دنیویہ سے مان لیں جیسے منافقین وہ تو بقید مِنْکُمْ کے اس وعدہ سے خارج ہیں۔

(۲)... دوسرے اہلِ ایمان غیر اہل علم، ان کے لیے نفس رفع درجات ہے۔

(۳)... تیسرے اہلِ ایمان اہلِ علم چونکہ بوجہ معرفت وعلم کے ان کے امتثال کا منشاء زیادہ خشیت اور زیادہ خلوص ہے جس سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے، ان کے لیے مزید رفع درجات ہے۔ جیسا کہ آیات مذکورہ میں ذکر اہل ایمان کے بعد اہلِ علم کا خصوصیت سے الگ تذکرہ کیا گیا حالانکہ یہ اہلِ ایمان میں شامل تھے۔ اس اسلوب بیان کا نام "التخصیص بعد التعمیم" ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے اہلِ علم کی تعظیم ثابت ہوتی ہے اور عام مؤمنین سے اہلِ علم ایمان والوں کو بذریعہ عطف الگ بیان کرنا "کَاَنَّھُمْ جِنْسٌ اٰخَرُ" گویا کہ یہ لوگ دوسری جنس ہیں۔ اس سے علماء کا عظیم الشان مقام واضح ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

Marfat.com

ارشاد فرماتے ہیں "مَا خَصَّ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعُلَمَآءَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ مَا خَصَّھُمْ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں علماء کی جو خصوصیت بیان فرمائی ہے ایسی خصوصیت پورے قرآن میں نہیں بیان فرمائی۔

علماء کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ

از: تفسیر روح المعانی

حدیث نمبر ا:

((عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ))

(سنن الترمذی و سنن ابی داؤد)

ترجمہ: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت چودھویں کی رات میں تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۲:

((عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَنْ جَآءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ))

(سنن الدارمی)

ترجمہ: طالب علمی کی حالت میں جس کو موت آجائے اور اس طالب علم کا مقصد اسلام کو زندہ کرنا ہو تو اس عالم اور انبیاء کے درمیان ایک درجہ ہے۔ یعنی انبیاء کے مقام اور اس کے مقام میں ایک درجہ کا فصل ہے۔

حدیث نمبر ۳:

((قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَ الْعَالِمِ وَالْعَابِدِ مِأَةُ دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ

Marfat.com

دَرَجَتَيْنِ حُضْرُ الْجَوَادِ الْمُضَمَّرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً))

(سنن الدارمی)

ترجمہ: عالم اور عابد کے درمیان سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان میں اتنا فاصلہ ہے کہ جس فاصلہ کو تیز رو تضمیر کیا ہوا گھوڑا ستر سال میں طے کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۴:

((وَقَالَ: -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ. اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ))

(سنن الدارمی)

ترجمہ: قیامت کے دن تین قسم کے حضرات شفاعت کریں گے (۱) انبیاء (۲) علماء (۳) شہداء

حدیث نمبر ۵:

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- خُيِّرَ سُلَيْمَانُ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْمُلْكِ وَالْمَالِ. فَاخْتَارَ الْعِلْمَ. فَأَعْطَاهُ اللهُ تَعَالٰى الْمُلْكَ وَالْمَالَ تَبَعًا لَهٗ))

(سنن الدارمی)

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا علم اور ملک اور مال کے درمیان۔ پس آپ نے علم کو اختیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس اخلاص کی برکت سے آپ کو علم بھی عطا فرمایا اور علم کی بدولت ملک اور مال بھی عطا فرمایا۔

حدیث نمبر ۶:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَجْمَعُ اللهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَمْ أَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ أَلَا وَأَنَا أُرِيْدُ بِكُمُ الْخَيْرَ اذْهَبُوْا إِلَى الْجَنَّةِ.

Marfat.com

فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ))

(مسند أبي حنيفة رحمة الله)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کو جمع فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ میں نے تمہارے قلوب میں علم وحکمت نہیں رکھی تھی، مگر اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا تھا۔ پس جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ اور میں نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا جو تم سے صادر ہوئے تھے۔

بعض مفسرین نے آیت مذکورہ کے متعلق یہ تفسیر بھی کی ہے: "يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الَّذِيْنَ لَمْ يُؤْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" اہلِ علم ایمان والوں کو غیر اہلِ علم ایمان والوں پر درجات کثیرہ کی فضیلت ہے۔ (روح المعانی، پارہ:۲۸، صفحہ:۲۹)

نوٹ: علم سے مراد علم شرعی ہے۔ (کذا فی الروح)

"وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ (أَيِ الْعِلْمَ الشَّرْعِيَّ) فَهُوَ شَهِيْدٌ" علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس شخص کی موت طالب علمی کے زمانہ میں ہو اس کو شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ طلب علم کی حالت میں موت شہادت ہے۔ اگرچہ پورا انہماک نہ ہو کہ ایک دن میں صرف ایک ہی درس لیتا ہو تو وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہے۔ "إِنْ كَانَ لَهُ اشْتِغَالٌ بِهٖ تَأْلِيْفًا أَوْ تَدْرِيْسًا أَوْ حُضُوْرًا فِيْمَا يَظْهَرُ وَلَوْ كُلَّ يَوْمٍ دَرْسًا وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْاِنْهِمَاكَ" علم کے ساتھ اشتغال کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ تالیف کا سلسلہ ہو یا تدریس کا یا صرف کسی درس میں شامل ہوتا ہو اگرچہ ایک دن میں ایک ہی درس ہو یعنی انہماک مراد نہیں۔ (فتاوی شامیہ، جلد:۱، صفحہ:۶۷۳)

علامہ ابنِ کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ علماء کی فضیلت میں ابنِ ماجہ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نافع بن عبد الحارث کی

Marfat.com

عسفان میں ملاقات ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ پس فرمایا کہ اے نافع! تم نے مکہ میں اپنی جگہ کس کو نائب بنایا ہے؟ نافع نے جواب دیا کہ میں نے اپنے غلاموں میں سے ایک غلام ابن البزی کو نائب بنایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے ایک غلام کو اپنا خلیفہ بنایا؟ جواب دیا کہ وہ کتاب اللہ کے قاری ہیں اور فرائض کے عالم ہیں اور علمِ قضاء سے بھی واقف ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خوب غور سے سنو! کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ قَوْمًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ))

اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب کے ذریعہ سے قوموں کو بلندی دیتا ہے بوجہ ان کی اطاعت کے اور علم کتاب کے اور اسی کتاب کے ذریعہ دوسری قوموں کو ذلیل کرتا ہے بسبب ان کی ناقدری کے۔ (ابنِ کثیر، جلد: ۴، صفحہ: ۳۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ}

[سورۃ الزمر، آیت: ۹]

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہیے کہ علم والے اور جہل والے کہیں برابر ہوتے ہیں؟ (بیانُ القرآن)

نوٹ: عالم سے مراد باعمل عالم ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ کا ہر نافرمان جاہل ہے، جو علم سبب عمل نہ ہو وہ شریعت میں علم نہیں۔ "مَنْ عَصَى اللّٰهَ فَهُوَ جَاهِلٌ لِأَنَّ الْعِلْمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ مُوْرِثًا لِلْعَمَلِ فَلَيْسَ عِلْمًا فِي الشَّرِيْعَةِ" (مرقاۃ المفاتیح، جلد: ۴، صفحہ: ۳۳۳)

علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

ترجمہ: جو علم حق تعالیٰ تک نہ پہنچادے وہ جہالت ہے۔

Marfat.com

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

ترجمہ: علم وہ ہے جو عمل کا راستہ کھول دے اور راہ وہ ہے جو حق تعالیٰ تک پہنچادے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ارشاد ہے: ''کُلُّ مَنْ عَصَی اللّٰہَ فَھُوَ جَاھِلٌ أَجْمَعَ عَلَیْہِ أَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی کرے وہ جاہل ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۹، صفحہ:۱۳۲)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ اور ''ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ'' کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں ''فَیَعْمَلُوْنَ بِمُقْتَضٰی عِلْمِھِمْ'' اور ''وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ'' کی تفسیر ''بِمُقْتَضٰی جَھْلِھِمْ وَضَلَالِھِمْ'' سے فرمائی ہے یعنی اہلِ علم وہ ہیں جو اپنے علم کے مقتضیٰ پر عمل کرتے ہیں اور جاہل وہ ہیں جو جہل کے مقتضیٰ پر عمل کرتے ہیں۔ (روح المعانی، جلد:۲۳، صفحہ:۲۴۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''کُوْنُوْا رَبَّانِیّٖنَ'' کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے ''أَیْ کُوْنُوْا حُکَمَآءَ وَعُلَمَآءَ وَفُقَھَآءَ'' یعنی ربانی وہ شخص ہے جو صاحب حکمت، صاحبِ علم، صاحب فقہ ہو اور کہا جاتا ہے: ''اَلرَّبَّانِیُّ ھُوَ الَّذِیْ یُرَبِّی النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ کِبَارِہٖ'' ربانی وہ شخص ہے جو لوگوں کی تربیت کرتا ہو آسان مسائل سے قبل مشکل مسائل کے۔

(صحیح البخاری، جلد:۱، صفحہ:۱۶)

Marfat.com

علماء سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

{اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۝}

[سورۃ الفاطر، آیت: ۲۸]

ترجمہ: خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔ (بیان القرآن)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِالْعُلَمَآءِ الْعَالِمُوْنَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَبِمَا یَلِیْقُ بِهٖ مِنْ صِفَاتِهِ الْجَلِیْلَةِ وَأَفْعَالِهِ الْحَمِیْدَةِ وَسَائِرِ شُئُوْنِهِ الْجَمِیْلَةِ، لَا الْعَارِفُوْنَ بِالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ مَثَلاً فَمَدَارُ الْخَشْیَةِ ذَالِكَ الْعِلْمُ، لَا هٰذِهِ الْمَعْرِفَةُ، فَكُلُّ مَنْ كَانَ أَعْلَمَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی كَانَ أَخْشٰی" علماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی ذات و صفات کی عظمتوں سے باخبر ہیں نہ یہ کہ صرف صَرف ونحو کے جاننے والے وغیرہ۔ پس خشیت کا مدار اللہ تعالیٰ کی معرفت کے علم پر ہے جو جتنا ہی عارف باللہ ہوتا ہے اُتنا ہی اللہ سے ڈرنے والا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰهِ وَاَخْشَاکُمْ بِهٖ" یعنی اے لوگو! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ (روح المعانی، جلد: ۲۲، صفحہ: ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ" "هٰذِهِ الْاٰیَةُ تَعْلِیْلٌ لِوُجُوْبِ الْخَشْیَةِ" یہ آیت وجوب خشیت کی علت بیان کرتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ زبردست طاقت والے ہیں تو ان کو انتقام پر بھی کمالِ قدرت حاصل ہے اور کامل القدرت سے ڈرنا عین مقتضائے عقل ہے اور مغفرت ورحمت کا تعلق نہیں قائم ہوتا ہے مگر اس ذات سے جو سزا پر قادر ہو۔ پس عزیز اور غفور کا ربط واضح ہو گیا۔

Marfat.com

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور خشیت کے آثار ہر وقت ان کے چہرے پہ نمایاں رہتے تھے۔ (روح المعانی، جلد: ۲۲، صفحہ: ۱۹۲)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں ''وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط'' کی تفسیر میں ''يَرْفَعُ اللهُ الْمُؤْمِنَ الْعَالِمَ عَلَى الْمُؤْمِنِ غَيْرِ الْعَالِمِ وَرَفْعَةُ الدَّرَجَاتِ تَدُلُّ عَلَى الْفَضْلِ'' یعنی اللہ تعالیٰ مؤمن عالم کو فضیلت عطا فرماتے ہیں مؤمن غیر عالم پر۔ درجات کی رفعت دلالت کرتی ہے علم کی فضیلت پر۔ ''وَالْمُرَادُ بِالْعِلْمِ الْعِلْمُ الشَّرْعِيُّ'' اور یہاں علم سے مراد علم شرعی ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان فرمایا جب ان کے زمانہ میں ایک غلام کو مکہ شریف کا گورنر بنایا گیا کیونکہ وہ کتاب اللہ کا عالم اور قاری تھا۔

(فتح الباری، جلد: ۱، صفحہ: ۱۴۱)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور علم کی زیادتی کی دعا کی مطلوبیت ثابت ہو جاتی ہے۔ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کی زیادتی کی دعا کے علاوہ کسی چیز کی زیادتی کی دعا کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اس کے ثبوت میں یہ روایت لکھی ہے:

((عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ
اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ))

(سنن الترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے اللہ! مجھے نفع عطا فرمایئے ان علوم سے جو آپ نے مجھے سکھائے اور سکھا دیجیے ایسے علوم جو نافع ہوں مجھ کو

Marfat.com

اور میرے علم کو زیادتی نصیب فرمایئے اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے ہر حال میں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

((اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ اِیْمَانًا وَّفِقْھًا وَّیَقِیْنًا وَّعِلْمًا))

(روح المعانی، ج:۲، ص:۲۶۹)

ترجمہ: اے اللہ میرے ایمان اور فقہ میں اور یقین و علم میں زیادتی عطا فرما۔

اور حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وَمَا ھٰذَا اِلَّا لِزِیَادَةِ فَضْلِ الْعِلْمِ'' یعنی یہ سب علم کی فضیلت کی زیادتی پر دلالت ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فضیلت علم کے سلسلہ میں ایک حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذر! (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لیے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا عمل نہ ہو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (سننِ ابنِ ماجہ)

فائدہ: اس حدیث سے علم حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہوسکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ؟ یہ غلطی ہے۔ دیکھو! اس میں صاف فرمادیا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ اس کی تین وجہ ہیں:

(۱)... ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے۔

(۲)... دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی تو

Marfat.com

عمل کی بھی توفیق ہوجائے گی۔

(۳)... تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلادے گا یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔ (حیاۃ المسلمین، روح دوم، صفحہ:۷۹-۸۰)

فضیلتِ علم

از: تفسیر کبیر، جلد:۲، صفحہ:۱۹۸ تا ۲۰۰

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے علم کی فضیلت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں اپنی حکمت کے کمال کو صفت علم کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔ اگر علم سے اشرف کوئی شے ہوتی ''لَكَانَ مِنَ الْوَاجِبِ اِظْهَارُ فَضْلِهٖ بِذٰلِكَ الشَّيْءِ'' تو ضروری ہوتا اظہار کرنا اس شے کے ذریعہ اپنے فضل کا، مگر اللہ تعالیٰ نے علم کی نعمت کو اپنے فضل کے اظہار کے لیے منتخب فرما کر علم کے اشرف وافضل ہونے کو واضح فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں علماء کے پانچ مناقب بیان فرمائے ہیں۔ ''فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَصَفَ الْعُلَمَآءَ فِيْ كِتَابِهٖ بِخَمْسِ مَنَاقِبَ''

قرآنِ پاک میں علماء کے پانچ اوصاف

(۱)... اَلْاِيْمَانُ:

{وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ}

[سورۃ آلِ عمران، آیت:۷]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں۔ (بیان القرآن)

(۲)... اَلتَّوْحِيْدُ وَالشَّهَادَةُ:

Marfat.com

{شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ}

[سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۸]

ترجمہ: گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس کی ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں ہے اور فرشتوں نے بھی اور اہلِ علم نے بھی۔ (بیان القرآن)

(۳)... اَلْبُكَآءُ:

{وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا}

[سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۱۰۹]

ترجمہ: (حق تعالیٰ اہلِ علم کے بارے میں فرماتے ہیں) اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کا خشوع بڑھا دیتا ہے۔

(۴)... اَلْخُشُوْعُ:

{اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا}

[سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۱۰۷]

ترجمہ: بے شک جن کو قرآن سے قبل علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بَل گر پڑتے ہیں سجدہ میں۔

(۵)... اَلْخَشْيَةُ:

{اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط}

[سورۃ الفاطر، آیت:۲۸]

ترجمہ: خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد:۲، صفحہ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ط}

[سورۃ الرعد، آیت:۱۷]

Marfat.com

اس آیت کے متعلق بعض لوگوں نے فرمایا ہے کہ سیل سے مراد یہاں علم ہے، حق تعالیٰ نے علم کو پانی سے پانچ وجوہ کے سبب تشبیہ دی ہے:

(۱)... اِنَّ الْمَطَرَ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ کَذٰلِكَ الْعِلْمُ مِنَ السَّمَآءِ بارش آسمان سے اُترتی ہے اسی طرح علم بھی آسمان سے اُترتا ہے۔

(۲)... اِنَّ صَلَاحَ الْاَرْضِ بِالْمَطَرِ فَاِصْلَاحُ الْخَلْقِ بِالْعِلْمِ۔ بے شک زمین کی درستگی بارش سے ہوتی ہے، پس مخلوق کی اصلاح علم سے ہوتی ہے۔

(۳)... اِنَّ الزَّرْعَ وَالنَّبَاتَ لَا یَخْرُجُ بِغَیْرِ الْمَطَرِ کَذٰلِكَ الْاَعْمَالُ وَالطَّاعَةُ لَا تَخْرُجُ بِغَیْرِ الْعِلْمِ۔ بے شک کھیتی اور پودے بغیر بارش کے نہیں نکلتے اسی طرح اعمال اور اطاعت بغیر علم کے نہیں نکلتے۔

(۴)... اِنَّ الْمَطَرَ فَرْعُ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ کَذٰلِكَ الْعِلْمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ فَرْعُ الْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ۔ بارش فرع ہے کڑک اور بجلی کی اسی طرح علم فرع ہے وعدہ اور وعید کی۔

(۵)... اِنَّ الْمَطَرَ نَافِعٌ وَضَارٌّ کَذٰلِكَ الْعِلْمُ نَافِعٌ وَضَارٌّ۔ بے شک بارش نافع بھی ہے اور نقصان دہ بھی ہے۔ اسی طرح علم نافع بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔

"نَافِعٌ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ وَضَارٌّ لِمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِهٖ" علم پر عمل کرنے والوں کے لیے علم نفع مند ہوتا ہے اور علم پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔

بہت سے خدا کی یاد دلانے والے خود خدا سے غافل ہیں اور بہت سے خدا سے ڈرانے والے خود خدا پر جری ہیں اور بہت سے خدا سے قریب کرنے والے خود خدا سے دور ہیں اور بہت سے خدا کی طرف دعوت دینے والے خدا سے بھاگے ہوئے ہیں اور بہت سے خدا کی کتاب کی تلاوت کرنے والے خدا کی آیات کی کھال اُتارنے والے ہیں۔

Marfat.com

گلشنِ دنیا کی زینت پانچ چیزوں سے ہے

(۱) عِلْمُ الْعُلَمَآءِ (۲) عَدْلُ الْاُمَرَآءِ (۳) عِبَادَةُ الْعِبَادِ

(۴) اَمَانَةُ التُّجَّارِ (۵) نَصِيحَةُ الْمُحْتَرِفِيْنَ۔

(پیشہ وروں کا پیشہ) پس ابلیس پانچ جھنڈے لے کر آیا اور ان پانچوں کے پاس ان کو گاڑھ دیا۔ (۱) علم کے پاس حسد کا جھنڈا (۲) عدل کے پاس ظلم کا جھنڈا (۳) عبادت کے پاس ریاء کا جھنڈا (۴) امانت کے پاس خیانت کا جھنڈا (۵) نصیحت کے پاس ملاوٹ کا جھنڈا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت تابعین پر پانچ وجوہ سے تھی:

(۱) کسی چیز کا حکم دوسروں کو نہ فرماتے جب تک اس کو خود نہ کر لیتے۔

(۲) کسی چیز سے لوگوں کو منع نہ فرماتے جب تک وہ خود اس سے نہ رُک جاتے۔

(۳) جو شخص ان سے کوئی چیز طلب کرتا علم سے یا مال سے تو آپ اس کو عطا فرمانے میں بخل نہ فرماتے۔

(۴) اپنی دولتِ علمیہ کے سبب لوگوں سے مستغنی رہتے۔

(۵) ان کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔

علم نافع کے لیے پانچ شرائط

جو شخص اپنے علم کو اپنے لیے مفید بنانا چاہے وہ اپنے اندر پانچ خوبیاں حاصل کرے:

(۱) فقر سے محبت کرنا تاکہ زیادہ دنیا کمانے سے فارغ رہے۔

(۲) عبادت کی محبت طلب ثواب کے لیے۔

Marfat.com

(۳) دنیا سے بے رغبتی یعنی زہد کی محبت طلب فراغ کے لیے۔
(۴) حکمت کی محبت طلب صلاح قلب کے لیے۔
(۵) خلوت کی محبت مناجات ربّ کے لیے۔

پانچ چیزوں کی طلب

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں طلب کرو:
(۱) عزت کو تواضع میں نہ کہ مال اور خاندان میں۔
(۲) مالداری کو طلب کرو قناعت میں نہ کہ کثرت میں۔
(۳) امن کو طلب کرو جنت میں نہ کہ دنیا میں۔
(۴) راحت کو طلب کرو قلت میں نہ کہ کثرت میں۔
(۵) علم کی منفعت کو طلب کرو عمل میں نہ کہ کثرتِ روایت میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

علم مال سے سات وجوہ سے افضل ہے:
(۱) علم میراثِ انبیاء ہے اور مال میراث ہے فراعنہ کی۔
(۲) علم نہیں کم ہوتا ہے خرچ سے اور مال اس کے برعکس ہے۔
(۳) مال محتاج ہوتا ہے پاسبان کا اور علم محافظ ہوتا ہے صاحبِ علم کا۔
(۴) جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا مال زمین کے اوپر رہ جاتا ہے اور علم داخل ہوتا ہے قبر میں صاحبِ علم کے ساتھ۔
(۵) مال حاصل ہوتا ہے مؤمن و کافر دونوں کو لیکن علم دین نہیں عطا کیا جاتا مگر مؤمن کو۔
(۶) ساری دنیا کے انسان دینی امور میں اہلِ علم کے محتاج ہوتے ہیں اور اہلِ علم صاحبِ مال کے محتاج نہیں ہوتے۔

Marfat.com

(۷) علم آدمی کو قوت دیتا ہے صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے اور مال اس کے برعکس ہے۔

مجالسِ علماء کی فضیلت

جو شخص علماء کے پاس بیٹھتا ہے اگرچہ وہ ان کے علم کو محفوظ نہ کر سکے سات نعمتیں پھر بھی اس کو حاصل ہوں گی:

(۱) طالب علموں کی فضیلت۔

(۲) جب تک اس مجلس میں رہے گا گناہوں سے محفوظ رہے گا۔

(۳) جب اپنے گھر سے طالب علم کے لیے نکلے گا تو اس پر رحمت نازل ہوگی۔

(۴) جب حلقۂ علم میں بیٹھے گا تو جو رحمت اہلِ علم پر نازل ہوگی اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا۔

(۵) جب تک یہ دین کی باتیں سنتا رہے گا کراماً کاتبین اس کے لیے اطاعت لکھتے رہیں گے۔

(۶) اگر کوئی علمی بات نہ سمجھنے سے غمگین ہوگا تو یہ غم اس کے لیے قربِ الٰہی کا وسیلہ بنے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے حدیث قدسی میں کہ:

((أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ لِأَجْلِي))

(المرقاۃ، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض)

یعنی میں ٹوٹے ہوئے دلوں سے بہت قریب ہوں۔

(۷) اس عالم کا اعزاز اپنی آنکھوں سے خود دیکھے گا اور اس کے مقابلہ میں نافرمانوں کی ذلت دیکھے گا تو فساق سے اس کو نفرت ہوگی اور علماء کی طرف میلان ہوگا۔

مختلف لوگوں کی صحبتوں کے اثرات

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس

Marfat.com

بیٹھنے سے آٹھ چیزیں پیدا ہوتی ہیں:
(۱) مالداروں کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی محبت اور رغبت۔
(۲) فقراء کے پاس بیٹھنے سے حق تعالیٰ کی تقسیم پر رضا اور شکر۔
(۳) سلاطین کے پاس بیٹھنے سے قساوت و کبر۔
(۴) عورتوں کے پاس بیٹھنے سے جہالت و شہوت۔
(۵) بچوں کے پاس بیٹھنے سے لہو و مزاح۔
(۶) نافرمانوں کے ساتھ بیٹھنے سے گناہوں پر جرأت اور توبہ میں سستی۔
(۷) صالحین کے ساتھ بیٹھنے سے عبادت میں رغبت۔
(۸) اور علماء کے پاس بیٹھنے سے علم اور پرہیزگاری میں ترقی۔

سات چیزوں کا علم سات حضرات کو دیا گیا

حق تعالیٰ شانہٗ نے سات چیزوں کا علم سات حضرات کو عطا فرمایا ہے:
(۱) تعلیمِ اسماء حضرت آدم علیہ السلام کو، ''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔''
(۲) حضرت خضر کو علمِ فراست، ''وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔''
(۳) حضرت یوسف علیہ السلام کو علمِ تعبیر، ''رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ۔''
(۴) حضرت داؤد علیہ السلام کو صنعتِ زِرہ کا علم، ''وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ۔''
(۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی کا علم، ''يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ۔''
(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توراۃ و انجیل کا علم، ''وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔''

Marfat.com

(۷) حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توحید و شریعت کا علم، ''وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔''

(تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۹۸-۱۹۹)

قیامِ لیل کی فضیلت مع فضیلتِ علم

علامہ علاء الدین، علی بن محمد خازن بغدادی اپنی تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ اعمال کا ذکر حق تعالیٰ شانہ نے ''اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا'' میں بیان فرمایا اور رات میں قیام لیل کو ترجیح فرمائی کیونکہ رات کو پوشیدگی زیادہ ہونے سے ریاء سے حفاظت آسان ہے۔ نیز رات کی تاریکی جمعیت اور سکون قلب کا باعث ہوتی ہے۔ اور ''نَظْرًا اِلَى الْاَشْيَآءِ'' سے محفوظ ہوتی ہے۔ پس جب قلب احوال خارجیہ کے اشتغال سے فارغ ہوتا ہے تو توجہ الی اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔ نیز رات میں نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور نفس کو جاگنا شاق ہوتا ہے۔ پس مشاہدہ بقدر مجاہدہ بڑھ جاتا ہے۔ پھر ان اعمالِ مذکورہ کو علم کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ختم فرمایا۔ ''هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط'' اِفْتَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْعَمَلِ وَخَتَمَهَا بِالْعِلْمِ أَنَّ الْعَمَلَ مِنْ بَابِ الْمُجَاهَدَاتِ وَالْعِلْمَ مِنْ بَابِ الْمُكَاشَفَاتِ'' اور یہی منتہائے مقام ہے۔ پس مجاہدہ اور مکاشفہ جمع ہو کر انسان کے کمالِ فضل پر دلالت کرتے ہیں۔

(تفسیر خازن، جلد: ۴، صفحہ: ۵۰)

اور علامہ علی خازن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط'' کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ ایمان والوں کو ان کی اطاعت کے سبب ان کو رفعت عطا فرماتے ہیں اور اہلِ علم ایمان والوں کو ان پر درجات کثیرہ سے فضیلت عطا فرماتے ہیں۔ غیر اہلِ علم اہلِ ایمان سے صرف جنت میں داخل ہونے کو کہا جاوے گا اور اہلِ ایمان

Marfat.com

اہلِ علم کو کہا جاوے گا کہ ابھی ٹھہرو، آپ لوگ دوسرے لوگوں کی شفاعت کیجیے۔ ''یُقَالُ لِلْعَالِمِ قِفْ وَاشْفَعْ فِی النَّاسِ'' یعنی علماء کرام کو شفاعت کا حق بھی عطا فرمایا جاوے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اس آیت سے خوب سمجھ لو کہ یہ آیت تم کو علم کے لیے ترغیب دینے والی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ الخ أَیْ یَرْفَعُ الْمُؤْمِنَ الْعَالِمَ فَوْقَ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَیْسَ بِعَالِمٍ دَرَجَاتٍ'' یعنی اللہ تعالیٰ مؤمن عالم کو مؤمن غیر عالم پر درجات کثیرہ سے فضیلت عطا فرمائیں گے۔

حدیث: قیس بن کثیر سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ سے شام حضرت ابوالدرداء کے پاس دمشق حاضر ہوا۔ فرمایا کیسے آئے ہو؟ عرض کیا کہ ایک حدیث جو آپ روایت کرتے ہیں، آپ سے براہِ راست سننے آیا ہوں۔ فرمایا کیا تم کو کوئی اور حاجت مثل تجارت وغیرہ نہیں۔ کہا کہ نہیں! صرف طلب حدیث کے لیے آیا ہوں۔

فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص علم کے لیے سفر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے قمر کی تمام ستاروں پر، علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء کی وِراثت دینار اور درہم کی نہیں ہوتی۔ صرف علم دین کی وراثت ہوتی ہے۔ پس جس نے پالیا علم دین کو بڑی دولت سے ہمکنار ہوا۔ (اخرجہ الترمذی وابوداؤد)

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ' جس کے لیے ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو علمِ دین کی نعمت عطا فرماتے ہیں۔ (تفسیر خازن، جلد: ۴، صفحہ: ۲۴۱)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیرِ مظہر میں ارقام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے عالم مؤمن کو غیر عالم مؤمن پر درجات کثیرہ کے ساتھ فضیلت کا اس آیت ''وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ'' میں اس لیے بیان فرمایا ہے کہ مؤمن عالم میں علم و عمل دونوں جمع ہیں۔ ''فَإِنَّ الْعَمَلَ إِذَا صَدَرَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُؤْتِيْ مِنَ الْأَجْرِ مَا لَا يُؤْتِيْ غَيْرَهُ، لِأَنَّهُ يُقْتَدٰى بِهٖ دُوْنَ الْجَاهِلِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ۔'' اہلِ علم سے جو عمل صادر ہوتا ہے اس کا اُمت بھی اقتداء کرتی ہے اور علم کی روشنی میں عمل زیادہ اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام کے اندر جس کسی نے اچھے عمل کی بنیاد رکھی تو اس کا اجر و ثواب بھی اسے ملے گا اور جو لوگ آئندہ اس پر عمل کریں گے۔ اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں سے کچھ کمی ہو۔ (مسلم شریف)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر ہے۔ (ترمذی شریف)

اہلِ علم کے لیے خصوصی نصیحت

حق تعالیٰ اہلِ علم کے فضل کو بیان فرما کر آگے ارشاد فرماتے ہیں:

''وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ'' اے اہلِ علم! اپنے اعمال کا بھی محاسبہ کرنا کہ مطابق اپنے علم کے عمل بھی کیا یا نہیں۔ ''فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ'' پس تم کو ان اعمال کی جزاء ملے گی۔ اس آیت کے اندر عمل کے اہتمام کی ترغیب دی گئی ہے۔

''فِيْهِ تَرْغِيْبٌ لِمَنْ عَمِلَ وَتَهْدِيْدٌ لِمَنْ لَّمْ يَتَمَثَّلِ الْأَمْرَ وَاسْتَكْرَهَهٗ۔''

Marfat.com

اس آیت میں ترغیب ہے عمل کی اور ڈانٹ ہے ان لوگوں پر جو عمل اور اطاعت نہیں کرتے اور امتثالِ امر کو ناگوار سمجھتے ہیں۔

(تفسیر مظہری، جلد:۹ و ۱۰، صفحہ:۲۲۴، ۲۲۵)

اہلِ علم کی مقبولیت کی علامت

اہلِ علم کی مقبولیت کی علامت ان حضرات کی خشیت اور عبدیت اور فنائیت ہے اور تکبر، پندار، تحقیر الناس، احساسِ برتری، جاہ اور مال طلبی، اہل اللہ کی دعاؤں اور صحبتوں سے اعراض اور استغناء علامت قساوت قلبی ہے۔

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
مرعسس رادید و درخانہ نہ شد

حقیقت یہ ہے کہ نورِ علم کا صحبت اہل اللہ کی برکتوں سے نکھرتا ہے کیونکہ عطر لگانے والے کے کپڑوں میں اگر پاخانہ لگا دیا جاوے تو پاخانہ کی بدبو سے عطر کی خوشبو مغلوب ہو جاوے گی۔ پس اہل اللہ کی صحبتوں سے تکبر و پندار و عجب جیسے تمام رذائل کا جب تزکیہ ہو جاتا ہے، پھر علم کی خوشبو خود اس عالم کو بھی مست کرتی ہے اور اس کے پاس جو بیٹھتے ہیں ان کو بھی مست کرتی ہے۔ صحبت اہل اللہ سے علم کا نور نفس کے اندھیروں کے بادلوں سے نجات پا جاتا ہے۔

نکھرتا آرہا ہے رنگ گلشن
خس و خاشاک جلتے جارہے ہیں

مولانا گنگوہی، مولانا نانوتوی، مولانا تھانوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے اپنے علوم میں جو برکتیں محسوس فرمائی تھیں ان کا ذکر ان حضرات نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ فرمایا ہے۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے علم دین کی جو مٹھائیاں کتابوں میں پڑھی تھیں جب حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں

Marfat.com

حاضری ہوئی تو وہاں کھانے کو ملیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا۔

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامالِ شو
بینی اندر خود علومِ انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستاء

ترجمہ: کچھ دن قیل و قال کو ملتوی کر کے صاحبِ حال بننے کے لیے کسی کامل کی صحبت میں رہ لو۔ پھر اس کی صحبت کی برکت سے بغیر کتاب اور استاد کے اپنے اندر علوم انبیاء کا فیضان محسوس کرو گے۔

صدر ہزاراں فضل دارد از علوم
جانِ خود را مے نہ داند ایں ظلوم

ترجمہ: اگر قلب میں تعلق مع اللہ اور خشیت نہ ہو تو ایسے شخص کو علم کی صفت لازمی حاصل نہیں۔ آگ ہو اور حرارت نہ ہو تو اس کو آگ کی صورت حاصل ہے حقیقت سے محروم ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص سینکڑوں علم و فضل رکھنے کے باوجود اپنے انجام اور میدانِ محشر کے نتیجہ سے بے خبر ہے۔

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تسلیم کہ حاصل تجھے ہر علم و ہنر ہے
لیکن یہ بتا کیا تجھے اپنی بھی خبر ہے
میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے

Marfat.com

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جانِ جملہ علم ہا این است و این
کہ بدانی من کیئم در یوم دین

ترجمہ: تمام علوم کی جان صرف یہ ہے کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن تیری کیا قیمت ہے۔ میدانِ محشر سے پہلے اہلِ علم، اہلِ عمل، اہلِ زہد وتقویٰ، اہلِ تصوف کسی کو بھی اپنی قیمت لگانا عقلاً اور نقلاً نادانی ہے۔

حقیقی علم پر خشیت کے آثار لازم ہیں

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم رکھنے والا ہوں اور سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خشیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا اور کبھی فرماتے کہ کاش! میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔

ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے، پیتا ہے، درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں، کاش! ابوبکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔ (حکایاتِ صحابہ از شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خشیت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کاش! میں یہ تنکا ہوتا اور کبھی فرماتے کہ کاش! مجھے میری ماں نے جنا ہی

Marfat.com

نہ ہوتا۔ (بحوالہ بالا)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خشیت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک شب تمام رات "وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ" پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ مطلب اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو حکم ہوگا کہ دنیا میں تو سب ملے جلے رہے مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ۔ اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جائے تھوڑا ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہوگا یا فرمانبرداروں میں۔ (بحوالہ بالا)

حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ایک مسجد میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ساری مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایک شخص نے اعلان کیا کہ اس مسجد میں جو سب سے برا انسان ہو وہ باہر آ جائے۔ سب سے پہلے حضرت جنید دوڑ کر مسجد سے باہر آئے اور اعلان فرمایا کہ میں سب سے برا ہوں۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو فرمایا کہ اسی چیز نے تو جنید کو جنید بنایا ہے۔

حکایت حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ مصر میں سخت قحط سالی ہوئی۔ لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش فرمائے۔ حضرت ذوالنون مصری مصر سے باہر جنگل میں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگی کہ اے اللہ! مصر میں سب سے زیادہ نالائق سب سے زیادہ گنہگار ذوالنون نے مصر خالی کر دیا ہے۔ اب آپ اپنی بارش رحمت کی فرما دیجیے۔ حضرت کی اس فنائیت اور تواضع پر دریائے رحمت جوش

Marfat.com

میں آیا اور خوب بارش ہوئی۔

ازیں بر ملائک شرف داشتند
کہ خودرا بہ از سگ نہ پندا شتند

ترجمہ: خاصانِ خدا اسی واسطے شرف میں ملائکہ سے بڑھ جاتے ہیں کہ خود کو کتے سے بھی بہتر نہیں سمجھتے۔

حکایت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایک بار حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساری رات کعبۃ اللہ میں یہ شعر سجدہ کی حالت میں پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِّ من پیدا مکن

ترجمہ: اے خدا! اس بندہ کو رسوا نہ فرمایئے، اگرچہ میں بُرا ہوں مگر میری بُرائیوں کو آپ اپنی مخلوق پر ظاہر نہ فرمایئے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ اپنے ہر ہر خادم کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنے والوں کے قدموں کی زیارت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ حضرت پر شانِ عبدیت کا ہر وقت غلبہ رہتا تھا۔

ارشاداتِ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ بندہ جب تک زندہ ہے جب تک تو شان بنانی ہی نہیں چاہیے۔ کیا خبر کیا حالت ہونے والی ہے۔ ہاں جب دنیا سے صحیح و سالم ایمان لے کر نکل جاوے پھر اینٹھے جتنا چاہے۔ بندے وہ تھے جیسے مولانا محمد قاسم رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر چار حروف جاننے کی تہمت نہ ہوتی اور اس سے لوگ نہ جان گئے ہوتے تو ایسا گم ہوتا کہ کوئی یہ بھی نہ پہچانتا کہ قاسم دنیا میں بھی پیدا ہوا تھا۔ (کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ:۱۷۸)

اور ارشاد فرمایا کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے اور محب دنیا ہو وہ جاہل ہے کوئی بھی ہو۔ (کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ:۲۴۲)

اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ نہ جانے اشرف علی کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا۔

ارشاد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ایمان چوں سلامت بہ لب گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

ترجمہ: جب ایمان کو قبر میں سلامتی سے لے جاؤں گا اس وقت میں دین میں اپنی چستی و چالاکی کو بہ نظر استحسان دیکھوں گا۔

عالم اور عارف کا فرق

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مولویوں کو کیا ہوا جو حضرت حاجی صاحب کی طرف رجوع کرتے ہیں، یہ لوگ تو خود لکھے پڑھے ہیں، وہاں کیا چیز ہے جس کے لیے وہاں جاتے ہیں۔ وہ کون سی بات ہے جو کتابوں میں نہیں؟ فرمایا کہ میں ایک مثال بتاتا ہوں۔ فرض کرو کہ ایک شخص تو وہ ہے کہ جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے، مگر اس نے چکھی ایک بھی نہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا بھی اس کو یاد نہیں، مگر ہاتھ میں لیے ہوئے کھا رہا ہے۔ بتلاؤ تو مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یاد رکھنے والا اس حقیقت جاننے والے کا محتاج ہے یا وہ حقیقت جاننے والا اس نام یاد رکھنے

Marfat.com

والے کا۔ ظاہر ہے کہ پہلا (یعنی مٹھائی کا نام یاد رکھنے والا) دوسرے کا محتاج ہے نہ کہ برعکس۔ اسی طرح ہم اہلِ الفاظ ہیں اور حضرت صاحبِ معنی۔ تو صاحبِ معنی محتاج نہیں ہوتا اہلِ لفظ کا اور صاحبِ لفظ صاحبِ معنی کا محتاج ہوتا ہے۔ واقعی خوب حقیقت واضح ہوگئی جس سے علماء اور عرفاء میں فرق سمجھ میں آ گیا۔ (کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۳۰۷)

خلاصة المقالة

حقیقت علم اور علماء کی خشیت الٰہیہ ہے۔ ''إِنَّ الْعِلْمَ يَقْتَضِي الْخَشْيَةَ مِنَ اللهِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ الْعَامِلِيْنَ هُمُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ اللهَ۔'' (روح المعانی) علم حقیقی وہ ہے جس کے ساتھ خشیت ہو اور علماء درحقیقت وہ ہیں جو اپنے علم پر عامل ہوں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

خشیت اور خوف کا فرق

خشیت اس خوف کا نام ہے جس کے اندر تعظیم شامل ہو۔ ''اَلْخَشْيَةُ خَوْفٌ مَعَ تَعْظِيْمٍ۔'' (مرقاۃ، جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۱) (سانپ سے بھی ڈرتے ہیں، مگر اس کی عظمت دل میں نہیں ہوتی۔)

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو خشیتِ مطلوبہ عطا فرماویں اور خشیت مطلوبہ یہ ہے کہ ''اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ'' اے اللہ! میں آپ سے آپ کی خشیت کا اس قدر حصہ مانگتا ہوں جو میرے اور آپ کے معاصی کے درمیان حائل اور مانع بن جائے۔

(الجامع الصغیر، جلد: ۱، صفحہ: ۵۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اتنی خشیت مطلوب نہیں کہ ہم بیمار ہو کر اعمال سے معطل ہو جائیں۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خشیت کی مقدار کی وضاحت فرما دی۔

Marfat.com

علم اور ذکر کا تعلق

حق تعالیٰ نے اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے تعبیر فرمایا ہے:

{فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ}

[سورة النحل، آیت:۴۳]

ترجمہ: اگر تم کو علم نہیں ہے تو اہلِ ذکر سے سوال کرو یعنی اہلِ علم سے۔

ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے تعبیر فرما کر اہلِ علم کو ذکر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ علماء کی خاص شان اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ غفلت ایک سانس کو بھی نہ ہو۔

تم سا کوئی ہم دم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دَم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اہلِ ذکر سے مراد علماء لکھا ہے "اَلْمُرَادُ بِأَهْلِ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءُ" اور قرینہ لَا تَعْلَمُوْنَ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ جن سے سوال کیا جائے وہ اہلِ علم ہوں ورنہ بے علم سے سوال کر کے کیا پائے گا؟ اور حضرت فرماتے تھے کہ امام بخاری نے ذکر کی حدیث پر بخاری شریف کو ختم فرمایا تاکہ علماء صرف پڑھنے پڑھانے پر ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ ذکر کے اہتمام سے اپنے مالک کا قرب حاصل کریں۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی

Marfat.com

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر کا نفع اہل اللہ کے ساتھ تعلق سے پورا نصیب ہوتا ہے۔ جیسے تلوار کاٹ تو کرتی ہے مگر جب کسی سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

انعامِ ذکر

(۱)... اطمینان اور سکونِ قلب۔
(۲)... شہوت کی مغلوبیت۔
(۳)... حیاتِ حقیقی حیاتِ قلبی۔
(۴)... دین پر ثبات اور استقامت اور ہمت میں ترقی اور مشکلات میں آسانی۔
(۵)... قرب اور تعلق مع اللہ میں ہر آن ترقی۔

میں رہتا ہوں ہر وقت جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

(مجذوبؒ)

(۶)... عنایاتِ الٰہیہ کی پیہم بارش۔

جو دل پر ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہ از جامِ جم دیکھتے ہیں

(۷)... حسن خاتمہ، دخولِ جنت۔

چند اشعار برائے ذاکرین

احقر کے چند منتخب اشعار برائے نشاطِ طبع ذاکرین۔

ہر تلخی حیات و غم روزگار کو تیری مٹھاسِ ذکر نے شیریں بنا دیا
ہر وادی ویراں میں گلستاں نظر آیا قرباں میں تیرے نام کی لذت پہ خدایا
ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے آپ کے نام کی لذت کا سہارا لے کر

Marfat.com

نورِ حق از ذکرِ حق در جاں رسد — از زباں در دل ز دل تا جاں رسد
وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے — اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے
وہ مرے لمحات جو گذرے تمہاری یاد میں — بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب — ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا
مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا — ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
دونوں عالم میں بھی نہیں پایا — جو مزہ تیری یاد میں آیا
آہ و نالوں سے مٹ گئے ظلمات — ان کی یادوں سے مل گئے نفحات
ہر نفس اب تو ان سے باتیں ہیں — ان کے عاشق کے ہیں یہی درجات
مرے ہر بُن مُو سے اللہ نکلے — زبان و دل و جاں سے اللہ نکلے
چھا جائے گا جب دل پہ تری یاد کا عالم — کچھ اور ہی ہوگا دل برباد کا عالم
ترے غم کے سوا ممکن نہیں تھا — گذرتے دن مری جانِ حزیں کے
مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے — دل ہمارا غم تمہارا چاہیے

اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو اس پر عمل نصیب فرمائیں، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نو سیکنڈ کا عجیب جامع وعظ

آپ حضرات اپنی اپنی گھڑیوں پر نظر رکھیے، صرف نو سیکنڈ میں وعظِ نبوت ختم ہوگا، لیکن تمام عبادات، حسنِ معاشرت اور اخلاقیات کی اصلاح کا جامع ہے۔ غور سے گھڑی دیکھیے۔ جب الفاظِ نبوت شروع ہو اس وقت سے وقت کا شمار کیجیے۔ ٹھیک نو سیکنڈ میں یہ وعظ مکمل ہو جاوے گا۔ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

((إِذَا قُمْتَ فِيْ صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا، وَأَجْمِعِ الْإِيَاسَ مِمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ))

(مسند أحمد)

اس حدیث کے راوی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھ کو نصیحت (وعظ) فرمایئے اور مختصر فرمایئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جملوں میں وعظ فرمایا:

((إِذَا قُمْتَ فِيْ صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ))

ترجمہ: جب تم نماز میں کھڑے ہو تو اس نماز کو آخری نماز سمجھ کر خوب احسن طریقے سے ادا کرو۔

حل لغت: مُوَدِّعٍ کی دال مشدد ہے اور اس پر کسرہ ہے۔

شرح: صَلَاةَ مُوَدِّعٍ: أَيْ مُوَدِّعٍ لِمَا سِوَى اللّٰهِ بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِيْ مُنَاجَاةِ مَوْلَاهُ۔ اپنے مولیٰ کی مناجات کے لیے ماسوی اللہ کا تارک ہو جا۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''أَيْ اِجْعَلْ صَلَاتَكَ اٰخِرَ الصَّلَاةِ فَرْضًا فَحَسِّنْ خَاتِمَةَ عَمَلِكَ وَأَقْصِرْ طُوْلَ أَمَلِكَ لِاِحْتِمَالِ قُرْبِ أَجَلِكَ۔'' اپنی نماز کو آخری نماز فرض کر و اور اپنے عمل کے خاتمہ کو حسین کرلو اور اپنے طول اَمل کو مختصر کرو، اس سبب سے کہ نہ معلوم کب موت آجائے۔ حضرت علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''أَيْ فَأَقْبِلْ عَلَى اللّٰهِ بِشَرَاشِرِكَ وَوَدِّعْ غَيْرَكَ لِمُنَاجَاةِ رَبِّكَ۔''

((وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا))

ترجمہ: ایسا کلام مت کرو کہ کل قیامت کے دن تم کو ندامت ہو۔ اور آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی اور غیر مفید بات کو چھوڑ دے۔ أَيْ يَوْمَ

Marfat.com

الْقِيٰمَةِ وَهُوَ الْمَعْنٰى بِقَوْلِهٖ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ۔

شرح: وَاجْمَعِ الْإِيَاسَ: مراد اس یہ ہے کہ اپنی اُمیدوں کو قطع کردو اور ترکِ طمع کردو۔

مِمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ: أَيْ قِنَاعَةً بِالْكِفَايَةِ الْمُقَدَّرَةِ بِالْقِسْمَةِ الْمُحَرَّرَةِ الْمُقَرَّرَةِ۔ یعنی قناعت کرنا اور کافی سمجھنا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے مقدر اور تقسیم فرمائی ہے اپنی تحریر ازلی کے مطابق۔ اور اسی کا نام غناء قلبی ہے یعنی لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ مال و دولت ہے اپنے قلب کو اس سے مستغنی کر لینا اور اپنے مولیٰ کی تقسیم پر راضی رہنا۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۳۹۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ارشاد میں تمام عبادات کی اصلاح ہے یعنی جو نیک عمل کرے اس کو اپنا آخری عمل سمجھے۔ اس سے وہ عمل بہتر طریقہ سے ادا کیا جائے گا۔ پس تمام عبادات کو اسی پر قیاس کر لیا جائے کہ شاید موت کے سبب دوبارہ ہمیں اس عمل کا موقع نہ ملے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ارشاد میں تمام معاملات اور معاشرت کی اصلاح ہے کہ لین دین اور وعدہ اور ہر کلام میں احتیاط کا اہتمام کیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ایذاء نہ پہنچے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے ارشاد میں اخلاقیات کی اصلاح ہے کہ جب اپنے قلب کو لوگوں کے مال و متاع سے مستغنی کرلے گا تو طمع تملق اور دین فروشی اور حرص مال سے محفوظ ہو جاوے گا۔

مختصر وقت میں بھی وعظ سے عظیم الشان نفع پہنچ سکتا ہے۔ جیسے کہ سخت سردی میں ایک پیالی گرم چائے مزاج کو بدل دیتی ہے اور ایک سو چار ڈگری بخار کو ایک انجکشن اُتار دیتا ہے جو چند سیکنڈ میں لگایا جاتا ہے۔

حکایت: میرے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ

Marfat.com

بمبئی کے ایک بڑے جلسہ میں قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہونی تھی کہ اچانک ان کو ایک سو چار ڈگری کا بخار چڑھ گیا۔ جلسہ کے مہتمم صاحب نہایت پریشانی کی حالت میں ایک امریکن ڈاکٹر سے رجوع ہوئے اور اس کو بہت بڑی فیس دینے کی لالچ دی اور کہا کہ میری عزت کا معاملہ ہے، ایسا انجکشن لگا دیجیے کہ قاری صاحب کی طبیعت ٹھیک ہو جائے اور ان کی تقریر ہو جائے لہٰذا ڈاکٹر نے ایسا انجکشن لگایا کہ جس سے بخار بھی اُتر گیا اور قاری صاحب کی تقریر بھی ہو گئی۔

لہٰذا جب جسمانی بیماریوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی دوائیں پیدا کی ہیں تو روحانی بیماریاں کے لیے چند سیکنڈ کے وعظ سے نفع ہو جانا کیا مشکل ہے۔ بالخصوص انبیاء علیہم السلام کے وعظ میں تو عجیب ہی اثر ہوتا ہے۔

جی اُٹھے مردے تیری آواز سے
پھر ذرا مطرب اسی انداز سے

بیوی کے متعلق تمام پریشانیوں کا علاج

از ارشادات: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

بیوی کی نااتفاقی کی وجہ سے کلفت اُٹھانا بھی مجاہدہ ہے:

سوال: ایک شخص نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ جناب کی شفقت بزرگانہ پر بھروسہ کر کے کچھ اپنی دردناک حالت عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ بدقسمتی سے میرا عقد جس خاتون سے ہوا ہے وہ اور میں دونوں بالکل متضاد طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ اس میں نہ میں اپنی شریک قسمت کو الزام دیتا ہوں نہ حقیقۃً ان میں کوئی نقص ہے بلکہ میں ہی ایک انوکھی طبیعت کا شخص ہوں۔ اس مختلف الخیالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں بجائے انس کے ایک ایسی بیگانگی و وحشت کی دیوار

Marfat.com

کھڑی ہوگئی ہے کہ جو روز بروز مضبوط ہی ہوتی جاتی ہے۔ ان خانگی پیچیدگیوں نے جو اثر میری زندگی اور کاروبار پر ڈالا ہے اس کا ضبط تحریر میں لانا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک دائمی افسردگی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور روز بروز میری زندگی معرضِ اندیشہ میں ہوتی جاتی ہے۔ میں بچپن سے اپنے مستقبل کو تابناک سمجھتا رہا تھا، مگر میرا مستقبل اب بالکل تیرہ وتار (یعنی تاریکی میں) ہوگیا ہے۔ اس مایوسی اور نا اُمیدی کی حالت نے میری دنیا اور دین دونوں کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آتا۔ جناب بزرگ ہیں، مقدس ہیں، دعا کیجئے خدا مجھے اس پریشانی سے نجات دے۔ کسی صورت سے سکونِ قلب حاصل ہوجائے۔ تین سال سے برابر اس عذابِ الیم میں مبتلا ہوں۔ اپنی موت کی آرزو کرتا ہوں۔ مجبور ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں۔ مگر کوئی ایسا صاف باطن مجھے نہیں ملتا جو اپنے رنگ میں رنگ لے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ چند روز کے لیے خدمت والا میں حاضر ہو کر حضور کی توجہات سے مستفید ہوں۔

الجواب: آں عزیز کا خط آیا۔ برخوردار ماشاء اللہ تعالیٰ آپ ایک مستقل باہمت آدمی ہیں۔ پھر اس قدر بے صبری اور بے استقلالی۔ یہی تو مواقع ہوتے ہیں عزم وہمت دیکھنے کے۔ یہاں آنے کو جو لکھا ہے میرے سر آنکھوں پر۔

کرم نماؤ فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

مگر یہ تو سمجھئے کہ جس غرض کے لیے ایسا خیال ہے وہ خود موقوف ہے مجاہدہ پر اور جو ناگواری آپ کو پیش آرہی ہے یہ خود ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ اگر آپ کو دوسرے رنگ کی طلب ہے تو اس کے لیے حالت موجودہ میں آپ خوب تیار ہوسکتے ہیں۔ پس برداشت کیجیے۔ پھر موقع پر یہاں آیئے کہ تھوڑی سی تدبیر میں کام بن جائے گا۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ:۳۶۸)

Marfat.com

نوافل میں بیوی کی طرف میلان میں حرج نہیں:

سوال: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مکان کے اندر جب میں نماز پڑھتا ہوں، میرے برابر ہی میری بیوی تھوڑے فاصلہ پر نماز پڑھتی ہوتی ہے، مگر وہ علیحدہ اور میں اپنی علیحدہ اور ایسی حالت میں کبھی ان کی جانب کسی قدر میلان بھی ہوتا ہے۔ تو کیا ان کو پیچھے ہٹا دیا جایا کرے یعنی برابر نہ کھڑے ہونے دیا جایا کرے یا کوئی حرج نہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بسا اوقات نماز تہجد کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لیٹی ہوتیں اور آپ سجدہ میں جانے کے وقت ان کے پیر کو انگلی لگا دیتے اور وہ پاؤں سمیٹ لیتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ جو تعلق حبی تھا اس سے عادۃً میلان ہونا لازم ہے، مگر پھر بھی اس کا انسداد نہ کیا گیا۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۵۲۵)

محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج:

سوال: عرصہ ڈیڑھ دو برس کا گذرا کہ میری ایک بی بی تھی جس سے مجھ کو کمالِ اُلفت تھی بلکہ میں اس کا عاشق تھا۔ اس سے اولاد بھی اب تک موجود ہے اور وہ انتقال کر گئی۔ اس کے مرنے کا اس قدر رنج ہے کہ زبانِ قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اتنا عرصہ گذرا، اب تک وہی حالت ہے۔ بس مجنون کی تشبیہ کافی ہے۔ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام۔ میرے ورد و وظائف بالکل چھوٹ گئے ہیں۔ بمشکل نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں، لیکن خشوع وخضوع کا تو نام ہی نہیں ہے۔ اس کے دفعیہ کی بہت سی ترکیبیں کیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی۔ میں اس قدر مجبور ہوں کہ میرا دین اور دنیا دونوں خراب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ میں قرض دار ہو گیا جو اسباب میرے پاس تھا وہ رہن ہو چکا فروخت ہو گیا۔ اور عاقبت کا انجام بھی بہتر نہیں سمجھتا، اللہ رحم کرے، میں بہت ہی خائف رہتا ہوں اور لرزاں، مگر مجبور

Marfat.com

ہوں لہٰذا استدعا ہے کہ حضور دعا کریں کہ مجھے کوئی عورت ملے ویسی ہی ہو یا جو خیال ہے بالکل دفع ہو جائے اور ان دونوں میں میرے لیے جو بہتر ہو اس کی آپ دعا کریں بلکہ اس محبت کے عوض آں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا گھر میرے دل میں ہو اور مجھے بھی کوئی ترکیب تحریر کریں۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دعائے خیر کرتا ہوں، نکاح کرنے سے نفع ہوگا۔ اگرچہ ویسی عورت نہ ہو۔ پس اگر کوئی امر مانع قوی نہ ہو تو نکاح کر لینا چاہیے اور جب تک نکاح کا سامان نہ ہو رسالہ تبلیغ دین میں مضمون ''زہد و ذم دنیا'' کو مطالعہ میں رکھیں۔ (تربیت السالک، حصہ اول، صفحہ: ۵۳۴)

بیوی سے محبت بڑھنا علامتِ تقویٰ ہے:

سوال: طبیعت کو اس طرف زیادہ خیال ہو رہا ہے اور جو بات میرے واسطے مفید ہو اس سے مطلع فرما دیجیے گا اور کچھ عرصہ سے بیوی کی طرف محبت زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ میرے واسطے کوئی مضر تو نہیں ہے۔

جواب: عین سنت اللہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات نیک دونوں کو عطا فرماوے۔ جب تقویٰ بڑھتا ہے تو بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔

(تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۵۵۲)

شوہر کی چیز بلا اجازت چندہ وغیرہ میں دینا جائز نہیں:

فرمایا کہ عورتوں کو جائز نہیں ہے کہ شوہر کی چیز بلا اجازت چندہ میں دیں اور جو چیز ان کی اپنی ملکیت ہو اگرچہ بلا اجازت اس کا دینا جائز ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شوہر سے مشورہ کر کے دے۔

(ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۱۰۳)

بیوی کا ستانا بھی مجاہدہ ہے:

حال: ایک صاحب نے لکھا کہ میری بیوی کے لیے دعا کریں کہ مجھ کو بہت تنگ

Marfat.com

کرتی ہے۔

جواب: بیوی کے تنگ کرنے سے پریشان نہ ہوں، یہ بھی ایک مجاہدہ ہے جس میں تم کو ثواب ملتا ہے ستانے دو۔ (تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۴۳۲)

مباشرت اہل کا خلاف نفس کشی نہ ہونا:

سوال: عرض یہ ہے کہ احقر بیاہ کے بعد آج تک بعد نمازِ عشاء و دیگر نماز وظیفہ ادا کرنے کے بعد مکان پر واپس آتا ہے۔ ہفتہ میں دو تین بار نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بجز بی بی سے خلوت کیے نیند نہیں آتی، مجبور ہوں۔ ہر چند سعی کرتا ہوں کہ تہائی رات گذرنے کے بعد بی بی سے خلوت کی جائے، مگر ایسا نہیں ہوتا۔ سونے کے وقت تیمم کر کے سوتا ہوں۔ اس لیے نادم ہوں کہ سوتے وقت بے غسل ہوں بمقتضائے نفس مجبور ہوں۔ نفس نتواں کشت الا ظلِّ پیر۔

جواب: یہ نفس کشی کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ حقوقِ زوجہ سے ہے۔ چنانچہ اس کے عتاب کی صورت میں ''وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔'' یعنی اور ان کو ان کے لیٹنے کی جگہ میں تنہا چھوڑ دو۔ تجویز ہوئی ہے۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ:۶۵۹)

بی بی سے محبت کا غیر مضر ہونا:

سوال: حضرت آج کل میں ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ وہ یہ کہ اپنی بی بی سی زیادہ محبت ہو گئی ہے جس کی وجہ سے معمولات میں حرج واقع ہوتا ہے جس کا علاج ضروری معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اس محبت کو مائل الی اللہ کر دیا جائے۔ معمولات کو گرتے پڑتے کسی طرح ادا کیے جاتا ہوں اور کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جس کی وجہ وہی محبت ہے مگر وہ بات نہیں جو حضرت کی خدمت میں تھی۔ اللہ تعالیٰ پھر بہت جلد حضرت کی قدمبوسی کروائے، آمین۔

جواب: بی بی سے خواہ کتنی ہی محبت ہو جائے مذموم و مضر نہیں۔ ہاں! وہ محبت دین و اعمالِ دین سے مانع نہ ہونا چاہیے۔ سو یہ امر اختیاری اور متعلق ہمت کے

Marfat.com

ہے اور حضور وغَیبت کا تفاوت امرِ طبعی ہے۔ کیا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا شبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب آپ کو معلوم نہیں۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

سوال: عرض یہ ہے کہ معمولات بحمد اللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں، مگر ایک بات اکثر خیال میں آتی ہے اُسی سے متفکر ہوں کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اہلیہ کے انتقال کو ساڑھے دس ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے، مگر ان کا خیال کسی وقت دور نہیں ہوتا جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سے اس قدر بھی تعلق نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی مفارقت کا افسوس کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو کس منہ سے حاضری ہوگی۔ چاہیے یہ تھا کہ غیر اللہ سے محض ضابطہ کا تعلق ہوتا اور تعلق قلبی حق تعالیٰ شانہٗ سے ہی ہوتا۔ یہاں اس کا عکس ہے۔ نماز میں اس قدر حضور نہیں ہوتا جس قدر قبرستان میں جی لگتا ہے۔ مرحومہ کی قبر پر جمعہ کے جمعہ جاتا ہوں، وہاں سے واپسی کو دل ہی نہیں چاہتا۔ ابھی عید کا واقعہ ہے کہ صبح بعد تلاوت مکان سے چلا گیا۔ راہ میں قبرستان ہے وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ پونے سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک بیٹھا رہا۔ اوّل تو کچھ پڑھ کر بخشا۔ اس کے بعد خاموش بیٹھا کرتا ہوں بیٹھ گیا۔ ایک دیوار ہے چھوٹی سی قبر کے پاس پر بیٹھ جایا کرتا ہوں۔ اسی پر بیٹھ گیا۔ وہاں اس قدر مستغرق ہوا کہ کسی کے آنے جانے کا بھی پتہ نہ رہا اور اس کا علم یوں ہوا کہ شام کو حافظ صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تو قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، میں نے کئی آوازیں دیں مگر تو نے کوئی جواب نہ دیا۔ آخر میں چلا گیا تجھے تیرے حال پر چھوڑ کر۔ اس کو سن کر اور بھی فکر ہے کہ نماز میں تو آہستہ کی آواز بھی کان میں پڑ جاتی ہے اور قبرستان میں کئی آوازیں دی جاویں اور وہ کان میں بھی نہ پڑیں۔

لہٰذا عرض ہے کہ خدا کے واسطے خادم کا علاج تجویز فرما دیں۔ احقر تو بالکل کیا گذرا ہے اسی حالت میں موت آ گئی تو کیا ہوگا۔ للہ خبر لیجیے۔

Marfat.com

جواب: حلال محبت میں ایسا انہماک اگر غیر اختیاری ہو جس سے اعمالِ ضروریہ دینیہ میں خلل نہ آوے ذرا بھی دین میں مضر نہیں نہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ یہ محبت طبعی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت عقلی۔ تو یہ دونوں ایک قلب میں جمع ہو سکتی ہیں اور اگر حق تعالیٰ کی محبت قلب میں نہ ہوتی یا کم ہوتی تو اس حالت سے فکر و غم نہ ہوتا۔ بالکل اطمینان رکھیں اگر اس حالت پر موت آ گئی تو ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں۔ البتہ دوسرے مصالح پر نظر کر کے اگر نکاح کر لیا جاوے تو نفع ہوگا۔ (تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۷۴۸)

بی بی اور بچوں کے پاس ذکر کرنا:

ایک شخص کے جواب میں فرمایا کہ بچوں اور بی بی کے پاس رہئے، گو طبیعت کو ناگوار ہو مگر ان کے حقوق کی رعایت سے زیادہ نفع ہوگا۔

(تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۸۸۳)

شوہر مرحوم پر صبر اختیاری ہونا چاہیے:

سوال: شوہر مرحوم کے غم کی وجہ سے باوجود ڈیڑھ برس گذر جانے کے اس قدر تڑپ ہے کہ ہر چند قلب کو راجع الی اللہ کرتی ہوں لیکن یکسوئی نہیں پیدا ہوتی۔ میری قلبی خواہش یہ ہے کہ حقیقی صبر و رضا کے ساتھ محبوبِ حقیقی اور رب العزت کی یاد میں دل جمعی سے عبادت میں گذار دوں۔

جواب: برخوارداری! سکون مطلوب ہی نہیں عمل مطلوب ہے۔ ظاہری بھی باطنی بھی۔ ظاہری تو جانتی ہو، باطنی ہر وقت کے واسطے وہ عمل جو اختیار میں ہو۔ مثلاً صبر اختیار میں ہے وہی مطلوب ہوگا۔ سکون و دلجمعی اختیار میں نہیں وہ مطلوب نہ ہوگا۔ (تربیت السالک، جلد:۲، صفحہ:۵۴)

عورت کو عمدہ کپڑے پہننے کے متعلق ہدایات:

سوال: حضرت اقدس! میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے

Marfat.com

کپڑے پہنا کروں، اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اور نیت یہ ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہی چاہتے ہیں، مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو کوئی عمدہ کپڑے پہنے دیکھتی ہوں دل بہت چاہتا ہے کہ اس قسم کا میں لے لوں۔ اکثر تو خاموش رہتی ہوں، مگر کبھی فرمائش کر بھی دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ کیا یہ مرض ہے۔ اگر مرض ہو تو علاج تجویز فرمائیں۔

جواب: زینت کے درجات ہیں۔ افراط و تفریط مذموم ہے اور اعتدال محمود ہے۔ اس میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ۔ اگر توقف کرنے سے ذہن سے نکل جائے فبہا اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو تو اُس وقت وہی پسند آیا ہوا کپڑا بنالو۔ اگر اتفاقاً وہ اس وقت نہ مل سکے تو جانے دو اور اگر دیکھو کہ اس مدت تک طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو، مگر بناؤ مت۔ بناؤ اس وقت جب نئے کپڑے بنانے کی ضرورت ہو تا کہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جاوے اور شوق بھی پورا ہو جاوے اور اقتصاد بھی فوت نہ ہو اگر تمہارے شوہر تم کو علاوہ ضروری نان ونفقہ کے جیب خرچ کے طور پر کچھ دیتے ہوں تو پھر اس انتظام میں اتنا اور اضافہ کیا جاوے کہ ایسا کپڑا اپنے خرچ کی رقم سے خرید و تا کہ نفس حدود میں محصور رہے۔

(تربیت السالک، حصہ سوئم، صفحہ:۱۳۶)

بیوی کا ہمراہ آنا نفع باطن کے منافی نہیں:

سوال: ایک صاحب کا خط آیا کہ وہ اصلاح کے سلسلہ میں یہاں آنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ میری بی بی بھی جو کہ پہلے سے بیعت ہیں آنا چاہتی ہیں، مگر ان کے آنے سے میری یکسوئی جاتی رہے گی۔ نیز وہ بچوں کے ساتھ بے جا سختی کرتی ہیں جس سے مجھ کو اذیت ہوگی۔

Marfat.com

جواب: ان میں (یعنی بی بی میں) ہزار کھوٹ سہی مگر جب وہ بلا ترغیب خود طلب کریں ان کی اعانت خود طاعت و نافع باطن ہے۔ گو ان کو ساتھ لانے سے ایک درجہ میں تشویش بھی ہو مگر تشویش نفع باطن کے منافی نہیں۔ البتہ وہ نفع عاجلاً محسوس نہیں ہوتا، مگر بصیرت کے بعد خود محسوس ہوگا کہ نفس میں کون سا ملکہ محمودہ پیدا ہو گیا۔ (تربیت السالک، حصہ سوم، صفحہ: ۳۱۷)

فساد بین الزوجین اصل ہے سینکڑوں فساد کی:

فرمایا کہ میاں بی بی کا فساد سب فسادوں کی مرغی ہے یعنی سینکڑوں فساد کو پیدا کرتی ہے۔ (ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۴۶)

بیبیاں حوروں سے افضل ہوں گی:

فرمایا کہ جنت میں بیبیاں حوروں سے افضل ہوں گی، اجمل ہوں گی اور اجمل کی طلب نہ خلافِ عقل ہے نہ خلافِ نقل۔ اس لیے اپنی بیویوں کے ملنے کے لیے دعا کرنا نہ خلافِ عقل ہے نہ خلافِ نقل۔ (ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۱۱۸)

بی بی کا ایک حق جیب خرچ بھی ہے:

فرمایا کہ بی بی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنے جی آئی خرچ کر سکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں۔ اس کی تعداد اپنی اور اپنی بیوی کی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے۔ مثلاً روپیہ، دو روپیہ، دس، بیس، پچاس روپے جیسی گنجائش ہو۔ (ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۱۲۰)

عورتوں کی اصلاح کا بہترین طریقہ:

فرمایا کہ عورتوں کی اصلاح خاوند سے بہ نسبت پیر کے زیادہ ہو سکتی ہے۔
(بحوالہ بالا)

عورتوں پر سختی کرنا جوانمردی کے خلاف ہے:

عورتوں کو پردے میں رکھنا عین دلجوئی ہے۔ فرمایا کہ حدیث میں ہے:

Marfat.com

((اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ))

(سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجآء فی حق المرأۃ علی زوجھا)

یعنی عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس مثل قیدی کے ہیں۔

اور جو شخص کسی کے ہاتھ میں قید ہو اور ہر طرح اس کے بس میں ہو، اس پر سختی کرنا جوانمردی کے خلاف ہے۔ لفظ عنوان سے پردہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مقید ہو کر رہنے ہی کا نام تو پردہ ہے۔ نیز پردہ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ کا منشاء حیاء ہے اور حیا عورت کے لیے امر طبعی ہے اور امر طبعی کے خلاف پر کسی کو مجبور کرنا باعث اذیت ہے اور اذیت پہنچانا دلجوئی کے خلاف ہے۔ پس عورتوں کو پردہ میں رکھنا ان پر ظلم نہیں بلکہ حقیقت میں دلجوئی ہے۔

(ملفوظات کمالات اشرفیہ، صفحہ: ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ کی سفارش عورتوں کے بارے میں:

فرمایا کہ مردوں کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کس عمدہ پیرایہ میں عورتوں کی سفارش فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں:

{وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا}

(سورۃ النساء، آیت: ۱۹)

یعنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائیاں رکھ دی ہوں۔ مثلاً عورت کی بدخلقی پر صبر کرنے سے اجر کثیر کا وعدہ ہے۔ یا مثلاً اس سے کوئی اولاد ہو جاوے جو قیامت میں اس کی دستگیری کرے۔

(ملفوظات کمالات اشرفیہ، صفحہ: ۱۲۱)

ہر صورت میں مردوں کو اپنی بیبیوں کی قدر کرنا چاہیے:

فرمایا کہ ہر صورت میں مردوں کو اپنی بیبیوں کی قدر کرنا چاہیے۔ دو

Marfat.com

وجہ سے۔ ایک تو بی بی ہونے کی وجہ سے کہ وہ ان کے ہاتھ میں قید ہیں اور یہ بات جوانمردی کے خلاف ہے کہ جو ہر طرح اپنے بس میں ہو اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔

دوسرے دین کی وجہ سے کیونکہ تم مسلمان ہو وہ بھی مسلمان ہیں۔ جیسے تم دین کے کام کرتے وہ بھی کرتی ہیں اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ دین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون زیادہ مقبول ہے؟ یہ بات کوئی ضروری نہیں کہ عورت مرد سے ہمیشہ گھٹی ہوئی ہو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد کے برابر بلکہ اس سے زیادہ ہو۔ پس عورتوں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بے کس اور مجبور اور شکستہ دل کا تھوڑا سا عمل بھی مقبول فرما لیتے ہیں اور اس کے درجات بڑھا دیتے ہیں۔ (کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۱۲۴)

آج کل عورتوں کی اصلاح کا طریق:

فرمایا کہ عورتوں کی اصلاح کے لیے بس یہ کافی ہے کہ وہ کتب دینیہ کا مطالعہ کرتی رہیں۔ باقی آج کل ایسا نمونہ کہ جس کو وہ خود مشاہدہ کر کے اپنے اخلاق درست کریں عورتوں میں ملنا قریب بہ محال ہے، اور خاوند کی معتقد نہیں ہوتیں اس لیے کتابیں پڑھا یا سنا کریں، خاوندوں کو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے آگے چاہے اصلاح ہو یا نہ ہو بس ان کو کتابیں پڑھ کر سناتے رہیں وہ تو مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ (کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ: ۱۵۸)

عورتوں کی دو صفت قابلِ تعریف ہیں:

فرمایا عورتیں قابلِ تعریف و ترحم ہیں، ان میں دو صفت تو ایسی ہیں کہ مردوں سے کہیں بڑھی ہوئی ہیں۔ خدمت گاری اور عفت۔ عفت تو اس درجہ ہے کہ مرد چاہے افعال سے پاک ہوں، لیکن وسوسوں سے کوئی شاید خالی ہو اور شریف عورتوں میں سے اگر سو کو لیا جاوے تو شاید سو کی سو ایسی نکلیں گی کہ وسوسہ

Marfat.com

تک بھی ان کو عمر بھر نہ آیا ہو۔ اسی کو حق تعالیٰ فرماتے ہیں "وَالْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ۔" (کمالاتِ اشرفیہ، صفحہ:۲۰۶)

عیب جوئی، عجب اور تکبر کا علاج

از ارشادات: حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کسی کی عیب جوئی کا علاج:

سوال: ایک شخص نے کہا حضور! مجھ میں تو ایک سخت عیب بھی ہے اور سختی کے ساتھ راسخ ہو گیا ہے کہ دوسروں کا عیب تو بہت بڑا معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ اس میں غیبت تک نوبت آ جاتی ہے اور اپنا عیب نہیں معلوم ہوتا۔ ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ یہ بدعادت مجھ سے دفع ہو جاوے لیکن کسی طرح نہیں جاتی۔ کوئی طریقہ ہدایت فرماویں تاکہ اس پر عمل کرنے سے اس بدعادت کا استیصال ہو جاوے۔ اس خاص صورت میں حضور کی دعا کا متمنی ہوں۔

جواب: دعا بھی کرتا ہوں۔ باقی تدبیر یہ ہے کہ آپ ہر کلام سے پہلے یہ سوچ لیا کیجیے کہ اگر یہ کلام میں نہ کروں تو کوئی ضروری نفع تو فوت نہ ہوگا جس میں ضروری نفع کا فوت نہ ہونا معلوم ہو اس سے زبان بند رکھئے۔ یہ تو زبان کا انتظام ہے۔ باقی اس کی جڑ کا انتظام یہ ہے کہ جب کسی کے عیب پر نظر پڑے تو یوں سوچا کیجیے کہ گو اس شخص میں یہ عیب ہے مگر ممکن ہے کہ اس میں کچھ خوبیاں ایسی ہوں جن کے اعتبار سے اس کی مجموعی حالت میری مجموعی حالت سے عنداللہ احسن ہو۔ پھر مجھ کو اس کی عیب جوئی یا عیب گوئی کا کیا حق حاصل ہے؟ جس طرح اندھے کو یہ حق نہیں کہ کانے کو چڑاوے۔ بار بار اس مضمون کے استحضار سے ان شاء اللہ اس عیب کا استیصال ہو جاوے گا۔ اور اگر احیاناً واتفاقاً پھر بھی اس کا صدور ہو جاوے تو بطور جرمانے کے بیس رکعت نفل پڑھا کیجیے۔ ان شاء اللہ نفس سیدھا ہو جاوے گا۔ (تربیت السالک، حصہ اول، صفحہ:۲۶۰)

Marfat.com

غرور و تکبر کا علاج:

سوال: ایک شخص نے کہا کہ میرے اندر غرور اور تکبر بہت ہے، دوسرے لوگوں کو عقل اور ہوشیاری میں اور کبھی علم میں اور کبھی باپ دادا کی مالداری میں اپنے سے کمتر سمجھتا ہوں۔ گو یہ مرض یہاں پر کم معلوم ہوتا ہے، اپنی بستی میں بہت پایا جاتا ہے۔ حضور اس کا علاج بتلاویں۔

جواب: ایک وقت بیٹھ کر اپنے عیبوں کو سوچا کرو اور زبان سے بھی کہا کرو کہ میں بڑا بے وقوف ہوں، میں بڑا نالائق ہوں۔ آدھ گھنٹہ روزانہ اس میں صرف کرو اور پھر اطلاع دو۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۷۱)

علمی و عملی عجب کا علاج:

سوال: ایک خیال اب زیادہ آنے لگا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس بیان میں اخلاق حسنہ، عقائد حقہ، اعمال جوارح ضروریہ کی ترغیب و ضرورت بیان ہوئی ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو سمجھ میں بفضلہ تعالیٰ پہلے ہی سے موجود ہیں اور جن امورات یا رسومات سے اجتناب ضروری ہے اس پر خیال ہوتا ہے کہ تو ان سے ہمیشہ ہی مجتنب رہتا ہے تو وہ بیان کتاب دیکھنے میں بے رغبتی یا کم توجہی سے گذر جاتا ہے۔ مگر حضور کل سے خیال ہوا کہ یہ تو ظاہراً عجب معلوم ہوتا ہے۔ اب حضور اس کا علاج فرما کر تسکین فرماویں۔ اگرچہ بحمدہٖ تعالیٰ اس خیال کا اثر معمول پر نہیں پڑا اور حضور ان خیالات کا جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ضرور معالجہ فرماویں۔ اب یہ خیال زیادہ خراب نہ کرنے پاوے۔

جواب: یوں سمجھنا چاہیے کہ اوّل تو ہر عمل اور ہر خُلق میں درجات کمال کے بھی ہیں جو مجھ کو حاصل نہیں۔ دوسرے جو کچھ حاصل ہیں ان کے بقاء کی بھی ضرورت ہے اور مطالعہ مکررہ بقاء میں معین ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے علمی و عملی کوتاہی کی اصلاح ہو جاوے گی۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۸۰)

Marfat.com

عجب کا علاج:

سوال: اگر بندہ احقر کے متعلق کوئی بُرائی کرتا ہے تو زیادہ غصہ نہیں آتا اور طبیعت فوراً رُک جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص تعریف کرتا ہے تو طبیعت میں مسرت پیدا ہوتی ہے، مگر فوراً اپنی بُرائی کی طرف توجہ کرلیتا ہے اور اس کو فضل خداوندی سمجھتا ہے یہ مذموم تو نہیں۔

جواب: یہ مذموم نہیں ہے۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۸۲)

کبر کا علاج:

سوال: کبر کا مرض اب بھی بہت ستاتا ہے۔ گو اُس سے بچنے کی بہت کوشش کرتا ہوں اور اس کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتا۔ اگر کبھی ہو جاتا ہے تو دل پر سخت بے چینی ہوتی ہے اور استغفار کرنے سے تسکین معلوم ہوتی ہے۔

جواب: تبلیغ دین میں لکھا ہوا علاج کرتے رہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۸۷)

سوال: جو لوگ شریعت کے خلاف کرتے ہیں وہ میری نظر میں حقیر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ میں اس کو بُرا سمجھتا ہوں۔

جواب: طبعاً حقیر معلوم ہونا کبر نہیں البتہ عقلاً اتنا سمجھ لیجیے کہ شاید یہ شخص کسی خاص حالت کے اعتبار سے عند اللہ مجھ سے افضل ہو۔ بس کبر دور کرنے کے لیے اتنا کافی ہے۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۸۸)

سوال: جب کوئی شخص جس میں عیب ہوتا ہے سامنے سے گذرتا ہے تو اس کی حقارت کا خیال ہو جاتا ہے لیکن بفضلِ خدا فوراً دل سے آواز آتی ہے کہ تم سے تو اچھا ہے تم میں فلاں عیب ہے۔

جواب: یہ مجاہدہ مطلوبہ ہے جو ایسے موقع پر ہونا چاہیے۔

ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اچھا بُرا سمجھنا درجہ احتمال میں کافی ہے یعنی یہ سمجھے کہ گو اس وقت ظاہراً یہ شخص ہم سے کمتر ہے لیکن ممکن ہے

Marfat.com

کہ اسی وقت اس کے باطن میں کوئی خوبی ہم سے زیادہ ہو۔

سوال: حسب ہدایت جناب والا تبلیغ دین، بیان اخلاق ذمیمہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں، مگر وجداناً تکبر معلوم ہوتا ہے حالانکہ طلبہ کا جوتا اُٹھا لیا کرتا ہوں۔ ملنے والوں سے سلام میں ابتداء بھی کرتا ہوں خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔

جواب: پھر تکبر نہیں ہے اور جو اثر وجداناً معلوم ہوتا ہے اس کے مقتضیٰ پر عمل نہ کرنے سے اس کا ازالہ بھی ہوجاوے گا اور جب تک زوال نہ ہو وہ قابل ملامت نہیں ہے۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۹۰)

کبر کے بارے میں ایک شخص کے پوچھنے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کبر کا علاج استحضار اپنے عیوب کا اور استحضار اپنے ذنوب کا اور عظمت حق کا ہے، اس کے تکرار سے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مغلوب ہوجاوے گا اور طبیعت کا گرم ہوجانا یہ ایک اور بات ہے یہ غضب ہے۔ اس کا علاج اس امر کا استحضار ہے کہ جس طرح یہ شخص ہمارا خطاوار ہے اسی طرح ہم حق تعالیٰ کے خطاوار ہیں۔ اگر وہ ہم سے انتقام لینے لگے تو کہاں ٹھکانہ رہے۔ بس جس طرح ہم اپنے عفو کو پسند کرتے ہیں اس کے ساتھ بھی ہم کو یہی معاملہ مناسب ہے۔

غیبت کا سلسلہ شروع ہونے کے وقت سب سے بہتر یہ ہے کہ وہاں سے کسی بہانہ سے اُٹھ جائیں اور پھر بھی لغزش ہوجاوے تو ہر غیبت پر دو رکعت صلوٰۃ توبہ کا التزام ان شاء اللہ نافع ہوگا۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۹۲)

کبر کی علامت:

کبر کی علامت یہ ہے کہ اگر آپ کی کوئی تعظیم نہ کرے تو آپ کو غصہ آوے اور اس کے درپے ہوجاویں۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۲۹۵)

عجب کا علاج:

میں آج کل اکثر الگ الگ رہتا ہوں، کسی سے اختلاط نہیں رکھتا۔

Marfat.com

اس سے بھی کبھی عجب آمیز خیال پیدا ہوتا ہے۔

جواب: لایضر (کوئی نقصان دہ نہیں) اور ایسے خیالات کی وجہ سے اگر اختلاط کیا جاوے وہ مضر ہوگا۔ شیطان کی یہ بھی ایک ترکیب ہے۔

سوال: اور بعض لوگ اس عدمِ اختلاط کی وجہ سے کوئی بات مدح کی بھی کہہ دیتے ہیں، اس سے نفس خوش ہوتا ہے۔ اس کے متعلق مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: سمجھنا چاہیے کہ یہ مادحین (تعریف کرنے والے) نہ اس کی حقیقت سے آگاہ ہیں نہ میرے دوسرے عیوب سے۔ حسنِ ظن رکھتے ہیں جو ان کی تو خوبی ہے مگر میرے لیے حجت نہیں۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۳۲۰)

سوال: یوں تو اعتقاد ہے ہی کہ مغفرت بجز خدا کی رحمت کے ہو ہی نہیں سکتی تاہم کوئی کام اگر توجہ دل سے اچھی طرح انجام پاتا ہے تو اس عمل کی طرف خیال جاتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرمادیں گے تو یہ خیال بُرا تو نہیں؟

جواب: یہ خیال بُرا نہیں ہے۔

سوال: اگر کبھی کسی اچھے کام کی توفیق ہوجاتی ہے تو طبیعت نہایت ہشاش بشاش رہتی ہے۔

جواب: یہ علامتِ ایمان ہے۔

سوال: اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ شبہ اس لیے ہوا کہ اس کا راز کہیں یہ نہ ہو کہ اپنے اعمال پر خوش ہوتے ہیں۔

جواب: عمل میں دو حیثیتیں ہیں۔ ایک اپنا کمال، اس اعتبار سے تو اس پر نظر نہ کرنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ خدا کی رحمت ہے اس اعتبار سے اس پر مسرت خود مامور بہ ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

{قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا ؕ}

[سورۂ یونس، آیت:۵۸]

(تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ:۳۲۲)

سوال: ناجائز آمدنی کا دروازہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے پہلے ہی سے بند ہے، طبیعت میں تکبر اور غرور تو بالکل نہیں البتہ خودداری زیادہ ہے۔

جواب: اپنے عیوب اور اپنا ہیچ ہونا اور فنا ہوجانا سوچا کیجیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے اس میں کمی واقع ہوجاوے گی۔

سوال: کسی کی سخت بات کی خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز برداشت بالکل نہیں۔

جواب: بہ تکلف ضبط کر کے اپنے عیوب سوچنے لگا کیجیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اشتعال کم ہوجاوے گا۔

سوال: اپنی حالت کو دیکھ کر کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اب میری حالت اچھی ہے۔

جواب: صحیح خیال ہے مگر اس کے ساتھ یہ سمجھ لیا جائے کہ میں اس کا مستحق نہیں، خدا تعالیٰ کا انعام ہے۔

سوال: مگر پھر بھی خیال ہوتا ہے کہ کہیں عجب نہ ہو اور حق سبحانہٗ کو ناپسند نہ ہو کہ مراجعت قہقری (الٹے پیر زوال کی طرف لوٹنا) کا موجب ہوجاوے۔ (اعاذنا اللہ منہٗ)

جواب: ابھی اوپر جس امر کے سمجھنے کا میں نے مشورہ دیا ہے اس کے ساتھ نہ عجب کا احتمال ہے اور نہ ان شاء اللہ نکس (دوبارہ عودِ مرض) کا اندیشہ۔

(تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ:۳۲۲)

سوال: حضرت! بندہ کو بعض وقت جب ذکر سے فارغ ہوتا ہوں نفس کو بہت خوشی و فرحت کی حالت محسوس ہوتی ہے۔ اس خوشی کی حالت میں مجھے خوف محسوس ہوتا ہے کہ عجب و کبر کی علامت تو نہیں ہے؟

جواب: اگر اس کو اپنی فضیلت سمجھو تو کبر ہے اور اگر عطائے حق سمجھو اور اپنے کو

Marfat.com

مستحق نہ سمجھو تو شکر ہے۔

سوال: پھر میں نفس کو کہتا ہوں کہ اے نفس! تو سرتاپا معصیت سے پُر ہے تو کیسے خوش ہوتا ہے۔ تجھ کو چاہیے کہ ہر وقت استغفار کرے۔ حضرت! بعض وقت قلب بالکل خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کسی کی طرف خیال نہیں رہتا۔ پورا توکل خدا پر ہو جاتا ہے۔ بعض وقت یہ حالت قلب میں نہیں پاتا ہوں تو سخت پریشانی معلوم ہوتی ہے۔

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ ابتداء میں ایسے انقلابات ہوا کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آخر میں استقامت ہو جاوے گی، اگر اسی طرح کام میں لگے رہے۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۳۲۳ و ۳۲۴)

سوال: اور تواضع کا امتحان یہ معلوم ہوا کہ دوسرا بُرا کہے تو دل میں ذرا بھی بُرا نہ مانے، سو غور کر کے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ میں متواضع نہیں ہوں کیونکہ اگر کوئی چھوٹا شخص (باعتبار عمر وغیرہ) مجھ کو واقعی عیب پر بھی ملامت کرے تو سخت ناگوار ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ہمجولیوں اور بڑوں کا فرمانا بھی ناگوار وگراں ہوتا ہے۔

جواب: گراں ہونا مضائقہ نہیں لیکن اس گرانی کے بعد اپنے نفس کو سمجھانا اور اس ناگواری کو دفع کرنا چاہیے یہ بھی ایک درجہ تواضع کا ہے۔

سوال: کبھی کبھی یہ دل میں آتا ہے کہ بحمد اللہ احقر ایسے مرشد بابرکت کی خدمت سے فیض حاصل کر رہا ہے کہ بہت لوگوں کو اس سے محرومی ہوئی۔ پھر اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ کبر میں شمار نہ ہو کہ میں تو ایسے پیر و مرشد سے تعلیم لیتا ہوں اور جن کو یہ بات حاصل نہیں ان سے میں اچھا ہوں۔

لہٰذا حضور والا سے اُمید ہے کہ واضح فرماویں گے کہ اس خلجان کے رفع ہونے کی کیا صورت ہے اور یہ کبر میں داخل ہے یا نہیں کیونکہ شرارت نفس پر مطلع ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

جواب: نعمت پر فخر کرنا کبر ہے اور اس کو عطائے حق سمجھنا اور اپنی نا اہلی کو مستحضر رکھنا شکر ہے۔

سوال: لوگوں سے طبیعت میں بڑی وحشت ہوتی ہے یہ تکبر تو نہیں؟

جواب: نہیں، مگر یہ ضرور ہے کہ جن سے وحشت ہوتی ہے ان کو حقیر نہ سمجھے۔ جیسے مریض کو غذا سے نفرت و وحشت ہوتی ہے مگر اس کو حقیر نہیں سمجھتے۔

(تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ:۳۴۶)

کبر کیا ہے؟:

کسی کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ اس کو حقیر و ذلیل سمجھے۔

کبر کا علاج:

یہ سمجھنا اگر غیر اختیاری ہے تو اس پر ملامت نہیں بشرطیکہ اس کے مقتضیٰ پر عمل نہ ہو۔ یعنی زبان سے اپنی تفضیل دوسرے کی تنقیص نہ کرے۔ دوسرے کے ساتھ برتاؤ تحقیر کا نہ کرے اور اگر قصداً ایسا سمجھتا ہے یا سمجھتا تو بلا قصد ہے لیکن اس کے مقتضیٰ مذکور پر بقصد عمل کرتا ہے تو مرتکب کبر کا اور مستحق ملامت و عقوبت ہے اور اگر زبان سے اس کی مدح وثناء کرے اور برتاؤ میں اس کی تعظیم کرے تو اعون فی العلاج ہے۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ:۳۴۷)

وسوسۂ کبر کا علاج:

سوال: اپنا حال بغرض اصلاح عرض ہے۔ وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی وضع خلافِ شریعت ہوتی ہے یا جو خلافِ شرع اُمور میں مصروف ہوتے ہیں ان کی ان باتوں سے دل میں نفرت ہوتی ہے اور بلا ضرورت ان سے ابتداءِ سلام وکلام کرنے کو محض حق تعالیٰ کی رضامندی کے خیال سے دل نہیں چاہتا۔ بایں ہمہ اپنے کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا اور جو باتیں اپنے اندر موافق شریعت کے پاتا

Marfat.com

ہے ان کو محض حق تعالیٰ کا فضل واحسان جانتا ہے اور ان کے زوال کا اندیشہ ہے کیونکہ عطاء بلا استحقاق ہے۔ اور جو باتیں خلافِ شریعت اپنے اندر جانتا ہے ان کو بھی بُرا اور قابل ترک سمجھتا ہے لیکن اپنے سے اتنی نفرت اپنے دل میں نہیں پاتا جس قدر اور لوگوں سے ان کی خلافِ شرع باتوں پر ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اندیشۂ کبر ہوتا ہے۔

جواب: نفرت میں تفاوت ہونا کبر نہیں۔ نفرت اعتقادی تو دونوں جگہ یکساں ہے اور عبد اسی کا مامور ہے اور یہ تفاوت نفرت طبعی میں ہے۔ جیسے انسان کو اپنے پائخانہ سے نفرت کم ہوتی ہے اور دوسرے کے پاخانہ سے زیادہ ہوتی ہے اور راز اس تفاوت کا تفاوت فی المحبت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انسانوں کو اپنے نفس سے زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت غیر کے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ماں کو اپنے بچہ کے پائخانہ سے اتنی نفرت نہیں ہوتی۔ جیسا غیر محبوب کے پائخانہ سے سو اس کا کبر سے کوئی تعلق نہیں۔ (تربیت السالک، حصہ اوّل، صفحہ: ۳۶۴)

عجب و کبر کا علاج

المرتب: محمد اختر عفا اللہ عنہٗ

عجب: اپنی نظر میں اپنے آپ کو اچھا سمجھنا ہے۔

کبر: اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر بھی سمجھنا اور حق بات کا قبول نہ کرنا۔ اگر کوئی شخص اپنے کو بڑا نہیں سمجھتا اور دوسروں کو حقیر نہیں سمجھتا اور حق بات قبول کرتا ہے تو یہ دولت اور سلطنت اور شاندار لباس کے باوجود تکبر میں مبتلا نہیں۔

کمالاتِ اشرفیہ میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ بندہ جس وقت اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرا اور حقیر ہوتا ہے۔ اور جب اپنی نظر میں حقیر اور بُرا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا اور اچھا ہوتا ہے۔ عجب اور کبر کی بیماری بے وقوف اور بے عقل

Marfat.com

لوگوں کو ہوتی ہے۔

ایک لڑکی کو رخصتی کے وقت اس کی سہیلیوں نے خوب زیور اور اچھے کپڑوں سے سجا کر کہا کہ بہن! تم کو مبارک ہو کہ بہت اچھی معلوم ہو رہی ہو۔ وہ رونے لگی کہ نہ معلوم شوہر کی نظر میں میرا یہ حسن قبول ہوگا یا نہیں؟

میرے حسن کا فیصلہ شوہر کے ہاتھ میں ہے، تمہارے ہاتھ میں نہیں۔ گذارا تو شوہر کے ساتھ ہے، اسی کی نظر کا فیصلہ اصل فیصلہ ہے۔ اس لڑکی سے بھی اُس کی عقل خراب ہے جو اپنے مالک کے فیصلہ سے قبل دنیا میں خود کو اچھا سمجھ رہا ہے اور چند انسانوں کی تعریف سے بے وقوف ہو گیا جبکہ قیامت کے دن کا فیصلہ باقی ہے جو اصل فیصلہ ہوگا۔ اس سے قبل اپنے کو اچھا اور بڑا سمجھنا انتہائی بے عقلی اور بے وقوفی ہے۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عمدہ شعر کہا ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

جو شخص لوگوں کی تعریف سے اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھوڑے کی لاتوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر دلال کو فروخت کرنے کے لیے دیا۔ دلال نے بازار میں اس گھوڑے کی خوب جھوٹی تعریفیں لوگوں کو سنانی شروع کیں۔

اس بے وقوف نے کہا کہ جب اس میں یہ خوبیاں ہیں تو ہم نہیں فروخت کرتے حالانکہ تمام عمر اس گھوڑے کی خباثت اور شرارت کا تجربہ بھول گیا۔ اسی طرح جو مدتوں اپنے نفس کی شرارتوں اور معاصی سے واقف ہے، کسی کی تعریف سے اس کا اپنے نالائق نفس کو لائق سمجھنا نہایت درجہ کا گدھاپن اور حماقت ہے۔

Marfat.com

عجب اور کبر کی بیماری سے انسان حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اپنی ہر صرف کو یعنی علم اور دولت اور حسن و جمال یا صحت کو حق تعالیٰ شانہٗ کا عطیہ سمجھنا چاہیے اور اس کو اپنی ذاتی صفت سمجھ کر اس پر نظر کرنا ایسا ہے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب کے سامنے ایک آئینہ نکال کر اپنی ہی آنکھ ناک دیکھ رہا ہو تو ایسے عاشق کو اس کا محبوب دھکے دے کر نکال باہر کر دے گا۔

عجب اور کبر کا مرض دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو اپنے کو مٹائے اور تواضع اختیار کرے تو حق تعالیٰ اس کو عزت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔ پس یہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے مگر مخلوق کی نظر میں باعزت اور کبیر ہوتا ہے۔

اور جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل فرماتے ہیں۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے اور اپنی نظر میں بڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ مخلوق کی نظر میں وہ سور اور کتے سے بدتر ہوتا ہے۔ (بیہقی)

علاجِ کبر از مرقاۃ:

''فَإِذَا رَأٰى مَنْ هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ سِنًّا قَالَ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ، لِأَنَّهٗ أَكْثَرُ مِنِّيْ طَاعَةً وَأَسْبَقُ مِنِّيْ إِيْمَانًا وَّ مَعْرِفَةً، وَإِنْ رَأٰى أَصْغَرَ مِنْهُ قَالَ إِنَّهٗ خَيْرٌ مِّنِّيْ، لِأَنَّهٗ أَقَلُّ مِنِّيْ مَعْصِيَةً''

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۷۷)

ترجمہ: جب اپنے سے بڑی عمر والے کو دیکھے تو یہ کہے کہ وہ ہم سے بہتر ہیں کیونکہ ان کی طاعات ہم سے زیادہ ہیں اور ایمان و معرفت میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور اگر اپنے سے عمر میں چھوٹے کو دیکھے تو یہ کہے کہ وہ مجھ سے بہتر ہیں کیونکہ ان کی معصیت مجھ سے کم ہے۔

Marfat.com

اہل اللہ اور مشائخ کی صحبت کے برکات اور فوائد

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ، ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ}

[سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۹]

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کی راہ آسان ہونے کا نسخہ کاملین کی صحبت اختیار کرنا ہے۔

کاملین کی صحبت کتنی ہو؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ کاملین کی صحبت میں اس اہتمام سے رہو کہ اخلاق و اعمالِ حسنہ تمہارے اندر جذب ہوجائیں۔ ''خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ. فَكُلُّ قَرِیْنٍ بِالْمُقَارِنِ یَقْتَدِیْ'' باب مخالطہ اختیار کیا تاکہ معلوم ہو کہ طالب اور شیخ دونوں ہی طرف سے افادہ اور استفادہ کے لیے مصاحبت کا اہتمام ہو اور طالب مرشد کے کمالات کو جذب کرسکے۔ (تفسیر روح المعانی، جلد:۱۱، صفحہ:۵۶)

یہاں تک جذب کرلوں کاش تیرے حسنِ کامل کو
تجھی کو سب پکار اُٹھیں گذر جاؤں جدھر ہوکر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ. فَلْیَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ یُّخَالِلُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۷)

Marfat.com

ترجمہ: ہر آدمی اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوجاتا ہے، اس لیے غور کرلے ہر ایک کہ ہم کس سے دوستی کرتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہر آدمی اپنے دوست کے دین پر کیوں ہوجاتا ہے؟ اس کی تفہیم اور توضیح کے لیے حق تعالیٰ کا ارشاد ''وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' نقل فرما کر الاما الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے: ''مُجَالَسَۃُ الْحَرِیْصِ وَمُخَالَطَتُہٗ تُحَرِّكُ الْحِرْصَ وَ مُجَالَسَۃُ الزَّاهِدِ وَمُخَالَطَتُہٗ تَزْهَدُ فِی الدُّنْیَا؛ لِأَنَّ الطِّبَاعَ مَجْبُوْلَۃٌ عَلَی التَّشَبُّہِ وَالْإِقْتِدَاءِ بَلِ الطَّبْعُ یَسْرِقُ مِنَ الطَّبْعِ مِنْ حَیْثُ لَا یَدْرِیْ ہٰذَا'' مخالطت حریص کی حرص کو اُبھارتی ہے اور زاہد کی مجالست دنیا کی بے رغبتی پیدا کرتی ہے کیونکہ انسان کی طبیعت نقل اور اقتداء کے فطری تقاضے پر پیدا کی گئی ہے بلکہ طبیعت دوسری طبیعت کے عادات اور خصائل کو غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر چوری کرلیتی ہے۔ (المرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۵۷)

اہل اللہ کی صحبت فرضِ عین ہے

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تزکیہ فعلِ متعدی ہے فعلِ لازم نہیں جو خود اپنے فاعل سے تمام ہو۔ پس تزکیہ کوئی بھی اپنے نفس کا خود نہیں کرسکتا جب تک کہ کوئی تزکیہ کرنے والا نہ ہو۔ فعل متعدی فاعل اور مفعول بہ دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک مقام پر فرمایا اہل اللہ کی صحبت فرضِ عین ہے۔ حضرت حکم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ امداد الفتاویٰ، جلد:۵، صفحہ:۱۳۹، باب السلوک میں حسب ذیل ہے:

حاصل سوال: میری عمر چوبیس سال ہے۔ میں ایک حامل شریعت واقفِ طریقت بزرگ سے بیعت ہوں اور اصلاحِ نفس کے لیے ان کی خدمت میں

Marfat.com

جایا کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب منع کرتے ہیں۔ کیا اس صورت میں ان کی خدمت میں جانے سے باپ کی یہ نافرمانی گناہ ہے اور باپ حق پر ہے یا خطا پر؟

جواب: منجیات قلبیہ کی تحصیل اور مہلکات قلبیہ کا ازالہ واجب ہے اور تجربہ سے اس کا طریق حضرات کاملین مکملین کی صحبت اور ان کی تعلیم پر عمل کرنا ثابت ہوا ہے، اس لیے بحکم مقدمۃ الواجب واجب یہ بھی ضروری ہے اور ترک واجب میں والدین کی اطاعت واجب نہیں۔

((قَالَ: عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ))

(صحیح البخاری)

البتہ اگر اس مرشد میں خدانخواستہ کوئی شرعی فساد ہے تو اس کی صحبت سے بچنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ علم۔ ۱۶ محرم ۱۳۲۶ھ

اہل اللہ کی نظر کے برکات

اللہ والوں کی نظر میں برکت اور کرامت اور تاثیر کے متعلق حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے۔

((أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ قَالَ نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ

سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ))

(رواہ مسند أحمد و سنن الترمذی و ابن ماجة)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر برحق ہے تو جب بری نظر لگ سکتی ہے تو اللہ والوں کی اچھی نظر کیسے نہ لگے گی۔ اکبر الہ آبادی نے خوب فرمایا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

نگاہوں سے بھر دی رگ و پے میں بجلی
نظر کردہ برق تپاں ہو رہا ہے

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''قُلْتُ وَضِدُّ هٰذَا الْعَيْنِ نَظَرُ الْعَارِفِيْنَ...... فَإِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ التَّاثِيْرِ الْأَكْسِيْرِ يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ صَالِحًا وَّالْجَاهِلَ عَالِمًا وَالْكَلْبَ إِنْسَانًا وَّهٰذَا كُلُّهٗ لِأَنَّهُمْ مَنْظُوْرُوْنَ بِنَظَرِ الْجَمَالِ وَالْأَغْيَارَ تَحْتَ أَسْتَارِ نَظَرِ الْجَلَالِ'' جب بُری نظر لگ سکتی ہے تو عارفین اللہ والوں کی نظر کیسی تاثیر والی ہوگی جو کافر کو مومن، فاسق کو ولی، جاہل کو عالم، کتے کو انسان بناتی ہے کیونکہ یہ حضرات حق تعالیٰ کی نظرِ جمال کے منظورِ نظر ہیں اور اغیار نظرِ جلال کے پردوں کے نیچے محجوب ہیں۔

(مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۳۶۴)

حیاتِ ایمانی

اہل اللہ چونکہ کثرت ذکر اللہ کا دوام رکھتے ہیں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث ''مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ الخ'' کی شرح میں کہ ''وَفِي الْحَدِيْثِ إِيْمَاءٌ إِلٰى أَنَّ مَدَاوَمَةَ ذِكْرِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَيَاةَ الْحَقِيْقِيَّةَ الَّتِيْ لَا فَنَاءَ لَهَا''

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

اہل اللہ کی صحبتیں جنت کے باغ ہیں

حدیث پاک میں ہے جب تم جنت کے باغوں سے گذرو تو کچھ کھاپی لیا کرو:

((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا))

(مشکاۃ المصابیح)

Marfat.com

ترجمہ: جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو تو خوشہ چینی کرلیا کرو۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''أَیْ إِذَا مَرَرْتُمْ بِجَمَاعَةٍ یَذْکُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰی فَاذْکُرُوا اللهَ .أَنْتُمْ أَیْضًا مُوَافَقَةً لَّهُمْ فَإِنَّهُمْ فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ یعنی جب گذرو تم ایسی جماعت کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو تم بھی ان کے ساتھ ذکر میں مشغول ہوجاؤ تاکہ ان کی موافقت کا شرف حاصل ہو کیونکہ وہ جنت کے باغوں میں ہیں۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۶۰)

صحبتِ اہل اللہ کے منکرین علامہ آلوسیؒ کی نظر میں

''وَمِنْ هُنَا نَهٰی أَهْلُ اللهِ تَعَالٰی الْمُرِیْدِیْنَ عَنْ مُوَالَاةِ الْمُنْکِرِیْنَ لِأَنَّ ظُلْمَةَ الْإِنْکَارِ. وَالْعِیَاذُ بِاللهِ. تَحَاکِیْ ظُلْمَةَ الْکُفْرِ. وَرُبَّمَا تَرَاکَمَتْ. فَسَدَّتْ طَرِیْقَ الْإِیْمَانِ .وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِكَ فَلَیْسَ مِنْ وِلَایَةِ اللهِ تَعَالٰی فِیْ شَیْءٍ مُعْتَدٍ بِهٖ إِذْ لَیْسَ فِیْهِ نُوْرِیَّةٌ صَافِیَةٌ یُنَاسَبُ بِهَا الْحَضْرَةُ الْإِلٰهِیَّةُ''

''لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ'' کی تفسیر کے بعد من باب الاشارات فی الآیات کے ذیل میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جو لوگ منکرین ہیں اللہ والوں کے فیوض اور برکات کے ان کی صحبت میں بیٹھنے سے بھی مشائخ اپنے مریدین کو منع کرتے ہیں کیونکہ یہ ظلمت انکار نہایت شدید ہے کہ بسا اوقات یہ ظلمت تہہ بہ تہہ جمتی ہوئی ورطۂ حیرت میں غرق کردیتی ہے اور ایمان کا راستہ مسدود ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو حق تعالیٰ کی بارگاہِ قرب سے کوئی حصہ معتدبہ نہیں حاصل ہوتا کیونکہ یہ منکرین اس نورِ صاف سے محروم ہوتے ہیں جس کی قدرِ مشترک سے بارگاہِ حق سے ارواح کو مناسبت حاصل ہوتی ہے۔ (روح المعانی، جلد:۳، صفحہ:۱۴۱)

صراطِ مستقیم اور اہل اللہ کی رفاقت

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

Marfat.com

''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ'' کے بعد ''صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ'' سے ضالین تک کی آیات صراطِ مستقیم کی تفسیر اور بیان ہے اور انعام والوں کی نشاندہی دوسری آیات میں فرمائی گئی کہ وہ منعم علیہم انبیائ، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ''فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا'' یہ آخری جملہ بھی بتاتا ہے کہ ان حضرات سے حسن رفاقت حاصل کرو۔ اگرچہ جملہ خبریہ ہے لیکن ہر جملہ خبریہ میں جملہ انشائیہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ۔

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگذشت و نہ شد آگاہِ عشق

ترجمہ: بدونِ رفیق اور رہبر جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قدم رکھا تمام عمر گذر گئی مگر عشقِ حق کی حقیقت سے آگاہی نہ ہوئی۔

اس شعر میں لفظ رفیق اسی آیت سے لیا ہے۔ اللہ والوں کے الفاظ الہامی ہوتے ہیں۔

حسنِ رفاقت مطلوب ہے

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا'' سے ان حضرات کا بہترین رفیق ہونا بیان ہوا لیکن ساتھ ہی یہ بھی اشارہ ہوگیا کہ ان کا نفع کامل انہیں کو حاصل ہوگا جو ان سے دوستی اور رفاقت میں اخلاص اور جمال رکھتے ہیں یعنی حسنِ رفاقت کا تعلق رکھتے ہیں جس کو اتباع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ''وَاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَيَّ'' حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہماری طرف متوجہ ہیں ہمارے درباری ہیں ان کی اتباع کرو۔ معلوم ہوا

Marfat.com

کہ تعلق صرف محبت کا کافی نہیں اتباع کا مطلوب ہے۔

حضرت مرشدنا و مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اتباع کی عجیب برکت ہے کہ اصل تو متبوع اور حسن رفاقت کے اہل انبیاء علیہم السلام ہیں مگر ان کی اتباع کی برکت سے انہیں کی ذاتِ مقدسہ پر صدیقین اور شہداء و صالحین کو بھی عطف کر دیا گیا ہے۔ اتباع کی شان اور اس کے برکات دیکھو کہ معصومین پر غیر معصومین کو عطف کیا گیا اور پھر پورے مجموعہ کے لیے ''وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا'' کا حکم لگایا گیا ہے کہ یہ تمام حضرات بڑے اچھے رفیق ہیں۔ سبحان اللہ معطوف کا قواعد نحو سے ایک ہی حکم ہوتا ہے۔ پس منعم علیہم کا صدق ہر ایک پر الگ الگ ہو سکتا ہے۔ عشق اور محبت اور اتباع کا یہ انعام ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ۔

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

منعم علیہم صراطِ مستقیم کے بدل الکل ہیں

تفسیر بیان القرآن حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی حاشیہ میں روح المعانی کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ صراطِ مستقیم ترکیب نحوی کے اعتبار سے مبدل منہ ہے اور صراط الذین انعمت علیہم بدل الکل ہے اور بدل کی ترکیب میں مقصود بدل ہی ہوتا ہے۔ پس انعام والوں کا راستہ ہی اصل مقصود ہوا جس پر چلنے کے لیے ان کے ساتھ حسنِ رفاقت کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ: ''اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ'' تو ان حضرات سے خلّتہ اور دوستی اور محبت کا مطلوب ہونا بھی ثابت ہوا۔

ہمارے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ایک بزرگ سے کسی عالم نے دریافت کیا کہ صحبت اہل اللہ کیوں ضروری

Marfat.com

ہے؟ کیا کتابیں کافی نہیں؟ تو فرمایا کہ آپ صحابی کیوں نہیں ہیں۔ کہا صحابی کے لیے نبی کی صحبت ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ آپ تابعی بن جائیے۔ کہا کہ تابعی کے لیے صحابی کی صحبت کی ضرورت ہے۔ فرمایا اچھا تبع تابعی بن جائیے۔ کہا اس کے لیے تو تابعی کی صحبت ضروری ہے۔ پھر ان عالم صاحب نے کہا کہ حضرت! ہم سمجھ گئے ۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی
مرا باجانِ جاں ہمراز کردی

صحبت کے برکات کی حسّی مثالیں

(۱)... حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے احقر نے عرض کیا کہ دیسی آم کی قلم جب لنگڑے آم سے لگاتے ہیں تو وہ دیسی آم بھی اس کی صحبت کے فیض سے لنگڑا آم بن جاتا ہے۔ اسی طرح دیسی دل اللہ والے دل کی صحبت سے اللہ والا بن جاتا ہے۔ مسکرا کر فرمایا کہ لنگڑا دل اور بگڑا دل جب اللہ والے دل سے پیوند رکھا جاتا ہے تو اس کے برکاتِ صحبت سے وہ تگڑا دل بن جاتا ہے یعنی نہ یہ کہ وہ صرف صالح بن جاتا ہے بلکہ مصلح بھی بن جاتا ہے۔

(۲)... دوسری مثال تِل کی ہے۔ تِل جب گلاب کی صحبت سے فیض پاکر گل روغن بن جاتا ہے تو تِل کے تیل کا نام بدل جاتا ہے اور دام بھی بدل جاتا ہے۔ اب اس کو روغنِ گل کہتے ہیں۔ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

روغنِ گل روغنِ کنجد نماند
آفتابے دیدا و جامد نماند

ترجمہ: تِل کا تیل اب روغنِ گل ہوگیا۔ برف نے آفتاب دیکھا وہ پانی

Marfat.com

ہو گیا اب جامد نہ رہا، اس کو اب برف نہ کہو۔

صحبت کے باوجود نفع نہ ہونے کی وجہ

ہمارے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ صحبت کے ساتھ مجاہدہ بھی ضروری ہے۔ دیکھو تل کو اگر مجاہدہ نہ کرایا جائے اور رگڑ رگڑ کر اس کی بھوسی نہ چھڑائی جاوے تو گلاب کے پھول کی خوشبو اس کے اندر جذب نہ ہوگی۔ پس سالک کو التزامِ ذکر اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام اور اطلاع و اتباع کا تمام مجاہدہ برداشـ [illegible] ہدہ سے جذبِ فیض کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ حضرت مولا [illegible] ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جتنا قوی مجاہدہ ہو [illegible] نا ہی جذبِ فیض قوی ہوگا۔ ”اَلْمُشَاهَدَةُ بِقَدْرِ الْمُجَاهَدَةِ“ اور ہوئی جہاز کی مثال دی کہ دیکھو کتنا قوی مجاہدہ ہے؟ جان اور مال دونوں کا مجاہدہ ہے، مگر پھر کتنی جلدی منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ اگر مجاہدہ نہ ہو تو پائلٹ کا لڑکا بھی محروم رہے گا اور ہوائی جہاز پر نہ جا سکے گا۔

(۳)... تیسری مثال یہ دی کہ جس زمین پر محنت کی جاتی ہے مالی اور باغباں تربیت کرتا ہے، وہاں کیسے کیسے پھول پیدا ہوتے ہیں اور جس زمین پر محنت نہ کی جاوے کوئی اس کا مربی اور مالی نہ ہو تو وہاں گندگی اور کانٹے اور غیر مفید گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دل کی زمین کا حال ہے جس نے اپنے دل کی زمین کو کسی اللہ والے کے سپرد کر دیا اس کی تربیت کے فیض سے محبتِ الٰہیہ اور خشیتِ الٰہیہ اور تقویٰ کے کیسے کیسے پھول اور خوشنما پودے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں ؎

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

Marfat.com

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

فرمایا کہ دو عالم ہمارے پاس ہوں، ایک تربیت اور صحبت یافتہ ہو دوسرا صحبت یافتہ نہ ہو۔ پانچ منٹ میں ہم خود بتادیں گے کہ یہ صحبت یافتہ ہے اور یہ صحبت یافتہ نہیں۔ بدون تربیت یافتہ مولوی کے ہر لفظ میں، آنکھوں کے تیور میں، کندھوں کے نشیب و فراز میں، رفتار میں، گفتار میں کبر نفس کے آثار ہوں گے اور جس نے نفس کو صحبت اہل اللہ کے ذریعہ مٹایا ہے اس کی ہر بات، ہر ادا میں عبدیت، فنائیت اور تواضع کے آثار ہوں گے۔

حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت والا احقر سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ عالم بدون اصلاح و تربیت کے نفس کا کُپّا ہوتا ہے، لیکن یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ عابد جب سلوک طے کرتا ہے تو اللہ اللہ کا ذکر کرنے سے صاحبِ نور ہوجاتا ہے اور عالم جب سلوک طے کرتا ہے تو اللہ اللہ کا ذکر کرتے کرتے نورٌ علیٰ نور ہوجاتا ہے۔ علم کا نور اور ذکر کا نور دونوں جمع ہوجاتے ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت مولانا عبداللہ صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہم دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو حضرت کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سب طلبہ کو جمع کرکے نصیحت کی اور فرمایا کہ دیکھو خواہ کتنی بار ختم بخاری شریف کرلو مگر جب تک اللہ والوں کی جوتیاں نہ سیدھی کروگے اور ان کی صحبت نہ اختیار کروگے حقیقت اور روحِ علم سے محروم رہو گے اور جوش میں فرمایا اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک کے ذرّات سلاطین دنیا کے تاجوں کے موتی سے

Marfat.com

افضل ہیں۔

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''رسالہ قشیریہ'' میں ضرورت صحبت اہل اللہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ مرید پر واجب ہے کہ شیخ سے ادب تعلیم و تربیت حاصل کرلے۔ اگر اس کا کوئی شیخ نہیں تو کبھی فلاح نہ پائے گا۔ اس کا رہبر شیطان ہوگا۔ یعنی اس کے کہنے پر چلے گا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو درخت خود رو ہوتا ہے وہ پتے تو لاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا۔ یہی حال اس کا ہوتا ہے جس کا کوئی شیخ نہیں ہوتا۔ پس رفتہ رفتہ وہ اپنی خواہش نفسانی کا غلام بن جائے گا اور اس کو اس غلامی سے کبھی خلاصی نہیں ہوسکتی۔

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مصنف تفسیر مظہری

یہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور حضرت مرزا جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ اپنی کتاب ''مالابدمنہ'' میں فرماتے ہیں ''نورِ باطن صلی اللہ علیہ وسلم را از سینۂ درویشاں باید جست'' پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ باطن بزرگوں کے سینوں سے حاصل کرنا چاہیے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

فرمایا سو برس کی اخلاص والی عبادت سے اہل اللہ کی ایک ساعت کی صحبت کیوں افضل ہے؟ اس لیے کہ اخلاص ملتا ہی ہے ان حضرات کی صحبت کی برکت سے۔ تو سو برس کی عبادت اخلاص والی کہاں سے ملے گی؟ انہیں حضرات

Marfat.com

کی صحبت کی برکت سے تو ملے گی۔

حضرت خواجہ معصوم باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قربِ خاص جس کا نام نسبت ہے یہ چیز اس عالمِ اسباب میں حضرات صوفیہ ہی کے طریق پر چلنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ ان بزرگوں نے حق تعالیٰ کی محبت میں نہ اپنے کو دیکھا اور نہ غیر کو بلکہ سب سے یک لخت خالی ہو گئے (اور جس سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتے ہیں اور جس سے بغض رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رکھتے ہیں) اور جب تک نسبت مع اللہ قلب میں خوب راسخ نہ ہوجائے مرشد سے دوری اور جدائی اختیار نہ کرے ورنہ نسبت مع اللہ میں کمزوری پیدا ہوجاوے گی اور اس کمزوری کے سبب معصیت اور گناہ کا ارتکاب ہوگا جس سے دل تاریک اور اندھیرا ہوجاوے گا۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ کی محبت اور صحبت سے بڑھ کر کوئی تدبیر مؤثر نہیں۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اور اپنے دعویٰ کی دلیل میں علامہ موصوف نے یہ حدیث پیش فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ))

(جواھر البخاری، ص: ۵۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا اور آپ کے عاشقین کی محبت کا اور اس عمل کا جو آپ کی محبت سے قریب کرنے والا ہو۔

Marfat.com

علامہ موصوف نے فرمایا کہ اللہ والوں کی محبت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال سے مقدم فرما کر یہ تعلیم بھی ہم کو فرما دی کہ اعمال کی توفیق اور ہمت اہل اللہ ہی کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: حق تعالیٰ کی عنایات کے بغیر اگر کوئی فرشتہ بھی ہو جاوے اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہے۔

بے عنایات حق پر خاصانِ حق کی عنایت کا عطف، عطف تفسیری اور عطف بیانی ہے۔ مولانا نے عنایاتِ حق جو عالمِ غیب سے متعلق غیر محسوس اور غیر مبصر نظری ہے اس پر خاصانِ حق کو عطف فرما کر اس نظری کو بدیہی اور مبصر بنا دیا۔ کیا علوم ہیں! عالمِ غیب کو مولانا نے عالمِ شہادت بنا دیا۔ یعنی جس بندے پر دیکھو کہ اہل اللہ کی عنایاتِ خاصہ ہیں تو سمجھ لو کہ اس پر عنایاتِ حق مبذول ہیں۔

اور اگر روئے زمین کے تمام اہل اللہ کسی مرد کو مردود کر دیں تو سمجھ لو کہ یہ شخص خطرہ میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد نے ہم کو تحریر فرمایا کہ مُلّائے خشک و ناہموار نہ باشی۔ اے بیٹے! خشک مُلّا اور بدون تربیت نہ رہنا۔ شیخ نے اس نصیحت کے بعد باضابطہ تعلق مرشد سے قائم کر کے اپنی تربیت و اصلاح کا اہتمام فرمایا۔

Marfat.com

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

محدث عظیم شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ مرید اپنے شیخ کو کبھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ اگرچہ اپنی عبادت کی مقدار زیادہ پائے اور جو اعتراض کرے گا اپنے شیخ پر کبھی فلاح نہ پائے گا۔ ''فِیْهِ تَعْلِیْمٌ لِلْمُرِیْدِ بِأَنْ لَّا یَنْظُرَ إِلَی الشَّیْخِ بِعَیْنِ الْاِحْتِقَارِ، وَإِنْ رَاٰی عِبَادَتَهٗ قَلِیْلَةً فَلْیُظْهِرْ عُذْرَهٗ، وَلْیَلُمْ نَفْسَهٗ إِنْ جَرٰی فِیْهَا إِنْکَارٌ عَلٰی شَیْخِهٖ؛ لِأَنَّ مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِهٖ لَمْ یُفْلِحْ أَبَدًا'' (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۱، صفحہ:۲۲۰)

شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے یہ تشریح حدیث ''کَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا'' إِلٰی ''فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' کے ذیل میں ارقام فرمائی ہے۔ عبارتِ مذکور سے اہل اللہ کی صحبت کے حقوق کا اہتمام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

ارشادِ رومی رحمۃ اللہ علیہ

خُم کہ از دریا درو را ہے شود
پیشِ او جیحو نہا زانو زند

ترجمہ: جس مٹکے کو سمندر سے تعلق خفیہ حاصل ہو اس کے سامنے بڑے بڑے دریا شاگرد ہو جاتے ہیں کیونکہ اس مٹکے کا پانی خشک نہ ہوگا اور دریا خشک ہو سکتے ہیں۔

ارشادِ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اسی حقیقت کو حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ وہ عالم جو اہل اللہ کی صحبت میں تکمیل سلوک کر کے صاحبِ نسبت ہو جاتا ہے اور عالم ظاہر

Marfat.com

غیر صاحبِ نسبت کے علوم میں فرق کی ایسی مثال ہے جیسے ایک حوض کا پانی ہے جو خشک ہو جاتا ہے اور ایک اس چشمہ کا پانی جس کے اندر نیچے تک گہرا کھودا گیا اور سوتا نکل آیا تو اس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا۔ پس یہ دوسری مثال عالم صاحبِ نسبت کے علم کی مثال ہے اور اوّل مثال عالم ظاہر کے علم کی ہے۔

قطرۂ علمے کہ دادی توز پیش
متصل گرداں بدر یاہائے خویش

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اھْدِنَا
لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنٰی

ترجمہ: اے خدا! آپ نے جو علم کا قطرہ جلال الدین رومی کی جان میں عطا فرمایا ہے اس قطرۂ علم کو اپنے غیر محدود دریائے علم سے متصل فرما دیجیے۔ اے فریاد سننے والے فریاد کرنے والوں کی فریاد کے! مجھ کو ہدایت دیجیے اور ہدایت پر قائم بھی رکھئے۔ ہم کو اپنے علم پر کوئی بھی فخر نہیں اور نہ ہم علم کے سبب آپ کی عنایات سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔

یعنی اگر آپ کا کرم شاملِ حال نہ ہو تو علم ہوتے ہوئے بے عملی میں اہلِ علم مبتلا ہو جاتا ہے۔

تربیت اور صحبتِ اہل اللہ کی تفہیم کے لیے دو عجیب مثالیں

آملہ کے دو دانے درخت سے گرے۔ ایک حلوائی نے ایک دانے سے گذارش کی کیا آپ کو مربّہ بنا دوں۔ آملہ نے سوال کیا کہ مربّہ کیسے بناتے ہو؟ حلوائی نے کہا کہ ہم آپ کے جسم کو سوئی سے چھو چھو کر آپ کے اندر سے کسیلا پانی نکال دیں گے۔ پھر پانی میں جوش دیں گے، یہاں تک کہ آپ کا ذرّہ ذرّہ پک کر نرم ہو جاوے گا۔ پھر شیرہ میں ڈال دیں گے اور آپ کو مرتبان میں

Marfat.com

سجا کر رکھا جاوے گا اور حکماء آپ کو چاندی کے ورق میں لپیٹ کر مریضوں کو کھلائیں گے۔ مفتی اعظم اور وزیر اعظم بھی کھائیں گے۔ جن کا دل کمزور ہوگا دل کی طاقت کے لیے آپ کو تجویز کیا جائے گا۔ آپ مقوی قلب ہوں گے۔ یہ سن کر ایک آملہ نے اپنی تربیت سپرد کر دی۔ دوسرے نے ازراہِ تکبر انکار کیا اور کہا یہ مجاہدہ ہم سے برداشت نہ ہوگا۔ تربیت یافتہ آملہ مربہ آملہ بن کر ایک روپے کا ایک بکے گا اور انسانوں کے دلوں کو طاقت کے لیے عزت سے استعمال ہوگا۔ دوسرا بے تربیت یافتہ سورج کی شعاعوں سے خشک اور سیاہ رو ہوکر جھاڑو سے اکٹھا ہوکر بوروں میں ٹھونس کر بنیوں کے یہاں پھینک دیا جائے گا۔ صورت اور سیرت دونوں مسخ ہوں گی۔ بہت قیمت لگے گی تو گھٹیا دام سے ترپھلا کے نام سے بکے گا اور کسی کو قبض ہوگا یا قبض سے انجراتِ ردیہ اعضاء رئیسہ کی طرف صعود کریں گے تو اس کندۂ ناتراش بے تربیت آملہ کا سفوف کھلا دیا جائے گا اور آنتوں سے پائخانہ ڈھکیلنے کی خدمت سپرد ہوگی۔ لوگوں کا قبض دفع کرنے کی خدمت مثل جمعدار سپرد کر دی جائے گی۔ یہ ہے استغناء عن اہل الحق اور تکبر کا انجام۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دیدا و محروم شد

اسی طرح دوسری مثال بھی عجیب ہے۔ چمن میں صبح صبح نسیم سحری باغوں کی کلیوں کو تھپیڑوں کا مجاہدہ کرا کے ان کی سیل (مہر) توڑ دیتی ہے اور وہ شگفتہ ہوکر اپنی اندرونی خوشبو کی امانت کو اندرونِ چمن اور بیرونِ چمن پھیلا کر خرامانِ چمن کو مست و سرشار کرتی ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو اپنے اس شعر میں خوب بیان فرمایا ہے۔

بوئے گل سے یہ نسیم سحری کہتی ہے
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

Marfat.com

احقر کا بھی اس مضمون پر شعر ہے۔

غنچہ سہتا ہے چمن میں سختیٔ بادِ سحر
اس کے دامن میں عطا ہوتی ہے پھولوں کی مہک

اس حقیقت پر احقر کے چند اشعار فارسی میں جو معارفِ مثنوی میں طبع ہوئے ہیں۔

(۱) بوئے خوش از غنچہ کے آمد بروں
تا نہ شد پیشِ نسیمے سرنگوں

(۲) جانِ توچو غنچہ اے طالب بداں
اندرونش دردِ حق دارد نہاں

(۳) چوں بگیری صحبت اہلِ نظر
غنچہ بکشاید نسیم آں سحر

(۴) گر نگیری از تغافل راہبر
کے شوی از غنچہ تو گلہائے تر

(۵) غنچہ را ایں کرّ و فر و رانجمن
ہست از فیض نسیمے در چمن

ترجمہ:

(۱) کلی سے اچھی خوشبو کب ظاہر ہوئی جب تک بادِ نسیم کے سامنے زانوئے استفادہ نہ رکھا۔

(۲) اے طالب! تیری جان مثل کلی اپنے اندر دردِ حق کی خوشبو پوشیدہ رکھتی ہے۔

(۳) تو جب اہلِ نظر کی صحبت اختیار کرے گا تو یہ صحبت تیری روح کی کلی کو شگفتہ کردے گی، اس کی صحبت مثل نسیم سحری ہے۔

(۴) اور اگر غفلت سے کسی رہبر کو نہ پکڑا تو تیری کلی کیسے گلِ تر ہوگی۔

Marfat.com

(۵) اے مخاطب! اگر انجمن میں تو کسی کلی کو خلعت گل میں آراستہ اس کا کرّ و فر مشاہدہ کرتا ہے تو یقین کر لے کہ چمن میں نسیم سحری کا فیض اس کو پہنچا ہے۔

حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز کے بعد جب خاص قربِ حق کی خوشبو اپنی جان میں محسوس کرتے تھے تو یہ شعر خاص وجہ سے گنگناتے تھے۔

بادِ نسیم آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رُخ پہ کھلی زُلفِ یار ہے

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس خوشبوئے قربِ خاص کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

بوئے آں دلبر چوں پرّاں میشود
ایں زباں ہا جملہ حیراں میشود

ترجمہ: اس محبوبِ حقیقی کی خوشبو اُڑ کر میری روح میں محسوس ہوتی ہے تو اس کی لذت کیف آفریں کے بیان کے لیے مجھے تمام زبانیں قاصر نظر آتی ہیں اور حقیقت ہے کہ لطف غیر محدود کو زبانِ محدود کیسے تعبیر کر سکتی ہے۔

حضرت اصغر گونڈوی استادِ جگر نے بھی اس مقام کو خوب تعبیر کیا ہے۔

ترے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے قبل نفس کی شرارت سے یہ حال تھا۔

ہے شوق و ضبطِ شوق میں دن رات کشمکش
میں دل کو دل ہے مجھ کو پریشاں کیے ہوئے

پھر فیضانِ صحبت کے بعد کیا حال ہوا۔ خود حضرت خواجہ صاحب نے اپنا یہ حال اس طرح فرمایا ہے۔

Marfat.com

نقشِ بتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنا دیا
آہ کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
ناآشنائے درد کو بسمل بنا دیا
مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنا دیا

ایک سبق آموز واقعہ

ایک پٹرول کی ٹنکی والا ٹرک کا ڈرائیور پٹرول پمپ سے چند گیلن پٹرول خرید رہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا دیکھو بیس ہزار گیلن پٹرول اس کی پیٹھ پر ہے، مگر اس کے انجن میں پٹرول نہ ہونے کے سبب یہ ٹرک چل نہیں سکتا اور چند گیلن پٹرول کا استفادہ کر رہا ہے۔ اسی طرح علوم کی کثرت کا حال ہے جب تک دل میں خشیت اور محبت کا پٹرول نہ ہو۔ اپنے علوم پر عمل کی توفیق نہیں ہوتی۔ اسی محبت اور خشیت کا پٹرول لینے کے لیے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں گئے تھے۔

صحبت اہل اللہ سے متعلق حضرت تھانویؒ کے چند ارشادات

از: ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ

فرمایا کہ محبت حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دے۔

آہن کہ بپارس آشنا شد
فی الحال بصورت طلا شد

(صفحہ:۵۸)

Marfat.com

فرمایا کہ اصل چیز اصلاح کے لیے صحبت ہے اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا۔ صحابہ کو جو کچھ ملا صحبت ہی سے ملا۔ (صفحہ:۱۷۲)

فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت سے اگر اصلاح کامل نہ بھی ہو تو کم از کم اپنے عیوب پر نظر ہونے لگتی ہے یہ بھی کافی ہے اور مفتاح طریق ہے۔ (صفحہ:۱۰۷)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور محب بننا چاہتے ہو تو اعمال میں ہمت کر کے شریعت کے پابند رہو ظاہراً بھی باطناً بھی اور اللہ اللہ کرو اور کبھی کبھی اللہ والوں کی صحبت میں جایا کرو اور ان کی غیر موجودگی میں جو کتابیں وہ بتائیں ان کو پڑھا کرو۔ (صفحہ:۴۷)

فرمایا کہ اہل اللہ کے واقعات اس پر شاہد ہیں کہ ان حضرات نے اپنے کو جتنا مٹایا خدا تعالیٰ نے ان کو اتنا ہی چمکایا۔ تواضع میں جذب و کشش کی خاصیت ہے۔ متواضع کی طرف قلوب کو خود انجذاب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح تواضع ہو، تصنع اور بناوٹ نہ ہو۔ اہل اللہ کے اندر کشف و کرامت سے زیادہ جو چیز دلکش و دلربا ہوتی ہے وہ ان کے تواضع کے واقعات ہیں۔ بے شک تواضع سے وہ رفعت حاصل ہوتی ہے جو تصنع سے کبھی بھی نہیں ہوتی۔ ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔'' (صفحہ:۸۳)

فرمایا کہ اصلاح کا کوئی منتہیٰ نہیں ہے، اس لیے جب ایسا خیال ہو کہ اب میری اصلاح ہو چکی ہے اور اس پر اطمینان بھی ہو تو یہ غلط ہے۔ (صفحہ:۹۰)

فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت سے نفع ہونے کے چار وجوہ ہیں:

(۱)... ان کی صحبت میں برکت ہے جو ان کو راضی رکھتا ہے اور جس کی طرف ان کے قلوب متوجہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما ہی دیتا ہے۔ (صفحہ:۲۴۲)

(۲)... ان کی مجلس میں ایسے ملفوظات ہوتے ہیں جن سے نفس کے رذائل کا علم ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۳)... آنے والوں کے لیے یہ حضرات ان کی اصلاح کی دعائیں کرتے ہیں۔

(۴)... انسان کی طبیعت میں نقل اخلاق و اعمال کا خاصہ ہے جس کے سبب بزرگوں کے پاس رہنے سے عشقِ حق اور خوفِ خدا ان کے دل سے طالب کے دل میں خود بخود منتقل ہونے لگتا ہے اور ان کے اعمالِ صالحہ کی نقل کی توفیق بھی ہونے لگتی ہے۔

فرمایا کہ شیخ کے پاس رہ کر مشغول رہنے میں اور دور رہ کر مشغول رہنے میں ایسا فرق ہے جیسے مریض ایک تو طبیب کے پاس رہ کر علاج کراوے اور دوسرے محض خط و کتابت کے ذریعہ علاج کراوے۔ ظاہر ہے کہ نفع میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ (صفحہ:۱۸۴)

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مولویوں کو کیا ہوا کہ جو حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، یہ تو خود لکھے پڑھے ہیں۔ وہاں کیا چیز ہے جس کے لیے جاتے ہیں، وہ کون سی بات ہے جو کتابوں میں نہیں ہے؟ فرمایا کہ اس کو ایک مثال سے سمجھو۔ ایک شخص کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست ہے، مگر اس نے چکھی نہیں۔ ایک وہ شخص ہے کہ نام ایک مٹھائی کا بھی نہیں جانتا، مگر ہاتھ میں سب لیے ہوئے کھا رہا ہے۔ اب بتاؤ کون محتاج ہے کس کا؟ (صفحہ:۳۰۷)

فرمایا گناہوں کی عادت چھوڑنے کے تین گر ہیں: (۱) خود ہمت کرے۔ (۲) حق تعالیٰ سے ہمت طلب کرے۔ (۳) خاصانِ حق سے ہمت کی دعا کرائے۔

احقر اختر عرض کرتا ہے تیسرے جزء کے متعلق روح المعانی میں ایک عبارت ملی ہے جو اہلِ علم کے لیے قابلِ توجہ ہے۔ ''صَلِّ عَلَيْهِمْ'' کی تفسیر یوں کی ہے: ''أَيْ بِإِمْدَادِ الْهِمَّةِ وَفَيْضَانِ أَنْوَارِ الصُّحْبَةِ۔'' حق تعالیٰ شانہٗ نے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کے لیے ہمت کی دعا کا حکم دیا ہے۔ پس خاصانِ خدا کی دعا کا مقام واضح ہو گیا۔ (روح المعانی، پارہ:۱۱، صفحہ:۲۵)

اہل اللہ کی صحبت میں برکت اور ان کی مجلس میں نزولِ رحمت پر تو تجربہ و مشاہدہ تواتر سے ثابت ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں رقم طراز ہیں: "وَفِيْهِ اسْتِحْبَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّ عِنْدَ ذِكْرِهِمْ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ فَضْلاً عَنْ وُجُوْدِهِمْ وَحُضُوْرِهِمْ" جب اللہ والوں کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے تو خود ان کی صحبت اور مجلس میں کس قدر رحمت برستی ہو گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۵، صفحہ:۱۹۵)

صحبت کے اثرات اکبر الہ آبادی کے کلام سے ۔

یکے ذی العلم در اسکول روزے
فتاد از جانب ہپل بدستم
بدو گفتم کہ کفری یا بلائی
کہ پیشِ اعتقادات تو پستم
بگفتا مسلم مقبول بودم
ولے یک عرصہ بالمحد نشستم
جمالِ نیچری درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما تخم کہ ہستم

فیضِ مرشد کا ثبوت

قرآن پاک کی روشنی میں

مشائخ کی تربیت کو مریدین کی تکمیل میں کس قدر دخل عظیم ہے اس کے متعلق مسائل السلوک تفسیر بیان القرآن میں ملاحظہ ہو:

Marfat.com

{وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ}

[سورۂ ابراھیم، آیت:۵]

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاؤ۔

مسائل السلوک: اِسْنَادُ الْاِخْرَاجِ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَعَ کَوْنِ الْمُخْرِجِ الْحَقِیْقِیِّ ھُوَ اللّٰہُ اَقْوٰی دَلِیْلٍ عَلٰی اَنَّ لِلشَّیْخِ مَدْخَلاً عَظِیْمًا فِیْ تَکْمِیْلِ الْمُرِیْدِ'' ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا مخرجِ حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ شانہٗ ہیں لیکن اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس اخراج کی نسبت کرنا نہایت قوی دلیل ہے اس بات کی کہ مرید کی تکمیل میں شیخ اور مرشد کو عظیم دخل ہے۔ (بیان القرآن)

ذکر اور فکر کے برکات وثمرات

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ}

[سورۂ آل عمران، آیت:۱۹۱]

ترجمہ: اہلِ عقل وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔ آیت سے قبل لاولی الالباب ہے اور اہلِ عقل ہونے کی علامت اہلِ ذکر سے فرمائی گئی ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ قوتِ فکریہ کی صحت نورِ ذکر پر موقوف ہے: ''عَلٰی اَنَّ الْعَقْلَ لَا یَفِیْ بِالْھِدَایَۃِ مَا لَمْ یَتَنَوَّرْ بِنُوْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ'' کیونکہ عقل ہدایت کے لیے کافی نہیں جب تک اللہ

Marfat.com

کے ذکر کے نور سے منور نہ ہو۔ (روح المعانی، جلد: ۴، صفحہ: ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں ذکر کو فکر پر مقدم فرما کر مفکرین کو تنبیہ فرمادی کہ تمہاری فکر کا جمود ہمارے ذکر کی گرمی سے دور ہوگا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

این قدر گفتیم باقی فکر کن ۔۔۔ فکر اگر جامد بود رو ذکر کن

ذکر آرد فکر را در اہتزاز ۔۔۔ ذکر را خورشید این افسردہ ساز

ترجمہ: پس میں نے اس قدر بیان کردیا باقی فکر کرو اور اگر فکر میں جمود ہو تو ذکر کرو۔ ذکر قوتِ فکریہ کو حرکت میں لاتا ہے اور فکر افسردہ کو آفتابِ ذکر سے گرم کردو۔

تنبیہ: جو مفکرین اسلام ذکر اللہ سے غافل ہیں ان کی فکر پر اعتماد کرنا صحیح نہ ہوگا۔ جیسا کہ آیت مذکورہ سے تفسیر روح المعانی میں واضح کیا گیا ہے۔

علمِ عظیم

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ مسائل السلوک (بیان القرآن) میں ارقام فرماتے ہیں کہ: ”یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ“ سے معلوم ہوا کہ فکر کا تعلق خلق سے ہے نہ کہ خالق سے جس کی وجہ حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے کہ ”تَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللہِ وَلَا تَتَفَکَّرُوْا فِی اللہِ فَاِنَّکُمْ لَمْ تَقْدِرُوْا قَدْرَہٗ“ یعنی مخلوق میں فکر کرو اور اللہ کی ذات میں فکر نہ کرو کیونکہ تم لوگ اپنی عقل محدود کی گرفت میں اللہ تعالیٰ کی غیر محدود ذات کو نہیں لا سکتے ہو۔ (الترغیب والترہیب اور روح المعانی، پارہ: ۴، صفحہ: ۱۵۹)

دنیا میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ قلیل محدود بھی کثیر محدود کو اپنے اندر لانے پر قادر نہیں۔ جیسا کہ ایک گلاس صراحی کو، صراحی مٹکے کو، مٹکا حوض کو، حوض

Marfat.com

نہر کو، نہر دریا کو، دریا سمندر کو اپنے اندر نہیں سموسکتا، پھر غیر محدود کو محدود کیسے اپنے لے سکتا ہے؟

عقل جس کو گھیر لے لاانتہاء کیونکر ہوا
جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

(اکبرالہ آبادی)

آیت مذکورہ کے ذیل میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اس ساعت کی فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک شخص نے لیٹے ہوئے ستاروں کو اور آسمان کو دیکھ کر کہا کہ اللہ کی قسم میں یقیناً جانتا ہوں کہ تمہارا کوئی رب اور خالق ہے۔ اے اللہ! مجھ کو بخش دیجیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر رحمت فرمائی اور اس کی مغفرت فرمادی۔ اس روایت کا متن یہ ہے:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ مُسْتَلْقٍ يَنْظُرُ إِلَى النُّجُوْمِ وَإِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّ لَكَ رَبًّا وَّخَالِقًا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، فَنَظَرَ اللهُ تَعَالٰى لَهٗ، فَغَفَرَ لَهٗ))

(روح المعانی، ج:۴، ص:۱۵۹)

ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچادیتا ہے۔ سبحان اللہ! کیسی پیاری بات فرمائی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ہر مخلوق کے اسم اور مسمّٰی میں فاصلے ممکن ہیں۔ مثلاً ایک باپ اپنے بیٹے کا محبت سے نام لیتا ہے، لیکن اس کا بیٹا باپ سے ہزاروں میل دور ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کی یہ عجیب شان ہے کہ جہاں بھی ان کا نام لیا جاتا ہے وہاں ان کا مسمّٰی بھی موجود ہوتا ہے۔ وہ ایسے محبوب

Marfat.com

حقیقی ہیں کہ جن کے اسم اور مسمّٰی میں فاصلے نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ اللہ ذکر پاک نام دوست
اسم اعظم از برائے قربِ اوست

یعنی اسم ذات کا ذکر اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے اسم اعظم ہے۔

اللہ اللہ گو بَرَو تا سقف عرش

اللہ اللہ کہتے جاؤ اور صاحبِ عرش سے رابطہ قائم کرتے جاؤ۔

کثرتِ ذکر پر وعدۂ فلاح

{وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ}

[سورۃ الجمعۃ آیت:۱۰]

ترجمہ: اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

صاحب جلالین نے تفلحون کی تفسیر تفوزون سے کی ہے یعنی ذکر کی برکت سے دونوں جہان میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

علامہ ابوزکریا محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فلاح کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: "لَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ كَلِمَةٌ مُفْرَدَةٌ كَالنَّصِيحَةِ وَالْفَلَاحِ" نصیحت اور فلاح جیسا جامع لفظ کلام عرب میں موجود نہیں۔ اور فلاح کا مضمون بیان فرماتے ہیں کہ: "اَلْمُرَادُ بِالْفَلَاحِ جَمِيعُ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" لفظ فلاح سے دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں مراد ہیں۔

(شرح مسلم للنووی رحمۃ اللہ علیہ، جلد:۲، صفحہ:۳۷)

ذکر اللہ کے انوار شہوتِ نفسانیہ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اُذْکُرُوْا اللہ شاہ ما دستور داد
اندر آتش دید و ما را نور داد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ”اُذْکُرُوْا اللہ“ کا دستور عطا فرما کر تقاضائے شہوت کی پریشانیوں کا علاج بیان فرما دیا۔ یعنی شہوت کی آگ گناہوں سے نہیں بجھے گی بلکہ آگ میں آگ ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ دوزخ کا پیٹ دوزخیوں سے نہیں بھرے گا۔ پس ذکر اللہ کے نور سے ہی شہوت کی آگ بجھ سکتی ہے۔

ہزاروں بار گناہ کرنے سے بھی سکون نہیں مل سکتا

کیا گناہ کرنے سے گناہ کے تقاضوں کو سکون مل سکتا ہے اور گناہ کی پیاس بجھ سکتی ہے؟

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دنیا بھر کے حسینوں پر بدنگاہی کرلے، مگر صرف ایک حسین باقی رہ جائے اور اس بدنظر سے معلوم کیا جاوے کہ پیٹ بھر گیا یا اس باقی کو بھی پیش کردوں تو یہی کہے گا کہ وہ بھی دکھادو۔ تو معلوم ہوا کہ گناہوں سے سکون حاصل کرنا ایسا ہے جیسے کہ آگ میں آگ ڈال کر بجھانے کی اُمید کرنا اور گناہ کرکے گناہ کے تقاضوں میں سکون کی اُمید کرنا ایسا ہے جیسے پائخانہ کو پیشاب سے دھوکر طہارت کی اُمید کرنا۔ چنانچہ شہوت پرست اور صورت پسند لوگوں کی زندگی غور سے دیکھئے تو بہت ہی پریشان کن، بے چین، بے سکون، بے نیند و بے آرام نظر آئے گی۔ برعکس اہل ذکر، اہل اللہ کی صحبتوں میں بیٹھنے والوں کو کیسی پُرسکون زندگی اور آرام کی نیند نصیب ہے۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلادیا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے بندہ حق تعالیٰ کی رحمت کی گود میں ہوتا ہے۔
''غَشِیَتۡہُمُ الرَّحۡمَۃُ'' کا عاشقانہ ترجمہ بزبان محبت احقر یہی کرتا ہے۔ ذکر کی مجلس والوں کو حق تعالیٰ کی رحمت اپنی آغوشِ محبت میں پیار کرتی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہوں کے تقاضوں کی کشمکش کے ساتھ بندہ زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ اگرچہ دل بے چین اور مشوش ہو لیکن گناہ کر کے عارضی طور پر جو سکون سا ہو جاتا ہے اس وقت بدون تقاضائے گناہ بھی وہ خدا سے دور ہے کیونکہ یہ عارضی سکون نافرمانی کی راہ سے حاصل ہوا اور وہ دائمی تشویش و بے چینی ترکِ گناہ اور تقویٰ کی راہ سے حاصل تھی اور گناہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی یہ عارضی سکون بھی چھن جاتا ہے اور ایسے شدید تقاضے شروع ہوں گے کہ نانی یاد آجائے گی کیونکہ نفس کو گناہ کی پلید غذا مل گئی اور وہ موٹا ہو گیا اور روحانیت کمزور ہو گئی۔ اب نفس کی حکومت میں گناہ کے جھٹکے خوب ہوں گے، تقاضے شدید ہوں گے۔

مرشدی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ نگاہ چشمی تو بعض لوگ نیچی کر لیتے ہیں مگر نگاہِ قلبی سے اس کا تصور کر کے لطف لیتے ہیں جس کی ظلمت سے (خیانت صدر کی ظلمت سے) دل کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ بدنگاہی کی ظلمت کا اثر توبہ سے بھی پوری طرح نہیں جاتا جب تک کہ دوبارہ کہیں تقاضا ہو اور وہاں نگاہ نیچی کر کے دل پر ترکِ گناہ کا صدمہ نہ برداشت کرے۔ اس وقت تک دل پوری طرح منور اور صاف نہیں ہوتا۔

اہلِ ذوق و اہلِ سلوک اس تحقیق کی خوب قدر کریں گے۔ بصارت کا لطفِ حرام بصیرت کے لطفِ حلال سے محروم کر دیتا ہے اور جو بصارت کو بچاتا ہے اس کو بصیرت عطا فرمائی جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ نظر ایک زہریلا تیر ہے جو ابلیس کے تیروں سے ہے۔ جو میرے خوف سے اس کو ترک

Marfat.com

کردے اپنے قلب میں حلاوتِ ایمان محسوس کرے گا۔

(کنز العمال، جلد:۵، صفحہ:۳۲۸، طبرانی)

فائدہ: مذکورہ روایت کو حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان فرمایا ہے۔

بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے

((فَالْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ))

(صحیح مسلم)

((فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ))

(جواہر البخاری، ص:۴۹۴)

آنکھ کا زنا نظر ہے۔ زبان سے گفتگو نامحرموں اور حسینوں سے یہ زبان کا زنا ہے۔ (کنز العمال، جلد:۵، صفحہ:۳۲۷)

نفس کا مزاج گناہ کے باب میں مثل دوزخ کے ہے

اللہ تعالیٰ جب تمام دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال دیں گے اور پوچھیں گے ''هَلِ امْتَلَئْتِ؟'' کہے گی ''هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ؟'' کیا کچھ اور بھی ہے تو بروایت بخاری شریف:

((عَنْ أَنَسٍ -رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ- عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: یُلْقٰی فِی النَّارِ، وَتَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ، فَتَقُوْلُ: قَطْ قَطْ))

(جواہر البخاری، ص:۴۲۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمام دوزخی دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے اور

Marfat.com

دوزخ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھ دیں گے۔ تب دوزخ کہے گی بس بس (میرا پیٹ بھر گیا)۔

جہنم ہیڈ آفس ہے نفس امارہ اس کا برانچ ہے جس بینک کی برانچ (شاخ) میں پیسہ جمع کیا جاتا ہے وہ ہیڈ آفس میں پہنچ جاتا ہے۔ پس گناہ دوزخ تک پہنچاتا ہے اگر توبہ نہ کی۔ جو مزاج ہیڈ آفس کا ہوتا ہے وہی برانچ کا ہوتا ہے لہٰذا نفس کا پیٹ گناہوں سے نہیں بھر سکتا جس طرح دوزخ کا پیٹ دوزخیوں سے نہیں بھرے گا ہر گناہ کے بعد آگ اور بھڑک اُٹھے گی اور گناہوں سے چین کے بجائے بے چینی میں اضافہ ہوگا۔ لہٰذا نفس کے سکون اور اطمینان کا واحد راستہ یہی ہے کہ نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنایا جائے جس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ کثرت ذکر اللہ سے تعلق مع اللہ حاصل کیا جائے۔ کَمَا هُوَ الْمَنْصُوْصُ "اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! خوب غور سے سن لو کہ صرف اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں ۔

اذکروا اللہ شاہِ ما دستور داد
اندر آتش دید و مارا نور داد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے "اُذْكُرُوا اللهَ" کا قانون نازل فرمایا۔ تقاضائے شہوت کی آگ میں جب ہم کو دیکھا تو نار تقاضائے شہوت کو بجھانے کے لیے بذریعہ ذکر اپنا نور عطا فرمایا۔

نارِ شہوت چہ کشد نورِ خدا
نورِ ابراہیم را ساز اوستا

ترجمہ: شہوت کی آگ گناہوں سے نہیں بجھتی بلکہ نورِ خدا سے بجھتی ہے۔ دیکھو! ابراہیم علیہ السلام کے نور نے جو حق کی طرف سے ان کو عطا کیا گیا تھا نارِ

Marfat.com

نمرود کو بجھا دیا۔

پس اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت اور توفیق اطاعت حاصل کرو جو موقوف ہے عارفین اور اہل اللہ کی صحبتوں اور ان کی جوتیاں اُٹھانے پر۔ اس کی برکت سے رفتہ رفتہ نفس مٹتا چلا جائے گا اور شہواتِ نفسانیہ کی آگ بجھ جائے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ چند دن میں بزبانِ حال کہہ اُٹھو گے۔

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہر تلخی حیات و غمِ روزگار کو
تیری مٹھاس ذکر نے شیریں بنا دیا
گرچہ میں دور ہو گیا لذتِ کائنات سے
حاصلِ کائنات کو دل میں لیے ہوں میں
جہان رنگ و بو میں ہر طرف بس آب و گل پایا
مگر عاشق کے آب و گل میں ہم نے دردِ دل پایا

اللہ تعالیٰ کا نور ہماری زبان سے دل میں اور دل سے روح میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس ترتیب کو احقر نے ایک شعر میں پیش کیا ہے۔

نورِ حق از ذکرِ حق درجاں رسد
از زباں در دل زدل تاجاں رسد

(اختر)

ترجمہ: اللہ کا نور بذریعہ ذکر اللہ زبان سے دل میں اور دل سے پھر روح میں داخل ہو جاتا ہے۔

شرح: یَضَعَ قَدَمَهٗ: جہنم کا پیٹ بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا اس میں اپنا قدم

Marfat.com

مبارک رکھنے کی شرح یہ ہے کہ علامہ شیخ قسطلانی القاہری شافعی اپنی شرح میں ارقام فرماتے ہیں: ''حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَہٗ أَیْ رَبُّ الْعِزَّۃِ فِیْھَا أَیْ یُذَلِّلُھَا تَذْلِیْلَ مَنْ وُضِعَ تَحْتَ الرِّجْلِ'' وضع قدم سے مراد جہنم کو ذلیل کرنا، دبا دینا، اس کی طغیانی کو خاموش کر دینا ہے۔ (حاشیہ جواہر البخاری، صفحہ: ۴۲۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری فتح الباری، جلد: ۸، صفحہ: ۵۹۲ پر ارقام فرماتے ہیں: ''اَلْمُرَادُ إِذْلَالُ جَھَنَّمَ فَإِنَّھَا إِذَا بَالَغَتْ فِی الطُّغْیَانِ وَطَلَبِ الْمَزِیْدِ أَذَلَّھَا اللہُ، فَوَضَعَھَا تَحْتَ الْقَدَمِ، وَلَیْسَ الْمُرَادُ حَقِیْقَۃَ الْقَدَمِ، وَالْعَرَبُ تَسْتَعْمِلُ أَلْفَاظَ الْأَعْضَاءِ فِیْ ضَرْبِ الْأَمْثَالِ، وَلَا تُرِیْدُ أَعْیَانَھَا کَقَوْلِھِمْ: رَغِمَ أَنْفُہٗ، وَسَقَطَ فِیْ یَدِہٖ'' قدم رکھنے سے مراد جہنم کو ذلیل کرنا ہے۔ جب اس نے مبالغہ کیا طغیانی میں اور طلب مزید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو تحت القدم ذلیل کر دیا یعنی دبا دیا اور حقیقی قدم مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ اہلِ عرب محاورات میں اعضاء کا نام بولتے ہیں اور مراد اعضاء نہیں ہوتے۔ جیسے اس کی ناک خاک آلود ہو یا وہ اس کے ہاتھ میں گر گیا اور قط قط کے معنی حسبی حسبی ہے یعنی بس بس۔ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ: وَالْمَعْنٰی حَسْبِیْ حَسْبِیْ قَدِ اکْتَفَیْتُ یعنی بس بس میرا پیٹ بھر گیا۔ (حاشیہ جواہر البخاری، صفحہ: ۴۲۶)

ذکر سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ}

[سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵۲]

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فَاذْکُرُوْنِیْ کی تفسیر بِالْاِطَاعَۃِ سے فرمائی اور اَذْکُرْکُمْ کی تفسیر بِالْعِنَایَۃِ سے فرمائی یعنی تم ہم کو یاد کرو اطاعت سے

Marfat.com

ہم تمہیں یاد رکھیں گے عنایت سے۔ (بیان القرآن، پارہ:۲)

اس تفسیر سے یہ اشکال حل ہوجاتا ہے کہ کیا نعوذ باللہ حق تعالیٰ مخلوق کو بھول جاتے ہیں جبکہ ان کے لیے نسیان محال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ مجرمین کو بھی یاد رکھتے ہیں مگر عتاب کے ساتھ اور مقبولین کو یاد رکھتے ہیں عنایت کے ساتھ۔

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''فَاذْكُرُوْنِيْ بِالطَّاعَةِ قَلْبًا وَّقَالَبًا. فَيَعُمُّ الذِّكْرَ بِاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَالْجَوَارِحِ (فالأوّل) الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ الْحَمْدُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالتَّحْمِيْدُ وَقِرَاءَةُ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى (والثانی) اَلْفِكْرُ فِي الدَّلَائِلِ الدَّالَّةِ عَلَى التَّكَالِيْفِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِيْدِ وَفِي الصِّفَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ وَالْأَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ (والثالث) اِسْتِغْرَاقُ الْجَوَارِحِ فِي الْأَعْمَالِ الْمَأْمُوْرِ بِهَا خَالِيَةً عَنِ الْأَعْمَالِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا، وَلِكَوْنِ الصَّلَاةِ مُشْتَمِلَةً عَلٰى هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ سَمَّاهَا اللهُ تَعَالٰى ذِكْرًا فِيْ قَوْلِهٖ: فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ، وَقَالَ: أَهْلُ الْحَقِيْقَةِ حَقِيْقَةُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى أَنْ يَّنْسٰى كُلَّ شَيْءٍ سِوَاهُ'' (روح المعانی، پارہ:۲، ص:۱۹)

ترجمہ: تم لوگ مجھ کو یاد کرو طاعت سے یعنی قلب سے اور قالب سے بھی پس ذکر عام ہے خواہ زبان سے ہو یا قلب سے ہو یا جوارح سے ہو۔ (فالاوّل) پس اوّل ذکر لسانی ہے جو شامل ہے تسبیح وتحمید وقرأت کلام اللہ وغیرہ پر۔ (والثانی) اور ثانی اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرنا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت اور ان کی ربوبیت کے اسرار منکشف ہوں (والثالث) اور تیسرا یہ کہ اپنے اعضاء سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے اور ان کو نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ پس اللہ کا ذکر ان تینوں قسموں پر شامل ہے۔ اہلِ حقیقت نے بیان فرمایا ہے کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی محبت غالب ہوجائے اور ماسوی اللہ کی محبت مغلوب ہوکر کالعدم ہوجائے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

اسی حقیقت کا نام تبتُّل شرعی ہے۔ جیسا کہ بیان القرآن میں تحریر ہے کہ تبتُّل نام ہے تعلق مع اللہ کا تعلق ماسوی اللہ پر غالب ہوجانا نہ کہ ترکِ تعلقات ضروریہ کا۔ جیسا کہ جوگیانِ ہند اور جہلائے صوفیہ نے سمجھا ہے۔

(سورۃ مزمل، پارہ:۲۹، بیان القرآن)

نوٹ: اسی حقیقت کا نام وحدت الوجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد غالب رہے اور ماسوی اللہ مغلوب رہے اور کالمعدوم رہے نہ کہ عدمِ حقیقی مراد ہے۔ جیسا کہ گمان اہلِ جہل کا ہے۔ اس کی مثال دنیا میں آفتاب کے سامنے ستاروں کا وجود ہے جو کالعدم تو ہے لیکن حقیقۃً معدوم نہیں۔ چنانچہ شب میں ستاروں کا پھر ظہور ہوجاتا ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ کو یاد فرماتے ہیں تو مجھ کو پتہ چل جاتا ہے تو خادم نے عرض کیا کہ کیسے معلوم ہوجاتا ہے؟ فرمایا کہ قرآن کے وعدہ اَذْکُرْکُمْ پر میرا ایمان ہے چونکہ میں اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کررہا ہوں تو وعدۂ قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی ہم کو یاد فرمارہے ہیں۔

ہم یاد کریں گے وہ ہمیں یاد کریں گے
یوں ہی دلِ برباد کو آباد کریں گے
اُجڑتے ہوئے دل کو میرے آباد کریں گے
بربادِ محبت کو نہ برباد کریں گے

Marfat.com

وہ چاہنے والوں کے لیے اپنے یقینا
عالم ہی نیا حسن کا ایجاد کریں گے

(عرفانِ محبت)

ذکرِ قلبی پر چند شعر ؎

یوں تو لب پر نہیں ان کا ذکرِ جلی
ان سے لیکن ہے ہر وقت ربطِ خفی

(عرفانِ محبت)

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

(کشکولِ مجذوب)

احقر کا شعر ہے ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

ذکرِ قلبی کا ایک خاص انعام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بخاری و مسلم کی روایت سے یہ حدیث قدسی نقل کرتے ہیں:

((مَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَمَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْ مَّلَئِہٖ))

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں

Marfat.com

اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مسلم کی روایت "ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ" کی شرح میں فرماتے ہیں: "أَيْ مُبَاهَاةً وَّافْتِخَارًا بِهِمْ بِالثَّنَاءِ الْجَمِيلِ عَلَيْهِمْ وَبِوَعْدِ الْجَزَاءِ الْجَزِيلِ لَهُمْ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَأَرْوَاحِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔" (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۴۹)

ترجمہ: جماعت کے ساتھ ذکر کرنے والوں کے بارہ میں حدیث مذکور کی شرح یہ ہے کہ ایسے بندوں کا ذکر اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین اور ارواح انبیاء کے سامنے بطور مباہاۃ اور فخر کے ثناء جمیل اور وعدۂ جزاء جزیل کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر ذکر پر کوئی انعام اور موعود نہ ہوتا تو یہی انعام کافی تھا کہ غلاموں کو مولیٰ یاد فرمائیں۔ یہ مالک کا کتنا بڑا اکرم ہے۔ پھر اس کے ہوتے ہوئے ذکر میں کسی اور ثمرہ کی تلاش سالک کو نہ ہونی چاہیے۔ "هٰذِهٖ ثَمَرَةٌ أَصْلِيَّةٌ لِلذِّكْرِ لَوِاسْتَحْضَرَهَا لَا يَتَشَوَّشُ أَبَدًا" اگر ذاکر اس اصلی ثمرہ کو مستحضر رکھے تو کبھی تشویش میں مبتلا نہ ہوگا۔

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

اس کا مزہ رئیس القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو:

((وَعَنْ أَنَسٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۹۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے اوپر قرآن کی تلاوت کروں (وفی روایۃ سورۃ بینۃ) کی تلاوت کروں کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ علماء یہود میں سے تھے اور سورۃ بینہ میں اہلِ کتاب کا قصہ ہے) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لیا ہے۔ پھر عرض کیا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذکر کیا گیا ہوں؟ (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ پوچھنا استعجاباً تھا یا استلذاذاً تھا۔ کذا فی المرقاۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ یہ سن کر ان کی آنکھیں بہہ پڑیں یعنی اشکبار ہوگئیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آنسو بوجہ سرور وفرح کے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے یا اس خوف سے یہ آنسو تھے کہ اس عظیم نعمت کے شکر سے میں عاجز ہوں اور اس نعمت کے ساتھ ان کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ انہوں نے حفظ قرآن میں اور اس کی تجوید میں محنت شاقہ برداشت کر کے اس درجہ کمال حاصل کر لیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: أَقْرَأُ كُمْ أُبَيٌّ یعنی تم میں سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس سے امت مسلمہ کو یہ تعلیم دینی ہے کہ لوگ ان سے رسمِ تلاوت سیکھیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اخذ فرمایا تھا۔ اور اسی طرح نسلف سے خلف اخذ کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے بہت تابعین رحمہم اللہ نے رسم قراءۃ کو اخذ کیا۔

(مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ٦)

ذکر کو شکر پر مقدم کرنے کی حکمت

ذکر کو شکر پر مقدم کرنے میں کیا حکمت ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "إِنَّمَا قَدَّمَ الذِّكْرَ عَلَى الشُّكْرِ لِأَنَّ فِي الذِّكْرِ اشْتِغَالاً

Marfat.com

بِذَاتِہٖ تَعَالٰی، وَفِی الشُّکْرِ اشْتِغَالاً بِنِعْمَتِہٖ، وَالْاِشْتِغَالُ بِذَاتِہٖ تَعَالٰی أَوْلٰی مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِنِعْمَتِہٖ" (روح المعانی، جلد:۲، صفحہ:۱۹) فَاذْکُرُوْنِیْ کے بعد اللہ تعالیٰ نے وَاشْکُرُوْالِیْ نازل فرما کر اپنے ذکر کو مقدم فرمادیا جس کی وجہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ذکر کا حاصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونا ہے اور شکر کا حاصل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں مشغول ہونا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ منعم کے ساتھ مشغول ہونا نعمتوں کی مشغولی سے افضل اور اہم ہے۔

بسودائے جاناں زجاں مشتغل
بذکر حبیب از جہاں مشتغل
بیادِ حق از خلق بگریختہ
چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

ترجمہ: محبوبِ حقیقی کی یاد میں وہ مزہ آیا کہ اپنی جان سے بے پرواہ ہوگئے اور سارے جہان سے بھی۔ حق تعالیٰ کی یاد میں مخلوق سے کنارہ کش ہیں اور ساقی پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ جامِ مے ہاتھ سے گر گیا یعنی منعم کی یاد کے غلبہ سے نعمتوں کی طرف التفات سے ذھول ہوگیا۔

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی
ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ ہوتے وہ میرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستیں ہوتی
جو صورت گیر حسن و عشق کی دنیا کہیں ہوتی
تیرے ضوء کا فلک بنتا میرے ظل کی زمیں ہوتی
جو ان کو دیکھ لیتے ہم تو پھر کیا زندہ رہ جاتے
نگاہِ اولیں اے دل نگاہِ واپسیں ہوتی

Marfat.com

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تخت سلیماں تھا
ازل میں سامنے عقل و جنوں دونوں کا ساماں تھا
جو میں ہوش و خرد لیتا تو کیا میں کوئی ناداں تھا

(کشکول مجذوب)

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے تو ساتھ تو صحراء میں گلشن کا مزہ پاؤں

(عرفانِ محبت)

تمہاری یاد کی لذت پہ یہ دونوں جہاں قرباں
تری مانند تیرے نام کی لذت ہے لاثانی
ہر وادیِ ویراں میں گلستاں نظر آیا
قرباں میں ترے نام کی لذت پہ خدایا

(اختر)

مجلسِ ذکر کے فوائد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتا ہے اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے پاس والوں میں کرتے ہیں۔ (مسلم شریف)

شرح (۱)... حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وہ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں جو اہلِ ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس طرح سے ذاکرین کو فرشتوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے اور اس صحبت کی برکت سے فرشتوں کا ذوق طاعت و ذوق تسبیح و تحمید اور

Marfat.com

ذوقِ تقرب الی اللہ اور تقدس اخلاقیاتِ ذاکرین کے نفوس میں منتقل ہو سکتا ہے۔ خاکی مخلوق کو نوری مخلوق کی یہ مصاحبتِ مجلسِ ذکر کا انعامِ عظیم ہے۔

(۲)... غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس کا عاشقانہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی رحمت ذاکرین کو پیار کر لیتی ہے جس طرح ماں غلبۂ شفقت و رحمت سے بچہ کو گود میں لے کر سینہ میں لگا کر دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیتی ہے جبکہ وہ ایک ہاتھ سے بھی بچہ کو پکڑ سکتی ہے لیکن دونوں ہاتھ سے ڈھانپ کر اپنا سر اور گردن جھکا کر بچہ کو بالکل ڈھانپ لیتی ہے جو تقاضۂ رحمتِ مادر کی سراپا تصویر ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! اور ماؤں کی محبت پہ ناز کرنے والو! ماؤں کو محبت کرنا تو میں نے ہی سکھایا ہے ان کی تمام تر محبت میری ہی مخلوق ہے، ان کے قلب و جگر کے اندر مادۂ رحمت کا خالق میں ہی ہوں۔ پس میری رحمت کا کیا عالم ہوگا؟ اور میری شمعِ محبت کا کیا عالم ہوگا؟

پس غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ کی تعبیر عاشقانہ ترجمہ کے ساتھ یہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ذاکرین کو پیار کرتے ہوئے غایتِ رحمت سے ڈھانپ لیتی ہے۔

(۳)... نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ اور ذاکرین کے قلوب پر اللہ تعالیٰ سکینہ نازل فرماتے ہیں۔

سکینہ کی تفسیر

سکینہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذاکرین کے قلوب میں عطا ہوتا ہے۔ ''أَيْ هِيَ نُورٌ يَسْتَقِرُّ فِي الْقَلْبِ، وَبِهٖ يَثْبُتُ التَّوَجُّهُ إِلَى الْحَقِّ وَيَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّيْشِ، فَيَزْدَادُوْا إِيْمَانًا مَّعَ إِيْمَانِهِمْ'' سکینہ ایک نور ہے جو

Marfat.com

قلب میں مستقل قائم رہتا ہے۔

شکر ہے دردِ دل مستقل ہوگیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہوگیا

(مولانا محمد احمد صاحب)

جہانِ رنگ و بو میں ہر طرف بس آب وگل پایا
مگر عاشق کے آب وگل میں ہم نے دردِ دل پایا

(احقرؔ)

اس نور کی برکت سے توجہ الی الحق قائم رہتی ہے اور دربدر تاک جھانک سے آدمی نجات پا کر یکسو ہوجاتا ہے۔

دل آرامے کہ داری دل درو بند
وگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
اب تو میں ہوں اور شغل یادِ دوست
سارے جھگڑوں سے فراغت ہوگئی

اور ایسے لوگوں کا ایمان عقلی استدلالی موروثی ترقی کر کے ایمان ذوقی حالی وجدانی بن جاتا ہے۔ جس کو ولایتِ خاصہ سے بھی صوفیاء تعبیر کرتے ہیں۔

(خلاصہ از روح المعانی و مسائل السلوک بیان القرآن)

(۴)... وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ، یعنی اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین اور ارواح انبیاء والمرسلین کے سامنے ان کا تذکرہ بطور افتخار کے ثناء جمیل اور وعدۂ جزائے جزیل کے ساتھ فرماتے ہیں۔ (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۴۹)

اہل اللہ کا ذکر ملائکہ کے ذکر سے افضل ہے

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۳ پر:

"إِنَّ الذِّكْرَ الْحَاصِلَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ أَعْلٰى وَأَشْرَفُ مِنَ الذِّكْرِ الْحَاصِلِ مِنَ

Marfat.com

الْمَلٰئِكَةِ لِحُصُوْلِ ذِكْرِ الْاٰدَمِيِّيْنَ مَعَ كَثْرَةِ الشَّوَاغِلِ وَوُجُوْدِ الصَّوَارِفِ وَصُدُوْرِهٖ فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ بِخِلَافِ الْمَلٰئِكَةِ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ" انسان کا ذکر افضل ہے، ملائکہ کے ذکر سے کیونکہ انسان ہزاروں افکار اور مصروفیات میں گھرا ہوا ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتا اور ملائکہ کو ذکر کے علاوہ کوئی فکر اور مصروفیت نہیں ہے۔ اور ملائکہ علام شہادت میں یعنی حق تعالیٰ کو دیکھ کر یاد کرتے ہیں اور انسان عالم غیب میں یاد کرتا ہے۔

مولانا اسعد اللہ صاحب محدث سہارنپوری نے خوب فرمایا۔

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں

احقر راقم الحروف کا شعر ہے۔

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

مفہوم ذکر اللہ جل شانہٗ

تفسیر روح المعانی کی روشنی میں

{وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۖ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝}

[سورۂ اٰلِ عمران آیت: ۱۳۵]

ترجمہ: اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جس میں (دوسروں پر) زیادتی ہو یا (کوئی گناہ کر کے خاص) اپنی ذات پر نقصان اُٹھاتے ہیں تو (معاً) اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عذاب کو یاد کر لیتے ہیں۔ پھر اپنے

Marfat.com

گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں (یعنی اس طریقہ سے جو معافی کے لیے مقرر ہے کہ دوسروں پر زیادتی کرنے میں ان اہلِ حقوق سے بھی معاف کرائے اور خاص اپنی ذات کے متعلق گناہ میں اس کی حاجت نہیں اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرانا دونوں میں مشترک ہے) اور (واقعی) اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو۔

(رہا اہلِ حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اس کا اختیار تو نہیں رکھتے کہ عذاب سے بھی بچالیں اور حقیقی بخشش اسی کا نام ہے) اور وہ لوگ اپنے فعل (بد) پر اصرار نہیں کرتے اور وہ (ان باتوں کو) جانتے (بھی) ہیں (کہ فلاں کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضرور ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ غفار ہے، مطلب یہ کہ اعمال کی بھی درستی کر لیتے ہیں اور عقائد بھی درست رکھتے ہیں۔)

(بیان القرآن، پارہ: ۴، سورۃ آلِ عمران، صفحہ: ۶۰)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بروایت ترمذی ارقام فرماتے ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ابلیس مع اپنے لشکر کے رونے لگا اور سر پر خاک ڈالے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے بری اور بحری لشکر سب جمع ہو گئے اور ان لوگوں نے کہا اے ہمارے سردار! آپ کیوں روتے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ آیت ایسی نازل ہوئی ہے کہ بنی آدم کو اس کا گناہ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ ابلیس کے لشکر نے کہا کہ ہم ان کو نفس کی ایسی خواہشات میں مبتلا کر دیں گے (بدعات میں) کہ جس سے وہ لوگ نہ توبہ کریں گے اور نہ استغفار کریں گے اور اپنے کو حق پر سمجھیں گے۔ پس ابلیس ان کی اس بات سے خوش ہو گیا (آج اس دور میں اہلِ بدعت اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں اور بدعات کو نیکی سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔)

Marfat.com

صدورِ معاصی کے بعد ''ذَکَرُوا اللّٰہَ'' سے کیا مراد ہے؟

صدورِ معاصی کے بعد ذَکَرُوا اللّٰہَ سے مراد حسبِ ذیل ہے:

(۱)......أَیْ تَذَکَّرُوْا حَقَّهُ الْعَظِیْمَ وَوَعِیْدَهٗ اللہ تعالیٰ کا حق عظیم اور اس کی وعید کو یاد کرتے ہیں۔

(۲)... ذَکَرُوا الْعَرْضَ عَلَیْهِ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی پیشی کو یاد کرتے ہیں۔

(۳)... ذَکَرُوْا سُؤَالَهٗ عَنِ الذَّنْبِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اپنے گناہوں سے متعلق قیامت کے دن کے مؤاخذہ کو یاد کرتے ہیں۔

(۴)... ذَکَرُوْا نَهْیَهٗ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ کے منع فرمانے کو یاد کرتے ہیں۔

(۵)... ذَکَرُوْا غُفْرَانَهٗ اللہ تعالیٰ کی شانِ مغفرت کو یاد کرتے ہیں۔

(۶)... ذَکَرُوْا جَمَالَهٗ فَاسْتَحْیَوْا اللہ تعالیٰ کے جمال کو یاد کر کے شرمندہ ہوجاتے ہیں کہ ہم نے غیر اللہ کی طرف کیوں توجہ کی اور غیر اللہ سے کیوں دل لگایا۔ آفتاب کے ہوتے ہوئے فانی چراغوں سے دل کا بہلانا نورِ آفتاب کی ناشکری ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پیش نورِ آفتاب خوش مساغ
رہنمائی جستن از شمع و چراغ
گر خفاشے رفت در کور کبود
بازِ سلطان دیدہ را بارے چہ بود
بازا شہب را چو باشد خوئے موش
ننگ موشاں باشد و عار و حوش

ترجمہ: نورِ آفتاب کے سامنے شمع اور چراغ سے رہنمائی حاصل کرنا خلافِ ادب ہے۔

Marfat.com

بے گماں ترک ادب باشد زما
کفرِ نعمت باشد و فعل ہوا

یقیناً یہ ترکِ ادب ہے اور کفرِ نعمت ہے اور نفسانی فعل ہے۔

اگر چمگادڑ ظلمت پرستی میں اور غلاظت میں چلا گیا تو تعجب نہیں لیکن سلطان دیدہ باز کو کیا ہو گیا کہ وہ غیر اللہ سے دل لگا کر چمگادڑ بن گیا۔ یعنی مقرب بارگاہِ حق روحوں کی شان تو تفسیر روح المعانی میں یہ ہے طَھَارَۃُ الْاَسْرَارِ مِنْ دَنَسِ الْاَغْیَارِ کہ ان کا باطن غیر اللہ کی نجاست سے پاک ہوتا ہے۔ بازِ شاہی کے لیے چوہوں کی بُری عادت زیب نہیں دیتی ورنہ وہ باز ننگ موش اور ننگِ وحوش ہو گا۔

(۷)... ذَکَرُوْا جَلَالَہٗ فَھَابُوْا، اللہ تعالیٰ کے جلال اور عظمتِ شان کو یاد کرتے ہیں پس ہیبت زدہ ہو جاتے ہیں۔

زبان بے نگہہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی
ترے جلووں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی

(اصغر)

(۸)... ذَکَرُوْا ذَاتَہُ الْمُقَدَّسَۃَ عَنْ جَمِیْعِ الْقَبَائِحِ، وَأَحَبُّوْا التَّقَرُّبَ إِلَیْہِ بِالْمُنَاسَبَۃِ بِالتَّطْھِیْرِ مِنَ الذَّمَائِمِ، اور یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو اور محبوب رکھتے ہیں اس کی طرف تقرب کو بذریعہ اخلاق ذمیمہ کی طہارت سے۔ کما قال الرومی رحمۃ اللہ علیہ۔

چوں شدی زیبا بداں زیبا رسی

ذکری فرقہ کا ابطال

ذکر کے مفاہیم مذکورہ کے پیشِ نظر فرقہ ذکری کا ابطال ثابت ہوتا ہے

Marfat.com

کیونکہ یہ فرقہ اعمال ضروریہ کے بغیر صرف ذکر کو نجات کے لیے کافی سمجھتا ہے۔
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: ''لَیْسَ الْمُرَادُ مُجَرَّدَ ذِکْرِ اسْمِہٖ عَزَّ اسْمُہٗ۔''

ذکرِ مقبول کی علامت

ذکر مقبول کی علامت یہ ہے کہ معاصی سے استغفار کی توفیق ہو جائے۔
جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ذَکَرُوا اللّٰہَ کے بعد ارشاد فرماتے ہیں فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قیامت کے مؤاخذہ کو یاد کر کے وہ گناہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور آئندہ کے لیے عزم علی التقویٰ کرتے ہیں۔

استغفارِ حقیقی سے کیا مراد ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: ''وَلَیْسَ الْمُرَادُ مُجَرَّدَ طَلَبِ الْمَغْفِرَۃِ بَلْ مَعَ التَّوْبَۃِ وَاِلَّا فَطَلَبُ الْمَغْفِرَۃِ مَعَ الْاِصْرَارِ کَالْاِسْتِھْزَاءِ بِالرَّبِّ جَلَّ شَانُہٗ وَمِنْ ھُنَا قَالَتْ رَابِعَۃُ الْعَدَوِیَّۃُ اسْتِغْفَارُنَا ھٰذَا یَحْتَاجُ اِلَی اسْتِغْفَارٍ'' (روح المعانی، پارہ:۴، صفحہ:۶۱)

خلاصہ ترجمہ: استغفار کامل سے مراد محض طلب مغفرت نہیں ہے بلکہ توبہ بھی ضروری ہے۔ (اور توبہ نام ہے ماضی پر ندامت اور مستقبل میں عزم علی التقویٰ اور فی الحال معصیت سے الگ ہو جانے کا۔ مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۱۲۲)

اسی سبب سے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ کے ساتھ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ (پارہ:۱۲، سورۂ ہود)

حضورِ استغفاری

استغفار اور توبہ سے بندہ کو جو قرب عطا ہوتا ہے وہ تسبیحات کے قرب

Marfat.com

سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ قدر کی تفسیر میں حدیث قدسی نقل کرتے ہیں:

((لَأَنِینُ الْمُذْنِبِینَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِینَ))

ترجمہ: حدیث قدسی میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ گنہگاروں کا رونا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔

اس قربِ خاص کی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے ۔

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے
اے جلیل اشکِ گنہگار کے یک قطرہ کو
ہے فضیلت تیری تسبیح کے سو دانوں پر
تسلی ہم گنہگاروں کو حاصل ہوگئی احمد
بجھادیں گے جہنم کو یہ آنسو ہیں ندامت کے

(عرفانِ محبت)

زمینِ سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برسنا تھا میرا خونِ جگر
مبارک تجھے اے میری آہِ مضطر
کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے
رونے کا جب مزہ ہے کہ اے چشم خوں فشاں
ہر بوند میں لہو کی تمنا دکھائی دے
درجگر افتادہ ہستم صد شرر
درمنا جاتم بہ ہیں خونِ جگر
اے خدائے باعطا و باوفا
رحم کن بر عمرِ رفتہ بر جفا

Marfat.com

یار شب را روز مہجوری مدہ
جانِ قربت دیدہ را دوری مدہ

(مولانا رومیؒ)

احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

تیرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

ویرانۂ حیات کی تعمیر کر گئی
روئدادِ زندگی کسی خانہ خراب کی

(اخترؔ)

حیا آتی ہے تیرے سامنے میں کس طرح آؤں
نہ آؤں تو دلِ مضطر کو لے کر پھر کہاں جاؤں

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
کدھر جائے بندۂ گنہگار تیرا

آہ سے راز چھپایا نہ گیا
منہ سے نکلی مرے مضطر ہوکر

چشمِ نم سے جو چھلک جاتے ہیں
ہیں فلک پر وہی اخترؔ ہوکر

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہِ بے نوا تو نے کمال کر دیا

Marfat.com

جو حیا مانع استغفار و توبہ ہو وہ مردود و مذموم ہے

بعض نادان غالب کے اس شعر پر عمل کرتے ہیں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جو انتہائی نادانی اور محرومی و جہل ہے بلکہ سفاہت ہے۔ ایک بزرگ نے اس شعر کو مسلمان کر دیا یعنی اس کی اصلاح کر دی۔

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

(عرفانِ محبت)

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔
(ترجمہ اوپر گذر چکا)

اصرار علی الذنب کی صحیح تعریف

تفسیر روح المعانی کی روشنی میں

"اَلْاِصْرَارُ الشَّرْعِيُّ اَلْاِقَامَةُ عَلَى الْقَبِيْحِ بِدُوْنِ الْاِسْتِغْفَارِ وَرُجُوْعٍ بِالتَّوْبَةِ" اور اصرارِ لغوی: اَلثَّبَاتُ عَلَى الشَّيْءِ کسی چیز پر قائم رہنا۔ اصرارِ شرعی سے مراد ہے کہ کسی گناہ پر اس طرح جم جانا کہ استغفار و توبہ سے اس کی تلافی نہ کی جائے۔ بعض لوگ نادانی سے سمجھتے ہیں کہ اگر توبہ بار بار ٹوٹ جائے تو وہ اصرار میں داخل ہے حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت صاحبِ مشکوٰۃ نے نقل کی ہے:

Marfat.com

((عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-
مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۲۰۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے استغفار کرلیا وہ اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے اگرچہ عود کرے وہ دن میں ستر بار (گناہ کی طرف)

شرح مَا أَصَرَّ: أَيْ مَا دَامَ عَلَى الْمَعْصِيَةِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۵، صفحہ:۱۳۵)

یعنی اصرار نہ کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ پر قائم نہ رہے۔ ما نافیہ ہے۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا استغفار سے مراد استغفارِ کامل ہے اور استغفارِ کامل بدون عزم علی التقویٰ نہیں ہوتا۔ اسی لیے قرآن پاک میں اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ کے بعد تُوْبُوْا إِلَيْهِ بھی ہے۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ یہ حال ہے اور معرض تعلیل میں ہے یعنی یہ لوگ معاصی پر دوام نہیں کرتے۔ ''لِأَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ قُبْحَ فِعْلِهِمْ'' کیونکہ اپنے معاصی کے انجام کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دنیا اور آخرت دونوں حیاۃ تباہ ہوجاتی ہیں جس طرح مچھلی پانی سے دور ہوکر ہزاروں نعمتوں کے باوجود موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب سے جو روح نافرمانی کے سبب دور ہوجاتی ہے وہ ہر وقت پریشان رہتی ہے۔ ہزاروں پری کے باوجود پریشانی نہیں جاتی ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

استغفار و توبہ سے سلوک کس طرح طے ہوتا ہے۔ ایک بزرگ کے اس شعر میں ملاحظہ کیجیے ؎

Marfat.com

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

گر کر جو پڑے رہتے ہیں وہی محرومِ منزل رہتے ہیں ورنہ اُٹھ اُٹھ کر چل پڑنے والے بھی کامیاب ہوجاتے ہیں۔

عاشقانہ ذکر کی تیز رفتاری اور جلد منزل رسی

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سیر زاہد ہر مہے یک روزہ راہ
سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

یعنی غیر عارف ایک ماہ میں ایک دن کا راستہ طے کرتا ہے اور عارف باللہ ہر سانس میں حق تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہوتا ہے۔اسی لیے عارف باللہ کی دو رکعت غیر عارف کی سو رکعات سے افضل ہوتی ہیں۔

بعض لوگ ذکر کی کمیت سے محروم ہیں یعنی ذکر ہی نہیں کرتے اور بعض لوگ ذکر کی کمیت تو پوری کرلیتے ہیں مگر ذکر کی کیفیت خاصہ یعنی دردِ محبت سے ذکر کا اہتمام نہیں کرتے۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

عام می خوانند ہر دم نام پاک
ایں اثر نہ کند چوں نبود عشقناک

ترجمہ: عام لوگ ذکر کی تعداد تو پوری کرلیتے ہیں لیکن دردِ محبت کے ساتھ والہانہ اور عاشقانہ ذکر نہیں کرتے۔ایسے ذکر کا نفع اور اثر کامل نہیں ہوتا۔ذکر کی عاشقانہ کیفیت اللہ والوں کی صحبتوں سے حاصل ہوتی ہے۔

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

Marfat.com

مزہ دل میں پائے تو بس جھوم جائے

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیر دورِ جام ہے

والہانہ ذکر اور حالتِ ذکر میں وجد کا ثبوت

مشکوٰۃ کی روایت ہے:

((سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ))

(مشكاة المصابيح، ص:۱۹۶)

یعنی اہلِ محبت بازی لے گئے جو والہانہ ذکر کرتے ہیں۔

یہ ترجمہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل ذکر صفحہ ۲۱ میں کیا ہے۔ احقر کو اشکال ہوا کہ شیخ نے المفردون کا ترجمہ والہانہ کہاں سے کیا جبکہ صحابہ کے دریافت کرنے پر کہ مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلذَّاکِرِیْنَ اللهَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ'' یعنی اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مراد ہیں۔ پھر دل میں خیال ہوا کہ حضرت شیخ نے یہ ترجمہ دلالت التزامی سے فرمایا ہے کہ کیونکہ کثرتِ ذکر کثرتِ محبت کو مستلزم ہے ''مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ'' جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔ پھر خیال ہوا کہ شروح حدیث کی طرف رجوع کیا جائے۔ چنانچہ علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم، جز نمبر ۱۷، صفحہ: ۴، کتاب الذکر میں اس حدیث کے لفظ اَلْمُفَرِّدُوْنَ کی شرح دوسری روایت سے پیش کرتے ہیں ''وَجَآءَ فِیْ رِوَایَةٍ هُمُ الَّذِیْنَ اهْتَزُّوْا بِذِکْرِ اللهِ اَیْ لَهِجُوْا بِهٖ۔'' مفردون وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں وجد کرتے ہیں۔ لَهِجَ یَلْهَجُ (از سمع) شیفتہ ہونا۔ اَیْ لَهِجُوْا بِهٖ یعنی فریفتہ ہو جاتے ہیں اللہ پر، لفظ نبوت کی شرح لفظِ نبوت سے نہایت ہی باعث مسرت ہوئی، پھر مرقاۃ میں اس کی شرح تلاش کی۔ ملا علی

Marfat.com

قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اَلْمُفَرِّدُوْنَ الَّذِیْنَ لَا لَذَّۃَ لَھُمْ اِلَّا بِذِکْرِہٖ وَلَا نِعْمَۃَ لَھُمْ اِلَّا بِشُکْرِہٖ۔'' مفردون وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں نہیں لذت پاتے مگر اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر سے اور نہیں کوئی نعمت ان کو نظر آتی کائنات میں مگر اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتے۔ ''لَا یَنْسَوْنَ الرَّبَّ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔'' (مرقاۃ: جلد: ۵، صفحہ: ۵۰)

وہ ہر وقت بزبانِ حال کہتے ہیں: ''اِلٰھِیْ لَا تَطِیْبُ الدُّنْیَا اِلَّا بِذِکْرِكَ'' اے اللہ! مجھ کو دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر آپ کے ذکر کے ساتھ۔ اللہ کے عاشقوں کا دن اللہ کے ذکر سے روشن ہوتا ہے۔ احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تجھ سے روشن ہیں جہانِ درد کے شمس و قمر
اے امامِ دردِ دل اے رہبرِ دردِ جگر
میرے دل کو روشنی دیتے نہیں شمس و قمر
کائناتِ دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر
اے خدا تجھ سے ہی روشن ہیں ہمارے رات دن
اے ہماری کائناتِ دل کے خورشید و قمر

دل کے شمس و قمر سے مراد اللہ تعالیٰ کا نور ہے جو ذکر اللہ اور صحبت اہل اللہ سے عطا ہوتا ہے۔

ذکر سے حیاتِ حقیقی عطا ہوتی ہے

((وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ -صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۹۶)

ترجمہ: وہ شخص جو اللہ کا ذکر کرتا ہے مثل زندہ کے ہے اور جو ذکر نہیں کرتا مثل

Marfat.com

مردہ کے ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فِی الْحَدِیْثِ إِیْمَآءٌ إِلٰی أَنَّ مُدَاوَمَةَ ذِکْرِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَیَاةَ الْحَقِیْقِیَّةَ الَّتِیْ لَا فَنَاءَ لَهَا۔'' اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مداومت حقیقی زندگی سے آشنا کرتی ہے جس کو کبھی فنا نہیں ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۵)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

یعنی وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کا دل حق تعالیٰ کے عشق سے زندہ ہوگیا۔ جریدۂ عالم پر اس کا نقش غیر فانی ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''أَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَأَحْیَیْنَاهُ'' کی تفسیر کرتے ہوئے باب الاشارہ صفحہ: ۲۴، پارہ: ۸ پر ارقام فرمایا ہے: ''قَالَ ابْنُ عَطَآءٍ: أَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا بِحَیَاةِ نَفْسِهٖ وَمَوْتِ قَلْبِهٖ فَأَحْیَیْنَاهُ بِإِمَاتَةِ نَفْسِهٖ وَحَیَاةِ قَلْبِهٖ، وَسَهَّلْنَا عَلَیْهِ سُبُلَ التَّوْفِیْقِ، وَکَحَّلْنَاهُ بِأَنْوَارِ الْقُرْبِ، فَلَا یَرٰی غَیْرَنَا، وَلَا یَلْتَفِتُ إِلٰی سِوَانَا۔'' کیا وہ شخص جو مردہ تھا بہ سبب اپنی حیاتِ نفس اور اپنی موت قلب کے پس ہم نے اس کو زندہ کردیا، اس کے نفس کی فنائیت اور اس کے قلب کی حیات سے اور آسان کردیا ہم نے اس پر توفیق کے راستوں کو اور سرمہ لگادیا ہم نے اس کی آنکھوں میں اپنے انوارِ قرب کا، پس نہیں دیکھتا ہمارے غیر کو اور نہیں التفات کرتا ہمارے ماسوا کی طرف۔

یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ''عَلٰی حَسَبِ الرِّوَایَاتِ وَأَیًّامَّا کَانَ فَالْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ، لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ، فَیَدْخُلُ فِیْ ذٰلِكَ کُلُّ مَنِ انْقَادَ لِأَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔'' علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ آیت کا سبب نزول کچھ بھی ہو بقاعدۂ مسلمہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔ پس داخل ہوں گے اس آیت کی بشارت میں وہ تمام لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالائیں گے۔

"وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے خاص بندوں کو ایسا نور (ایمان) عطا کرتے ہیں جو وہ مخلوق میں لیے پھرتے ہیں اور ان کا یہ نورِ باطن مخلوق کے تصرف سے محفوظ رہتا ہے۔

(کذا فی الروح، صفحہ:۱۸)

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
روئے زمیں کو کوچہ جاناں کیے ہوئے

(مجذوب)

پھرتا ہوں دل میں درد کا نشتر لیے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے
دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

(اختر)

ذکر اللہ سے رتبۂ انسانیت کی معراج

ایک بار مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھی۔ بعض ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے تھے اور بعض خشک کھالوں والے اور بعض صرف ایک کپڑے والے یعنی ننگے بدن صرف ایک لنگی ان کے پاس تھی، لیکن اللہ کے ذکر کی برکت سے عند اللہ ان کا مقامِ قبول اتنا بلند تھا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ان کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب ذیل آیات نازل فرمائیں: "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

Marfat.com

رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ" جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنی ذاتِ گرامی کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کا پابند کیجیے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نازل ہونے پر اپنے دولت کدہ سے نکل کر ان لوگوں کی جستجو فرمائی۔ پس دیکھا کہ ایک جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمادیے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم ہی لوگوں کے ساتھ میری زندگی ہے اور تمہارے ساتھ ہی میرا مرنا ہے یعنی میرے مرنے جینے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو۔

احقر راقم الحروف کے دو شعر ہیں ۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یاربّ
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

صوفیاء نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ مشائخ کو بھی مریدین کے پاس بیٹھنا ضروری ہے کہ اس میں علاوہ فائدہ پہنچانے کے اختلاط سے شیخ کے نفس کے لیے بھی مجاہدہ تامہ ہے کہ غیر مہذب لوگوں کی بدعنوانیوں کے تحمل اور برداشت سے نفس میں فنائیت اور تواضع پیدا ہوگی۔ اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رافت کو متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے اور یہی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حجاج بیک حال ایک میدان میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی طرف متوجہ کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ'' سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے۔ (فضائل ذکر مصنفہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق اور ذکر اللہ کا نفع کامل

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذوق پیدا ہوتا ہے اہل اللہ کی صحبت اور ان کی جوتیاں سیدھی کرنے سے جو کہ اعتقاد اور انقیاد کے ساتھ ہو کیونکہ یہاں محض تقلید سے کام چلتا ہے۔ چون و چرا سے کام نہیں چلتا۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ می نہ گیرد فضلِ شاہ

جیسے کوئی بچہ استاد کے سامنے الف، ب لے کر بیٹھے اور استاد کہے کہو الف اور کہو ب، اور بچہ کہنے لگے کہ الف کی صورت ایسی کیوں ہوئی اور ب کی ایسی کیوں ہے۔ تو استاد اس سے کہے گا کہ تو اپنے گھر کا راستہ لے۔ بات یہ ہے کہ ابتداء ہر امر کی تقلید محض ہے۔ (کمالاتِ اشرفیہ، ملفوظ نمبر ۵۷۹، صفحہ: ۱۲۶)

اور ارشاد فرمایا کہ بدونِ صحبتِ شیخ کے اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! خود ذکر اللہ میں یہ صفت ہونی چاہیے تھی کہ وہ خود کافی ہو جایا کرتا، صحبتِ شیخ کی کیوں قید ہے؟ فرمایا کہ کام بنائے گا تو ذکر اللہ ہی بنائے گا لیکن عادت اللہ یوں جاری ہے کہ بدون شیخ کی صحبت کے نرا ذکر کام بنانے کے لیے کافی نہیں، اس کے لیے صحبتِ شیخ شرط ہے جس طرح کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کر سکتی گو کاٹ جب ہوگا تلوار

Marfat.com

ہی سے ہوگا۔(کمالاتِ اشرفیہ،صفحہ:۱۸۳)

شیخ کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ جس طرح مقوی غذا دودھ اور حلوہ وغیرہ ایسے معدہ میں جس میں صفراء بھرا ہو اور قے ہو رہی ہو مضر ہوتی ہے اور یہ غذا خلط فاسد سابق کی طرف مستحیل ہو جاتی ہے۔ایسی صورت میں طبیب پہلے مسہل دے کر معدہ کا مادّہ فاسد سے تنقیہ کرتا ہے۔اس کے بعد پھر خمیرہ اور بادام تجویز کرتا ہے۔اسی طرح بعض تکبر اور عُجب کے مریض ذکر اور نوافل سے اور بگڑ گئے اور ان کے تکبر میں اضافہ ہو گیا۔اگر کسی شیخ کامل کی صحبت نہ ہو تو ایسا شخص کبر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔چنانچہ ایک صاحب تھانہ بھون آئے تھے۔حضرت نے ان کو ذکر کی تعلیم دی۔پہلے سے کبر کے مریض تھے تکبر اور بڑھ گیا جس کی علامت یہ ظاہر ہوئی کہ ہر ایک سالک کا احتساب شروع کر دیا۔خانقاہ کے انتظام میں دخل دینے لگے۔حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ آپ کو کس نے خانقاہ کا مہتمم بنادیا اور فرمایا کہ آپ کے مزاج میں تکبر ہے،اس حالت میں آپ کے لیے ذکر مفید نہ ہوگا،آپ کے لیے ذکر کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

ترک کا لفظ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ خلافِ ادب سمجھتا ہوں، اس لیے لفظ ترک کے بجائے التواء کا استعمال کیا ہے اور اب مادۂ فاسد کا تنقیہ کیا جائے گا اور وہ یہ ہے کہ آپ ہر نماز کے بعد نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کیا کیجیے اور وضو خانہ کی نالی صاف کیا کیجیے۔

طالبِ اصلاح کو اپنے مصلح سے ایسا تعلق ہونا چاہیے جیسا کہ مریض کا طبیب سے تعلق ہوتا ہے۔چنانچہ اگر ضرورۃً طبیب کڑوی دوائی لکھ دیتا ہے تو طبعی ناگواری کے باوجود معالج سے ناراض نہیں ہوتا بلکہ دوائے تلخ کو اپنے لیے مفید سمجھ کر حلق سے اُتار لیتا ہے اور طبیب کا ممنون رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس مضمون کو شرفِ قبول عطا فرمائیں اور میری

Marfat.com

اصلاح کا ذریعہ بنائیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے اس کا نفع عام اور تام فرمائیں۔

(احقر محمد اختر عفا اللہ عنہٗ)

کظم اور غیظ کی تعریف

{وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعٰفِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ}

[سورۂ آل عمران، آیت: ۱۳۴]

اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں کی تقصیرات سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو جن میں یہ خصائل ہوں بوجہ اکمل محبوب رکھتا ہے۔

(ترجمہ و تفسیر بیان القرآن)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کظم عرب کی لغت میں اس وقت بولتے ہیں جب مشک بھر کے بہنے کے قریب ہو تو اس کا منہ باندھتے وقت یہ جملہ مستعمل ہے ''شَدُّ رَأْسِ الْقِرْبَۃِ عِنْدَ امْتِلَائِھَا۔'' اور مغموم لوگوں کو کہتے ہیں: ''فُلَانٌ کَظِیْمٌ اَیْ مُمْتَلِیٌٔ حُزْنًا۔'' اور غیظ کی تعریف: ''ھَیَجَانُ الطَّبْعِ عِنْدَ رُؤْیَۃِ مَا یُنْکِرُ۔'' ناگوار بات دیکھنے سے طبیعت میں ہیجان ہو جانا۔

غیظ اور غضب کا فرق: غضب کے ساتھ ارادہ انتقام کا ہوتا ہے اور غیظ میں اندر اندر گھٹتا رہتا ہے۔ ''إِنَّ الْغَضَبَ یَتْبَعُہٗ إِرَادَۃُ الْإِنْتِقَامِ الْبَتَّۃَ، وَلَا کَذَالِکَ الْغَیْظُ'' بعض لوگوں نے کہا کہ غیظ اور غضب دونوں متلازم ہیں مگر غضب کی اسناد اور نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح اور غیظ کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف صحیح نہیں۔ ''ھُمَا مُتَلَازِمَانِ إِلَّا إِنَّ الْغَضَبَ یَصِحُّ إِسْنَادُہٗ إِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی، وَالْغَیْظَ لَا یَصِحُّ فِیْہِ ذَالِکَ'' (روح المعانی)

وَالْمُرَادُ وَالْمُتَجَرِّعِیْنَ لِلْغَیْظِ الْمُمْسِکِیْنَ عَلَیْہِ عِنْدَ امْتِلَاءِ نُفُوْسِھِمْ مِنْہُ، فَلَا یَنْتَقِمُوْنَ مِمَّنْ یُّدْخِلُ الضَّرَرَ عَلَیْھِمْ، وَلَا یُبْدُوْنَ لَہٗ مَا یَکْرَہُہٗ، بَلْ یَصْبِرُوْنَ عَلٰی ذَالِکَ مَعَ قُدْرَتِھِمْ عَلَی الْإِنْفَاذِ وَالْإِنْتِقَامِ، وَھٰذَا

Marfat.com

هُوَ الْمَمْدُوْحُ۔" مراد ان آیات سے یہ ہے کہ غیظ کا تلخ گھونٹ پی جاتے ہیں اور غیظ و غضب سے بھرے ہونے کے باوجود غصہ کو روکتے ہیں اور انتقام نہیں لیتے اس شخص سے جس نے ان کو ضرر پہنچایا ہے اور اپنے غم کو ظاہر بھی نہیں کرتے بلکہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ باوجودیکہ ان کو ان لوگوں پر قدرت انتقام کی ہوتی ہے اور یہی قابل مدح لوگ ہیں۔ (روح المعانی)

غیظ و غضب کا علاج

احادیث کی روشنی میں

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں چار حدیثیں نقل فرمائی ہیں:

(۱)...((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- مَرْفُوْعًا مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِنْفَاذِهِ مَلَأَ اللهُ تَعَالَى قَلْبَهُ أَمْنًا وَّإِيْمَانًا)) (الجامع الصغیر)

ترجمہ: جو شخص غصہ کو پی جائے اور آنحالیکہ وہ قادر ہو اس کے نافذ کرنے پر، بھر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن (سکون) اور ایمان سے۔

(۲)...((عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُّنْفِذَهُ دَعَاهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللهُ تَعَالَى مِنْ أَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ))

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظا)

ترجمہ: جو شخص غصہ کو پی جائے اس حالت میں کہ وہ قادر ہو اس کے نافذ کرنے پر تو اللہ تعالیٰ بلائیں گے اس کو تمام مخلوق کے سامنے اور اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنی پسند سے چھانٹ لے۔

(۳)...((عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لِيَقُمْ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ تَعَالَى أَجْرٌ، فَلَا يَقُوْمُ إِلَّا إِنْسَانٌ عَفَا)) (تفسیر روح المعانی)

Marfat.com

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ کھڑا ہو جائے وہ شخص جس کا میرے اوپر کوئی حق ہو۔ پس نہیں کھڑا ہوگا کوئی شخص مگر وہ انسان جس نے کسی کو معاف کیا ہوگا۔

(۴) ((عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّشْرَفَ لَهُ الْبُنْيَانُ، وَ تُرْفَعَ لَهُ الدَّرَجَاتُ، فَلْيَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ، وَيُعْطِ مَنْ حَرَمَهٗ وَيَصِلْ مَنْ قَطَعَهٗ)) (المستدرك للحاکم)

ترجمہ: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اس لیے اونچے محل بنائے جائیں اور اس کے درجات کو بلند کیا جائے۔ پس اپنے ظالم کو معاف کر دے اور محروم کرنے والے کو عطا کرے اور قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ: "اَلْمُتَجَاوِزِيْنَ عَنْ عُقُوْبَةِ مَنِ اسْتَحَقُّوْا مُؤَاخَذَتَهٗ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ ذَالِكَ إِخْلَالٌ بِالدِّيْنِ" سزا کے مستحق لوگوں کو بدون سزا اور مواخذہ درگذر کرنے والے بشرطیکہ اس معافی سے دین میں خلل اور نقصان نہ واقع ہو۔ (روح المعانی، جلد: ۴، صفحہ: ۵۸)

وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ: المحسنین کا الف لام جنس کے لیے یا عہد کے لیے ہے، لیکن حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے الف لام عہد کا لیا ہے۔

(بیان القرآن)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس احسان کی تفسیر میں ایک واقعہ لکھا ہے:

"وَمِمَّا يُؤَيِّدُ كَوْنَ الْإِحْسَانِ هُنَا بِمَعْنَى الْإِنْعَامِ مَا أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ أَنَّ جَارِيَةً لِعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ -رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا- جَعَلَتْ تَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَآءَ لِيَتَهَيَّأَ لِلصَّلَاةِ، فَسَقَطَ الْإِبْرِيْقُ مِنْ يَدِهَا، فَشَجَّهٗ، فَرَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ. فَقَالَ لَهَا: قَدْ كَظَمْتُ

Marfat.com

غَيْظِيْ، قَالَتْ: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ. قَالَ: قَدْ عَفَا اللهُ تَعَالٰى عَنْكِ. قَالَتْ: وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. قَالَ: اِذْهَبِيْ. فَأَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللهِ"

ترجمہ: امام بیہقی سے روایت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت علی کی باندی ان کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک لوٹا ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ان کو زخمی کر دیا۔ پس غصہ سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے یہ آیت پڑھی وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یہ سنتے ہی فرمایا میں نے غصہ پی لیا۔ پھر اس نے دوسری آیت پڑھی: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یہ سن کر کہا کہ میں نے تجھ کو معاف کر دیا۔ پھر اس نے تیسری آیت پڑھی وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ انہوں نے کہا جا میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد کر دیا۔ (روح المعانی، پارہ:۴، صفحہ:۵۹)

حقیقت غضب جب بندوں کی طرف منسوب ہو

((اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَإِنَّهٗ جَمْرَةٌ تَتَوَقَّدُ فِيْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ
أَلَمْ تَرَوْا إِلَى انْتِفَاخِ أَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ))

(روح المعانی و مشکاۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الامر بالمعروف، ص:۴۳۷)

علامہ آلوسی حدیث نقل فرماتے ہیں۔ تحقیق کہ غضب روشن ہوتا ہے ابن آدم کے قلب میں، کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ غصہ میں گردن کی رگوں کا پھولا ہوا ہونا اور آنکھوں کا سرخ ہو جانا؟

غضب کی حقیقت جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو

"وَفِي الْكَشَّافِ مَعْنٰى غَضَبِ اللهِ تَعَالٰى إِرَادَةُ الْاِنْتِقَامِ مِنَ الْعُصَاةِ وَإِنْزَالِ الْعُقُوْبَةِ بِهِمْ" اور تفسیر کشاف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے یہ مراد ہوتا ہے کہ انتقام کا ارادہ فرمانا نافرمانوں سے اور ان پر سزا و عذاب کا نازل کرنا۔ (روح المعانی، جلد:۱، صفحہ:۹۵)

Marfat.com

فائدہ: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفتِ غضب ورحمت حق تعالیٰ کی دونوں قدیم صفات ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کی شان جلال کے مطابق ہے۔ لا اعلم الحقیقۃ۔ ہم حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

حدیث: سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ: مَحْمُوْلٌ عَلَی الزِّیَادَۃِ فِی الْاٰثَارِ اَوْ تَقَدُّمِ ظُهُوْرِهَا (روح المعانی، جلد:۱، صفحہ:۹۶)

حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ جو روایت میں ہے کہ عرش کے سامنے حق تعالیٰ شانہٗ نے حدیث مذکورہ کی یہ عبارت کندہ کرا رکھی ہے۔ تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے مراحم خسروانہ کی صفت کے ظہور کے قبیل سے ہے۔ یعنی یہ شاہی رحم ہے جس پر چاہیں گے ظہور فرمادیں گے۔

بے جا غصہ اور اس کا علاج

(دَافِعُ الْغَضَبِ)

بے جا غصہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ بیٹے کو باپ سے، بیوی کو شوہر سے، شاگرد کو استاد سے، مرید کو شیخ سے، ملازم کو آقا سے، امتی کو نبی سے اور بندہ کو خدا سے لڑا دیتا ہے۔ اور غصہ کا مریض خود بھی ہر وقت پریشان اور بے سکون رہتا ہے اور اپنے گھر والوں اور اپنے پڑوسیوں کو اور جس ماحول میں بھی رہتا ہے پریشان کرتا رہتا ہے اور اکثر اس کی نیند اس پر حرام رہتی ہے۔ انتقام لینے کی اُلجھنوں میں گرفتار رہتا ہے۔ مخلوق بھی ایسے لوگوں کو حقیر، ناقابل اعتبار سمجھتے ہوئے ان کی دوستی سے کنارہ کش، گریزاں اور نفور رہتی ہے۔ مغلوب الغضب آدمی سے آدمی دہشت زدہ اور متوحش رہتا ہے۔ اُمت مسلمہ ایسے لوگوں سے دین سیکھنے سے کتراتی ہے کیونکہ فیض کا مدار مانوس ہونے پر ہے اور مانوس ہونا مغلوب الغضب انسان سے ناممکن ہے۔ بے جا غصہ والے اکثر آخر عمر میں ہائی

Marfat.com

بلڈ پریشر کے مریض ہوجاتے ہیں اور اعصابی تناؤ کے سبب اکثر ان لوگوں پر فالج کا حملہ بھی ہوجاتا ہے۔ غصہ کے ساتھ لفظ بے جا کی قید سے اصلاح اور تربیت کے لیے اللہ والوں کا غصہ مستثنیٰ ہوجاتا ہے کیونکہ وہاں نکیر تو ہے لیکن تحقیر نہیں ہے، نکیر واجب اور تحقیر حرام ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ اصلاح کے لیے جب کسی کو ڈانٹتے تھے تو اس وقت اس مراقبہ کا استحضار فرماتے کہ جیسے کسی شاہزادے نے جرم کیا ہو اور بھنگی جلاد کو حکم شاہی ہوا ہو کہ اس شہزادے کو درّے لگائیں۔ تو کیا اس بھنگی جلاد کے دل میں درّے مارتے وقت کہیں یہ بھی وسوسہ ہوسکتا ہے کہ میں اس شاہزادے سے افضل ہوں؟

(انفاسِ عیسیٰ، حصہ دوم، صفحہ: ۴۷۳ مطبوعہ دیوبند)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے غصہ کو اہل نفس اپنے اوپر قیاس نہ کریں ورنہ شیطان اللہ والوں کے فیوض و برکات سے محروم کردے گا۔

حکایت: ایک دکاندار بنئے نے طوطا پال رکھا تھا۔ یہ طوطا خوب باتیں کرکے خریداروں کو خوش کرتا تھا۔ ایک دن دکاندار نہ تھا اور اچانک ایک بلی نے کسی چوہے کو پکڑنے کے لیے حملہ کیا اس طوطے نے سمجھا کہ شاید مجھے پکڑنا چاہتی ہے۔ یہ اپنی جان بچانے کے لیے ایک طرف کو بھاگا۔ اسی طرف بادام کے تیل کی بوتل رکھی تھی سارا تیل گر گیا۔ جب دکاندار آیا تو اس نے اپنی گدی پر تیل کی چکناہٹ محسوس کی اور دیکھا کہ بوتل سے تیل گر گیا ہے۔ اس نے غصہ میں طوطے کے سر پر ایسی چوٹ لگائی کہ جس سے اس کا سر گنجا ہوگیا۔ یہ طوطا اس دکاندار سے ناراض ہوگیا اور بولنا چھوڑ دیا۔

طوطے کے اس فعل سے دکاندار کو سخت پریشانی ہوئی اور بہت ندامت ہوئی کہ میں اب کیا کروں کیونکہ دکاندار کو اس کی باتوں سے بڑا لطف

Marfat.com

ملتا تھا۔ کئی روز تک اس طوطے کی خوشامد کی۔ طرح طرح کے پھل دیئے کہ خوش ہو جاوے لیکن طوطا بالکل خاموش تھا۔ اس دکان پر جو خریدار آتے وہ بھی اس کے خاموش رہنے سے تعجب اور افسوس کرتے۔

ایک دن اس دکان کے سامنے سے ایک کمبل پوش فقیر سر منڈائے ہوئے گذرا تو یہ طوطا فوراً بلند آواز سے بولا کہ اے گنجے! تو کس سبب سے گنجا ہوا، تُو نے بھی بوتل سے تیل گرادیا ہوگا۔ طوطے کے اس قیاس سے لوگوں کو ہنسی آ گئی کہ اس نے کمبل پوش فقیر کو بھی اپنے اوپر قیاس کیا۔ اس واقعہ سے رجوع کرتے ہوئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نصیحت فرماتے ہیں۔

کارِ پاکاں را قیاسِ خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

ترجمہ: اے عزیز! پاک لوگوں کے معاملہ کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ اگرچہ لکھنے میں شیر (دودھ) اور شیر (جانور) ایک طرح کا ہوتا ہے۔

مسائل السلوک از بیان القرآن: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

{وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ}

[سورۃ الاعراف، آیت: ۱۵۰]

ترجمہ مع تفسیر: اور دینی حمیت کے جوش میں جلدی سے توریت کی تختیاں ایک طرف رکھیں اور جلدی میں ایسے زور سے رکھی گئیں کہ اگر غور نہ کرے تو شبہ ہو کہ جیسے کسی نے پٹک دی ہوں اور ہاتھ خالی کر کے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کا سر یعنی بال پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے کہ تم نے کیوں پورا انتظام نہ کیا اور چونکہ غلبۂ غضب میں ایک گونہ بے اختیاری ہوگئی تھی اور غضب بھی دین کے لیے تھا، اس لیے اس بے اختیاری کو معتبر قرار دیا جائے اور

Marfat.com

اس اجتہادی لغزش پر اعتراض نہ کیا جاوے گا۔

تفسیر روح المعانی: وَالصَّوَابُ أَنْ يُقَالَ: إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - لِفَرْطِ الْحَمِيَّةِ الدِّيْنِيَّةِ وَشِدَّةِ غَضَبِهِ لِلّٰهِ تَعَالٰى لَمْ يَتَمَالَكْ، وَلَمْ يَتَمَاسَكْ أَنْ وَقَعَتِ الْأَلْوَاحُ مِنْ يَدِهِ بِدُوْنِ اخْتِيَارٍ، فَنَزَلَ تَرْكُ التَّحَفُّظِ مَنْزِلَةَ الْإِلْقَاءِ الْاِخْتِيَارِيِّ، فَعَبَّرَ بِهِ تَغْلِيْظًا عَلَيْهِ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِنَّ حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ انتہٰی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دینی حمیت کے غلبہ سے اور شدت غضب سے جو صرف اللہ کے لیے تھا ایسی غیر اختیاری کیفیت طاری ہوئی کہ جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے توریت کی تختیاں گر گئیں اور ان کے مقرب بارگاہِ حق ہونے کے سبب ان کے ترک تحفظ کو القاء اختیاری سے تعبیر کیا گیا۔ بقاعدہ مشہورہ ''حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ''

حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ سے تین سال بڑے تھے، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام مرتبہ میں بڑے تھے کیونکہ ان کی رسالت اور ریاست مستقلاً تھی اور یہ وزیر تھے اور بہت ہی نرم اور حلیم الطبع تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بال پکڑ کر کھینچنے میں قصد اہانت اور استخفاف کا نہ تھا۔

(روح المعانی، صفحہ: ٦٧، پارہ: ۹)

مسائل السلوک میں تفسیر مذکورہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مسائل السلوک: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے نادان لوگ بعض اہل اللہ کی دینی شدت، غضب اور فرطِ حمیت کو سوء اخلاق سے تعبیر کرتے ہیں۔ ''حَاشَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ'' اور وہ پاک ہیں اس الزام سے۔ اور اسی واقعہ سے شیخ کے غضب کا جواز مرید پر ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کاملین سے اجتہادی خطا کا صدور منافی کمال نہیں۔ اور ان جاہل مریدوں کی بداعتقادی بھی ثابت ہوئی جو اپنے پیروں کو خطاؤں سے

Marfat.com

معصوم سمجھتے ہیں۔ (بیان القرآن، پارہ:۹، صفحہ:۴۲ مطبوعہ دہلی)

اہل اللہ اور اہلِ نفس کے غضب میں فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کا عذر قبول فرمایا اور فوراً دعا کی ''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔'' علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی خطائے اجتہادی کی مغفرت کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا بھی مانگی تاکہ اپنے بھائی کا دل خوش کر دیں اور دُشمنوں کی شماتت اور طعن کو رفع کر دیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ:

(۱)... اللہ تعالیٰ کے مقبولین کو فوراً تلافی کی توفیق بھی عطا کی جاتی ہے۔

(۲)... اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے عین مؤاخذہ اور احتساب کے وقت بھی تحقیر اور اہانت کا قصد نہیں کرتے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تو کسی سے عین باز پرس کے وقت بھی بحمد اللہ اس کا استحضار رکھتا ہوں کہ یہ شخص مجھ سے لاکھوں درجہ افضل ہے اور یہ استحضار کوئی کمال کی بات نہیں، اس لیے کہ موٹی سی بات ہے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ عند اللہ اس کا کیا درجہ ہے، مگر اصلاح کی ضرورت باز پُرس پر مجبور کرتی ہے اور بعض اوقات جس پر میں مؤاخذہ کرتا ہوں وہ بات فی نفسہ اس درجہ کی نہیں ہوتی جس درجہ کا اس پر احتساب ہوتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اس کی منشاء کو دیکھتا ہوں اور بعض جرم منشاء کے اعتبار سے کبائر سے بھی سخت ہوتا ہے، اس لیے ہر جرم میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ گو یہ صورۃً صغیرہ ہے مگر ممکن ہے کہ منشاء کے اعتبار سے کبائر سے بھی بڑھ کر ہو اور اس لیے کہیں اس پر مؤاخذہ بڑا نہ ہو۔ گو یہ اس کو ہلکا سمجھے ہوئے ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کئی مرتبہ خیال ہوا

Marfat.com

کہ اس اصلاح کے کام کو چھوڑ دوں اور یہ چھوڑ دینا آسان ہے لیکن جب تک اس کو چھوڑا نہ جاوے اس وقت تک اصلاح کا جو طریق ہے اس کے خلاف کرنے کو جی نہیں چاہتا اور مفید بھی نہیں ہوتا۔ یہ تجربہ ہے کہ اگر نرمی سے بٹھلا کر سمجھا دیا جاوے تو اس کو اس کا قبیح ہونا معلوم نہیں ہوتا، لیکن سیاست ہی کا طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ، جلد: ۲، صفحہ: ۴۹ مطبوعہ ملتان)

ہمارے مرشد حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی شانِ محبوبیت عطا فرمائی تھی کہ لوگ ان کی دارو گیر پر فدا رہتے تھے اور متوحش نہ ہوتے تھے۔ ہم لوگوں کو حضرت والا اس دارو گیر کے طرز سے منع فرمایا کرتے تھے کہ اُمتِ مسلمہ مبادا تم لوگوں کا ناز نہ اُٹھا سکے۔

نوٹ: علماء ربانیین کا جب یہ مقام ہے تو انبیاء علیہم السلام کا کیا مقام ہوگا؟

(۱)... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب چونکہ للہ تھا، اس کی مثال سکر من المباح کی سی ہے جس میں مکلف نہیں رہتا۔ اس پر دوسرے شخص کے غصہ کو جو نفس کے واسطے ہو قیاس نہیں کر سکتے بلکہ اس کی حالت سکر من المحرم کی سی ہے کہ جس کو شارع نے عذر نہیں قرار دیا۔ چنانچہ وقوع طلاع وغیرہ کا حکم معلوم ہے۔

نیز عادۃً ممکن ہے کہ شدت مشغولی میں ذہول ہو گیا ہو کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے اور بھائی کو دارو گیر کرنے کے لیے ہاتھ خالی کرنا ہوا۔

حکایت: ایک صاحب کو غصہ کی بیماری تھی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو لکھنؤ انوار بک ڈپو کے مولوی محمد حسن کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے کا مشورہ دیا۔ چند دن بیٹھنے سے ان کا غصہ کم ہونے لگا، یہاں تک کہ معتدل ہو گیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب نے تو مجھے غصہ کے متعلق کبھی کوئی نصیحت نہیں کی، پھر مجھے ایسا نفع کیوں ہوا؟ حضرت نے فرمایا کہ

Marfat.com

موصوف میں شانِ حلم غالب ہے، صحبت سے ان کا حلم آپ کے اندر آہستہ آہستہ منتقل ہوگیا۔

حکایت: ایک دن حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ملازم کو ڈانٹ رہے تھے۔ ملازم نے عرض کیا کہ معاف کر دیجیے۔ شیخ نے فرمایا کہ تم تو بار بار غلطی کرتے ہو، میں تمہارا کتنا بھگتوں؟ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ کے چچا پاس بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا کہ مولانا! اس کا اتنا بھگت لیجیے جتنا اپنے اللہ تعالیٰ سے قیام کے دن بھگتوانا ہے۔

نسخۂ اکسیرِ غضب

از: حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم

حسب ذیل اُمور کو دن میں متعدد بار اتنا پڑھے کہ غصہ کے وقت یاد رہیں:

(۱)... پوری اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۲)... وضو کر لینا۔

(۳)... کھڑے ہوں تو بیٹھ جانا، بیٹھے ہوں تو لیٹ جانا۔

(۴)... جس پر غصہ آرہا ہو اس کے سامنے سے ہٹ جانا یا اس کو ہٹا دینا۔

(۵)... کسی صالح کی صحبت میں بیٹھ جانا۔

(۶)... ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا نیز درود شریف پڑھنا۔

(۷)... حتی الوسع بات نہ کرنا اور نہ کوئی معاملہ کرنا اس کے ساتھ جس پر غصہ آرہا ہے۔

(۸)... یہ سوچنا کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

(۹)... یہ سوچنا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا خطاوار ہوں۔ اگر میری خطا پر مؤاخذہ فرمایا جاوے تو نجات پانا مشکل ہے۔ نیز دوسروں کی خطایا سے درگذر کرنے پر اُمید ہے کہ میری خطایا بھی معاف ہو جاویں گی لہٰذا جس پر غصہ آرہا ہے اس

Marfat.com

سے درگذر کرنا ہی بہتر ہے۔

(۱۰)... اگر ہدایات مجوزہ کے خلاف عمل ہوجاوے تو پچاس پیسے تا دس روپے خیرات کرے اور چار رکعت نفل نماز بھی پڑھے۔

اللہ تعالیٰ کے غضب اور مخلوق کے غضب میں فرق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَإِنَّهٗ جَمْرَةٌ تَتَوَقَّدُ فِيْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى انْتِفَاخِ أَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ))

ترجمہ: غصہ آگ کا شعلہ ہے جو ابن آدم کے دل میں سلگتا ہے۔ کیا نہیں دیکھتے ہو تم اس کی گردن کی رگوں کے پھولنے کو اور اس کی آنکھوں کی سرخی کو۔

تعریف مذکورہ مخلوق کے غضب کی تعریف ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی تعریف صاحب کشاف نے یہ کی ہے ''إِرَادَةُ الْاِنْتِقَامِ مِنَ الْعُصَاةِ وَإِنْزَالِ الْعُقُوْبَةِ بِهِمْ، نافرمانوں سے انتقام کا ارادہ کرنا اور ان پر عذاب نازل کرنا۔

(روح المعانی، جلد:۱، صفحہ:۹۵)

غضب کے متعلق چند احادیث مبارکہ

حدیث نمبر (۱)

حدیث شریف میں بروایت مشکوٰۃ ارشاد فرمایا گیا کہ غصہ ایمان کو ایسے برباد کرتا ہے (یعنی اس کے کمال اور نور کو) جیسا کہ ایلوا خراب کر دیتا ہے شہد کو۔ ایلوا کو حدیث میں صبر فرمایا گیا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس لفظ کی دو لغت ہیں: ''صَبِرٌ بِفَتْحِ الصَّادِ وَ كَسْرِ الْبَاءِ وَيُسَكَّنُ. وَصِبْرٌ بِكَسْرِ الصَّادِ وَ بِسُكُوْنِ الْبَاءِ عَلٰى مَا اشْتَهَرَ عَلَى الْأَلْسِنَةِ.'' (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۳۱۶)

Marfat.com

حدیث نمبر (۲)

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))

(مشكاة المصابيح، كتاب الأداب، باب الغضب والكبر، ص: ۴۳۳)

(یعنی) پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں کرلے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

صُرَعَة: جیسے۔ هُمَزَة: صاد پر ضمہ راء پر فتحہ۔ (مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۳۰۶)

حدیث نمبر (۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے۔ (یعنی اس کے وسوسہ اور اثر سے ہے۔) (مرقاۃ المفاتیح)

اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی ہی بجھا سکتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آجاوے تو وضو کرلے۔

(ابوداؤد شریف، مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۳۱۳)

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب غصہ آوے تو ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' پڑھ لے۔ (بحوالہ بالا)

اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر غصہ پھر بھی دور نہ ہو تو وضو کرلے اور پھر بھی نہ دور ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ پس یہ غصہ کی دوا ہے جو شیطان پر بہت ناگوار ہے۔

(بحوالہ بالا)

حدیث نمبر (۱)

اہلِ غضب کی چار قسمیں:

مشکوٰۃ فصل ثانی باب الامر بالمعروف بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ تم میں سے جو جلد غصہ ہوتا ہے اور جلد رجوع کرتا ہے۔ یعنی سریع الغضب اور سریع الفئ ہوتا ہے ''فَإِحدٰھُمَا بِالْأُخْرٰی'' حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص نہ مدح کا مستحق ہے نہ ذم کا۔ اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے زائل ہوتا ہے یہ شخص بھی مدح وذم کا مستحق نہیں۔ اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور جلد زائل ہوجاتا ہے تو ایسے لوگ تم میں سب سے بہتر ہیں ''وَخِیَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ'' اور تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلد آتا ہے لیکن دیر سے زائل ہوتا ہے۔ ''وَشِرَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ''

(مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۳۳۸)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ اس کے اخلاقِ ذمیمہ پر اخلاقِ حمیدہ غالب ہوجائیں۔ ''لَا أَنَّهَا تَکُوْنُ مَعْدُوْمَةً فِیْهِ بِالْکُلِّیَّةِ'' نہ یہ کہ بالکل اس ذمیمہ کا یعنی غصہ کا وجود ہی نہ رہے۔ (یعنی ازالہ مقصود نہیں صرف امالہ مقصود ہے) ''وَإِلَیْهِ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ''وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ'' حَیْثُ لَمْ یَقُلْ وَالْعَادِمِیْنَ'' چنانچہ حق تعالیٰ شانہٗ نے والکاظمین فرمایا کہ غصہ اور غیظ کو ضبط کرتے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ والعادمین، اس کو معدوم کردیتے ہیں۔

(مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۳۳۹)

حدیث نمبر (۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی (یعنی اپنے بھائیوں کا عیب چھپایا) اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو (انسانوں سے اور فرشتوں سے) چھپائیں گے اور جس نے غصہ روک لیا (لوگوں پر) اللہ تعالیٰ اپنا عذاب قیامت کے دن اس

Marfat.com

پر نہ فرمائیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے معافی اور معذرت کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول فرماتے ہیں۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۳۱۸)

معالجات الغضب

از: تربیت السالک

مصنفہ: حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

(۱)۔۔۔ ایک صاحب کے غضب کے سوال کے جواب میں ارقام فرمایا کہ سرعت غضب امر طبعی ہے، اختیار سے خارج ہے نہ اس پر ملامت ہے۔ البتہ اس کے مقتضاء پر عمل جبکہ حدود سے تجاوز ہو جاوے مذموم ہے اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں۔ اس ہمت میں مغضوب علیہ سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور حق تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بہت معین ہے اور نرمی وغیرہ۔ مدت تک تکلیف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہیے مدت کے بعد ملکہ ہوگا۔ ہمت نہ ہاریئے۔ (تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۲۴۶)

(۲)۔۔۔ ایک سوال کے جواب میں ارقام فرمایا کہ غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کرنے کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے اس کو اپنے روبرو سے علیحدہ کر دے یا خود علیحدہ ہو جاوے۔ اور پھر بھی غلطی ہو جاوے تو اس کا تدارک بھی جو آنعزیز کا معمول ہے کافی ہے اور اس کا شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا جاوے کیونکہ انسان اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کہ اپنی طرف سے دل سے راضی کرنے کی کوشش کرے، اس سے آگے اختیار نہیں تو اس کا مکلف بھی نہیں۔ (تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۲۴۸)

(۳)۔۔۔ ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا کہ جس وقت غصہ آوے اس وقت یہ سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اسی طرح غصہ کرنے لگے تو آخر میں بھی چاہوں

Marfat.com

گا کہ معافی ہو جاوے تو مجھ کو چاہیے کہ اس شخص کو بھی معافی دے دوں اور یہ سوچو کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو ہوگا بھی نہیں جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہوں۔ پھر جب میں معافی کا آرزومند ہوں تو اس کو کیوں نہ معاف کردوں۔ دوسرا کام یہ کرے کہ فوراً وہاں سے جدا ہو جاوے یعنی اس جگہ نہ رہے جب تک کہ غصہ بالکل فرو نہ ہو جاوے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

تیسرا کام یہ کرے کہ کوئی وقت معین کر کے اپنے عیوب کو مستحضر کیا کرے اور سوچا کرے کہ میں سب سے بدتر ہوں۔ اس سے کبر کی جڑ کٹ جاوے گی اور غصہ کا منشاء کبر ہی ہے۔

اور غصہ کے وقت یہ خیال کرلیا کرے کہ تو تو سب سے بدتر ہے۔ اپنے سے بڑے پر غصہ نہ آنا چاہیے۔ (تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۲۴۹)

(۴)... ایک صاحب نے لکھا تھا کہ لوگوں کو معاصی کا ارتکاب کرتے دیکھ کر انہیں سخت غصہ آتا ہے اور ضبط نہیں ہوتا اور غصہ میں سختی کے ساتھ بات چیت کی نوبت آجاتی ہے۔

جواب میں فرمایا کہ یہ حالت بُری نہیں۔ ہاں! کبھی ضعف تحمل سے تجاوز عن الاعتدال کا اندیشہ ضرور ہے۔ حتی الامکان تجاوز عن الاعتدال نہ ہونے پائے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ عاصی کو حقیر نہ سمجھا جاوے۔ گو اس پر غصہ آوے اس غصہ کے وقت یہ سوچا جائے کہ ہم میں اس سے بھی زیادہ عیوب ہیں۔ (تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ:۲۶۲)

(۵)... ایک صاحب کے غصہ کے علاج کا مجرب نسخہ دریافت کرنے پر جواب میں ارقام فرمایا کہ جس پر غصہ کیا جاوے بعد غصہ فرو ہو جانے کے مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے، پاؤں پکڑیئے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھئے۔

Marfat.com

ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجاوے گی۔

(تربیت السالک، جلد:۱، صفحہ: ۳۴۲ مطبوعہ کراچی)

اہل اللہ سے محبت کے دس انعام

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

تنبیہ: حُبٌّ فِی اللہِ ایک کلی مُشَکِّک ہے جس کے انواع مختلف الدرجات و المراتب ہوتے ہیں۔ اس مقالہ میں جو فوائد بیان کی گئے ہیں وہ اگرچہ عام مسلمانوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرنے پر موعود ہیں، لیکن تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے کہ اہل اللہ کی محبت سے ایسے فوائد و برکات حاصل ہوتے ہیں کہ جن کی تاثیر سے انسان کے قلب و روح میں انقلاب پیدا ہوجاتا ہے اور غفلت کی حیوانی زندگی اللہ والی زندگی سے تبدیل ہوجاتی ہے۔ یہ بات عام مسلمانوں کے ساتھ محبت لِلّٰہیہ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ نص قطعی میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ“ اور صحبت اختیار کرو کاملین متقین کی۔ صادقین اور متقین کلی متساوی ہیں۔ ”کَمَا قَالَ اللہُ تَعَالٰی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔“ پس اس محبت لِلّٰہیہ کا نوع کامل اللہ والوں سے وہ محبت ہے جو ان حضرات سے صرف اصلاحِ نفس اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اختیار کی جاتی ہے۔ بالخصوص طالبین اور سالکین کو اہل حق (متبع شریعت و سنت) مرشدین سے جس درجہ شدید اور قوی محبت ہوتی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اسی حقیقت کے پیش نظر اس مقالہ کا یہ عنوان تجویز کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو قبول فرماویں۔

Marfat.com

انعامِ اوّل......اللہ تعالیٰ کی محبت کا عطا ہونا

ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہوجاتی ہے، حدیث قدسی ہے کہ:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَآبِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۶)

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے آپس میں بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں میری محبت ان کے لیے واجب ہوجاتی ہے۔

یہ وجوب احسانی اور تفضّلی کہلاتا ہے۔ یعنی قانونا اور ضابطہ سے حق تعالیٰ شانہٗ پر واجب نہیں، صرف احساناً اور فضلاً واجب فرمالیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں۔ فِیَّ بمعنی لِأَجْلِیْ ہے اس لیے فرمایا کہ اور جو آپس میں میری رضا کے لیے مجالست کرتے ہیں، باب تحابب فرمایا تاکہ محبت کا دونوں طرف سے ظہور ہونا ثابت ہو اور تجالس سے دونوں طرف سے مجالست کا اہتمام یعنی شیخ اور طالب کا ہر دو طرف سے محبت اور مجالست کا اہتمام ہو۔ جیسا کہ ''وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ ''میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ہمارے مرشد شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیخ کو چاہیے کہ صبر کے ساتھ مجلس میں بہ اہتمام بیٹھ کر طالبین کی تربیت اور اصلاح کی باتیں سنائے اور طالبین کو ذکر کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔

Marfat.com

جیسا کہ ''یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ'' سے ظاہر ہے کہ تا کہ نورِ ذکر کی برکت سے انوارِ الٰہیہ بواسطہ مرشد کے انجذاب ہو سکے۔ نور، نور کا جاذب ہوتا ہے اور طالب کا اخلاص بھی شرط ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو مراد بنا دے۔ کشف خواب اور خلافت یا دنیا کی طلب نہ رکھے جو کہ یریدون وجہہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اخلاص اور اہتمامِ ذکر سے مرشد کا قلب خود بخود فیضان کا جام و مینا انڈیل دے گا۔ جو کہ ''فَلَا تَعۡدُ عَیۡنَاكَ عَنۡہُمۡ'' سے ظاہر ہو رہا ہے۔

تشنگاں گر آب جونید از جہاں
آب ہم جوید بعالم تشنگاں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پیاسے تلاش کرتے ہیں جہاں میں پانی کو تو پانی بھی جہاں میں اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔"

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

محبت کو مجالست سے قبل بیان فرمایا۔ کلامِ نبوت کی بلاغت ملاحظہ فرمایئے کہ اگر محبت نہ ہو تو مجالست بے کار ہے۔ قلب نہ ہو تو قالب لے کر کیا کریں گے۔ منافق بھی تو تھے جو قالب سے بیٹھتے تھے بارگاہِ نبوت میں اور قلوب سے غائب اور غیر حاضر ہوتے تھے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

محبت قلب میں ہوتی ہے۔ محبت کو پہلے بیان فرما کر تعلیم فرمادی کہ اللہ والوں کی محبت قلب میں ہو پھر قالب کے ساتھ ان کی مجلس میں بیٹھو۔ تو قلبِ مرشد سے قلوب حاضرہ کو حضور مع الحق کی دولت عطا ہو جاوے گی اور محبت نہ ہونے سے قلب نہ ہوگا۔ یہ محبت عجیب مظروف ہے کہ ظرف دل اس سے قائم رہتا ہے۔

Marfat.com

اور محبت کو مقدم بیان کرنے کا ایک راز یہ بھی ہے کہ محبت ہی سے مجالست کی توفیق ہوتی ہے۔

"مَحَبَّتُكَ جَاءَتْ بِيْ إِلَيْكَ" عاشق کہتا ہے کہ آپ کی محبت آپ تک مجھے لائی ہے۔ اور محبت عمل قلب ہے جو مخفی ہے۔ اس کے ثبوت کا ظہور مجالست سے ہوگا۔ صرف دعویٰ محبت کا ہو اور مجالست نہ ہو یعنی محبوب کے پاس آ کر نہ بیٹھے تو وہ محبت محبت ہی نہیں ہے۔

دل میں اگر حضور ہو سر تیرا خم ضرور ہو
جس کا نہ کچھ ظہور ہو عشق وہ عشق ہی نہیں

تحابب کے بعد تجالس کا راز معلوم ہوگیا۔ الفاظِ نبوت کے تقدم و تاخر کے اسرار و معانی اور بلاغت بتاتے ہیں کہ یہ مضمون درباری اور سرکاری ہیں۔ غیر مقرب بارگاہ سے ایسے علوم بھرے الفاظ صادر نہیں ہو سکتے۔

تو ندیدی گہے سلیماں را
چہ شناسی زبانِ مرغاں را

تجالس کی نعمت کا اہتمام دونوں جانب سے ہو۔ باب تفاعل کے استعمال سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ مرشدین و مشائخ بھی طالبین کو اپنے لیے نعمت سمجھیں۔ حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پاس اللہ کے لیے آنے والوں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

متحابین اور متجالسین کے بعد متزاورین کو بیان فرمایا۔ اس میں تعلیم ہے کہ بالکل وہیں بیٹھ کر نہ رہ جاؤ، بلکہ آنا جانا رکھو۔ اگرچہ مرشد کے پاس جو حضوری حاصل ہوگی ویسی اس سے دوری میں نہ ہوگی، لیکن دائمی مجالست نہ رکھو اپنے گھر جاؤ، معاش حلال اور بال بچوں کے، ماں باپ کے حقوق بھی ادا کرو۔ حضور دوام کے لیے پیدا کرنا ہوتا تو ملائکہ بناتے۔ بال بچوں کے تعلقات میں

Marfat.com

کیوں مشغول کرتے اور اس زندگی کو سنت کے مطابق ہونے کے سبب اعلیٰ ترین بندگی کیوں قرار دیتے۔

اسی زندگی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجالست بارگاہِ نبوت کی حضوری کو بال بچوں کے ساتھ مشغولی میں نہ پا کر اپنے اوپر نفاق کا گمان کیا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں ہرگز نہیں یہ نفاق نہیں۔ سَاعَةً كَذَا وَسَاعَةً كَذَا حضوری تام جو میرے پاس تمہیں ہوتی ہے کبھی یہ بھی تمہیں حاصل ہوتا کہ حقوقِ الٰہیہ ادا کرنے کی ایمانی کیفیت سے سرشار ہو اور کبھی اس میں ہم سے جدائی کے سبب کمی لاحق ہوتا کہ اپنے بال بچوں کے حقوق ادا کرو۔ ادائیگی حقوقِ خلق کو بھی ادائے حقوق خالق کا جزء اور تکملہ سمجھو۔ ابّا کا حق یہ بھی ہے کہ بھائیوں کا حق بھی ادا کرو۔ ربّا کا حق ادا کرتے ہوئے ان کی مخلوق کا حق بھی ادا کرو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی عجیب شرح اس کی فرمائی: ''سَاعَةً كَذَا وَ سَاعَةً كَذَا أَيْ سَاعَةً فِي الْحُضُوْرِ تُؤَدُّوْنَ حُقُوْقَ اللهِ وَسَاعَةً فِي الْفُتُوْرِ تُؤَدُّوْنَ حُقُوْقَ نَفْسِهٖ وَأَهْلِهٖ وَعِيَالِهٖ۔'' کبھی تو حضوریٔ تام ہو کہ حق تعالیٰ کے حقوق ادا کرو اور کبھی حضوری میں کچھ کمی اور نزول ہوتا کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کے حقوق ادا کرو۔ (مرقاۃ)

اور المتزاورین کے بعد متباذلین فرمایا کہ محبت کے تعلق قلبی کے ثبوت کا کبھی تجالس سے، کبھی تزاور سے اور کبھی بتاذل سے ظہور ہو۔ یعنی ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال بھی خرچ کرتے ہیں۔

حکایت: ایک بخیل تھا۔ اس کا کتّا بھوک سے مر رہا تھا۔ سر پر اس کے روٹیوں کا ٹوکرا بھرا تھا اور وہ بخیل زار وقطار رو رہا تھا کہ ہائے میرا کتّا بھوک سے مر رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ اپنے سر پر جو روٹیاں رکھے ہوئے ہے اس میں سے

Marfat.com

کھلا دے۔ اس نے کہا کہ روٹیوں میں پیسے لگے ہیں اور آنسو تو مفت کے ہیں، لیکن مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہیں کہ آنسو کا مفت سمجھنا نادانی ہے۔ آنسو دراصل جگر کا خون ہے جو غم سے پانی ہوجاتا ہے ؎

اشک خون است و زغم آبے شدہ است

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی محبت اور ان کی مجالست اور ان کی زیارت اور ان کی خدماتِ مالیہ پر عمل کرنے سے جلد حق تعالیٰ کی محبت عطا ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور فضل سے اپنی محبت کا عطا فرمانا ایسے لوگوں کے لیے اپنے ذمہ واجب فرما رکھا ہے اور ہر دو جانب سے یہ اعمال صادر ہوں یک طرفہ محبت کافی نہیں ہے۔

تشریح از مرقاۃ:

''لَا یُحِبُّهٗ لِغَرَضٍ وَعَرَضٍ وَعِوَضٍ، وَلَا یَشُوْبُ مَحَبَّتَهٗ حَظٌّ دُنْیَوِیٌّ وَلَا أَمْرٌ بَشَرِیٌّ، بَلْ مَحَبَّتُهٗ تَکُوْنُ خَالِصَةً لِلّٰهِ تَعَالٰی، فَیَکُوْنُ مُتَّصِفًا بِالْحُبِّ فِی اللّٰهِ وَدَاخِلًا فِی الْمُتَحَابِّیْنَ فِی اللّٰهِ''

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، ج: ۱، ص: ۷۵)

ترجمہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والی محبت کے لیے پانچ شرائط ہیں: (۱) یہ محبت غرض نفسانی کے لیے نہ ہو۔ (۲) مال کے لیے نہ ہو۔ (۳) کسی بدلہ کی اُمید پر نہ ہو۔ (۴) کسی طبعی تقاضہ کے سبب نہ ہو۔ (۵) حظوظ دنیوی مقصود نہ ہوں۔ ان صفات خمسہ والی محبت للّٰہی اور متحابین فی اللہ میں داخل ہوتے ہیں۔

انعامِ ثانی......حلاوتِ ایمانی

ایسے لوگوں کو جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے قلوب کو حلاوتِ ایمانی عطا ہوتی ہے:

Marfat.com

((قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، ص: ۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین صفات جس میں ہوں گی وہ حلاوتِ ایمان کی مٹھاس اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

صفتِ اولیٰ: جس کے قلب میں اللہ اور رسول تمام کائنات یں سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

صفتِ ثانیہ: جو کسی بندہ سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کرے۔

صفتِ ثالثہ: جو ایمان نصیب ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹنے کو اس قدر ناگوار سمجھے جیسے کہ اس کو آگ میں داخل ہونا ناگوار ہو۔

حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات

(۱) إِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ (۲) إِيْثَارُهَا عَلٰى جَمِيْعِ الشَّهَوَاتِ وَالْمُسْتَلَذَّاتِ (۳) وَتَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِيْ مَرْضَاتِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ (۴) تَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِي الْمُصِيْبَاتِ (۵) وَالرِّضَآءُ بِالْقَضَآءِ فِيْ جَمِيْعِ الْحَالَاتِ

(مرقاۃ المفاتیح، ج: ۱، ص: ۷۴)

ترجمہ: (۱) عبادات میں لذت پانا (۲) فرمانبرداری اور اطاعت کو گناہوں فانی لذت پر ترجیح دینا (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں ہر مشقت اور تکلیف کو برداشت کرنا (۴) مصائب کی تلخیوں پر صبر و تسلیم کے ساتھ رہنا (اور تدبیر و دعا کے ساتھ رحمت کا انتظار کرنا) (۵) جمیع حالات میں رضاء بالقضاء (یعنی کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ تربیت کے متعلق اعتراض نہ کرنا)

Marfat.com

انعامِ ثالث...... حسنِ خاتمہ کا مقدر ہونا

اللہ تعالیٰ کے لیے جب کوئی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو حلاوتِ ایمانی عطا ہوتی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ إِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ أَبَدًا، وَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلَى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ'' وارد ہے کہ جب ایمان کی حلاوت ایک مرتبہ قلب مؤمن کو عطا فرمادی جاتی ہے تو پھر وہ کریم مالک عطائے شاہی کو دے کر کبھی واپس نہیں لیتے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ ایسے شخص کو حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا۔

(مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۷۴)

انعامِ رابع...... ستر ہزار فرشتوں کی دعا

ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت اور مقرب باللہ ہونے کی دعا:

((اَلْمُقْتَبَسُ مِنَ الْحَدِيْثِ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ زَائِرًا أَخَاهُ شَيَّعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِنَّهُ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ))

(مشکاۃ المصابیح، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، ص: ۴۲۷)

ترجمہ: جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے تعلق سے کسی بندہ کی زیارت کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! یہ بندہ صرف آپ کی محبت میں اس بندہ سے ملنے جارہا ہے۔ آپ اس کے اس عمل کی جزاء میں اپنے قرب سے اس کو مشرف فرمادیجیے۔

تشریح از مرقاۃ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''إِنَّهُ وَصَلَ أَخَاهُ فِيْكَ (أَيْ لِأَجْلِكَ) فَصِلْهُ أَيْ بِوَصْلِكَ الْمُعَبَّرِ عَنْ قُرْبِكَ جَزَاءً وِّفَاقًا'' اے

Marfat.com

اللہ! تیرے اس بندے نے تیری رضا کے لیے فلاں بندہ سے ملاقات کی پس آپ اس کو جزاء موافق عمل کے قاعدہ سے اپنا وصل جس کو قرب سے تعبیر کیا جاتا ہے عطا فرما دیجیے۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۶۱)

وصل او را محال می گویند
قرب او را وصال می گویند

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا وصال بالمعنی اللغوی محال ہے اللہ تعالیٰ کے قرب ہی کو وصال کہتے ہیں۔

احقر عرض کرتا ہے کہ جو لوگ مشائخ اور مرشدین کے پاس اللہ کے لیے آتے جاتے ہیں ان کے لیے ستر ہزار فرشتوں کی یہ دعا کیسے رائیگاں جائے گی اور یہ معصوم اور پاک مخلوق کی دعا برائے حصولِ قرب ملنے سے اہل اللہ سے رابطہ رکھنے والے اگر جلد اللہ والے بن جاتے ہیں تو کیا تعجب ہے۔ کیا خوب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

پیر باشد نرد بان آسماں
تیر پراں از کہ گردد از کماں

پیر سفرِ آسمانی کے لیے سیڑھی ہے اور تیر کب اُڑتا ہے جب کمان میں ہوتا ہے۔

فضیلت زیارتِ صالحین

(مسلم شریف کی ایک روایت سے)

ایک شخص اللہ کے لیے محبت کرتا تھا۔ ایک دن اس کے پاس جا رہا تھا کہ ایک فرشتہ اس کے راستے میں ملا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام رساں بنا کر بھیجا تھا، اس نے دریافت کیا کہ أَيْنَ تُرِيْدُ؟ کہاں کا ارادہ ہے؟ قَالَ: أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ" کہا کہ اس بستی میں میرا اللہ کے لیے ایک محبوب دوست ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا اور کوئی غرض تو نہیں؟ اس نے کہا

Marfat.com

کہ نہیں! صرف یہی وجہ ہے کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہوں۔ اس فرشتے نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں تم کو یہ بشارت دے دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا محبوب بنالیا جیسا کہ تو نے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے محبوب بنایا ہوا ہے۔ ''بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ۔'' (مشکوۃ، صفحہ:۴۲۵)

شرح مرقاۃ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علامہ ابوزکریا محی الدین نووی نے فرمایا کہ: ''فِيهِ فَضْلُ الْمَحَبَّةِ فِي اللهِ وَإِنَّهَا سَبَبٌ لِحُبِّ اللهِ وَفَضِيلَةُ زِيَارَةِ الصَّالِحِينَ۔'' علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے محبت للّٰہی کی فضیلت اور اس محبت سے جلد محبوب عند اللہ بن جانے کا ثبوت ملتا ہے اور صالحین کی زیارت کی فضیلت کا ثبوت ملتا ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۴۹)

انعامِ خامس...... متحابّین فی اللہ کا محشر اور جنت میں ساتھ ہونا

متحابّین فی اللہ قیامت کے دن محشر میں اور جنت میں بھی ساتھ رہیں گے:

((لَوْ أَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاحِدٌ فِي الْمَشْرِقِ وَآخَرُ فِي الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ: هٰذَا الَّذِيْ كُنْتَ تُحِبُّهُ فِيَّ ''أَيْ لِأَجْلِيْ''))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ آپس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے محبت رکھتے ہیں، اگرچہ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں رہتا ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع فرمادیں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ یہ وہی بندہ ہے جس سے تو میرے لیے محبت رکھتا تھا۔

اس حدیث سے اللہ والوں سے اللہ کے لیے محبت کا انعامِ عظیم معلوم ہوا کہ محشر میں بھی ساتھ ہوگا۔

Marfat.com

تشریح: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جمع کرنے میں چند مقاصد ہیں ''لِشَفَاعَةِ أَحَدِهِمَا لِلْآخَرِ'' تاکہ ایک دوسرے کی شفاعت کریں۔ ''أَوْ فِي الْجَنَّةِ عَلَى سَبِيْلِ الْمُصَاحَبَةِ'' یا جنت میں بھی پڑوسی بنا دیا جاوے گا اور ساتھ ساتھ رہیں گے۔ ''وَالْمُزَاوَرَةُ فِيهَا وَالْمُجَاوَرَةُ'' ایک دوسرے کی زیارت کریں اور قرب حاصل رہے۔ ''يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ'' یہ فرمانا کہ یہ وہی بندہ ہے جس سے تو میرے لیے محبت رکھتا تھا۔ ''يَقُوْلُ هٰذَا عَلٰى لِسَانِ مَلَكٍ أَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا'' یہ فرمان حق تعالیٰ کا یا تو بواسطہ فرشتہ ہوگا یا براہِ راست ہر ایک سے ارشاد فرمائیں گے۔

(مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۵۹)

ہمارے مرشد شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے ہم کو پتہ چلا ہے کہ جنت میں دوستوں سے ملاقات ہوگی ہم کو جنت کا اشتیاق بڑھ گیا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ دنیا میں بھی اللہ والوں کی ملاقات جنت کی نعمت سے کم نہیں ؎

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت برزمیں از آسماں آید

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت جب میسر ہو جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آگئی۔

اللہ والوں کے پاس تو ہر وقت ان کی جنت ساتھ رہتی ہے اور وہ جنت بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰى ہے اور آخرت میں بِلِقَاءِ الْمَوْلٰى کی جنت ملے گی۔ کما قال القاری فی المرقاۃ۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغ میں وہ گلکاریاں ہیں

Marfat.com

انعام سادس......روزِ محشر عرش کا سایہ نصیب ہونا

((وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ))

(صحیح البخاری)

پوری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ سات قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا ہوگا۔ (۱) امام عادل (۲) وہ جوان جس نے اپنی جوانی عبادتِ الٰہی میں مصروف کی۔ (۳) وہ شخص جس کا قلب مسجد میں لٹکا رہتا ہے یعنی نماز کا انتظار رہتا ہے۔ (۴) وہ دو بندے جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کریں اور اسی محبت پر ان کا اجتماع اور ان کا افتراق ہوا ہو۔ (۵) اور وہ شخص جس کو صاحبِ جمال اور صاحبِ نسب یعنی حسین اور شریف خاندان کی عورت دعوتِ گناہ دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ آدمی جو اس طرح خفیہ صدقہ کرے کہ داہنے ہاتھ کے صدقہ کرنے کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو۔ (۷) اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاویں۔

تشریح نمبر (۴): حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''وَالْمُرَادُ أَنَّهُمَا دَامَا عَلَى الْمَحَبَّةِ الدِّيْنِيَّةِ، وَلَمْ يَقْطَعَاهَا بِعَارِضٍ دُنْيَوِيٍّ سَوَاءٌ اِجْتَمَعَا حَقِيْقَةً أَمْ لَا حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمَوْتُ۔''

(فتح الباری، جلد: ۲، صفحہ: ۱۴۵)

ترجمہ: جو محبت اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بندے کی کسی بندے سے ہو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دونوں اس محبت للّٰہی پر ہمیشہ قائم رہیں اور دنیوی معاملات کی وجہ سے اس محبت کو منقطع نہ کریں۔ یہاں تک کہ موت ہی ان کو جدا کرے۔ ان کے لیے بخاری شریف کی اس حدیث میں قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنے کا وعدہ ہے جس دن کوئی سایہ ہی نہ ہوگا سوائے عرش کے۔

Marfat.com

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: أَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ، اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۵)

ترجمہ وشرح از مرقاۃ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ بندے جو میرے جلال اور عظمتِ شان کے سبب آپس میں محبت رکھتے تھے (اور جلال کے لفظ سے یہ بات واضح فرمادی کہ یہ محبت نفسانی تعلقات سے بالکل پاک ہوگی) آج میں ان کو عرش کا سایہ عطا کروں گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا میرے سایہ عرش کے علاوہ۔ "قَالَ الْمُلَّا عَلِیُّ الْقَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ شَرْحِ "جَلَالِیْ": مَا قَالَ "جَمَالِیْ" أَیْ إِنَّھُمْ مُنَزَّھُوْنَ عَنْ شَائِبَۃِ النَّفْسِ وَالْھَوٰی" (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۴۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے جو محبت ہوتی ہے اس کی تین شرط بیان فرمائی ہیں۔ یعنی عرش کا سایہ ملنے کے لیے اس محبت کی لیے یہ شرائط ہیں:

(۱)... وَالْمُرَادُ أَنَّھُمَا دَامَا عَلَیْہِ، وہ دونوں اس محبت پر قائم رہیں اور دائم رہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائی کرکے اس کو ضائع نہ کریں۔

(۲)... وَلَمْ یَقْطَعَاھَا بِعَارِضٍ دُنْیَوِیٍّ، اور دونوں اس محبت کو دنیا کی حقیر عارض کی بناء پر قطع نہ کریں۔

(۳)... حَتّٰی فَرَّقَ بَیْنَھُمَا الْمَوْتُ، یہاں تک کہ دونوں کی اس محبت کو موت ہی جدا کردے۔ یعنی خاتمہ دونوں کا اسی محبت پر ہو۔ "سِوَاءٌ اجْتَمَعَا حَقِیْقَۃً اَمْ لَا" خواہ ایک جگہ رہتے ہو یا دور دور قیام ہو مگر قلب میں اتصال ہو۔

(فتح الباری، شرح بخاری، جلد:۲، صفحہ:۱۴۵)

گاہ گاہ ملاقات بھی ہو۔ وہ محبت جس کا کچھ ظہور نہ ہو اس کا اعتبار نہیں۔

Marfat.com

دل میں اگر حضور ہو سر تیرا خم ضرور ہو
جس کا نہ کچھ ظہور ہو عشق وہ عشق ہی نہیں

انعامِ سابع......مخلوق میں اکرام اور محبوبیت

جولوگ اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ کی نسبت سے محبت رکھتے ہیں اور ان کا اکرام کرتے ہیں، وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی محبت اور اللہ تعالیٰ ہی کا اکرام ہے جس طرح کسی کی اولاد سے محبت کرنا اور اکرام کرنا ان کے باپ کی محبت اور اکرام میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ (کمالاتِ اشرفیہ، ملفوظ نمبر: ۳۰۲، صفحہ: ۶۸)

اہل اللہ کی محبت چونکہ اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے اس لیے تحریر ہے کہ جن لوگوں نے بزرگوں کی محبت اور ان کی صحبت اختیار کی ہے اور ان کے ناز برداشت کیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بلندی اور عزت دنیا میں بھی عطا فرمائی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور تعلق کے بعد مخلوقِ خدا میں جو عزت ملی اور مخلوقِ خدا نے ہماری جو قدر و منزلت کی وہ تعلق سے قبل نہ تھا۔ احقر کے قلب میں اس نعمت کی دو دلیل سمجھ میں آئی ہے:

(۱)... مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہُ، حق تعالیٰ کے لیے جو اپنے آپ کو مٹائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرمائے گا۔

چنانچہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

ہاں مجھے مثلِ کیمیا خاک میں تو ملائے جا
شان میری گھٹائے جا رُتبہ مرا بڑھائے جا

Marfat.com

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجیے مٹا دیجیے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں
ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ
یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

دوسری دلیل یہ حدیث ہے:

((مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰهِ إِلَّا أَكْرَمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۷)

جو بندہ اللہ کے لیے کسی سے محبت کرتا ہے تو دراصل یہ محبت اللہ کے اکرام میں داخل ہے (یعنی اللہ کا خاص بندہ سمجھ کر اس کی عزت و محبت کرنا ایسا ہی ہے گویا کہ اس نے اپنے رب کا اکرام کیا) اور وعدہ ہے جزاء موافق عمل کا ''جَزَآءً وِّفَاقًا''

پس اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کا اکرام اپنی مخلوق کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں اور یہ بھی تجربہ ہے کہ جن لوگوں نے بزرگوں کی صحبت سے اپنے کو بے نیاز کیا اور مستغنی رہے تو بقول حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جس نے اپنے کو مستقل بالذات سمجھا وہ مستقل بدذات ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے کو اپنی نظر میں معزز سمجھتے ہیں، تاریخ ان کو فراموش کر دیتی ہے کیونکہ قبول فی الارض کا انعام حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے کسی کے چاہنے سے نہیں ملتا اور جن کو یہ انعام ملتا ہے وہ اپنے کو بے نام و نشاں رکھنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔

اور فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت اور زیارت بڑی چیز ہے۔ ان کی یاد سے دل میں نور آتا ہے اور حق تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ (ملفوظ نمبر: ۳۰۳ بحوالہ بالا)

اور فرمایا کہ اہل اللہ پر طعنہ اور اعتراض کے متعلق مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر یاد آئے ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا دلِ صاحب دلے نامد بدرد

Marfat.com

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی کو رسوا کرنے کا ارادہ نہیں فرماتے جب تک کہ وہ کسی اللہ والے کا دل نہیں دکھاتا اور جب کسی کو رسوا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی علامت کے طور پر اس کی زبان سے اہل اللہ کی شان میں بدکلامی شروع ہو جاتی ہے۔ (ملفوظ نمبر ۴۲۹ بحوالہ بالا)

ہر کہ خدمت می کند مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

ترجمہ: جو اپنے بزرگوں کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم بنا دیا جاتا ہے اور جو تکبر کے سبب خدمت اکابر سے فرار اختیار کرتا ہے وہ محروم رہتا ہے۔

جس نے بھی اپنے نفس کو اپنے بڑوں کے سامنے مٹایا اس کو اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی۔ جیسا کہ ارشاد مبارک ہے:

((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الغضب والکبر، ص:۴۳۴)

تواضع پر بلندی اور عزت موعود ہے، مگر تواضع میں اخلاص شرط ہے۔ یہ وعدہ بشرط شی ہے یعنی یہ تواضع خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور اس کے اندر بشرط لاشی بھی پوشیدہ ہے یعنی غیر اللہ کی نجاست سے پاک ہو۔ (حب مال وجاہ وخواہشِ نفس وغیرہ سے مخلوط نہ ہو)

انعام ثامن...... قلیل مدت میں دیندار اور صالح بن جانا

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ:- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۷)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوجاتا ہے، پس چاہیے کہ جس کو خلیل بنائے غور کرلے کہ وہ اس قابل ہے یا نہیں۔

شرح حدیث: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ}

[سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۹]

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور متقین کی صحبت اختیار کرو یعنی تقویٰ کی نعمت اہلِ تقویٰ کی صحبت سے عطا ہوگی۔

حدیث مذکور دراصل اسی آیت کی تفسیر ہے کہ اگر کسی متقی بندہ سے گہری دوستی کرلی جاوے تو اس کے قلب کا تقویٰ آپ کے قلب میں منتقل ہوجاوے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "إِنَّ الطِّبَاعَ تَسْرِقُ الْأَخْلَاقَ مِنْ طِبَاعٍ أُخْرٰی" انسان کے اندر یہ خاصیت ہے کہ بہت جلد اپنے ساتھی کے اخلاق کو اپنے اندر جذب کرلیتا ہے۔ (مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۲۵۷)

جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ دنیادار کے ساتھ رہنے سے دنیا کی محبت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح عاشقانِ خدا کی صحبت سے عشقِ خدا میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کہ ز دل تا دل یقیں روزن بود
نے جدا و دور چوں دوتن بود

ترجمہ: اے لوگو! دل سے دل تک خفیہ راستے ہیں۔ مثل جسم کے قلوب دور نہیں۔

متصل نہ بود سفال دو چراغ
نورشاں ممزوج باشد درمساغ

Marfat.com

ترجمہ: جس طرح سے کہ چراغوں کے ٹھیکرے یعنی جسم تو الگ الگ ہوتے ہیں لیکن ان کے انوار فضا میں مخلوط ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے ان کے قلوب کے انوار پاس والوں کے قلوب میں داخل ہوجاتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فرواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا
مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

اللہ والوں کی صحبت سے اعمالِ صالحہ کی توفیق اور گناہ سے اجتناب کا داعیہ نصیب ہوتا ہے، اہل اللہ کی محبت سے ان کے اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ کے دواعی اور تقاضے ان کے طالبین کے دلوں میں منتقل ہوجاتے ہیں:

{یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ}

[سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۹]

حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! تقویٰ والی حیات اور نفس وشیطان کی غلامی سے محفوظ حیات جب عطا ہوگی کہ ہمارے خاص بندوں کی صحبت میں رہو۔

حدیث میں ہے کہ: ''اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ'' آدمی اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوجاتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں اسی آیت ''وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' کو پیش کیا ہے۔ اور امام غزالی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ''اِنَّ الطِّبَاعَ تَسْرِقُ مِنَ الطِّبَاعِ الْاُخْرٰی حَیْثُ لَا تَدْرِیْ'' (مرقاۃ، جلد: ۹) طبیعتیں ایک دوسرے کے اخلاق کو غیر شعوری طور پر جذب کرلیتی ہیں۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد

Marfat.com

کیا خوب فرمایا ہے خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ؎

نقشِ بتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنادیا
آہ کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
ناآشنائے درد کو بسمل بنادیا
مجذوبؔ در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکر نے آپ کا سائل بنادیا

انعام تاسع ...... جنت میں معیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آوے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا افسوس ہے تجھ پر! قیامت کے لیے تو نے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے کوئی تیاری نہیں کی البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ'' تو اپنے محبوب کے پاس ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات سے مسلمانوں کو اسلام کے بعد جس قدر مسرور پایا اتنا کسی اور چیز سے نہیں۔

(مشکوٰۃ، صفحہ: ۴۲۶)

تشریح: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۲۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اگرچہ عباداتِ قلبیہ، بدنیہ، مالیہ کا ذکر نہیں لیکن محبت کے لیے اطاعت لازم ہے اور اصل ہے پس اصل کا ذکر کرکے فرع سے اعراض کیا گیا۔ یہ ''تَسْمِيَةُ اللَّازِمِ بِاسْمِ الْمَلْزُوْمِ'' کے قبیل سے مجاز

Marfat.com

مرسل ہے جو محبت اطاعت کے ساتھ نہ ہو وہ محبت کاملہ نہیں ہے۔ حضرت رابعہ کا ارشاد ہے ؂

تَعۡصِي الۡاِلٰهَ وَ أَنۡتَ تُظۡهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمۡرِیۡ فِي الۡقِيَاسِ بَدِيۡعٗ
لَوۡ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعۡتَهٗ
إِنَّ الۡمُحِبَّ لِمَنۡ يُّحِبُّ مُطِيۡعٗ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو اور دعویٰ محبت کا کرتے ہو۔ یہ بات نہایت ہی عجیب ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اطاعت کرتا کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

حدیث: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری جان سے اور اہل و عیال سے زیادہ ہی محبوب ہیں۔ میں گھر میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو بے چین ہو جاتا ہوں اور حاضر ہو کر دیدار کر لیتا ہوں اور جب اپنی موت کو یاد کرتا ہوں اور آپ کی وفات کو تو یہ خوف ہوتا ہے کہ آپ تو جنت میں انبیاء علیہم السلام کے درجہ میں ہوں گے اور اگر مجھے جنت مل گئی تو ادنیٰ درجہ میں ملے گی۔ آپ کا دیدار کس طرح ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی:

{وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا}

[سورۃ النساء، آیت: ۶۹]

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ منعم علیہم یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراد اس معیت سے معیت خاصہ ہے اور وہ یہ کہ ان حضرات کی ملاقات ہوتی رہے گی۔ محب اور محبوب کو غم فراق نہ ہوگا اور اس معیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ محب اور محبوب دونوں ایک ہی درجہ میں ہوں گے کہ یہ نص قطعی کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔"

مرقاۃ میں یہ روایت بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے کہ اعلیٰ درجہ کے اسفل والوں کے پاس نزول کریں گے۔ پس جنت کے باغوں میں سب کا اجتماع ہوا کرے گا اور اللہ کے احسانات کا ذکر کریں گے اور یہ معیت حسب حسنِ تعلق و محبت اور حسن رفاقت مختلف درجات کی ہوگی۔ جس کو اپنے اکابر سے جس طرح کی محبت ہوگی اسی طرح کی وہاں بھی معیت نصیب ہوگی۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۵۱)

انعام عاشر......نور اور موتی کے منابر پر بیٹھنا نصیب ہوگا

((اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۶)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر ہوں گے۔

جامع صغیر میں یہ روایت بھی ہے جس کو مرقاۃ میں نقل کیا گیا ہے:

((اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللهِ عَلٰی کَرَاسِیَّ مِنْ یَاقُوْتٍ حَوْلَ الْعَرْشِ))

(رواہ الطبرانی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت رکھنے والے عرش کے کنارے یاقوت (موتی) کی کرسیوں پر ہوں گے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیا عجب ہے کہ یہ نعمت محشر میں

Marfat.com

حاصل ہو، قبل اس کے کہ لوگ جنت یا جہنم میں داخل کیے جائیں۔

(مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۵۲)

نوٹ: مشکوٰۃ، صفحہ:۴۲۶ پر بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی قسم کا مضمون اس اضافہ کے ساتھ ہے کہ یہ متحابین فی اللہ کون لوگ ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ الخ'' اس سے معلوم ہوا کہ یہ فضائل ان لوگوں کے لیے ہیں جو اہل اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبتِ کاملہ سیکھیں اور اتباع اور اطاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہوں۔

''وَ فِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ، یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ'' الفاظ اس روایت میں ''اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ'' ہیں یعنی جو لوگ آپس میں محبت رکھتے ہیں میری عظمت اور جلال کے سبب ان کے لیے میدانِ محشر میں نور کے منبر ہوں گے۔ انبیاء اور شہداء ان پر غبطہ اور رشک کریں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب: حدیث قدسی میں لفظ ''جلالی'' آیا ہے، ''جمالی'' نہیں آیا تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح فرماتے ہیں کہ آپس میں یہ محبت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سبب ہونے میں یہ اشارہ کر دیا گیا کہ: ''اِنَّهُمْ مُنَزَّهُوْنَ عَنْ شَائِبَةِ النَّفْسِ وَالْهَوٰی'' یہ اولیائے کرام جو دنیا میں آپس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب محبت رکھتے تھے ان کی یہ محبت نفسانی محبتوں اور خواہشاتِ نفسانیہ کے آثار سے پاک وصاف تھی۔ جمال کا لفظ ہوتا تو بہت سے نادان صوفی حسن و جمال کم عمر صالحین کا دیکھ کر ان سے محبت کرتے نفسانی لذت کے لیے اور بہانہ بناتے کہ یہ دنیا کے حسین آئینہ جمال الٰہیہ ہیں، ان کے آئینہ میں ہم جمالِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

کلام نبوت کا اعجاز ملاحظہ فرمایئے کہ ''فِیْ جَلَالِیْ'' کے لفظ سے ان

Marfat.com

تمام نفسانی جراثیم پر کیسی ڈی ڈی ٹی چھڑک دی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت! ہم کو شریعت حسینوں کے دیکھنے سے کیوں منع کرتی ہے اور بدنظری کو حرام کیوں کیا؟ جبکہ ہم ان کو آئینہ جمال سمجھتے ہیں۔ ان روشن چہروں کے آئینے میں ہم جمالِ خداوندی دیکھتے ہیں۔ تو فرمایا کہ جناب یہ آئینے تو ہیں مگر آتشی آئینے ہیں جن سے آپ جل کر خاک ہو جائیں گے۔ اسی وجہ ہر عاشق مجاز بے چین اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے اور نیند بھی نہیں آتی اور بال آخر پاگل ہو جاتے ہیں یا خودکشی کر لیتے ہیں، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بروایت ترمذی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والوں کے لیے نور کے منابر کا ذکر ہے اور انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام کا ان پر غبطہ کرنا معلوم ہوا، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء کرام کی شان پر ان کی شان کی فضیلت لازم آتی ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ محدثین کرام نے حسب ذیل جواب دیئے ہیں:

(۱)... إِنَّ الْمُرَادَ بِالْغِبْطَةِ الْإِسْتِحْسَانُ وَالثَّنَآءُ عَلَيْهِمْ لَا مَعْنَاهَا الْحَقِيْقِيُّ۔ غبطہ سے مراد ان حضرات کے اس محبت اللہ والی کی تعریف اور ثناء کرنا ہے کہ نہ اس کے حقیقی معنی۔

(۲)... وَإِنَّ الْكَلَامَ عَلَى الْفَرْضِ وَالتَّقْدِيْرِ أَيْ لَوْ كَانَ لِلْفَرِيْقَيْنِ غِبْطَةٌ عَلٰى أَحَدٍ لَكَانَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ۔ یعنی اگر غبطہ کرتے یہ حضرات آپس میں تو ان لوگوں پر کرتے۔

(۳)... اور یہ رشک بوجہ ان کے افضل ہونے کے نہ ہوگا بلکہ ان کے بے فکر ہونے سے ہوگا۔ ''إِنَّهُمْ لَا يَخَافُوْنَ، وَلَا يَحْزَنُوْنَ، وَأَمَّا غَيْرُهُمْ فَالنَّبِيُّوْنَ مُهْتَمُّوْنَ بِأُمَمِهِمْ، وَالْأُمَمُ مُشْتَغِلُوْنَ بِأَنْفُسِهِمْ۔ یہ لوگ بے فکر، بے غم، اپنی اپنی حالت میں مشغول ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کے غم اور

Marfat.com

فکر اور ان کی نجات کے اہتمام میں مشغول ہوں گے۔

غبطہ اور حسد میں فرق

اَلغِبْطَۃُ بِالْکَسْرِ ھِیَ تَمَنِّیْ نِعْمَۃٍ عَلٰی اَنْ لَّا تَتَحَوَّلَ عَنْ صَاحِبِھَا بِخِلَافِ الْحَسَدِ، فَاِنَّہٗ تَمَنِّیْ زَوَالِھَا عَنْ صَاحِبِھَا (مرقاۃ المفاتیح) غبطہ میں نعمت کی تمنا ہوتی ہے لیکن صاحب نعمت سے زوالِ نعمت کی تمنا نہیں کرتا۔ برعکس حسد کے کہ حاسد محسود کے لیے زوالِ نعمت کی تمنا کرتا ہے۔ خواہ وہ نعمت اس کو ملے یا نہ ملے۔

حدیث میں غبطہ سے مراد استحسان ہے۔ یعنی ان متحابین فی اللہ کی حالت کو انبیاء علیہم السلام پسندیدہ نظروں سے دیکھیں گے اور انبیاء اپنی اُمتوں کی شفاعت میں مشغول ہوں گے اور اُمتیں اپنی اپنی فکر میں ہوں گی۔ (پوری تفصیل مرقاۃ، جلد: ۹، صفحہ: ۲۵۲ پر ملاحظہ ہو۔) (مرقاۃ اور لمعات)

حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حسد کی آگ میں کیوں جل رہے ہو
کفِ افسوس تم کیوں مل رہے ہو
خدا کے فیصلے سے کیوں ہو ناراض
جہنم کی طرف کیوں چل رہے ہو

علاجِ حسد: حسد کی بیماری کسی ایکسرے سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ کوئی سائنس دان اس بیماری کا علاج نہیں جانتا۔ یہاں سائنس فیل ہوجاتی ہے۔ یہاں انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ روحانی امراض ہیں جن کے لیے معالجین ارواح کی ضرورت ہے اور انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحیح نائبین اولیائے کرام ہیں۔ کتاب ''روح کی بیماریاں اور اُن کا علاج'' میں

Marfat.com

اس کا علاج موجود ہے۔

محبتِ الٰہیہ کے حصول کے لیے چار اعمال

وہ چار اعمال جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا فرمانے کو اپنے ذمے احساناً وفضلاً واجب فرما لیتے ہیں۔

ملنے والوں سے راہ پیدا کر

حدیث قدسی:

((عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ -رَضِیَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- یَقُوْلُ: قَالَ اللهُ تَعَالٰی: وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ. رَوَاهُ مَالِكٌ.
وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیْ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ یَّغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ))

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۲۶)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہو جاتی ہے جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے آپس میں بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ روایت کیا اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور ترمذی کی رایت میں ہے کہ وہ لوگ جو میری عظمت شان کے سبب سے آپس میں محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے اور ان کی اس شان پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام رشک کریں گے۔

Marfat.com

حال راوی: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری، خزرجی ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ تھی۔ عقبہ ثانیہ کے ستر شرکاء میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ بدری ہیں، یمن کے قاضی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی ان سے روایت فرمائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا حاکم بنایا تھا۔

شرح حدیث: یہ حدیث قدسی ہے جس کی تعریف مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۹۵ پر مرقوم ہے: "اَلْحَدِیْثُ الْقُدْسِیُّ هُوَ الْكَلَامُ الَّذِیْ یُبَیِّنُهُ النَّبِیُّ بِلَفْظِهٖ وَیَنْسِبُهٗ إِلٰی رَبِّهٖ" حدیث قدسی وہ کلام ہے جس کو نبی اپنے الفاظ میں ادا کرتا ہے اور نسبت اس کی اپنے رب کی طرف کرتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جامع صغیر نے امام احمد کی روایت سے اور طبرانی اور حاکم اور امام بیہقی نے حضرت معاذ کی روایت سے نقل کی ہے۔

لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ سے مراد لاجلی ہے۔ یعنی جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ لفظ متحابین کو مقدم فرمانے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ محبت کا محل قلب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا گویا قلوب کا اجتماع ہے۔ اس کے بعد مُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ فرما کر یہ بتادیا کہ مجالست کا حاصل اجتماع قوالب ہے۔ یعنی احباب کا جمع ہونا ہے اور یہ نافع اس وقت ہی ہوتا ہے جب قلوب بھی جمع ہوں ورنہ اگر دلوں میں محبت نہ ہو اور اجسام جمع ہوں تو یہ اجتماع بدون قلوب محض بے روح اور غیر مفید ہوگا۔ شاعر کہتا ہے ؎

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

اسی سبب سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ؎

Marfat.com

مہرپاکاں درمیان جاں نشاں

دل مدہ. الا بہ مہر دل خوشاں

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی محبت کو اپنی جان کے درمیان رکھو اور کسی کو مت دل دینا سوائے ان بندوں کے جن کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے اچھے ہو گئے ہیں۔

اہل اللہ کی صحبتوں میں جو لوگ قلبی محبت سے نہیں بیٹھتے ان کو نفع کامل نہیں ہوتا ہے۔ اس حدیثِ متحابین سے یہ مسئلہ تصوف کا حل ہو گیا کہ تجالس کا نفع تحابب پر موقوف ہے یعنی قوالب کے اجتماع کا نفع اجتماع قلوب پر موقوف ہے۔ ’’اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّةَ اَوْلِیَآئِكَ فِیْ قُلُوْبِنَا بِمَنِّكَ وَفَضْلِكَ‘‘ اے اللہ! اپنے اولیاء کی محبت ہمارے قلوب میں اپنی مہربانی سے اور فضل سے عطا فرما، آمین۔

تقدمِ تحابُب کا فائدۂ عظیمہ

چونکہ افادہ اور استفادہ کا مدار مناسبت اور محبت اور انس پر ہے، اس لیے اہل اللہ کا اپنے مکارم اخلاق اور غایتِ شفقات سے اُمت مسلمہ کے قلوب کو مانوس کرنے میں نہایت اہتمام فرمانا ان کے تعامل اور عادتِ ثانیہ سے ہے۔ ’’اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَھُمْ۔‘‘

تجالس کے بعد تزاور فرما کر یہ مسئلہ بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جس سے محبت ہو مجالست کے بعد وہیں ڈیرہ جما کر بیٹھ نہ رہنا بلکہ گاہ گاہ آنا جانا اور زیارت کرتے رہنا تاکہ کاروبار اور معاش کے ضروری امور اور اہل و عیال کے حقوق واجبہ بھی فوت نہ ہوں۔ پھر تزاور کے بعد تباذل فرما کر بتا دیا کہ صرف سوکھی (خشک) محبت نہ کرنا بلکہ ایک دوسرے پر کچھ مال بھی خرچ کرنا۔

’’تَہَادَوْا تَحَابُّوْا‘‘ حدیث میں ہے کہ ہدیہ دو گے تو آپس میں محبت

Marfat.com

پیدا ہوگی۔ دال پر زبر ہے، بعض لوگ پیش پڑھتے ہیں جو غلط ہے۔ اس حدیث کی پوری عبارت یہ ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - تَهَادَوْا تَحَابُّوا وَتَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ عَنْكُمْ))

(الجامع الصغیر، ص: ۱۳۲)

ترجمہ: آپس میں ہدیہ دیا کرو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور آپس میں مصافحہ کیا کرو۔ یہ عمل تمہارے قلوب سے کینہ اور گرانی طبع کو زائل کردے گا۔

فائدہ: جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں آوے اس کو اپنے لیے نعمت سمجھے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں میرے پاس آتا ہے میں اس کے قدموں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہدیہ دے، اس کو ضرور کھانا چاہیے، اس سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ جو آپس میں محبت رکھتے ہیں ''فی جلالی'' یعنی میری عظمت کے سبب۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جمالی'' کا لفظ نہیں فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ جس محبت کا اس حدیث میں ذکر ہو رہا ہے وہ شائبہ نفس اور خواہشاتِ نفسانی سے بالکلیہ محفوظ اور پاک ہے۔ ورنہ لفظ جمالی سے بعض نادان صوفیاء کسی نوجوان صالح کے حسن سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتے اور اس سے محبت پر ان ثمرات کا انتظار کرتے اور احمقانہ تاویل کرتے کہ یہ آئینۂ جمالِ خداوندی ہیں۔ ان کے آئینہ میں ہم جمالِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ صریح ضلالت ہے اور گمراہ پیروں کا شیوہ ہے۔

حکایت: ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ شریعت ہم کو حسینوں کے دیکھنے سے کیوں منع کرتی ہے؟ ہم تو ان کو

Marfat.com

آئینہ جمالِ حق سمجھتے ہیں اور ان حسینوں کے آئینے میں ہم جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ آئینے تو ہیں مگر آتشی آئینے ہیں، جل کر خاک ہو جاؤ گے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت "بجلالی" کے متعلق یہ ہے:

"بِجَلَالِيْ أَيْ بِسَبَبِ عَظَمَتِيْ، وَلِأَجْلِ تَعْظِيْمِيْ، أَوِ الَّذِيْنَ يَكُوْنُ التَّحَابُبُ بَيْنَهُمْ لِأَجْلِ رِضَا جَنَابِيْ۔۔۔۔وَخَصَّ الْجَلَالَ بِالذِّكْرِ لِدَلَالَتِهٖ عَلَى الْهَيْبَةِ وَالسَّطْوَةِ أَيِ الْمُنَزَّهُوْنَ عَنْ شَائِبَةِ الْهَوٰى وَالنَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ فِي الْمَحَبَّةِ، فَلَا يَتَحَابُّوْنَ إِلَّا لِأَجْلِيْ وَلِوَجْهِيْ" اور ممکن ہے کہ "جلالی" کے ساتھ جمالی مقدر ہو اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ: "أَيِ الْمُتَحَابُّوْنَ لِيْ أَيْ فِيْ حَالَتِي الْقَبْضِ وَالْبَسْطِ وَالْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ وَالْمِحْنَةِ وَالْمِنْحَةِ فَيُفِيْدُ دَوَامَ تَحَابُبِهِمُ الْيَوْمَ" یہ محبت میری عظمت کے سبب ہوتی ہے اور میری رضا کے لیے اور لفظ جلال کا خاص کرنا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور عظمت سے یہ محبت ہے اور نفسانی آمیزش اور شیطانی سازش سے یہ محبت پاک ہے۔ یہ محبت صرف رضاءِ حق کے لیے ہے۔ یا "جلالی" کے لفظ کے ساتھ جمالی کا لفظ بھی مقدر اور محذوف ہے۔ (علی سبیل الاکتفاء والتقدیر) پس مطلب یہ ہوگا کہ ان کی یہ محبت ہر حال میں ہے خواہ قبض ہو یا بسط ہو، خوف و رجاء ہو یا تکلیف ہو یا نعمت ہو، ہر حال میں یہ اللہ والی محبت قائم رہتی ہے۔ یعنی ظہورِ صفت جلال میں بھی اور ظہور صفت جمال میں بھی۔ (مرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۴۸)

اہل اللہ کی صحبت کا ایک عظیم الشان انعام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور بالخصوص جہاں کوئی خونی رشتہ بھی نہ ہو اور نہ وہاں مال ملنے کی توقع ہو،

Marfat.com

خالص اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں مجلس ہو (جو اللہ والوں کے یہاں کامل درجہ میں نظر آتی ہے) اس کا ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ ایسی مجلسوں میں اللہ تعالیٰ کی شانِ اجتباء یعنی شانِ جذب کا ظہور ہوتا ہے جس سے بندہ جلد اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مقبول بن جاتا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے:

((إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ أَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ الخ))

(الجامع الصغیر، ص:۹۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کے ایام ولیالی میں خاص رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں، ان کو تلاش کرو اگر ان کو تم پا جاؤ گے تو کبھی بد بخت نہ ہو گے۔ پس اس روایت میں اشارہ ہے کہ یہ نعمت ہر ایک کو نہیں ملتی اور نہ ہر وقت ملتی ہے کیونکہ یہ نعمت جذبِ حق (شانِ اجتبائی) حق تعالیٰ کی عطاء پر موقوف ہے جو دونوں جہاں کی نعمت کا وسیلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے تحابب سبب بن جاتا ہے تجاذبِ حق کا۔ "إِنَّ هٰذِهِ النَّفْحَةَ لَمْ تَحْصُلْ لِكُلِّ أَحَدٍ، وَلَا تُوْجَدُ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ، لِأَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلٰى جَذْبَةٍ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ (أَيْ نَفَحَاتِ الْحَقِّ) تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ. فَالتَّحَابُبُ سَبَبُ التَّجَاذُبِ" (مرقاۃ المفاتیح، ج:۹،ص:۲۵۳) مرقاۃ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی اس شانِ جذب کا ظہور ہوتا ہے جو اس آیت "اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ" میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی طرف جذب کر کے اپنا بنا لیتے ہیں۔

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
اشارے ہوئے ہیں نظارے ہوئے ہیں
ہم ان کے ہوئے وہ ہمارے ہوئے ہیں

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

یہ نعمتِ جذب ہر ایک کو نہیں ملتی اور نہ ہر وقت ملتی ہے۔ اس کے لیے اشخاص خاص ہوتے ہیں اور اوقات خاص ہوتے ہیں۔ ''لَا تَحْصُلُ لِكُلِّ أَحَدٍ وَلَا تُوْجَدُ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ'' ؎

محبت کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے کہ ہر ساز پر چھیڑا نہیں جاتا

نوٹ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ: ''إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ أَيَّامِ دَهْرِكُمْ'' کی حدیث پوری نقل نہیں فرمائی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التشرف فی احادیث التصوف'' میں پوری حدیث اس طرح نقل فرمائی ہے:

((إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ أَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - وَقَدْ تَقَدَّمَ وَتَمَامُهُ: أَلَا فَتَعَرَّضُوْا لَهَا. وَفِيْ نُسْخَةٍ: أَنْ يُّصِيْبَكُمْ نَفْحَةٌ مِنْهَا فَلَا تَشْقَوْنَ بَعْدَهَا أَبَدًا))

(الهادی بابت شوال ۱۴۰۴ھ، ص: ۳۴)

نفحات کا ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تجلیات مقربات سے فرمایا ہے یعنی وہ تجلیاتِ الٰہیہ جن کے ظہور سے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بنالیا جاتا ہے اور اس مقام پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر بھی ارقام فرمایا ہے ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہِ کند آگاہ نباشی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لمحہ کو بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ جس وقت وہ نگاہِ کرم فرمائیں اور تم کسی اور طرف غفلت سے مشغول ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ''إِنَّ لِرَبِّكُمْ نَفَحَاتٍ الخ'' جامع صغیر، جلد: ۱، صفحہ: ۹۵ پر بھی ہے۔

تنبیہ: اہتمامِ ذکر اور ترکِ معاصی کے مجاہدات سے قلوب میں جذبِ نفحاتِ

Marfat.com

الٰہیہ کی صلاحیت اور استعداد پیدا ہوتی ہے، اس لیے اہل اللہ کی مجالس کے ساتھ معاصی سے حفاظت کا اہتمام اور کچھ ذکر اللہ کا التزام بھی ضروری ہے اور اہل اللہ کی مجلس میں اکثر متحابین فی اللہ ہی کا مجمع ہوتا ہے، اس لیے شانِ جذبِ حق کا ظہور وہاں زیادہ ہوتا ہے۔ پس ان کی مجلسوں کی برکت سے انسان جلد اللہ والا بن جاتا ہے۔

نیز دوسری حدیث مشکوٰۃ میں ہے کہ آدمی اپنے خلیل (دوست) کے دین پر ہوجاتا ہے۔ ''اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ''جس کی حکمت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی ہے کہ: ''اِنَّ الطِّبَاعَ تَسْرِقُ الْاَخْلَاقَ مِنْ طِبَاعٍ اُخْرٰی'' یعنی طبائع دوسرے طبائع سے اخلاق کو جذب کر لیتے ہیں۔

(کذا فی المرقاۃ، جلد:۹، صفحہ:۲۵۷)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو متحابین فی اللہ، متجالسین فی اللہ، متزاورین فی اللہ، متباذلین فی اللہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حسب وعدہ ان چار اعمال کو شرفِ قبول عطا فرما کر اپنی محبت کو ہمارے لیے عطا فرمانا فضلاً و احساناً اپنے کرم سے واجب فرمائیں، آمین ثم آمین۔

صالحین کی بستی کے برکات

احقر کے تین اشعار ؎

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

مجھے کیا خبر تھی اخترؔ ترا درد کیا ہے یاربّ
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

Marfat.com

صالحین کی بستی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۹۵ پر ارقام فرماتے ہیں کہ صالحین کی محفل میں دعا مانگنا مستحب ہے۔ ''فَإِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ فَضْلاً عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ وَحُضُوْرِهِمْ'' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جب صالحین کے ذکر سے نازل ہوتی ہے تو جہاں صالحین خود رہتے ہوں اس جگہ پر کتنی رحمت برستی ہوگی۔

ذاکرین کی مجالس جنت کے باغ ہیں

((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ حَلَقُ الذِّكْرِ))

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۶۴)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم جنت کے باغوں سے گذرو تو خوب کھل کر کھاپی لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ فرمایا ذکر کے حلقے۔

تشریح: محدثِ عظیم حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں: ''حَاصِلُ الْمَعْنٰى: إِذَا مَرَرْتُمْ بِجَمَاعَةٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى فَاذْكُرُوْهُ أَنْتُمْ مُوَافَقَةً لَهُمْ فَإِنَّهُمْ فِيْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ قَالَ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: وَاعْلَمْ أَنَّهُ كَمَا يُسْتَحَبُّ الذِّكْرُ يُسْتَحَبُّ الْجُلُوْسُ فِيْ حَلَقِ أَهْلِهِ'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم ایسی جماعت سے گذرو جو اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہی ہو تو تم بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگو کیونکہ وہ جنت کے باغوں میں ہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس طرح ذکر مستحب ہے اسی طرح اہل ذکر کی صحبتوں میں بیٹھنا بھی مستحب ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد: ۵، صفحہ: ۶۴)

Marfat.com

خدا تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت میں جنت کا لطف آتا ہے۔ احقر کا فارسی شعر ہے ؎

میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت برزمیں از آسماں آید

ترجمہ: جب مجھے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت میسر آجاتی ہے تو اتنا لطف آتا ہے کہ جیسے جنت آسمان سے زمین پر آگئی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
مرے باغ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

اللہ تعالیٰ سے تعلقِ خاص کی علامات

محدث عظیم حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۵۹۲ پر ارقام فرماتے ہیں: "وَمِنْ أَمَارَاتِ وِلَايَتِهٖ: أَنْ يَّرْزُقَهُ اللهُ تَعَالٰى مَوَدَّةً فِيْ قُلُوْبِ أَوْلِيَآئِهٖ، فَإِنَّ اللهَ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِ أَوْلِيَآئِهٖ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ، فَإِذَا رَاٰى فِيْ قُلُوْبِهِمْ لِعَبْدٍ مَحَلًّا يَنْظُرُ إِلَيْهِ بِاللُّطْفِ، وَإِذَا رَاٰى هِمَّةَ وَلِيٍّ مِنْ أَوْلِيَآئِهٖ لِشَأْنِ عَبْدٍ أَوْ سَمِعَ دُعَآءَ وَلِيٍّ فِيْ شَأْنِ شَخْصٍ يَأْبٰى إِلَّا الْفَضْلَ وَالْإِحْسَانَ إِلَيْهِ أَجْرٰى بِذٰلِكَ سُنَّتَهُ الْكَرِيْمَةَ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جن بندوں کے قلوب کو اپنی ولایت کے لیے منتخب فرماتے ہیں تو اس کی علامات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دلوں میں ایسے شخص کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب کو ہر وقت نگاہِ رحمت سے دیکھتے رہتے ہیں۔ پس جب اپنے اولیاء کے قلوب میں کسی بندہ کی محبت دیکھتے ہیں تو اس بندہ پر بھی نظر لطف ڈال دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جب اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کی توجہ کسی بندہ پر دیکھتے ہیں یا کسی ولی کی دعا

Marfat.com

کوکسی شخص کے لیے سنتے ہیں تو اس پر بھی اپنا فضل واحسان فرمادیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کریمہ اسی طرح جاری فرمادی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے: ''لَوْ أَنَّ وَلِيًّا مِّنْ أَوْلِيَآءِ اللهِ مَرَّ بِبَلْدَةٍ لَنَالَ بَرَكَةَ مُرُوْرِهٖ أَهْلُ تِلْكَ الْبَلْدَةِ حَتّٰى يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ۔'' یعنی تحقیق اگر کوئی ولی اولیاء اللہ میں سے کسی شہر سے گذر جائے (اور قیام کی فرصت بھی نہ ہو) تو اس کے گذرنے کی برکت سے اس شہر کے لوگ محروم نہ رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان (اہل شہر) کی مغفرت فرمادے گا۔ (عدل کے لیے تو صلاحیت واستحقاق شرط ہے لیکن فضل کے لیے کوئی ضابطہ نہیں۔ از جامع)

صالحین کی بستی اور سامانِ مغفرت

((عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِيِّ-رَضِيَ اللهُ عَنْهُ-عَنِ النَّبِيِّ-صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-قَالَ: كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتٰى رَاهِبًا، فَسَأَلَهٗ، فَقَالَ لَهٗ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، فَقَتَلَهٗ، فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَ كَذَا، فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَقَرَّبِيْ، وَأَوْحَى اللهُ إِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَبَاعَدِيْ، وَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهٗ))

(صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۴۹۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا۔ پھر وہ ایک راہب کے پاس آیا اور سوال کیا کہ کیا ایسے شخص کے لیے توبہ ہے؟ راہب نے کہا نہیں! پس اس کو بھی قتل کردیا۔ پھر اس نے

Marfat.com

ایک دوسرے شخص سے سوال کیا۔ اس نے کہا کہ فلاں (صالحین کی) بستی کی طرف جاؤ (وہاں تمہاری توبہ قبول ہوجائے گی) پس (راستہ ہی میں) اس کو موت نے پکڑلیا۔ پس اس نے (مرتے وقت) اپنا سینہ اس بستی کی طرف کردیا۔ پس اس شخص کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوا۔

پس اللہ تعالیٰ (صالحین کی) بستی کی طرف وحی فرمائی کہ تو قریب ہوجا اور (معصیت کی) سرزمین کو حکم دیا کہ تو دور ہوجا۔ پس اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا کہ تم ان دونوں زمینوں کی پیمائش کرو۔ پس پایا گیا وہ شخص صالحین کی بستی سے ایک بالشت زیادہ قریب۔ پس اس کو بخش دیا گیا۔ (متفق علیہ)

تشریح:

(۱)... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ راہب عابد، زاہد خلق سے کنارہ کش، خالق کی یاد میں مشغول تھا اور اس پر خوفِ الٰہی کا غلبہ تھا۔

(۲)... راہب نے جو توبہ نہ قبول ہونے کا کہا اس کی تین وجوہ ہوسکتی ہیں:

(الف) "إِمَّا جَهْلًا مِنْهُ بِعِلْمِ التَّوْبَةِ" یا تو توبہ کے بارے میں صحیح علم سے بے خبر تھا۔

(ب) "وَإِمَّا لِغَلَبَةِ الْخَشْيَةِ عَلَيْهِ" یا خشیت کے غلبہ کی وجہ سے۔

(ج) وَإِمَّا لِتَصَوُّرِ عَدَمِ إِمْكَانِ إِرْضَاءِ خُصُوْمِهِ عَنْهُ "یعنی اس تصور کے سبب کہ مظلوم فریق کے راضی کرنے کا امکان نہ رہا تھا اور اس نے راہب کو اس بناء پر قتل کیا کہ جب میری توبہ قبول ہی نہیں ہے تو ننانوے کے بجائے سو پورا کردو۔ (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۱۲۷-۱۲۸)

(۳)... ایک اشکال اور اس کا جواب: علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مغفرت پر ایک اشکال اصولِ شرع کے مطابق وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ "فَإِنَّ

Marfat.com

حُقُوْقَ بَنِیْ اٰدَمَ لَا تَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ. بَلْ تَوْبَتُهَا أَدَاؤُهَا إِلٰی مُسْتَحِقِّیْهَا کیونکہ حقوق العباد صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے جب تک کہ اہلِ حقوق کو راضی نہ کیا جاوے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: ''إِنَّ اللهَ تَعَالٰی إِذَا رَضِیَ عَنْ عَبْدِہٖ، وَقَبِلَ تَوْبَتَهٗ أَرْضٰی عَنْهُ خُصُوْمَهٗ، وَرَدَّ مَظَالِمَهٗ. جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوجاتے ہیں اور اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں تو اس کی جانب سے اہلِ حقوق کو راضی کردیں گے اور اہلِ حقوق کے حقوق کو اس بندہ کی طرف سے خود ادا فرمادیں گے۔

(۴)... **فضل بصورتِ عدل:** گناہ کی بستی کو دور کرنے کا اور صالحین کی بستی کو قریب کرنے کا جو حکم فرمایا ''فَهٰذَا فَضْلٌ فِیْ صُوْرَةِ عَدْلٍ'' پس یہ فضل ہے عدل کی صورت میں صالحین کی بستی سے صرف ایک بالشت زیادہ قریب ہونے پر۔

(۵)... اس کی مغفرت دلالت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت پر طالبِ توبہ کے لیے۔ پھر تائب پر کس درجہ رحمت نازل ہوگی۔

رَزَقَنَا اللهُ تَعَالٰی تَوْبَةً نَصُوْحًا اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ صادقہ خالصہ نصیب فرمائے، آمین۔

(۶)... ''وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ. فَقَالَ.... فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللهَ فَاعْبُدِ اللهَ مَعَهُمْ الخ'' مسلم کی روایت سے معلوم ہوا کہ وہ دوسرا آدمی عالم تھا جس نے کہا تھا کہ فلاں بستی میں کچھ بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں تم بھی جاکر ان کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوجاؤ۔

(۷)... ''فِیْهِ تَفْضِیْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ'' اس حدیث سے عالم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے عابد پر۔ (مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۸)

تشریح حدیث مذکورہ از فتح الباری: جلد: ۶، صفحہ: ۵۱۷،

از: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

Marfat.com

(۱)... علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے اتنے قتل کیے تھے اور جن جن لوگوں کا اس واقعہ میں ذکر ہے ان کے ناموں سے میں واقف نہیں ہوں۔ لفظ راہب سے اشارہ ہے کہ وہ شخص دینِ عیسوی پر تھا۔

(۲)... المعجم الکبیر للطبرانی میں روایت ہے کہ صالحین کی بستی کا نام نَصرہ تھا اور دوسری بستی کا نام کفرہ تھا۔ حضرت قتادہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ: ''لَمَّا أَتَاهُ الْمَوْتُ نَاءَ بِصَدْرِهٖ. نَاءَ أَيْ مَالَ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ طَلَبَهَا'' یعنی جب اس کو موت آنے لگی تو اپنا سینہ کھینچ کر صالحین کی اس بستی کی طرف کچھ اور قریب کر دیا۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی اس ادائے بندگی پر فضل فرما دیا اور صالحین کی اس بستی کو حکم دے دیا کہ تَقَرَّبِیْ اے زمین! تو قریب ہو جا۔ اور معصیت کی بستی کو حکم فرمایا تَبَاعَدِیْ یعنی تو دور ہو جا۔ صالحین کی بستی پر کیونکہ اہل تقرب تھے اس کو خطاب بھی تقرب سے کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر بے ساختہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آ گیا۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سب انتظام ہوتا ہے اور بندوں کے اعمال اس کے لیے محض بہانہ ہوتے ہیں۔

(۳)... علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مشروعیت توبہ جمیع کبائر سے ثابت ہوتی ہے۔

(۴)... اور اشکال مسئلہ حقوق العباد کا حل یہ تحریر فرماتے ہیں:

''إِنَّ اللهَ تَعَالٰى إِذَا قَبِلَ تَوْبَةَ الْقَاتِلِ يَكْفُلُ بِرِضَا خَصْمِهٖ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے جب قاتل کی توبہ قبول فرمائی تو اس کی طرف سے اہلِ حقوق کو راضی

Marfat.com

کر دینے کے لیے کفیل ہو جائیں گے۔

(۵)... اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب کا کبھی اللہ تعالیٰ نے بندوں کے بارے میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ اس بات میں کہ اس کو مطیع لکھیں یا عاصی۔ ''حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰهُ بَیْنَهُمْ'' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتے ہیں۔

(۶)... اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر انسان کسی معصیت میں مبتلا ہو جائے، اس زمین سے ہجرت مستحب اور افضل ہے دو وجہ سے (۱) اس زمین پر اس گناہ کی پھر اس کو یاد آئے گی اور فتنہ میں مبتلاء ہو جائے گا (۲) اس وجہ سے کہ گناہوں کے آثار ونشانات اس کو دوبارہ اس گناہ پر اعانت کریں گے اور برانگیختہ کریں گے۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ: ''وَلَا تَرْجِعْ إِلٰی أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سُوْءٍ فَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰی أَنَّ التَّائِبَ يَنْبَغِيْ لَهٗ مُفَارَقَةُ الْأَحْوَالِ الَّتِيْ اِعْتَادَهَا فِيْ زَمَنِ الْمَعْصِيَةِ وَالتَّحَوُّلُ مِنْهَا كُلِّهَا وَالْاِشْتِغَالُ بِغَيْرِهَا۔'' ایک روایت میں ہے کہ اس شخص سے کہا گیا تو اس زمین پر دوبارہ مت لوٹنا کیونکہ وہ زمین تیرے حق میں بری ہے۔ پس اس روایت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ جو شخص کسی گناہ سے توبہ کرے اس کو چاہیے کہ وہ اس گناہ کے لیے جن جن حالات کا معصیت میں عادی تھا ان سے مفارقت اختیار کر لے اور کلی طور پر اپنا رخ پھیر لے اور اسبابِ معصیت سے دور ہو کر دوسرے جائز مشغلوں میں اپنے کو مصروف کر دے۔

(۷)... فِيْهِ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ اور اس حدیث سے عالم کی فضیلت عابد پر ثابت ہوتی ہے۔ (فتح الباری، جلد: ۲، صفحہ: ۵۱۸)

تشریح حدیث مذکور از شرح مسلم: جلد: ۲، صفحہ: ۳۵۹،

از: علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ:

Marfat.com

"قَالَ الْعُلَمَآءُ فِيْ هٰذَا اسْتِحْبَابُ مُفَارَقَةِ التَّآئِبِ الْمَوَاضِعَ الَّتِيْ أَصَابَ بِهَا الذُّنُوْبَ. وَأَنْ يَّسْتَبْدِلَ بِهِمْ صُحْبَةَ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ وَالْعُلَمَآءِ. وَيَتَأَكَّدُ بِذَالِكَ تَوْبَتُهٗ" اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص کسی گناہ سے توبہ کرے تو وہ اس گناہ کے مقامات سے اور اس گناہ پر مائل کرنے والے اشخاص سے مفارقت اختیار کر لے اور ان بُرے لوگوں کے بدلے اہل خیر اور اہل صلاح اور علماء کی صحبت اختیار کرے۔ ان اعمال کی برکت سے اس کی توبہ مضبوط ہو جائے گی۔

سننِ ابنِ ماجہ، صفحہ: ۱۹۲ پر اس حدیث میں اس عبارت کا بھی اضافہ ہے:

((أُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ الَّتِيْ أَنْتَ فِيْهَا إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ))

ترجمہ: اس عالم نے اس قاتل سے کہا کہ تو اس خبیث بستی سے جس میں کہ تو ہے نکل جا فلاں صالحین کی بستی کی طرف۔

فائدہ: بخاری شریف کی اس حدیث سے مقبولانِ بارگاہِ الٰہی اور اہل اللہ کی عظمتوں کا پتہ چلتا ہے جنہوں نے اپنی خاک کو خالقِ افلاک پر فدا کیا۔ ایسی مبارک ہستیوں کی قیمتوں کا کیا کہنا کہ جس زمین پر یہ لوگ رہتے ہیں اس زمین کی برکت کا یہ عالم ہے کہ سو قتل کے مجرم کی مغفرت اور اس پر رحمت کا نزول اور اس کی توبہ کی قبولیت، جبکہ اس قادر مطلق اور غفّار اور توّاب اور ارحم الراحمین کی طرف سے ہر زمین پر ممکن تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایاتِ خاصہ اور الطاف وکرم کے ظہور اور نزول کے لیے اہل اللہ کے رہنے سہنے کی سرزمین کو تجویز فرمایا۔ سبحان اللہ! جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ مالک کریم اس کی خاک کو تو عزت دیتا ہی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس زمین کو بھی عزت بخشتا ہے جہاں ایسے مقبول بندے رہتے ہیں اور اس کی قیمت کا اندازہ حدیث مذکور سے ہوتا ہے۔

برعکس اس کے جو لوگ اپنی مٹی کو مٹی کی حسین صورتوں پر، مٹی کے

Marfat.com

پراٹھوں اور کبابوں پر اور مٹی کے مکانوں اور مٹی کے نوٹ کی گڈیوں پر اور مٹی کے لباسوں پر اور مٹی کے بنگلوں اور موٹروں پر فدا ہو کر اپنے خالق اور مالک کو بھول گئے۔ ان کی خاک ان تمام مٹیوں کے ساتھ مل کر مٹی ہوگئی۔ قیامت کے دن ان کی مٹی کے ساتھ یہی مٹیاں مثبت ہوجائیں گی اور میزان مٹی ہی آئے گا اور ان کی مٹی کا تمام مجموعہ مٹی ہی ہوگا۔ جیسا کہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

احقر کو اپنا ایک پرانا شعر یاد آیا۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر دی جس نے جوانی کو

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل اللہ اور صالحین کی محبت اور ان کی صحبت کی توفیق بخشیں۔

خوف وخشیتِ الٰہیہ

فوائد گریہ وزاری درجنابِ خالقِ باری جل جلالہٗ۔ توبہ کے آنسو اور اس کی قدر ومنزلت بدرگاہِ صمدیت۔

بس ہے اپنا ایک نالہ بھی اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ وفریاد ہم

Marfat.com

حکمِ بُکاء یعنی رونے کا حکم

((عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ -رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- اِبْکُوْا، فَإِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا))

(سننِ ابن ماجۃ، ص: ۳۱۹)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ کی محبت یا اس کے خوف سے) روؤ اگر نہ روسکو تو رونے والوں کی شکل بنالو۔

تشریح: چونکہ رونا بندہ کا اختیاری فعل نہیں ہے، اس لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے کے لیے رونے کی شکل بنالینے کی ہدایت فرمائی کیونکہ رونے والوں کی شکل بنالینا ہر شخص کے اختیار میں ہے اور ایسا شخص بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہ رہے گا۔ غالب نے کیا خوب کہا ہے ؎

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

جب دنیا کے کریموں کا یہ حال ہے کہ جن کا کرم اس کریم حقیقی کا مخلوق ہے۔ پھر حق تعالیٰ کے کرم کا کیا عالم ہوگا؟

آنسوؤں کی فضیلت

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ یَخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ وَإِنْ کَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ، ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ))

(سننِ ابن ماجۃ، ص: ۳۱۹ و مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۵۸)

Marfat.com

حاصلِ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی مؤمن کی آنکھوں سے بوجہ خشیت الٰہی آنسو نکلتے ہیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں تو ایسے بندہ پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام فرما دیتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مِنْ عَيْنَيْهِ أَوْ مِنْ أَحَدِهِمَا یعنی دونوں آنکھوں سے آنسو نکلیں یا ایک آنکھ سے۔ (مرقاۃ، جلد:۱۰، صفحہ:۹۳)

دُمُوعٌ: أَيْ دَمَعَاتٌ أَقَلُّهَا الثَّلَاثُ آنسوؤں سے مراد کم از کم تین قطرہ ہیں کیونکہ دموع جمع ہے اور عربی میں جمع کے لیے کم از کم تین عدد ضروری ہیں۔''

وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ: أَيْ كَمِّيَّةً وَ كَيْفِيَّةً یعنی جو آنسو نکلیں وہ کم از کم تین ہوں اگرچہ ان کی مقدار مکھی کے سر کے برابر ہو۔

حُرُّ الْوَجْهِ: چہرہ کا اگلا حصہ

إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ: ضمیر مفعول عبد کی طرف راجع ہے اور ممکن ہے کہ اس کے چہرہ کی طرف راجع ہو۔ مراد اس سے بھی اس بندہ کی ذات ہے۔ عربی محاورہ میں وجہ سے مراد ذات ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ'' ہر شے فانی ہے سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے۔

حال راوی لکھنے کا معمول اس لالچ میں ہے کہ اولیاء اللہ کے تذکرہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''إِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ۔'' (مرقاۃ، جلد:۵، صفحہ:۱۹۵)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حالات

ان کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ ان کے والد کا نام ابن وُہَیب الزہری القرشی ہے اور کنیت ابو وقاص ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ستر سال کی عمر میں اسلام لائے۔ فرمایا کرتے تھے کہ: ''كُنْتُ ثَالِثَ الْإِسْلَامِ'' میں تیسرا

Marfat.com

مسلمان ہوں اور فرمایا: ''أَنَا أَوَّلُ مَنْ رَمَى السَّهْمَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کے راستہ میں تیر چلایا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہر جہاد میں شریک رہے۔ ان کی دعا کی قبولیت مشہور تھی جس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی ''اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَأَجِبْ دَعْوَتَهٗ'' اے اللہ! سعد کے تیر کا نشانہ درست فرمادے اور ان کو مستجاب الدعوات بنادے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِرْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ'' اے سعد! تیر چلاؤ، میرے والدین تم پر فدا ہوں اور اپنے والدین کے لیے یہ بات صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے فرمائی: ''وَلَمْ يَقُلْ ذَالِكَ لِأَحَدٍ غَيْرِهِمَا۔'' اور ان دونوں کے علاوہ کسی کے لیے یہ بات نہیں فرمائی۔ مدینہ کے قریب ''عقیق'' نام کی بستی میں وفات پائی جبکہ عمر ستر سے کچھ زیادہ تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ''وَهُوَ اٰخِرُ الْعَشَرَةِ مَوْتًا'' یہ ان دس صحابہ میں باعتبار وفات کے آخری صحابی ہیں جن کے لیے جنت کی بشارت دی گئی تھی۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمادیا تھا اور صحابہ اور تابعین میں سے اکثر حضرات نے ان سے روایت کی ہے۔ (اسماء الرجال، مشکوٰۃ، صفحہ:۵۶۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حالات

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: ''أَفْقَهُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ'' خلفائے راشدین کے بعد تمام صحابہ میں سب سے بڑے فقیہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت عبدالرحمن ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ چھٹے مسلمان ہیں۔ ''كَانَ سَادِسًا فِي الْإِسْلَامِ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسواک اور نعلین مبارک اور وضو کا

Marfat.com

انتظام سفر میں انہیں کے سپرد فرماتے تھے اور ارشاد فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے لیے راضی ہوں اس بات سے جس سے راضی ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ناراض ہوں اس بات سے جس ناراض ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

''وَكَانَ يَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي سَمْتِهِ وَدَلِّهِ وَهَدْيِهِ'' اور آپ ظاہری صورت اور حلم ووقار اور سیرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خدام میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل اسلام لائے تھے۔ خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کوفہ کے قاضی بنائے گئے۔ آخر میں مدینہ آگئے تھے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ساٹھ سال سے کچھ اوپر عمر پائی۔ ان سے خلفائے راشدین نے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ وتابعین نے روایت کی ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۱۲۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے اور ان کے جنتی ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ یعنی مشہود بالجنّۃ ہیں۔ آٹھ سو احادیث نبویہ کی روایت ان سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست ستر ۷۰ سورتیں یاد کی تھیں۔

(اسماء الرجال، مشکوٰۃ، صفحہ:۶۰۵)

حل اللغات: **دَلّ:** اچھی خصلت، یہ مصری لفظ ہے۔ **سَمْت:** راستہ۔ **هَدْي:** رہنمائی اور سیرت۔

نجات کا راستہ

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقُلْتُ: مَا النَّجَاةُ؟ فَقَالَ: أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ))

(مشکاۃ المصابیح، ص:۴۱۳)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے سوال کیا کہ نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور بدونِ ضرورت اپنے گھر سے نہ نکلو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

تشریح از مرقاۃ جلد: ۹، صفحہ: ۱۵۰: أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، مضر باتوں سے زبان کو اس طرح قابو میں رکھو جس طرح مالک اپنے غلام کو۔ ''وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ'' لام پر کسرہ اور سکون دونوں صحیح ہیں۔ ''بِأَنْ تَسْكُنَ فِيْهِ، وَلَا تَخْرُجَ مِنْهُ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ'' یعنی گھر میں رہو اور بدون ضرورت گھر سے باہر نہ نکلو۔ ''وَالْمُرَادُ الْإِشْتِغَالُ بِاللّٰهِ وَالْمُؤَانَسَةُ بِطَاعَتِهٖ وَالْخَلْوَةُ مِنَ الْأَغْيَارِ'' مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہو اس کی اطاعت میں اور اغیار سے خلوت میں رہو۔ ''فَإِنَّهٗ سَبَبُ الْخَلَاصِ مِنَ الشَّرِّ وَالْفِتْنَةِ۔'' پس یہ تمام شر اور فتنہ سے خلاصی اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ''وَلِذَا قِيْلَ هٰذَا زَمَانُ السُّكُوْتِ وَمُلَازَمَةِ الْبُيُوْتِ وَالْقَنَاعَةِ بِالْقُوْتِ حَتّٰى يَمُوْتَ'' اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ زمانہ سکوت کا ہے اور گھروں سے چپکے رہنے کا ہے اور بقدر ضرورت معاش پر قناعت کا ہے، یہاں تک کہ موت آ جاوے۔

وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ: أَيْ اِبْكِ إِنْ تَقْدِرْ وَ إِلَّا فَتَبَاكَ نَادِمًا عَلٰى مَعْصِيَتِكَ فِيْمَا سَبَقَ مِنْ اَيَّامِ حَيَاتِكَ'' یعنی اپنی خطاؤں پر ندامت کے ساتھ رویا کرو اور اگر رونا نہ آوے تو رونے والوں کی شکل بنا لو۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کے ساتھ ندامت کی قید لگائی ہے ''أَيْ اَنْدَمْ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ بَاكِيًا'' اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر رویا کرو۔ (مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۱۵۰)

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا رونے والی آنکھوں کے لیے

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ عَيْنَيْنِ هَطَّالَتَيْنِ تَشْفِيَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدُّمُوْعِ مِنْ

Marfat.com

خَشْيَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَكُوْنَ الدُّمُوْعُ دَمًا وَّالْأَضْرَاسُ جَمْرًا))

(الجامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! مجھ کو ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو آپ کے خوف سے خوب ہونے والی ہوں اور خشیت الٰہیہ کے آنسوؤں کے قلب کو شفاء دینے والی ہوں، اس سے پہلے کہ آنسو (جہنم کے عذاب سے) خون ہو جائیں اور ڈاڑھیں انگارے ہو جاویں۔

تشریح: جامع صغیر کی شرح فیض القدیر جلد: ۱، صفحہ: ۱۴۳ پر اس حدیث کی تشریف کے سلسلہ میں محدث عظیم علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "قَالَ الْحَافِظُ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ" یعنی اس حدیث کے اسناد حسن ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خوف سے رونے والی آنکھیں نہایت مبارک آنکھیں ہیں کہ ایسی آنکھیں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مانگی ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ایسی آنکھوں کو اس طرح مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست
اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست

(رومی رحمۃ اللہ علیہ)

یعنی وہ آنکھیں بہت مبارک ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو رہی ہیں اور وہ دل نہایت مبارک ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں تڑپ رہا ہے۔

کہ برابر می کند شاہِ مجید
اشک را دروزن باخونِ شہید

(رومی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن فرماتے ہیں۔

حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب کوئی شیخ اپنی مجلس میں اللہ کے خوف سے اشکبار ہوتا ہے تو اس کے آنسوؤں سے طالبین کے قلوب میں تعلق مع اللہ کا باغ تروتازہ اور ہرا بھرا ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو احقر نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

اور خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرنے والے آنسوؤں کی قیمت بیان فرماتے ہیں۔

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ ہوتے وہ میرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے میری آستیں ہوتی

اور فرماتے ہیں۔

جب فلک نے مجھ کو محروم گلستاں کر دیا
اشکہائے خوں نے مجھ کو گل بداماں کر دیا

حضرت مرشدی شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا علی مہائمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے چھوٹے چھوٹے چشمے بن گئے تھے اور ان ہی آنسوؤں سے خوشبودار پھول پیدا کیے گئے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح رونے کی تمنا بیان کرتے ہیں۔

اے دریغا اشکِ من دریا بُدے
تا نثارِ دلبرِ زیبا شُدے

Marfat.com

ترجمہ: اے کاش! میرے آنسو دریا ہوجاتے تاکہ میں اس محبوبِ حقیقی پر قربان کردیتا۔

ہر کجا بینی تو خوں برخاک ہا
پس یقیں می داں کہ آں از چشمِ ما

ترجمہ: جہاں کہیں بھی خاک پر تم خون گرا ہوا دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ میری آنکھوں سے گرا ہے۔

در جگر افتادہ ہستم صدر شرر
درمناجاتم بہ بیں کونِ جگر

ترجمہ: اے خدا میرے جگر میں سینکڑوں غموں کی آگ پوشیدہ ہے اور میری مناجات میں آپ میرے جگر کا خون دیکھ لیجیے کہ میں کس درد کے ساتھ آپ سے دعا مانگ رہا ہوں۔

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے یا محبت سے خوب رونا آئے تو اس کا نام گرم بازاریِ عشق ہے۔

واقعۂ حضرت مرشدی: حضرت مرشدی شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز میں دو رکعت کے بعد استغفار میں دیر تک رویا کرتے تھے۔ اور اپنی مجلس میں جب اللہ تعالیٰ کی کوئی بات شروع کرتے تو اللہ کا نام لیتے ہی آنسو نکل کر چہرہ مبارک پر ٹھہرے رہتے تھے۔ پھر حضرت دونوں ہاتھوں سے ان آنسوؤں کو چہرے اور داڑھی پر مل لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کو اسی طرح عمل کرتے دیکھا ہے۔

راقم الحروف نے حضرت شیخ کی حکایاتِ صحابہ میں یہ روایت دیکھی ہے کہ حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں کو اپنے چہرے اور

Marfat.com

داڑھی پر مل لیتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں یہ آنسو پہنچتے ہیں۔

حکایت: کعبہ شریف میں ایک عالم نے احقر سے اپنا یہ غم بیان کیا کہ میرے آنسو خشک ہو گئے، مجھے کعبۃ اللہ میں رونا نہیں آ رہا، اس کا مجھے بے حد غم ہے۔ احقر نے مشورہ دیا کہ آپ ملتزم پر جایئے وہاں کچھ اللہ والے اللہ کے خوف سے استغفار و گریہ وزاری میں مشغول ہیں، ان کی صحبت کے فیض سے آپ کو بھی رونا نصیب ہو جائے گا۔ کچھ دن کے بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو احقر کو بڑی دعائیں دیں اور خوش ہو کر فرمایا کہ میرا کام بن گیا اور ''وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ'' کا راز بھی منکشف ہو گیا۔

سنا ہے سنگدل کی آنکھ سے آنسو نہیں بہتے
اگر سچ ہے تو دریا کیوں پہاڑوں سے نکلتے ہیں

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رُلا دوں سنگدل کو بھی جو غم اپنا بیاں کر دوں
اگر چاہوں تو پتھر سے بھی میں دریا رواں کر دوں

کعبہ شریف میں احقر کا ایک شعر۔

جو گرے اِدھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

احقر کے چند دیگر اشعار۔

زمینِ سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برسنا تھا میرا خونِ جگر
ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے
آں زمیں باشد حریم آں شہے

Marfat.com

ترجمہ: اللہ کا عاشق زمین پر سجدہ میں جہاں کہیں بھی روتا ہے وہ زمین اللہ تعالیٰ کا حرم بن جاتی ہے۔

قطرۂ اشکِ ندامت در سجود
ہمسری خونِ شہادت می نمود

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے میری آہِ بے نوا تو نے کمال کر دیا

اللہ والوں کے نورِ باطن کو حاسدین نہیں بجھا سکتے۔ اس مضمون کو احقر نے اس طرح عرض کیا ہے۔

ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

حکایت: حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جونپور میں ایک مشاعرہ ہوا تھا جس میں یہ مصرعہ اس طرح دیا گیا تھا۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

جس پر ایک نوجوان لڑکے نے ایسا مصرعہ لگایا کہ اس کو نظر لگ گئی اور وہ تین دن میں مر گیا۔ وہ مصرعہ یہ تھا۔

اے سیلِ اشک تو ہی بہادے اُدھر مجھے

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سنا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جس بادشاہ کے خزانہ میں کوئی موتی دوسرے ملک سے منگایا جاتا ہے اس کی قدر و منزلت خود بادشاہ بھی بہت کرتا ہے۔ ندامت کے آنسو جو گنہگاروں کی آنکھوں سے زمین پر گرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے شاہی خزانہ میں قبول ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شاہی خزانہ میں صرف عزت و

Marfat.com

جلالت شان ہے، وہاں ندامت کے آنسو نہیں ہیں لہٰذا اپنے بندوں کے اشکہائے ندامت کو دنیا سے درآمد کر کے بے انتہا قدر فرماتے ہیں شرفِ قبول عطا فرماتے ہیں اور شہیدوں کے خون کے برابر وزن فرماتے ہیں۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
اُن کی جھلک بھی تھی میری چشمِ پُرآب میں

گریۂ ندامت اور گنہگاروں کے آنسوؤں کی قیمت

حدیث قدسی کی روشنی میں

حدیث قدسی کی تعریف: "هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِلَفْظِهٖ وَيَنْسِبُهٗ إِلٰى رَبِّهٖ" حدیث قدسی وہ حدیث ہے جس کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے الفاظ میں بیان کریں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد:۱، صفحہ:۹۵)

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ فرشتے آسمانوں سے زمین پر گنہگار بندوں کی توبہ اور ان کے رونے کی آواز سننے کے لیے مشتاقانہ آتے ہیں۔ فَفِي الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ:

((لَأَنِيْنُ الْمُذْنِبِيْنَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِيْنَ))

(روح المعانی، ج:۳۰، ص:۱۹۶)

ترجمہ: حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے گنہگار بندوں کی توبہ واستغفار میں رونے کی آواز تسبیح پڑھنے والوں کی بلند آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔

اس مضمون کو جلیل شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے ؎

Marfat.com

اے جلیل اشکِ گنہگار کے اِک قطرہ کو
ہے فضیلت تری تسبیح کے سو دانوں پر

خشیت اور محبت کے آنسوؤں پر بروزِ محشر سایۂ عرش کی بشارت

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ إِخْفَاءً حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))

(صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۹۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایۂ رحمت میں رکھیں گے جس دن کہ اللہ کی رحمت کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) امام عادل (۲) وہ جوان جس کی جوانی اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھی۔ (۳) وہ آدمی جس کا قلب مساجد میں معلق ہو۔ (۴) وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اور اسی محبت پر جمے رہے اور اسی محبت پر موت آئی۔ (۵) اور وہ آدمی جس کو صاحبِ نسب وحسب وصاحبِ جمال عورت نے شہوت کی طرف دعوت دی اور اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ آدمی جس نے ایسا مخفی صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی جو کچھ اس نے داہنے ہاتھ سے دیا۔ (۷) اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

تشریح: حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بخاری کی شرح

Marfat.com

فتح الباری چودہ جلدوں میں تحریر فرمائی ہے۔ فتح الباری، جلد: ۲، صفحہ: ۱۴۳ تا ۱۴۷ پر اس حدیث کی شرح تحریر فرماتے ہیں:

(۱)... سایہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ''سَبْعَةٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّ عَرْشِہٖ'' آیا ہے۔ اس حدیث کے راوی سلمان ہیں جو اسنادِ حسن سے وارد ہیں۔

(۲)... جوان کو اس لیے خاص کیا کہ جوانی میں غلبۂ شہوت کے سبب عبادت مشکل ہوتی ہے پس جوان کی عبادت غلبۂ تقویٰ کی دلیل ہے۔ حدیثِ سلمان میں یہ عبارت ہے ''أَفْنٰی شَبَابَہٗ وَنَشَاطَہٗ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰہِ'' یعنی وہ جوان جو اپنی جوانی کو اور اپنے عیش و نشاط کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں فنا کردے۔

(۳)... قلب کو مسجد میں معلق کرنا علامت ہے شدتِ محبت مع الحق کی کہ جب گھر سے اتنی محبت ہے تو گھر والے سے یعنی اللہ تعالیٰ سے کتنی ہوگی؟ اور اس حدیث میں دلالت ہے مسجد میں رہ کر عبادت میں دیر تک مشغول رہنے کی اور ضرورۃً مسجد سے باہر رہتے ہوئے دل مسجد میں لگے رہنے کی۔ کیا خوب شعر ہے مولانا اسعد اللہ صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

اور احقر کا ایک شعر ہے جو اللہ والوں کی شان بیان کرتا ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

(۴)... تَحَابَّا: بِتَشْدِیْدِ الْبَآءِ أَصْلُہٗ تَحَابَبَا أَیْ اِشْتَرَکَا فِیْ جِنْسِ الْمَحَبَّةِ وَأَحَبَّ کُلٌّ مِّنْھُمَا الْاٰخَرَ حَقِیْقَةً لَا إِظْھَارًا فَقَطْ۔

ترجمہ: ب پر تشدید ہے اصل میں تحابَبَا یعنی دو مسلمان اللہ کے لیے محبت

Marfat.com

میں شریک ہوں اور ایک دوسرے سے حقیقی محبت کریں نہ کہ صرف اظہارِ زبانی۔

(اِجْتَمَعَا عَلٰی ذَالِكَ وَ تَفَرَّقَا عَلَیْهِ) أَیْ عَلَی الْحُبِّ الْمَذْکُوْرِ وَالْمُرَادُ أَنَّهُمَا دَامَا عَلَی الْمَحَبَّةِ الدِّیْنِیَّةِ وَلَمْ یَقْطَعَاهَا بِعَارِضٍ دُنْیَوِیٍّ سَوَاءٌ اِجْتَمَعَا حَقِیْقَةً أَمْ لَا حَتّٰی فَرَّقَ بَیْنَهُمَا الْمَوْتُ" مراد یہ ہے کہ دو مسلمانوں کی محبت صرف دین کی خاطر سے ہو اور اس محبت کو دنیوی اغراض کی وجہ سے ضائع نہ کریں اور آپس کا یہ اجتماع چاہے حقیقی ہو یا معنوی ہو یعنی چاہے ظاہری فاصلے ہوں مگر دل ملے ہوئے ہوں۔ یہاں تک کہ موت ہی اُن کو جدا کرے۔ (فتح الباری، جلد:۲)

فائدہ: احقر عرض کرتا ہے کہ دل کا ملنا بہت ضروری ہے ورنہ اگر قلوب نہ ملیں تو اجسام کا ملنا غیر مفید ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

(۵)... رَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ الخ: أَیْ إِلٰی نَفْسِهَا یعنی اپنے نفس کی طرف دعوت دے اور بروایت امام بیہقیؒ "فَعَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَیْهِ" یعنی اس عورت نے اپنے نفس کو پیش کر دیا اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے بُرائی کی طرف دعوت دی۔ "وَبِهٖ جَزَمَ الْقُرْطُبِیُّ" اور علامہ قرطبی کی بھی رائے یہی ہے۔ پس جس شخص نے اس کی دعوتِ گناہ کو رد کر دیا اور کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اس کو بھی روزِ محشر عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

(۶)... وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ إِخْفَاءً اس کی تشریح واضح ہے کہ مخلوق سے مخفی صدقہ کرنا چاہیے اور اس کی محدثین رحمہم اللہ نے یہی مصلحت لکھی ہے کہ اخفاء کی بدولت ریاء سے حفاظت رہتی ہے۔

Marfat.com

تنہائی کے آنسوؤں کی قدر ومنزلت

(۷)... وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا أَيْ بِقَلْبِهٖ مِنَ التَّذَكُّرِ أَوْبِلِسَانِهٖ مِنَ الذِّكْرِ یعنی اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کیا یا زبان سے ذکر کیا۔ خلوت کی قید اس لیے ہے کہ تنہائی میں ریاء سے حفاظت رہتی ہے۔

امام بیہقی کی روایت سے خلوت سے مراد غیر اللہ سے عدم التفات ہے یعنی "طَهَارَةُ الْأَسْرَارِ مِنْ دَنَسِ الْأَغْيَارِ" باطن کا غیر اللہ کی نجاست سے پاک ہونا۔ کذا فی الروح۔

اور عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت وحماد بن زید کی روایت سے خلوت حسیہ مراد ہے۔ "أَيْ فِيْ مَوْضِعٍ خَالٍ وَهِيَ أَصَحُّ" یعنی تنہائی میں آنسو کا نکلنا اصح ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں "ذَكَرَ اللهَ بَيْنَ يَدَيْهِ" ہے اور عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ روایت میں "ذَكَرَ اللهَ فِيْ خَلَاءٍ" ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ یہ فضیلت مذکورہ تنہائی میں رونے پر ہے۔

(فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ) أَيْ فَاضَتِ الدُّمُوْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ...وَقَالَ الْقَارِيُّ. رَحِمَهُ اللهُ. فِي الْمِرْقَاةِ: أَوْ مِنْ أَحَدِهِمَا یعنی اس کی دونوں آنکھوں سے یا ایک آنکھ سے آنسو نکل پڑیں اور آنکھوں کی طرف بہنے کی نسبت مجاز مرسل ہے جس کا نام "تَسْمِيَةُ الْمَحَلِّ بِاسْمِ الْحَالِ" جیسے نہر جاری ہے حالانکہ پانی جاری ہے۔

یہ آنسو اگر مراقبۂ اوصافِ جلال سے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے ہیں اور اگر مراقبۂ اوصافِ جمال سے ہیں تو یہ رونا غلبۂ شوق سے ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایت حماد بن زید میں "فَفَاضَتْ

Marfat.com

عَیۡنَاہُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ‘‘ ہے اور اسی طرح روایت بیہقی میں ہے اور حاکم کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس طرح مروی ہے ’’مَنۡ ذَکَرَ اللّٰہَ فَفَاضَتۡ عَیۡنَاہُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یُصِیۡبَ الۡاَرۡضَ مِنۡ دُمُوۡعِہٖ لَمۡ یُعَذَّبۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ‘‘ یعنی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں اللہ کے خوف سے یہاں تک کہ زمین پر اس کے آنسو پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو عذاب نہ دیں گے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت پر ایک چڑیا دیکھی تو فرمایا ’’طُوۡبٰی لَكِ یَاطَیۡرُ‘‘ مبارک ہو اے چڑیا! تجھ کو کہ تو درختوں پر پھرتی ہے اور درختوں کا پھل کھاتی ہے۔ ’’وَتَصِیۡرُ اِلٰی غَیۡرِ حِسَابٍ‘‘ اور تیرا کوئی حساب بھی نہیں ہے۔ (کنز العمال، جلد:۳، صفحہ:۷۰۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشیت

عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور فرمایا کہ کاش! میں یہ تنکا ہوتا۔ اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ اے کاش! میرا وجود نہ ہوتا۔ اے کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔ کاش! میں نَسۡیًا مَّنۡسِیًّا ہوتا۔ (کنز العمال، جلد:۱۲، صفحہ:۶۱۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

((مَنِ اسۡتَطَاعَ اَنۡ یَّبۡکِیَ فَلۡیَبۡكِ، وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَلۡیَتَبَاكَ یعنی التَّضَرُّعَ))

(کنز العمال، ج:۳، ص:۷۰۷)

ترجمہ: یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر رونے

Marfat.com

کی استطاعت ہو تو رونا چاہیے اور اگر نہ رو سکے تو رونے والوں کی شکل بنا لے۔ یعنی تضرع کرے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

((عَنْ عَلِيٍّ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: إِذَا بَكَى أَحَدُكُمْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ فَلَا يَمْسَحْ دُمُوعَهُ، وَلْيَدَعْهَا تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ يَلْقَى اللهَ بِهَا))

(کنز العمال، ج:۳، ص:۷۰۸)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اللہ کے خوف سے روئے پس اپنے آنسوؤں کو نہ پونچھے اور چھوڑ دے ان آنسوؤں کو کہ چہرے پر بہتے رہیں تو اللہ تعالیٰ سے اسی حالت میں ملے گا۔

حکایت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عشاء کے بعد سجدہ میں تمام رات یہ شعر پڑھتے تھے اور رویا کرتے تھے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِّ من پیدا مکن

ترجمہ: اے خدا! اس بندہ کو رسوا نہ فرما۔ اگرچہ میں سراپا برا ہوں لیکن آپ میرا عیب مخلوق پر ظاہر نہ فرمائیے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب اس طرح روتے تھے کہ سننے والوں کا کلیجہ پھٹتا تھا۔ اتنا رونے کے باوجود اس رونے کو کم سمجھتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

Marfat.com

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم تر نہیں

اور یہ شعر بھی پڑھتے تھے۔

بس ہے اپنا ایک نالہ بھی اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

اور فرماتے تھے کہ نالے تو سب ہی وہاں پہنچتے ہیں۔ پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی نالہ قبول ہو جائے تو کام بن جائے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں بگریم خلقہا گریاں شوند
چوں بنالم چرخ نالہ خواں شوند

ترجمہ: جب میں روتا ہوں تو ایک خلق میرے ساتھ روتی ہے اور جب میں نالہ کرتا ہوں تو آسماں میرے نالوں میں شریک ہوتے ہیں۔

ایک صحابی کا واقعہ

ایک انصاری نے تہجد پڑھی اور پھر بیٹھ کر بہت روئے۔ کہتے تھے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم
اب تیرا کیا خیال ہے اے انتہائے غم

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا نہایت عمدہ شعر یاد آیا۔

تسلی ہم گنہگاروں کو حاصل ہو گئی احمدؔ
بجھا دیں گے جہنم کو یہ آنسو ہیں ندامت کے

Marfat.com

فیضانِ محبت ہے یہ فیضانِ محبت
اب میں ہوں تر یاد ہے اور دیدۂ تر ہے

فائدہ: بعض وقت اہل اللہ ہنستے بھی ہیں اور مزاح بھی کر لیتے ہیں لیکن اس وقت بھی ان کا قلب اللہ کے دردِ محبت سے غافل نہیں ہوتا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لبوں پہ ہے گو ہنسی بھی ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس راز کی کسی کو بھی مطلق خبر نہیں
دل رو رہا ہے میرا مگر آنکھ تر نہیں
جب میں ہوں ان کے ذکر کی دولت سے مالا مال
کیوں غم ہو اپنے پاس جو لعل و گہر نہیں

اللہ کے نزدیک دو محبوب قطرے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو۔ دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔ (الترغیب والترہیب، جلد: ۳، کتاب الجہاد)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

کہ برابر می کند شاہِ مجید
اشک را در وزن باخونِ شہید

ترجمہ: حق تعالیٰ گنہگاروں کے اشکِ ندامت کو اور شہیدوں کے خون کو وزن میں برابر رکھتے ہیں۔

کیا ہی اچھا شعر کسی نے کہا ہے۔

Marfat.com

اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
اک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے

بے حساب مغفرت کی تدبیر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی اُمت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے۔

(حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم للشیخ)

حضرت کعب احبار کا ارشاد

حضرت کعب احبار کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگیں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کروں۔

(بحوالہ بالا)

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
ان کی جھلک بھی تھی میری چشم پُر آب میں

راقم الحروف احقر کے وہ چند اشعار جو اس موضوع سے متعلق ہیں۔

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دل دیوانہ
زنجیر علائق پر پھر ضرب ہو رندانہ
پھر اشک بداماں ہو پھر چاک گریباں ہو
پھر صحرا نوردی کا دھرا کوئی افسانہ
مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

Marfat.com

یہی عاشقوں کا شیوہ یہی عاشقوں کی عادت
کبھی گریہ و بکا ہے کبھی آہِ سرد بھرنا

یہ تری عطا ہے یارب یہ ہے تیرا جذبِ پنہاں
مرا نالۂ ندامت ترے سنگ در پہ کرنا

مرا ہر خطا پہ رونا ہے یہی مری تلافی
تری رحمتوں کا صدقہ مرا جرم عفو کرنا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

تری شان جذب ہے یہ تری بندہ پروری ہے
مرے جان و دل کا تجھ کو ہمہ وقت یاد کرنا

کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آ گیا ہے جینا اسے آ گیا ہے مرنا

اے اشکِ ندامت میں ترے فیض پہ قرباں
برسا ہے جو عاصی پر یہ رحمت کا خزینہ
بہہ رہے ہیں اشک آنکھوں سے لہو کے رنگ میں
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

سَهَرُ الْعُيُوْنِ لِغَيْرِ وَجْهِكَ ضَائِعٌ
وَبُكَاؤُهُنَّ لِغَيْرِ فَقْدِكَ بَاطِلٌ

ترجمہ: اے اللہ! تیرے غیر کے لیے آنکھوں کا جاگنا وقت کو ضائع کرنا ہے اور تیرے غیر کے لیے رونا آنسوؤں کو باطل کرنا ہے۔

Marfat.com

بیان نالۂ گنہگاراں

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ

چوں بر آرند از پشیمانی حنیں
عرش لرزد از انین المذنبیں

ترجمہ: جب گنہگار بندے اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری اور آہ و نالہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عرش غلبۂ رحمت سے لرزنے لگتا ہے۔

ہم چنیں لرزد کہ مادر برولد
دست شاں گیرد و بالا می کشد

ترجمہ: جس طرح کہ ماں کا دل اپنے بچہ کے رونے سے غلبۂ شفقت و محبت سے کانپنے لگتا ہے اور دوڑ کر بچہ کو گود میں لے لیتی ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کی توبہ و استغفار پر رحم فرما کر نہ صرف یہ کہ ان کی خطائیں معاف فرما دیتے ہیں بلکہ اپنا مقرب اور محبوب بھی بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ'' اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

از چنیں محسن نشاید نا اُمید
دست در فتراک ایں رحمت زنید

ترجمہ: پس گنہگاروں کو ایسے محسن مالک سے نا اُمید نہ ہونا چاہیے بلکہ توبہ کے ذریعہ اپنے ہاتھوں سے حق تعالیٰ کے دامنِ رحمت کو مضبوط پکڑ لینا چاہیے۔

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بندۂ گنہگار یا خدا! یا خدا! کر کے استغفار کرتا ہے اور اس کا آہ و نالہ اور اس کے اخلاص کا دھواں آسمان تک جاتا ہے بلکہ گنہگاروں کے نالوں کی خوشبو آسمانوں کو پار کر کے عرش تک پہنچتی ہے تو اس وقت فرشتے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہیں کہ اے خدا!

Marfat.com

آپ کا بندۂ مؤمن تضرع کر رہا ہے اور آپ کے علاوہ کسی کو اپنا سہارا نہیں سمجھتا۔ آپ تو بیگانوں کو عطا فرماتے ہیں اس گنہگار پر اپنی رحمت نازل فرما دیجیے اور اس کے آہ و نالوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما دیجیے اور جو حاجت یہ پیش کر رہا ہے اس کو پورا فرما دیجیے۔ اور اے قاضی الحاجات! اس کی عطا میں تاخیر نہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جواب دیتے ہیں۔

نالۂ مؤمن ہمی داریم دوست
گو تضرع کن کہ ایں اعزازِ اوست

ترجمہ: ہم مؤمن کے نالہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ اس سے کہو کہ وہ آہ و زاری میں مشغول رہے۔ یہی اس کا اعزاز ہے یہ تاخیرِ عطا عین یاری ہے نہ کہ اس کی خواری۔ اس غافل بندے کو یہی حاجت میرے پاس لائی ہے اور اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے میری چوکھٹ تک گھسیٹ کر لائی ہے۔ اگر میں اس کی حاجت کو جلد پورا کر دوں گا تو پھر یہ غفلت کے لہو و لعب میں غرق ہو جائے گا۔

خوش ہمی آید مرا آواز او
واں خدایا گفتن وآں راز او

ترجمہ: اس بندہ کی گریہ و زاری مجھے بہت بھلی معلوم ہوتی ہے اور اس کا یا خدا! کہنا اور اس کا راز و نیاز مجھے بہت پسند آتا ہے۔ طوطی اور بلبل کو اس کی خوش آوازی کے سبب قفس میں بند کرتے ہیں۔ اُلو اور کوّے کو قفس میں کب بند کیا جاتا ہے۔ یہ جہاں مؤمن کے لیے عارضی قید خانہ ہے اور کافر کے لیے عارضی جنت ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر دعا کی قبولیت میں کبھی تاخیر ہو تو نا اُمید نہ ہونا چاہیے۔ اور دعا جاری رکھنا چاہیے کہ اس بہانہ سے مؤمن

Marfat.com

کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف بہت دن تک حاصل رہتا ہے۔ جیسا کہ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُمید نہ برآنا اُمید برآنا ہے
یہ عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ندامت کے آنسوؤں سے اور استغفار و توبہ کی برکتوں سے بندہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے قرب خاص سے نوازا جاتا ہے۔

نومید ہم مباش کہ رندانِ بادہ نوش
ناگہہ بیک خروش بہ منزل رسیدہ اند

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا چاہیے کہ گنہگار اپنے نالوں اور اشکِ ندامت سے ایک ہی پرواز میں قرب کی اس منزل تک پہنچ جاتا ہے کہ زاہدانِ خشک تو کیا اس قربِ توبہ وندامت کے مقام سے ملائک بھی بے خبر ہیں۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اسی کو حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرکب توبہ عجائب مرکب است
برفلک تازد بیک لحظہ زپست

ترجمہ: توبہ کی سواری عجیب و غریب سواری ہے جو گنہگاروں کو گناہوں کی ظلمت اور پستی سے نکال کر سیکنڈوں میں عالمِ قرب اور عالمِ انوارِ حق میں پہنچاتی ہے اور فجار ابرار بن جاتے ہیں اور گنہگار کا تاریک عالم، عالمِ انوار سے تبدیل

Marfat.com

ہوجاتا ہے۔

حضرت پرتاب گڈھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؂

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اشکبار آنکھیں اور خشیت والا دل عطا فرمائیں اور اس مقالہ کو شرفِ قبول عطا فرمادیں اور اس کا نفع اپنے بندوں کے لیے عام و تام فرمائیں اور اس ناکارہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں، آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہٗ

۱۳ر محرم الحرام ۱۴۰۶ھ-۲۹ر ستمبر ۸۵ء

اسمِ اعظم کی تحقیق

قرآن و حدیث کی روشنی میں

نوٹ: اسمِ اعظم کے ذریعہ جو بھی دعا مانگی جائے فوراً قبول ہوتی ہے۔

(۱)... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لَقَدْ قَالَ الْقُطْبُ الرَّبَّانِيُّ الشَّيْخُ السَّيِّدُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيُّ: اَلْاِسْمُ الْأَعْظَمُ هُوَاللهُ بِشَرْطِ أَنْ تَقُوْلَ: اللهُ، وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ سِوَى اللهِ“ یعنی فرمایا قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہ اسمِ اعظم اللہ ہی ہے بشرطیکہ تو اللہ اس طرح کہے کہ قلب غیر اللہ سے خالی ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد: ۱، صفحہ: ۷۵)

جیسا کہ بزرگ شاعر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

دل مرا ہوجائے اک میدان ہُو
تو ہی تو ہو تو ہی تو تو ہی تو
غیر سے اُٹھ جائے بالکل ہی نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

Marfat.com

اور مرے دل میں بجائے آب و گل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل

یہ اشعار خواجہ صاحب حالتِ ذکر میں نہایت کیف کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ تمام موجودات کی فنائیت کے استحضار کے ساتھ یعنی تمام موجودات کو کالمعدوم سمجھتے ہوئے اللہ کا نام لو جیسا کہ آفتاب کے نکلنے کے بعد ستارے کالمعدوم ہو جاتے ہیں۔ اسی کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں۔

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتا دے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے
مرضی تری ہر وقت جسے پیش نظر ہے
پھر اس کی زباں پر نہ آگر ہے نہ مگر ہے

یہی حقیقت وحدۃ الوجود کی بھی ہے کہ جب سالک کے قلب میں اللہ کے قرب کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اور اس سلطان حقیقی کی کبریائی اور عظمتوں کا جھنڈا لہرا جاتا ہے تو ساری کائنات اس کی نظر سے گر جاتی ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی
بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے
ہر تمنّا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

Marfat.com

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کے اس آخری شعر پر فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو میں خواجہ صاحب کو انعام میں دے دیتا۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حسن کی جلوہ گاہ میں
ترے جلوؤں کے آگے ہمت شرح وبیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

(۲)...((عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ يَقُوْلُ: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ))

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بے چینی و پریشانی ہوتی تھی تو آپ کثرت سے پڑھتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ الخ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۲۲۱ پر ان کلمات کے اندر اثر اسم اعظم کا تحریر فرمایا ہے۔ اور علامہ نووی نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ یہی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حاکم اور ابن السنی نے نقل کی ہے اور امام نسائی نے حضرت علی سے مرفوعاً روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ حالت سجدہ میں یا حی یا قیوم کو بار بار پڑھتے تھے۔

(۳)...((عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذَا دَعَا رَبَّهُ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ رواه احمد والترمذی))

(مشکاۃ المصابیح)

Marfat.com

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنے رب سے دعا مانگی درآنحالیکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الخ'' نہیں مانگا کسی مؤمن نے اس کلمہ کے ذریعہ کسی حاجت کو مگر اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا۔

تشریح: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد: ۵، صفحہ: ۱۰۳ پر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ مؤید ہے ''فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ'' پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پارہ: ۱۷، صفحہ: ۸۵ پر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الخ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اسی روایت مذکورہ کو تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے: ''أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ذَالِكَ اِسْمُ اللهِ تَعَالٰى الْأَعْظَمُ'' یعنی یہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور فرماتے ہیں: ''وَقَدْ شَاهَدْتُ أَثَرَ الدُّعَاءِ بِهٖ، وَلِلّٰهِ تَعَالٰى الْحَمْدُ حِيْنَ أَمَرَنِيْ بِذَالِكَ مَنْ أَظُنُّ وِلَايَتَهٗ، وَكَانَ قَدْ أَصَابَنِيْ مِنَ الْبَلَاءِ مَا اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِهٖ، وَفِيْ شَرْحِهٖ طُوْلٌ وَاَنْتَ مَلُوْلٌ'' (روح المعانی، پارہ: ۱۷)

ترجمہ: مفسر عظیم علامہ الوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تحقیق میں نے اس کلمہ کے ذریعہ دعا کی قبولیت کے اثر کو خود مشاہدہ کیا اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کلمہ سے دعا مانگنے کا حکم مجھے ایک ایسے بزرگ نے کیا جن کو میں اللہ تعالیٰ کا ولی گمان کرتا ہوں اور میں ایک ایسی بلاء میں مبتلا تھا جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ جس کی شرح میں طول ہے اور اے مخاطب تو ملول ہے۔

(۴)... علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۹۶

Marfat.com

سورۃ القمر میں ''عِنۡدَ مَلِیۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ'' کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:
''وَلِهٰذَيْنِ الْاِسْمَيْنِ الْجَلِيْلَيْنِ شَأْنٌ لِاِسْتِجَابَةِ الدُّعَآءِ عَلٰى مَا فِيْ بَعْضِ الْاٰثَارِ'' یعنی مَلِیۡكٌ اور مُقۡتَدِرٌ ان دونوں ناموں میں قبولیت دعا کا اثر ہے۔
مَلِیۡكٍ: أَیْ مَلِكٌ عَظِیْمُ الْمُلْكِ وَهُوَ صِیْغَةُ مُبَالَغَةٍ یعنی ملک عظیم کا مالک۔
مُقۡتَدِرٍ: أَیْ قَادِرٌ عَظِیْمُ الْقُدْرَةِ عظیم طاقت والا قادر۔

ایک عجیب واقعہ

''أَخْرَجَ ابْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ رَحِمَهُ اللهُ. قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، وَأَنَا أَرٰی أَنِّیْ أَصْبَحْتُ. فَإِذَا عَلَیَّ لَیْلٌ طَوِیْلٌ، وَلَیْسَ فِیْهِ أَحَدٌ غَیْرِیْ. فَنِمْتُ فَسَمِعْتُ حَرَكَةً خَلْفِیْ. فَفَزِعْتُ. فَقَالَ: یَآأَیُّهَا الْمُمْتَلِئُ قَلْبُهٗ فَرَقًا. لَا تَفْرَقْ. أَوْلَا تَفْزَعْ. وَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ مَلِیْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَآءُ مِنْ أَمْرٍ یَّكُوْنُ. ثُمَّ سَلْ مَا بَدَا لَكَ. قَالَ: فَمَا سَأَلْتُ اللهَ شَیْئًا إِلَّا اسْتَجَابَ لِیْ'' حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور یہ سمجھا کہ صبح ہوگئی ہے لیکن پتہ چلا کہ ابھی بہت رات باقی ہے اور مسجد میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا پس میں سوگیا۔ پس میں نے اپنے پیچھے کوئی حرکت محسوس کی جس سے میں ڈر گیا۔ ہاتفِ غیبی نے کہا کہ اے وہ شخص جس کا دل خوف سے بھرا ہوا ہے مت ڈر اور پڑھ ''اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ مَلِیْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَآءُ مِنْ أَمْرٍ یَّكُوْنُ'' اس کے بعد تجھے جو حاجت بھی ہو اللہ تعالیٰ سے مانگ لے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان ناموں کے ذریعہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام پر حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اپنے لیے یہ دعا مانگی اور

Marfat.com

''هُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا'' کی سنت ادا کی۔ یعنی جب کسی مقبول بندہ پر کوئی نعمت دیکھے تو اپنے لیے بھی دعا مانگ لے۔ حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی عبارت یہ ہے: ''اَللّٰھُمَّ إِنَّكَ مَلِيكٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَآءُ مِنْ أَمْرٍ يَكُوْنُ، فَأَسْعِدْنِيْ فِي الدَّارَيْنِ، وَكُنْ لِيْ، وَلَا تَكُنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، وَأَعِذْنِيْ مِنْ هَمِّ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ،وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' اے اللہ! آپ ملیک اور مقتدر (مالک عظیم الملک اور قادر عظیم القدرت) ہیں۔ آپ جو چاہتے ہیں وہ ہوجاتا ہے۔ پس دونوں جہان میں مجھ کو نیک بخت بنادیجیے اور آپ میرے خاص ہوجایئے اور آپ میرے خلاف نہ ہوں اور میری مدد فرمایئے۔ آپ ان لوگوں پر جو مجھ پر ظلم و زیادتی کریں اور پناہ نصیب فرمایئے قرض کے غم سے اور لوگوں کے غلبہ پالینے سے اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے اور اے اللہ! رحمت اور سلام نازل فرما ہمارے آقا اور سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے خاص ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں اسم اعظم ملیک اور مقتدر کے صدقہ میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا ہم سب کے لیے بھی قبول فرمادیں۔ آمین۔

(۵)... کلمات مندرجہ ذیل وہ اسمِ اعظم ہے کہ جس کے اسمِ اعظم ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھائی ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی، سورۃ الرحمن، پارہ: ۲۷، صفحہ: ۱۱۰ پر یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی تفسیر فرماتے ہوئے بروایت ترمذی و ابوداؤد و نسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

((عَنْ أَنَسٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ - وَرَجُلٌ يُّصَلِّيْ، ثُمَّ دَعَا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ. فَقَالَ - صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِأَصْحَابِهٖ، أَتَدْرُوْنَ بِمَا دَعَا؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى))

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ پھر اس نے دعا کی اور کہا ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الخ'' (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں بوجہ اس کے کہ تمام تعریفیں صرف آپ ہی کے لیے ہیں، نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، آپ بہت احسان کرنے والے ہیں، خالق ہیں آسمان وزمین کے، ذوالجلال والاکرام ہیں یعنی تمام موجودات سے مطلق مستغنی اور تمام مخلوقات پر فضلِ تام فرمانے والے ہیں۔ اے حقیقی زندہ! اے سنبھالنے والے!) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا جانتے ہو اس شخص نے کن کلمات کے ذریعہ دعا مانگی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ ورسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تحقیق اس شخص نے دعا کی ہے اللہ کے اس اسمِ اعظم کے ساتھ کہ جس کے ذریعہ جب بھی دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اس کے ذریعہ جو سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

ذُو الْجَلَالِ: أَيْ صَاحِبُ الْاِسْتِغْنَاءِ الْمُطْلَقِ۔ یعنی وہ ذات جو تمام موجودات سے مطلق مستغنی ہو۔

وَالْإِكْرَامِ: أَيْ صَاحِبُ الْفَضْلِ التَّامِ۔ یعنی وہ ذات جو تمام موجودات و مخلوقات پر فضلِ تام فرمانے والی ہو۔ (کذا فی الروح)

Marfat.com

(۶) . . . علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اخلاص کی تفسیر کرتے ہوئے پارہ: ۳۰، صفحہ: ۲۶۷ پر یہ حدیث نقل فرمائی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے اسم اعظم ہونے پر اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھائی ہے:

((إِنَّ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- سَمِعَ رَجُلًا يَدْعُو، وهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ: -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى))

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الخ'' (اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس وسیلہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی اللہ ہیں۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے آپ کے۔ آپ وہ ذات ہیں جو ایک ہے اور بے نیاز ہے اور جس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔) پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تحقیق اس شخص نے اللہ سے سوال کیا اللہ کے اُس اسمِ اعظم کے ذریعہ سے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دُعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں، اور جو سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں۔

صمد کی تعریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صمد کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے: ''اَلْمُسْتَغْنِيْ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ وَالْمُحْتَاجُ إِلَيْهِ كُلُّ أَحَدٍ'' صمد وہ ذات ہے جو ہر ایک سے مستغنی ہو اور ہر ایک اس ذات کا محتاج ہو۔

(روح المعانی، پارہ: ۳۰، سورۃ اخلاص)

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار

کسی کی یاد میں اب آنکھ میری پُرنم ہے
کسی کا نام مرے زخم دل کا مرہم ہے
ضرور لے کے ہم اُٹھیں گے گو ہر مقصود
کہ آستان کرم پہ ہمارا سر خم ہے
خوشی ہے ان کی خوشی ان کا غم مرا غم ہے
بہ فیض عشق مرے دل کا اب یہ عالم ہے
خلوصِ دل سے پکارے اگر کوئی ان کو
ہر ایک نام ہی ان کا پھر اسمِ اعظم ہے

(عرفانِ محبت، صفحہ:۹۶)

(۷)... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں اسمِ اعظم ہے:

{وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝}

[سورۃ البقرۃ، آیت:۱۶۳]

{الٓمٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝}

[سورہ آل عمران آیت: ۱-۲]

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۲۰۰)

(۸)... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۂ حشر کی آخری آیات میں اسم اعظم ہے:"وَقَدْ قَالُوْا: اٰخِرُ سُوْرَةِ الْحَشْرِ مُشْتَمِلٌ عَلَى اِسْمِ اللهِ الْاَعْظَمِ"(مرقاۃ المفاتیح، جلد:۵، صفحہ:۷۹)

قبولیتِ دعا کی عظیم الشان تدبیر

علامہ شامی ابن عابدین رحمہ اللہ شامی، جلد:۱، صفحہ: ۳۸۴ (مطبوعہ کوئٹہ، پاکستان) پر تحریر فرماتے ہیں: "اِنَّ تَقْدِيْمَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ -صَلَّى

Marfat.com

اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ - عَلَی الدُّعَآءِ أَقۡرَبُ إِلَی الۡإِجَابَۃِ لِمَا بَعۡدَھَا مِنَ الدُّعَآءِ، فَإِنَّ الۡکَرِیۡمَ لَا یَسۡتَجِیۡبُ بَعۡضَ الدُّعَآءِ وَیَرُدُّ بَعۡضَہٗ" دعا سے پہلے درود شریف پڑھنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ کریم کی شان سے یہ بعید ہے کہ دعا کے بعض حصہ کو قبول کرلے اور بعض کو رد کردے۔

الشیخ ابو اسحاق الشاطبی فرماتے ہیں کہ: "اَلصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللہِ -صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ- مُجَابَۃٌ عَلَی الۡقَطۡعِ. فَإِذَا اقۡتَرَنَ بِھَا السُّؤَالُ شَفَّعَتۡ بِفَضۡلِ اللہِ تَعَالٰی فِیۡہِ. فَقُبِلَ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اللہ تعالیٰ کے یہاں قطعی قبول ہے۔ پس جب کوئی دعا اس مقبول عمل کے ساتھ متصل ہوجاتی ہے تو یہ درود شریف اس شخص کی حاجت کے بارے میں شفاعت کرتا ہے، پس وہ درخواست مقبول ہوجاتی ہے۔

شیخ ابو سلیمان درانی فرماتے ہیں کہ: مَنۡ أَرَادَ أَنۡ یَّسۡأَلَ اللہَ حَاجَتَہٗ فَلۡیُکۡثِرۡ بِالصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ -صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ- ثُمَّ یَسۡأَلُ اللہَ حَاجَتَہٗ، وَلۡیَخۡتِمۡ بِالصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ -صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ- فَإِنَّ اللہَ یَقۡبَلُ الصَّلَاتَیۡنِ وَھُوَ أَکۡرَمُ مِنۡ أَنۡ یَّدَعَ مَا بَیۡنَھُمَا" جو شخص یہ ارادہ کرے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے، اس کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے اور آخر میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے کیونکہ اللہ تعالیٰ اول و آخر کے دونوں درود کو قبول فرماتے ہیں اور اس کریم سے یہ بعید ہے کہ اوّل و آخر کے درود کو قبول فرمالیں اور درمیان کی دعا کو رد کردیں۔

نیز ابو سلیمان درانی آگے چل کر فرماتے ہیں کہ: "کُلُّ الۡأَعۡمَالِ فِیۡھَا الۡمَقۡبُوۡلُ وَالۡمَرۡدُوۡدُ إِلَّا الصَّلَاۃَ عَلَی النَّبِیِّ -صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ- فَإِنَّھَا مَقۡبُوۡلَۃٌ غَیۡرُ مَرۡدُوۡدَۃٍ۔" یعنی ہر اعمال میں امکان ہوتا ہے کہ وہ مقبول ہوں یا

Marfat.com

غیر مقبول ہوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا تحقیق کہ یہ عمل مقبول ہے کبھی غیر مقبول نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ''إِذَا دَعَوْتَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ. فَاجْعَلْ فِيْ دُعَآئِكَ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَإِنَّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ مَقْبُوْلَةٌ وَاللهُ. سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى. أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَّقْبَلَ بَعْضًا وَيَرُدَّ بَعْضًا'' جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اپنی دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا عند اللہ مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ بعض دعا کو قبول فرمالیں اور بعض کو رد کر دیں۔

درود شریف کی قبولیت کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صیغہ مضارع کے ساتھ جس میں شانِ تجدد استمراری کی ہے اور جملہ اسمیہ کے ساتھ جس میں دوام اور ثبوت ہوتا ہے اور اِنَّ کی تاکید ساتھ ارشاد فرمایا: ''إِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط (الآیۃ)'' جس سے معلوم ہوا کہ: ''إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ لَايَزَالُ مُصَلِّيًا عَلٰى رَسُوْلِهٖ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-'' یعنی اللہ تعالیٰ ہمہ وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرماتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں پر احسان فرمایا کہ ان درود شریف کا حکم فرمایا تاکہ ان کو الصلاۃ علی النبی کا شرف اور فضیلت حاصل ہو جائے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے دواماً نزول رحمت کے سبب تمام ماسوی اللہ کی جانب سے مستغنی ہیں۔

پس مؤمن کا اللہ تعالیٰ سے نزولِ رحمت کی دعا مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنی درود شریف پڑھنا) قطعی قبول ہے۔ ''فَاغْتَنِمْ هٰذَا التَّحْرِيْرَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ هُوَ مِنْ فَيْضِ الْفَتَّاحِ الْعَلِيْمِ۔'' (شامی جلد:۱ صفحہ:۳۸۴ مطبوعہ کوئٹہ)

Marfat.com

ہر پریشانی میں نمازِ حاجت کا معمول بنانا چاہیے

جب کوئی خاص ضرورت پیش آئے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو یا کسی انسان سے ہو تو سب سے پہلے وضو سنت کے موافق کرے۔ پھر دو رکعت نماز خوب اطمینان سے اور سکون سے پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے۔ پھر درود شریف پڑھے، پھر دعائے ذیل کم از کم ایک مرتبہ یا زیادہ جس قدر پڑھنا چاہے پڑھے اور اپنی خاص حاجت کے لیے دعا کرے:

''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ''

حلیم و کریم کی تعریف

حلیم کے معنی محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائے ہیں ''اَلَّذِيْ لَا يُعَجِّلُ بِالْعُقُوْبَةِ'' حلیم وہ ذات ہے جو سزا میں جلدی نہ کرے اور کریم کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے ''اَلَّذِيْ يُعْطِيْ بِغَيْرِ اسْتِحْقَاقٍ وَبِدُوْنِ الْمِنَّةِ'' کریم وہ ذات ہے جو بدونِ استحقاق عطا فرمادے۔ (مرقاۃ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۱۲)

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ دعا آپ کی نبوت کی دلیل ہیں کہ جس موقع پر اللہ تعالیٰ کی جس صفت کے ظہور کی ضرورت ہوتی ہے اسی نام سے اللہ کو ادعیہ احادیث میں پکارا گیا ہے۔ اور یہ ادائے بندگی صرف نبی ہی سکھا سکتا ہے۔ پس حلیم و کریم ان دونوں ناموں سے گنہگاروں کا حجاب رفع ہو گیا اور اُمید بندھ گئی کہ خطا کاروں کی دعا بھی ضرور قبول ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نالائقوں کو بھی بدونِ استحقاق عطا فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ کریم کی تعریف بیان کی گئی۔

Marfat.com

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ نمازِ حاجت پڑھنے سے پہلے دو رکعت نمازِ توبہ کی پڑھ کر گناہوں سے خوب توبہ و استغفار کرے کیونکہ جس کریم سے کوئی نعمت لینا ہوتی ہے پہلے اس کو راضی کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد پھر دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر مندرج بالا دعا پڑھے اور اپنی حاجت کے لیے دعا کرے۔

دعا مانگنے کا مسنون طریقہ

سینہ کے سامنے ہاتھ اُٹھائیں اور ہتھیلیاں آسمان کی طرف رہیں کیونکہ دعا کا قبلہ آسمان ہے، دونوں ہاتھوں میں تھوڑا سا فاصلہ ہو۔

(شامی، جلد:۱، صفحہ:۴۷۴)

اور دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ:۱۹۰)

یہ نیک فال ہے گویا شاہی عطیہ مل گیا اور سر آنکھوں پر رکھ لیا اور سر آنکھوں پر لگا لیا۔ یہ ادائے بندگی عجیب ہے اور کیا ہی محبوب ہے دعا کی ابتداء اپنے نفس سے کریں، پھر والدین کو، پھر تمام مسلمانوں کو شامل کریں۔ (مشکوٰۃ)

اوّل و آخر درود شریف پڑھنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے جس کی تفصیل اوپر گذر چکی۔ (شامی، جلد:۱، صفحہ:۳۸۴)

دو رکعت صلوٰۃِ حاجت پڑھ کر صلوٰۃِ حاجت کی دعا پڑھنا بھی جلد حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ (شامی، جلد:۱، صفحہ:۵۰۸)

دعا کا آہستہ مانگنا اور تضرع سے یعنی گڑگڑا کر مانگنا ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط'' (القرآن)

چلتے پھرتے نعرہ مغفرت

چلتے پھرتے تھوڑی دیر میں یہ نعرہ ہلکی آواز سے لگا لیا کرے ''یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ'' صفتِ حلیم کی تجلی سے اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

عذاب سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا اور صفتِ کریم کی تجلی سے نااہلیت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ اور ''وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ'' کی صفت کے ظہور سے ہماری محدود خطاؤں پر ان کی غیر محدود شانِ مغفرت کا ظہور اس طرح گناہوں کو اُڑا دے گا جیسے تھوڑا سا بارود پہاڑوں کو اُڑا دیتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تیرا اک جھونکا نسیم لطف کا
دم کے دم میں کردے ان سب کو ہوا
یہ جو کھڑا پہاڑ ہے سر پہ مرے گناہ کا
وہ جو اگر کرم کریں ہے مری اک آہ کا

گنہگاروں کے دعا مانگنے میں حجاب اور اس کا علاج

بعض لوگ غالب کا یہ شعر پڑھتے ہیں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس شعر نے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے دور کردیا اور وہ مایوس ہوگئے کہ جب ہم سے ایسے بڑے بڑے گناہ ہوگئے تو اب کس منہ سے کعبہ جائیں کہ اب توبہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے، یہ سخت نادانی ہے کیونکہ حیاء کی حقیقت ہے کہ ''أَنَّ مَوْلَاكَ لَا يَرَاكَ حَيْثُ نَهَاكَ۔'' (کذا فی المرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۷۰)

حیا یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے اس حالت میں نہ دیکھے جس سے تجھے اس نے منع کیا ہے۔ یہ نادانی قابل تعجب ہے کہ گناہ کے وقت تو حیا نہ آئی اور اب توبہ کرتے ہوئے حیا آرہی ہے۔ یعنی جہاں حیا آنی چاہیے تھی وہاں تو نہ آئی اور جہاں نہیں آنی چاہیے تھی وہاں حیا آرہی ہے حالانکہ حالتِ توبہ میں بندوں کو دیکھنا حق تعالیٰ کو محبوب ہے۔ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں: ''إِنَّ اللهَ يُحِبُّ

Marfat.com

التَّوَّابِیْنَ ''یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ نے غالب کے اس شعر کی اصلاح فرمائی ہے۔فرماتے ہیں۔

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ دعا جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سکھایا تھا

تفسیر روح المعانی میں حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا اور ''لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ '' کا علان کر دیا تو بھائیوں نے کہا کہ اے ابا جان! اور اے ہمارے بھائی! آپ لوگوں نے تو معاف کر دیا، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو معاف نہ فرمایا تو آپ حضرات کا عفو ہم کو کچھ مفید نہ ہوگا۔اس لیے آپ حضرات اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ہماری خطاؤں کی معافی بذریعہ وحی نازل فرما دیں چونکہ انبیاء علیہم السلام ارحم البریہ یعنی ارحم الخلائق ہوتے ہیں، اس لیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ''سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ ''عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا، بے شک وہ غفور رحیم ہے۔

حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ سوف تاخیر کے لیے آتا ہے، پس وقت قبولیت یعنی تہجد کے وقت کا انتظار فرمایا۔ حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”فَقَامَ الشَّيْخُ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَامَ يُوسُفُ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- خَلْفَهُ، وَقَامُوْا خَلْفَهُمَا أَذِلَّةً خَاشِعِيْنَ، فَدَعَا، وَأَمَّنَ يُوسُفُ -عَلَيْهِ السَّلَامُ-“ پس حضرت یعقوب علیہ السلام آگے قبلہ رو دعا کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام ان کے پیچھے اور ان کے پیچھے سب بھائی کھڑے ہوئے اور نہایت ذلت اور خشوع کے ساتھ دعا کی لیکن بیس سال تک دعا قبول نہ ہوئی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ دعا سکھائی:

يَا رَجَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَآءَ نَا
يَا غِيَاثَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَغِثْنَا
يَا مُعِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِنَّا
يَا مُحِبَّ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا

یہ دعائیں جب بوقت سحر کیں تو توبہ قبول ہوگئی۔ (روح المعانی، پارہ: ۱۳، صفحہ: ۵۶)

ترجمہ: اے ایمان والوں کی اُمید! ہماری امیدوں کو قطع نہ فرمائیے۔ اے ایمان والوں کے فریاد رس! ہماری فریاد کو سن لیجیے۔ اے ایمان والوں کے مددگار! ہماری مدد کیجیے۔ اے توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والے! ہمارے اوپر توجہ فرمائیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پورے مضمون کو شرفِ قبول عطا فرما کر اُمت مسلمہ کے لیے اس کا نفع عام و تام فرمائیں، آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہٗ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بزمِ اشرف کا چراغ

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ اجل حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
زمیں کھائی آسماں کیسے کیسے

مقامِ عارف باللہ

اے خیالِ دوست اے بیگانہ ساز ماسوا
اس بھری محفل میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

(عارفی)

حضرت عارف باللہ کا یہ شعر آپ کے مقام تعلق مع اللہ کا غماز ہے۔

بقول حضرت اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ

اصغرؔ سے ملے لیکن اصغرؔ کو نہیں دیکھا
سنتے ہیں کہ کچھ کچھ وہ شعروں میں نمایاں ہے

مقامِ تبتُّل کی تفسیر

خلق سے انقطاعِ تعلق یعنی مقامِ تبتل کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ تعلقاتِ ضروریہ سے کنارہ کش اور حقوقِ واجبہ مخلوقات سے دستبردار ہو جائے۔ یہ راہبانہ تصوف محض جاہلانہ ہے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت نے بیان القرآن میں مقام تبتل کی جو تفسیر تحریر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ”تبتل نام ہے تعلقات ماسوی اللہ پر اللہ تعالیٰ کا تعلق غالب ہو جائے۔ جیسا کہ جگر صاحب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پر چھاگئے میں زمانہ پہ چھا گیا

اور اصغر گونڈوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حسن کی جلوہ گاہ میں

حسنِ اخلاق کی تعریف

''مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْحَقِّ''

(مرقاۃ المفاتیح)

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت حکیم الامت مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ کی تیس سالہ صحبت کے فیضان سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا ہی غلبہ تھا۔ اس نسبت مع اللہ کی برکت سے حضرت خلق خدا پر جہاں سراپا شفیق اور محسن تھے وہاں اتنا ہی درجہ اپنے معمولات خلوت پر جبلِ استقامت تھے۔ حضرت کی مجلس میں یہ بات محسوس ہوتی تھی کہ آپ بیک وقت حقوق خلق اور حقوق خالق کا پورا پورا استحضار رکھتے تھے۔ احباب کے ساتھ شفقت اور رحمت کا ایسا رنگ تھا جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا جلتا تھا۔ جیسا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب سراپا رحمت و شفقت تھے، خفا ہونا اور ڈانٹنا تو جانتے ہی نہ تھے لیکن آپ کا فیض عام اور تام تھا۔ آپ کے فیضانِ صحبت سے کوئی محروم نہ ہوتا تھا۔

علماء عصر کا رجوع جس طرح حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہوا تقریباً اسی طرح پاکستان کے جلیل القدر علماء کافی تعداد میں اصلاح و تربیت کے لیے آپ سے منسلک تھے۔ حضرت نے کبھی اپنے کو مخدوم نہیں سمجھا

Marfat.com

اور ارشاد فرمایا کہ سند اجازت دراصل سندِ خادمیت ہے، سند مخدومیت نہیں اور فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں رہنما ہوں مگر بھائی ایک شعر سنو۔

ہم سفر مجھ کو سمجھتا تھا کہ میں ہوں رہنما
اور خود اس کے سہارے پر چلا جاتا ہوں میں

(عارفؔ)

روحانی طاقت کا استعمال نفس کے ساتھ جہاد میں ہے

حضرت فرماتے تھے کہ نوافل اور اذکار اور اوراد سے قلب میں جو انوار پیدا ہوتے ہیں اسے ایک روحانی طاقت پیدا ہوتی ہے لیکن اس طاقت کا استعمال بارگاہ خلوتِ حق میں نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا، بے جا غصہ کو ضبط کرنا، بدنظری سے آنکھوں کو محفوظ رکھنا، مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرنا، شہوت اور غضب سے مغلوب نہ ہونا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، انتقام نہ لینا، اپنے کو مخلوق کا خادم سمجھنا، اکرام مؤمن کرنا، اپنے کو بڑا نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ میں ہے۔ اگر خلوت میں ذاکر و شاغل ہے اور مخلوقِ خدا پر ظالم اور مغلوب الغضب ہے تو اس شخص نے روحانی طاقت کا صحیح استعمال نہیں کیا۔

شانِ رحمتِ حق

حضرت عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پوری کراچی کا پیشاب پاخانہ سمندر میں گرتا ہے اور سمندر کی ایک موج سب پاک کردیتی ہے۔ پس اپنے معاصی کی غلاظتوں اور نجاستوں سے مایوس نہ ہونا چاہیے، دل سے توبہ و استغفار، ندامت اور اشکبار آنکھوں سے کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے غیر محدود سمندر کی ایک موج ہماری مغفرت کے لیے کافی ہے اور فرماتے کہ اگر گناہ تم سے نہیں چھوٹتے تو استغفار و توبہ کا سلسلہ مت چھوڑو۔

Marfat.com

شیطان محبت سے محروم تھا

حضرت فرماتے کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیطان کے اندر تین عین تھے عارف، عابد، عالم مگر عاشق کا عین نہ تھا، اس لیے برباد ہوگیا۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ چوتھا عین عاشق کا نہ ہونے سے اس کا عین غین ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بڑی نعمت ہے جو اہلِ محبت ہی کی صحبت سے عطا ہوتی ہے۔ عابد ہونا تو ظاہر ہی ہے کہ ہزاروں سال عبادت کی تھی، عالم ہونا بھی ظاہر ہے کہ تمام نبیوں کی شریعتوں کی جزئیات وکلیات سے باخبر ہے اور عارف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عین عتاب کے وقت اس نے مہلت حیات مانگی کیونکہ جانتا تھا اللہ تعالیٰ تاثرات سے پاک ہیں۔

کیا سلوک صرف بزرگوں کی نظر سے تکمیل پاتا ہے؟

ایک دفعہ فرمایا کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سے جو عرض کیا تھا۔

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کند

یعنی کیا ممکن ہے کہ میرے اوپر آپ ایک نگاہِ کرم ڈال دیں تو کیا اس آرزو سے تکمیل سلوک ہوگئی تھی؟ اس کا جواب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے شعر میں دیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

کیمیا ایست عجب بندگی پیر مغاں
خاک واگشتم وچندیں درجاتم دادند

یعنی شیخ کی صحبت میں رہ کر اس کے مشوروں کے مطابق ذکر وشغل کرنا اور نفس کے رذائل کی اصلاح کرانا اور عجب وکبر کو خاک میں ملانے سے سلوک کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایک بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ والوں

Marfat.com

سے راہ ورسم پیدا کرو، پھر یہ شعر فرمایا۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اور اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

انہیں کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

ہر پریشانی کا علاج

فرمایا کہ اگر کوئی سخت مرض یا پریشانی ہو تو پانچ سو بار یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھ کر دعا کرنا چاہیے۔

علاج بلا

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ایک سخت بلا آنے والی ہے یعنی آسمان سے چاند گاڑی گرنے والی ہے۔ فرمایا کہ ۷۸۶ مرتبہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' اور آیت الکرسی پڑھ کر یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی جان ومال کو اس سے بچالیں اور تمام عالم کے مسلمانوں کے گھروں کا حصار کرلو۔

تدبیرِ مغفرت

فرمایا کہ جب خطا ہوجائے فوراً اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہو۔ تمام زندگی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہتے رہو اور معافی مانگتے رہو اور ''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ'' کہتے رہو۔ یہ سرکاری مضمون معافی کا ہے۔ ہماری خطائیں محدود اور ان کی مغفرت لامحدود، استغفار کی طاقت کو معمولی مت سمجھو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آخری عمر میں پاک وصاف ہوکر مروگے۔ جب ''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَیْرُ

Marfat.com

الرّٰحِمِیْنَ" پڑھو تو یہ تصور کرو کہ غیر محدود مغفرت و رحمت کی ہمارے اوپر بارش ہوگئی اور ہماری سب خطائیں معاف ہوگئیں۔ یہ تریاق ہے گناہ کے زہر کا۔ جب گناہ کا زہر کھایا تو تریاق کھانے میں کیوں دیر کرتے ہو فوراً استغفار کا تریاق کھاؤ۔ یہ ان کا عطا فرمودہ تریاق ہے۔ ان کی طاقت کے سامنے گناہوں کی کیا طاقت ہے۔ استغفار کے بعد اپنی سنفرت کا سو فیصد راستہ دار رہنا چاہیے۔

اتباعِ سنت کا انعام

فرمایا کہ اتباعِ سنت کا اہتمام کیا کرو۔ کیا آپ کے باپ دادا میز کرسی پر کھاتے تھے؟ اب کیا ہوگیا ہے کہ آپ کو فرش پر سنت کے مطابق کھانے میں عار ہے؟ محمد علی جناح مرحوم کی انگریزی تقریر سے انگریز بھی شرماتے تھے کہ ہم ایسی نہیں بول سکتے، مگر آخر میں شیروانی پاجامہ ٹوپی پہنتے تھے اور ہمارے نوجوانوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوٹ پتلون ٹائی اور ڈاڑھی صاف؟ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں یا عیسائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب قیامت کے دن حاضری دو گے تو کیا پسند کرتے ہو کہ بابو بن کر کوٹ، ٹائی پتلون، ڈاڑھی مونچھ صاف، اس طرح سے پیش ہو کر کہو گے کہ یا رسول اللہ! میں آپ کا اُمتی ہوں۔ ارے کس منہ سے کہو گے۔ جلدی اصلاح کر لو اور فرمایا کہ کھانے پینے، سونے جاگنے، استنجا کرنے اور ہر کام میں سنت کا خیال رکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے ہماری کتاب اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرو۔ ایک ایک سنت کو اپناؤ۔ اتباعِ سنت کو معمولی نہ سمجھو، اللہ تعالیٰ کا اتباعِ سنت پر وعدہ ہے "یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے، عجیب انعام ہے۔ ہماری اتباعِ سنت ناقص ہوگی مگر اللہ تعالیٰ جب محبت فرمائیں گے تو کامل فرمائیں گے کیونکہ وہ نقص سے پاک ہیں،

Marfat.com

ان کا کوئی کام ناقص نہیں ہو سکتا۔

دعا مانگنے کا عجیب مضمون

فرمایا کہ جب دعا مانگتے مانگتے تھک جاؤ تو یوں عرض کرو کہ اب آپ بدوں مانگے ہم کو سب دے دیجیے کیونکہ ہم تو تھک گئے اب مانگنے کی طاقت نہیں۔

فائدہ: جامع کہتا ہے کہ یہ مضمون آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

تربیت روحانی اور ذکر

فرمایا کہ جسمانی غذا نگلنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ تمام بدن میں غذا بن کر پہنچ جاتی ہے۔ سفید بالوں کو سفید غذا، کالے بالوں کو کالی غذا اسی طرح ذکر کرنے کے بعد یہ غذائے روحانی اللہ تعالیٰ کے فضل سے روح کو تربیت دے گی۔ آپ سے کچھ مطلب نہیں جس طرح غذائے جسمانی کھانے کے بعد آپ سے کچھ مطلب نہیں۔

فرمایا کہ ایک صاحب نے لکھا کہ آپ تو شیخ بن گئے اور مسندِ خلافت پر فائز ہو گئے۔ میں نے ان کو لکھا اور فی البدیہہ یہ شعر موزوں ہو گیا۔

دیکھ کر میرا مذاق خدمت جام و سبو
میکدہ والے مجھے پیر مغاں کہنے لگے

نعمتِ الٰہیہ کی قدر

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نعمت کے اجزائے کثیرہ سے ہم اپنی حاجت پوری کرتے ہیں اس نعمت کے اجزائے قلیلہ کو ضائع کرتے ہوئے دیکھ کر دل لرز جاتا ہے۔

Marfat.com

تکلیف سے نجات کا ایک وظیفہ

ایک صاحب نے کہا کہ میرا تبادلہ بہت تکلیف دہ جگہ پر ہو رہا ہے تو فرمایا ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں: "رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔"

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

فرمایا کہ سید سلیمان ندوری حمۃ اللہ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب پہلی ملاقات کی اور اس وقت میں بھی حاضر تھا تو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ جیسے فاضل کو کیا نصیحت کروں لیکن اپنے بزرگوں جو کچھ سنا ہے اسی کا تکرار کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمام تصوف کا حاصل اپنے کو مٹا دینا ہے۔ بس سید صاحب پر گریہ طاری ہو گیا۔ میں نے اسی وقت یہ شعر کہا۔

بہت چاہا نہ ظاہر ہو کسی پر راز ضبط گم
دو آنسو کہہ گئے لیکن شکستِ دل کا افسانہ

(عارفؔ)

اس کے بعد یہ اشعار سنائے۔

نہ چھوڑا شائبہ تک دل میں احساس دو عالم کا
معاذ اللہ محبت کا یہ اندازِ حریفانہ
خبر کیا تھی بنائے گی محبت ایسا دیوانہ
مجھے بننا پڑے گا خود محبت ہی کا افسانہ

(عارفؔ)

پھر سید صاحب تھانہ بھون گئے۔ تین دن مجلس میں شریک ہوئے۔

Marfat.com

تیسرے دن کھڑے ہوکر سہ دری پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے۔ فرمایا تمام عمر جس کو علم سمجھا تھا اب معلوم ہوا کہ سب جہل تھا۔ علم تو ان بڑے میاں کے پاس اور سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

علماء کی تربیت کے لیے عجیب اور مفید مثال

حضرت عارف باللہ نے فرمایا کہ علماء کے علوم کی مثال ایسی ہے جیسے بریانی کے اجزاء سب دیگ میں ہوتے ہیں مگر خوشبودار کھانے کے قابل نہیں۔ دم کی ضرورت ہے۔ ماہر فن آنچ کم کر کے دم دیتا ہے۔ ایک منٹ قبل یہ دیگ کالعدم خاموش بے نام ونشان تھی، دم کے بعد ایک ہی منٹ میں خوشبوئے بریانی نے محلہ بھر میں ہلچل مچادی۔ علماء کے سینوں میں یہ علوم مثل اجزاء بریانی ہیں۔ کسی اہل اللہ کی صحبت سے جب اس کو دم دے دیا جاتا ہے پھر ان کے سینوں سے ایسے علوم ومعارف بیان ہوتے ہیں کہ علماء ظاہر محو حیرت ہوجاتے ہیں۔ اسی کو حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مرد کاملے پامالِ شو
بینی اندر خود علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا
گر تو سنگِ خارہ و مرمر بوی
گر بصاحبدل رسی گوہر شوی

Marfat.com

تاثیر صحبتِ اہلِ دل

اور فرمایا کہ لوہا پارس پتھر کی خاصیت سے جس طرح سونا بن جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں منجانب اللہ ایسی خاصیت ہوتی ہے کہ انسان رفتہ رفتہ حقیقی معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک بار مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل اللہ کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟ اس کو کیسے سمجھا دوں؟ پھر یہ شعر پڑھا۔

آہن کہ بپارس آشنا شد
فی الفور بصورت طلا شد

ترجمہ: لوہا جب پارس پتھر سے متصل ہوتا ہے فوراً سونا بن جاتا ہے۔ اب یہ بات کیسے سمجھا دوں کہ لوہا سونا کیوں بن جاتا ہے اور کیسے بن جاتا ہے؟ لوہے کو چاہیے کہ بیٹھ کر تجربہ کر لے۔

پھر حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آگ کے متعلق پانچ سو صفحات پر لکھی ہوئی کتاب پڑھ ڈالیے، گرمی نہیں ملے گی لیکن انگیٹھی کے پاس بیٹھ جائیے تو آگ کی گرمی بھی ملے گی اور آگ کی کتاب بھی سمجھ میں آجائے گی۔

دولتِ عشق

فرمایا کہ دولتِ عشق ہر ایک کو عطا نہیں فرماتے اور یہ شعر پڑھا۔

سرمد غم عشق بو الہوس را نہ دہند
سوزِ غم پروانہ مگس را نہ دہند

ترجمہ: اے سرمد! اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا غم اہلِ ہوس حریصِ دنیا کو نہیں عطا فرماتے اور پروانے کا سوزِ غم مکھیوں کو نہیں عطا فرماتے۔

Marfat.com

اور فرمایا کہ حکیم الامت فرمایا کرتے تھے کہ راہِ عشق سے سلوک طے کرنا آسان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا گیا ہے۔

صنمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ ورسم پارسائی

ترجمہ: اے محبوبِ مرشد! مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت کا راستہ دکھایئے کہ یہ راستہ مجھے بہت محبوب ہے اور خشک راستہ بدون محبت کے بہت دراز معلوم ہوتا ہے۔

پھر فرمایا لیکن راہِ عشق سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہم راہِ شریعت سے بے پرواہ ہو جائیں بلکہ عشق سے راہِ شریعت پر چلنا آسان ہو جائے گا بدون عشق شریعت پر چلنا مشکل ہوتا ہے۔

حاصلِ تصوف

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ سلوک اور تصوف کا حاصل صرف یہ ہے کہ طاعت کے وقت ہمت کرکے طاعت کو بجالائے اور معصیت کے تقاضہ کے وقت ہمت کرکے معصیت سے رُک جائے، اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے، محفوظ رہتا ہے، ترقی کرتا ہے۔

دورِ حاضر کی ترقی کا مفہوم

فرمایا کہ دورِ حاضر کی ترقی یہ ہے، ایجادات اور اسبابِ تعیش کی فراوانی اور اخلاق سور وکتوں سے بُرے، حسد، بغض، کینہ، جہازوں کا اغوا، آدمیوں کا اغوا، ڈاکہ، چوری، ہر اشتہار اور ہر سائنس بورڈ پر عورت کی تصویر، عورتوں کا پیٹ کھلا، بازو کھلے، اس بے حیائی اور بے شرمی کا نام ترقی وتہذیب ہے۔ نوجوان لڑکے لڑکی کا مخلوط تعلیم حاصل کرنا حد ہے اس بے حیائی کی۔

Marfat.com

کثرتِ مصافحہ سے عجب کا علاج

حضرت عارف باللہ نے فرمایا کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بار لوگوں کے مصافحہ کی کثرت سے نفس میں عجب کے آثار محسوس ہوئے تو میں نے مصافحہ کی یہ نیت نفس کی اصلاح کے لیے کی کہ یا اللہ! میں ان لوگوں سے اس لیے مصافحہ کرتا ہوں کہ شاید آپ کے کسی نیک بندہ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ آ جائے اور وہ سبب میری نجات اور مغفرت کا بن جائے۔

ایک عبرتناک واقعہ

فرمایا کہ نواب مولوی محسن الملک علی گڈھ کالج کے سیکریٹری تھے۔ کالج کو یونیورسٹی بنانے کی منظوری کے لیے لارڈ کرزن وائسرائے کے محل میں گئے۔ ساتھ دو بیرسٹر لے گئے۔ مغرب کا وقت ہوا۔ تنہا وائسرائے لاج میں نماز پڑھی۔ ان بیرسٹروں نے وائسرائے سے کہا: حضور! یہ مولوی صاحب دقیانوسی آدمی ہیں، آدابِ شاہی سے واقف نہیں، ہم لوگ شرمندہ اور معافی کے خواستگار ہیں کہ انہوں نے یہاں نماز شروع کردی۔ وائسرائے سگریٹ پیتا رہا اور خاموش رہا۔ جب محسن الملک صاحب نماز پڑھ کر آئے تو وائسرائے کھڑا ہو گیا اور مولوی صاحب کو کرسی پر بٹھا کر پھر خود بیٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب! آپ سے دل بہت خوش ہوا۔ وائسرائے لاج کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خدا کا نام لیا گیا۔ یہ بیرسٹر مسلمان ہیں یا منافق ہیں۔ اگر آپ کی خاطر ملحوظ نہ ہوتی تو ان کو کان پکڑ کر نکال دیتا جو خدا کی عبادت سے معافی طلب کر رہے ہیں ہم کو خوش کرنے کے لیے۔

تلافی مافات

فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اَسْتَغْفِرُ اللہَ سے شیطان کی کمر ٹوٹ جاتی

Marfat.com

ہے کیونکہ شیطان نے ایمان کو نقصان پہنچایا۔ اس کی تلافی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سے ہوگئی۔ پھر اس نے اعمال کو نقصان پہنچایا اس کی تلافی اَسْتَغْفِرُ اللہَ سے ہوگئی۔

تعمیر باطن کی اہمیت

مولانا محمد رفیع صاحب مہتمم دار العلوم کراچی نے ایک دفعہ دعا کی درخواست کی کہ تحفیظ القرآن کی چھت پڑنی ہے۔ فرمایا دعا کرتا ہوں لیکن اس تعمیر کی تکمیل تو دوسرے بھی کر سکتے ہیں مگر تعمیر باطنی کی تکمیل کا اہتمام ضروری ہے کیونکہ اس کام کو دوسرا نہیں کر سکتا۔

استغراق اور اختیار

فرمایا کہ ایک صاحب نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میرے لیے استغراقِ دائمی کی دعا کر دیجیے۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ میں تو اس سے حفاظت چاہتا ہوں کیونکہ استغراق میں مجبور ہو جاؤں گا اور مختار نہ رہوں گا اور اختیار سے ایک بار سبحان اللہ کہنا استغراق اور غلبۂ حضوری بے اختیاری والی سے بہتر سمجھتا ہوں۔

بعض مشہور مصرعہ کا تکملہ

فرمایا کہ بعض وقت ایک مصرع مشہور ہو جاتا ہے اور دوسرا مشہور نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ؎

مے خانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے

اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ؎

مستی کے لیے بوئے مئے تند ہے کافی

اسی طرح یہ مصرعہ بہت مشہور ہے ؎

در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

Marfat.com

اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

آں دم کہ دل بعشق دہی خوش دمے بود

حق عظمت اور حق محبت

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ فرائض وواجبات حق عظمت الٰہیہ ہیں اور مستحبات حق محبت الٰہیہ ہیں۔ یہ سن کر ڈاکٹر تنزیل الرحمن نے فرمایا کہ مستحبات کا مادہ بھی محبت ہے اور باب استفعال طلب کے لیے ہوتا ہے۔

فرمایا کہ اللہ کا راستہ جان کی بازی لگانے کا ہے۔ میرا شعر ہے۔

جائز نہیں اندیشۂ جاں عشق میں اے دل
ہشیار کہ یہ مسلکِ تسلیم و رضا ہے

(عارفی)

بزرگوں سے تعلق

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیشہ اپنے بڑوں سے وابستہ رہے اور اپنے کو کبھی مستقل بالذات نہ سمجھے جو اپنے کو مستقل بالذات سمجھتا ہے وہ مستقل بدذات ہوجاتا ہے۔

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے تین کتابیں درسیات کے علاوہ پڑھی ہیں: حاجی امداد اللہ صاحب، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہم اللہ۔

جملہ پریشانیوں کا عجیب حکیمانہ علاج

فرمایا کہ میں نے جونپور سے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ بیمار ہوں، مقروض ہوں۔ تمام خط پریشانیوں سے بھرا تھا۔ اس خط کا جواب مشفق سے مشفق معالج یہی لکھتا کہ صدمہ ہوا دل سے دعا کرتا ہوں، یہ

Marfat.com

وظیفہ پڑھ لیا کرو، مگر ہمارے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا جواب لکھا کہ سبحان اللہ! رُخ بدل دیا۔ حضرت نے لکھا کہ حالاتِ موجودہ میں بدون استحقاق جو نعمتیں آپ کو حاصل ہیں آپ نے اس خط میں ان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اگر وہ بھی سلب ہو جائیں تو کس قدر مصائب کا سامنا ہو۔ اس جواب نے میرا رُخ بدل دیا، تمام پریشانیاں سکون سے تبدیل ہو گئیں۔

فرمایا کہ ہر نعمت پر شکر کی عادت ڈالیے، اس پر ترقی نعمت کا وعدہ ہے اور معاصی سے بھی حفاظت رہے گی۔ شکر کی چار صورت ہے:

(۱)... احساسِ شکر یعنی دل میں یہ خیال کرنا کہ بدون استحقاق عطا ہوا ہے یہ احساسِ شکر ہے۔

(۲)... زبان سے ''اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ'' کہنا۔

(۳)... نعمت کا استعمال صحیح ہو مثلاً بینائی کو اچھے کاموں میں لگائے، کسی کو حسد کی نظر سے، حقارت کی نظر سے، شہوت کی نظر سے اگر دیکھا تو یہ ناشکری ہوگی کیونکہ استعمال غلط ہے۔

(۴)... نعمت جس واسطہ سے حاصل ہو اس کا بھی شکر ادا کرنا اور زبان سے جزاک اللہ کہنا۔ جو شخص شکر کے یہ چار اعمال کرے گا معاصی سے بھی محفوظ رہے گا۔

تکرار نصائح کا افادہ

فرمایا کہ اللہ والوں کے نصائح کا اگر تکرار ہو تو یہ تکرار بھی نافع ہے۔ تکرار نصائح سے گھبرانا یا تکرار علوم نافعہ سے متوحش ہونا اس کی فطرت کا نقص ہے، اس کا قلب سقیم ہے، اس کو علاج کرانا چاہیے کیونکہ خالق فطرت انسانیت نے اپنے کلام کو تکرار آیات کے ساتھ نازل فرمایا ہے، پس فطرت انسانیت کے لیے پند و نصائح کا بار بار ہونے کا نافع ہونا ظاہر ہے۔

Marfat.com

طرزِ اصلاح کے متعلق ضروری تنبیہ

فرمایا کہ اشرف السوانح حصہ دوم میں حضرت والا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس طریق اصلاح بطرز سیاست کے متعلق ایک ضروری تنبیہ منقول ہے وہ یہ کہ ہر شخص اس طرز کے اختیار کا ہرگز اہل نہیں لہٰذا عام مصلحین اس کے اختیار کرنے کی ہرگز جرأت نہ کریں ورنہ کورانہ تقلید کر کے اپنا اور طالبینِ اصلاح کا بھی ناس کریں گے۔

مشائخ بھی اپنی اصلاح سے مستغنی نہیں

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شیخ صاحب نظر صحیح ہو وہ بھی اپنے واسطے کسی شیخ کو تجویز کرے، اپنے احوال خاصہ میں اس کی رائے پر عمل کیا کرے، اپنی رائے سے عمل نہ کرے کیونکہ اپنی رائے میں ایک پہلو پر نظر ہوتی ہے اور دوسرے کی ہر پہلو پر نظر رہتی ہے، اگر کسی کو دوسرا شیخ نہ ملے تو وہ اپنے چھوٹوں ہی سے مشورہ کر لیا کرے، جب مشائخ کے لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اپنا بڑا کسی کو بنالیں تو غیر مشائخ کے لیے تو بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔

صحبتِ اہل اللہ اس زمانے میں فرضِ عین ہے

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ اس زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو میں فرضِ عین کہتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ اس زمانے میں اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت اور ان سے تعلق رکھنے کے فرضِ عین ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ آج کل ایمان کی سلامتی کا ذریعہ صرف اہل اللہ کی صحبت ہے۔ اس تعلق کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ کسی جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

(بصائر، صفحہ:۱۴۶)

Marfat.com

یہ چند باتیں احقر نے حضرت کی زبان مبارک سے جو سنی تھیں اُمت مسلمہ کے لیے مفید سمجھ کر ضبط کر دیں۔

حضرت کی رحلت سے ہم سب خدّام کے قلوب میں لوڈ شیڈنگ کی طرح اچانک نور کی کمی محسوس ہوئی۔ اہل اللہ کے انتقال سے شعوری اور غیر شعوری طور پر ہر خاص و عام کا قلب متاثر ہوتا ہے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے احقر کا تعلق ۱۹۵۰ء سے تھا۔ حضرت جونپور سے پھولپور تشریف لایا کرتے تھے اور اپنے اشعار عارفانہ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت کیف سے سنایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو ساعۃً فساعۃً متزائداً متبارکاً متصاعداً بلند فرمائیں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

تمام زندگی حضرت کی سراپا اس سوال کا جواب تھی کہ اہل اللہ کی صحبت سے کیا ملتا ہے۔ حضرت کے خلفاء کی خاصی تعداد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مجالس ارشاد سے مخلوق کو استفادہ کی توفیق بخشیں اور شرفِ قبول عطا فرمائیں۔

جنازہ میں تقریباً تمام اکابر علماء اور طلباء اور صلحاء نیز عمائد شہر، بادشاہ سے لے کر فقیر تک تقریباً ہر طبقہ کا آدمی شریک تھا۔ حضرت عارف باللہ بزبانِ حال یہ شعر پڑھتے ہوئے منزلِ آخرت کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

حضرت شاہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ انتقال سے قبل اپنے پسماندگان کی تسلی کے لیے اپنے روزنامچہ میں یہ شعر تحریر فرما گئے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مر گیا
اور مظہر درحقیقت گھر گیا

Marfat.com

حضرت خواجہ صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قطعہ بھی ایسے موقع پر یاد آتا ہے جو نہایت باعث عبرت ہے ۔

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دنیا کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریبِ خوابِ ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

اور اسی حقیقت کے ترجمان حضرت کے یہ دو شعر ہیں ۔

عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے
صرف انسانوں کے عنوان بدل جاتے ہیں
ہم دیکھتے ہی رہ گئے نیرنگِ صبح و شام
عمر فسانہ ساز گذرتی چلی گئی

حضرت عارف باللہ کی حسب ذیل تصانیف اُمت کے لیے باعث ہدایت اور حضرت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ صدقہ جاریہ ہیں ۔

(۱) اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۲) مآثر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ (۳) بصائر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ (۴) معارف حکیم الامت رحمۃ اللہ (۵) معمولاتِ یومیہ (۶) احکامِ میت ۔

اللہ تعالیٰ خلق کو ان کتب سے استفادہ کی توفیق بخشیں ۔ یہ تمام کتابیں دراصل حضرت حکیم الامت کی تمام تر تعلیمات کا خلاصہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ احقر کے اس مقالہ کو شرفِ قبول بخشیں ۔

العارض

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳ ؍ رجب ۱۴۰۶ھ، گلشن اقبال، کراچی

Marfat.com

خبردار! آنے والا وقت قریب آرہا ہے

{كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط}

[سورۃ ال عمران، آیت:۱۸۵]

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

ہر انسان اپنی مدت معینہ تک زندہ رہنے کے بعد بالآخر مرے گا، یہ نظامِ فطرت ہے اور ہر قوم اس پر متفق ہے۔ ہم روز بروز اپنی موت کے قریب آتے جارہے ہیں۔ آج کا دن بھی جو گذرا وہ ہماری زندگی سے کم ہو گیا اور ہم ایک دن اور موت کے قریب پہنچ گئے۔ اسی طرح جب ایک ایک دن اپنی زندگی کا پورا ہو جائے گا تو موت آجائے گی اور ہم قبروں میں پہنچ جائیں گے۔ قبر، حیاتِ انسانی کے بعد موت کی پہلی سخت ترین منزل ہے۔ وہ برابر نوع انسانی کا انتظار کر رہی ہے۔ چنانچہ جب مردہ قبر میں دفنایا جاتا ہے تو قبر اس کے کفن کو پھاڑ دیتی ہے، خون چوس لیتی ہے۔ گوشت کو کھا لیتی ہے، بدن کے ٹکڑے کر دیتی ہے اور آدمی کے جوڑ جوڑ کو الگ کر دیتی ہے۔

دنیا کا قیام بہت تھوڑا ہے لیکن اس کا دھوکا بہت ہی زیادہ ہے۔ اس کا زندہ بہت ہی جلد مر جائے گا۔ دنیا کا تمہاری طرف متوجہ ہونا دھوکے میں نہ ڈال دے۔ تم دیکھتے ہو کہ یہ کتنی جلدی منہ پھیر لیتی ہے۔ ناسمجھ وہ ہے جو اس کے دھوکے میں پھنس جائے۔ کہاں گئے وہ لوگ جنہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کیے۔ بڑی بڑی نہریں نکالیں اور باغات بنائے اور بہت تھوڑے دن رہ کر سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ اپنی صحت اور تندرستی سے دھوکے میں پڑ گئے۔ صحت کے بہتر ہونے سے ان کے اندر نشاط پیدا ہو گیا اور وہ گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ اس سے بڑا بدنصیب کون ہو گا جس کے ہاتھوں میں سب کچھ ہو مگر دل میں کچھ نہیں جو دنیا کو سب کچھ دے جائے اور ساتھ کچھ نہ لے جائے، جو

Marfat.com

انسانوں کے درمیان خوش حال رہا ہو مگر جب خدا کے حضور میں حاضر ہو تو اس کو بھوکے ننگے بھکاریوں کی صف میں کھڑا کر دیا جائے۔

خدا کی قسم! وہ لوگ مال کی کثرت کی وجہ سے قابل رشک تھے۔ ہزاروں رکاوٹوں کے باوجود وہ خوب مال کماتے تھے اور جمع کرتے تھے اور اس مال کو جمع کرنے میں ہر قسم کی تکالیف کو خوشی سے برداشت کرتے تھے لیکن اب دیکھو کہ مٹی نے ان کے جسموں کا کیا حال کر دیا۔ کیڑوں نے ان کے جوڑوں اور ہڈیوں کا کیا حال بنا دیا؟ وہ لوگ اونچی اونچی مسہریوں اور نرم نرم گدوں پر خادموں کے درمیان آرام کرتے تھے۔ عزیز واقارب، رشتہ دار اور پڑوسی ہر وقت دلداری کو رہتے تھے، لیکن اب کیا ہو رہا ہے؟ آواز دے کر ان سے پوچھو کہ کیا گذر رہی ہے؟ غریب امیر سب ایک میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ مال داروں کو ان کے مال نے کیا دیا؟ غریبوں کو ان کی غریبی نے کیا نقصان پہنچایا؟ ان کی زبان جو بہت چہکتی تھی اس کا حال پوچھ! ان کی روشن آنکھیں جو ہر طرف دیکھتی تھیں کیا ہوئیں؟ ان کے خوبصورت چہرے کا حال پوچھ کیا ہوا؟ ان کی نرم کھال والے جسم کہاں چلے گئے۔ کیڑوں نے ان کا کیا حشر بنا دیا؟

آہ! کہاں گئے ان کے وہ خدّام (نوکر چاکر) جو ہر وقت حاضر رہتے تھے؟ کہاں ہیں ان کے وہ خیمے اور کمرے؟ کہاں ہیں ان کے وہ مال اور خزانے جن کو جمع کر کے رکھتے تھے۔ ان کی شان وشوکت نے قبر میں جاتے وقت کوئی توشہ بھی نہ دیا۔ ان کی قبر میں کوئی بستر اور تکیہ بھی نہ بچھا دیا۔ قبر پر سایہ کے لیے کوئی درخت اور پھلواری بھی نہ لگا دی۔

آہ! اب وہ بالکل اکیلے اور اندھیرے میں پڑے ہیں، اب ان کے لیے رات دن برابر ہیں نہ کسی سے مل سکتے ہیں نہ کسی کو اپنے پاس بلا سکتے ہیں۔ کتنے نازک بدن مرد اور عورتیں تھیں۔ آج ان کے بدن سڑ گئے، اعضاء ایک

Marfat.com

دوسرے سے جُدا ہو گئے۔ آنکھیں نکل کر گر پڑیں۔ منہ میں پانی پیپ اور لہو بھرا ہوا ہے۔ سارے بدن میں کیڑے رینگ رہے ہیں۔ ادھر یہ اس حال میں پڑے ہیں اور ان کے وارثان مزے اُڑا رہے ہیں۔ بیٹوں نے مکان اور جائیداد پر قبضہ کرلیا اور وارثوں نے مال تقسیم کیا۔

ہاں! مگر بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس دھوکے کے گھر یعنی دنیا میں قبر کو یاد رکھا اور اپنے لیے توشہ جمع کیا اور اپنے پہنچنے سے پہلے اپنا سامان بھیج دیا۔ وہ اپنی قبر میں مزے اُڑا رہے ہیں۔ تروتازہ چہروں کے ساتھ راحت و آرام کے ساتھ۔

زندگی کی جس رگ و پے میں دنیا پرستی رچی ہوئی ہو، بسی ہوئی ہو کیا اس سے اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ بستر جان کنی پر ہونٹ سے نکلے ہوئے آخری الفاظ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی گواہی دے رہے ہوں گے۔

اے وہ شخص! جو کل قبر میں جائے گا تجھے آخر کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ کیا تجھے یہ اُمید ہے کہ یہ کمبخت دنیا تیرے ساتھ رہے گی۔ تیرے یہ وسیع مکان اور باغ، تیرے یہ نرم بستر اور گرمی سردی کے کپڑے تیرے ساتھ جائیں گے۔ یاد رکھ! جب ملک الموت آ کر مسلط ہو جائے گا کوئی چیز اس کو ٹال نہ سکے گی۔ افسوس صد افسوس! اے وہ شخص! جو آج اپنے مرنے والے باپ، بھائی اور بیٹے کے کفن کا انتظام کر رہا ہے کل کو تجھے یہ سب کچھ پیش آنا ہے۔

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل قبر میں کوئی بھی تیرا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

Marfat.com

یوں تو دنیا دیکھنے میں فتنہ ساماں تھی مگر
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم
دفعتہً اک روز یہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دنیا کیا ہے؟

دنیا کی فنائیت اور بے ثباتی کا فسانہ اور اردو اشعار عارفانہ کا تازیانہ

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے
صرف افسانوں کے عنوان بدل جاتے ہیں
ہم دیکھتے ہی رہ گئے نیرنگِ صبح و شام
عمر فسانہ ساز گذرتی چلی گئی!

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی رحمۃ اللہ علیہ

گیا میں بھول گلستاں کے سارے افسانے
دیا پیام کچھ ایسا سکوتِ صحرا نے

Marfat.com

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

ہو رہی عمر مثل برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بانداز بہار آئی ہے
یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دنیا کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے
کسی کو رات دن سرگرم فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکر گوناگوں ہر دم سرگرداں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ زیر آسماں پایا
بس اک مجذوب کو اس غمکدہ میں شادماں پایا
غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

نظیر اکبر آبادی ؎

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا — مُشیّن بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا — نہ عضو بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

اکبر الٰہ آبادی ؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

احقر کے اشعار ؎

Marfat.com

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی
یہ چمن صحرا بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو
تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے
ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے
دھوکہ نہ دے مجھے کہیں دنیائے بے ثبات
آئی خزاں ہے رنگ بہاراں لیے ہوئے
آکر قضا باہوش کو بے ہوش کرگئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کرگئی

چند عبرتناک اشعار (مگر صاحب کلام کے نام یاد نہیں)

جو چمن میں گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے
افسردگیٔ گل پہ ہنسی جب کوئی کلی
آواز دی خزاں نے کہ تو بھی نظر میں ہے
دبا کے چلد دیئے سب قبر میں دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو
مال و اولاد تیری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل گور میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں
رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

Marfat.com

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے تہمتیں چند اپنے سر پر دھر چلے
واں سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں یاں سے سمجھانے کو لے دفتر چلے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گذرنی ہے ضرور قبر میں میت اُترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
آنے والی کس سے ٹالی جائے گی جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

درسِ مثنوی حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

شعر (۱)

سوئے آہوئے بصیدی تافتی
خویش را در صید خو کے یافتی

ترجمہ: اے سالک! تو کبھی ہرن کے شکار کے لیے دوڑا اور تو تکبر اور ناز میں تھا کہ آج میں ہرن کا شکار کروں گا لیکن اچانک ہرن کے شکاری کو ایک جنگلی سور جھاڑی سے نکل کر اپنے منہ میں دبا کر اپنے نوکیلے دانتوں سے چبانے لگتا ہے۔ اس کا سارا ناز دھرا رہ جاتا ہے اور حیران رہ جاتا ہے کہ یہ کیا ہوا۔

یعنی جو سالک نسبت مع اللہ اور حصول دولت تعلق مع اللہ کے لیے شیخ

Marfat.com

سے وابستہ ہوکر ذکر وعبادت میں مشغول ہوتا ہے، کبھی نفس وشیطان اس کو جنگلی سور کی طرح صورت پرستی کے عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں یعنی کسی عورت یا نوجوان مرد کی محبت میں مبتلا ہوکر انتہائی ذلت اور پستی کے ساتھ پیشاب اور پائخانہ کے مقام پر اپنی زندگی کے ایام ولیالی (دن ورات) ضائع کر کے خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ کا مصداق بن جاتا ہے، لیکن توبہ کی سواری پر بیٹھ کر یہ شخص پھر پستی سے بلندی کی طرف اُڑسکتا ہے۔ فنعم قال الرومیؒ رحمۃ اللہ علیہ ؎

مرکب توبہ عجائب مرکب است
تا فلک تاز دبیک لحظہ زپست

ترجمہ: توبہ کی سواری عجیب بابرکت سواری ہے جو گنہگار کو آنِ واحد میں گناہ کی ذلت کے غار سے نکال کر حق تعالیٰ کی بارگاہ قرب میں پہنچادیتی ہے اور گنہگار کی آہ وزاری واشکِ ندامت اللہ تعالیٰ کے یہاں نہایت محبوب ہے۔ گنہگاروں کے آہ ونالہ سے دریائے رحمت میں اس طرح جوش آتا ہے کہ دم میں کافر صد سالہ فخر اولیاء ہوجاتا ہے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

حدیث قدسی: علامہ آلوسی السید محمود مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی پارہ نمبر ۳۰ سورۃ انّا انزلناہ کی تفسیر میں حدیث قدسی نقل کرتے ہیں:

((لَأَنِیۡنُ الۡمُذۡنِبِیۡنَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنۡ زَجَلِ الۡمُسَبِّحِیۡنَ))

ترجمہ: حدیث قدسی میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گنہگاروں کا رونا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی بلند آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ شاعر جلیل اسی کو کہتا ہے ؎

اے جلیل اشک گنہگار کے یک قطرہ کو
ہے فضیلت تری تسبیح کے سو دانوں پر

Marfat.com

شعر (۲)

تیر سوئے راست پرّانیدہٗ
سوئے چپ رفت است تیرت دیدہٗ

ترجمہ: اے شخص! تو نے تیر کو داہنی طرف چلایا مگر تو نے دیکھا کہ تیرا تیر بائیں طرف اُڑا جا رہا ہے۔ یعنی اے سالک! تجھے اپنی تدبیر پر ناز نہ کرنا چاہیے۔ تدبیر کا مفید نتیجہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے لہٰذا تیر چلانے سے پہلے دعا کرنی چاہیے کہ میرا تیر میری منزل تک پہنچا دیجیے یعنی میری تدبیر کو صحیح منزل تک رسائی نصیب فرمائیے۔ عجب اور کبر کی نحوست سے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت ہٹ جاتی ہے تو تدبیر کا اثر اُلٹا ہو جاتا ہے۔

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود
روغن بادام خشکی می نمود

ترجمہ: سکن جبیں جو باعتبار تدبیر کے قاطع صفراء ہے قضائے حق سے باعتبار انجام زیادتی صفراء کا سبب بن جاتی ہے۔

شعر (۳)

گہہ نماید روضہ قعر چاہ را
گہہ چو کابوسے نماید ماہ را

ترجمہ: خود بینی اور تکبر کی نحوست سے قلب کی بصیرت میں فساد آ جاتا ہے جس کی وجہ سے بصارت فاسد ہو جاتی ہے اور حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے۔ اہل اللہ اور مقبولانِ بارگاہ کے چہرۂ انور بدبختوں کو منحوس اور بُرے نظر آتے ہیں اور اہل باطل کے چہرے ان کو محبوب اور منور معلوم ہوتے ہیں۔ اس ابتلاء کا سبب اس کے باطن کا کبر اور اعراض ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قہر انبیاء اور اولیاء کے چاند کے جیسے چہروں کو کابوس (ڈراؤنی شکل) دکھاتا ہے

Marfat.com

اور کنویں کی تاریکی کو خوشنما باغ دکھاتا ہے۔

اشقیاء را دیدۂ بینا نہ بود

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

ترجمہ: بدبخت لوگوں کی چشم بصیرت خراب تھی اور ظاہری بصارت باطنی بصارت کے تابع ہے۔ پس فسادِ باطن اور فسادِ قلب کے سبب ان کی آنکھوں میں نیک و بد کی پہچان نہ تھی اور بُروں کو نیک اور نیکوں کو بُرا سمجھنے لگے۔

ہمسری با انبیا برداشتند

اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

ترجمہ: اپنی شقاوت اور کور باطنی اور قلبی فساد یعنی عجب و تکبر کے سبب انبیاء کی برابری کرنے لگے اور اولیاء اللہ کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور ان کو اپنی طرح قیاس کیا۔

جیسا کہ حکایت ہے کہ ایک حبشی نے جنگل میں ایک آئینہ کسی مسافر کا گرا ہوا دیکھا اور اس کے اندر اپنی کالی صورت لانبے لانبے دانت اور موٹے موٹے ہونٹوں کو دیکھ کر آئینہ کو گالی دے کر کہا کہ کمبخت، بدصورت، منحوس ایسی بدشکل تیری ہے۔ جبھی تو جنگل کے ویرانے میں کسی نے پھینک دیا ہے۔ اگر حسین ہوتا تو گھروں میں لوگ تجھ کو آراستہ کر کے رکھتے۔ اس ظالم کو خبر نہ تھی کہ اس آئینہ میں خرابی نہ تھی بلکہ یہ ہماری ہی صورت کا عکس ہے۔

چنانچہ ابوجہل کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہایت بُرا نظر آتا تھا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر مجھ کو آفتاب چلتا ہوا نظر آتا ہے۔

شعر (۴)

Marfat.com

چوں مُقلِّب بود حق اَبصار را
او بگرداند دل و افکار را

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات مقلب الابصار بھی ہے اور مقلب قلوب وافکار بھی ہے لہٰذا کثرت سے یہ دعا مانگنی چاہیے:

((اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ))

(موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی، ج:۲، ص:۱۷۰)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو حق کو حق دکھا اور باطل کو باطل دکھا اور حق کے اتباع کی اور باطل سے بچنے کی توفیق نصیب فرما۔

شعر (۵)

از شراب قہر چوں مستی دہی
نیستہا را صورت ہستی دہی

ترجمہ: اے خدا! جب آپ کسی پر اس کی کسی شامت عمل کے سبب عذاب نازل فرمانا چاہتے ہیں تو فانی صورتیں اس کو نہایت مہتم بالشان معلوم ہوتی ہیں اور ایسے شخص کی مٹی مٹی کی صورتوں پر مٹی ہو جاتی ہے اور فانی اجسام قبروں میں بے نام ونشاں ہو کر عاشقوں کے لیے باعثِ حسرت وندامت اور ضیاع سرمایۂ زندگانی بن جاتے ہیں۔ احقر کا ایک شعر ہے ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر دیا جس نے جوانی کو

شعر (۶)

گرز صورت بگذری اے دوستاں
گلستاں است گلستاں است گلستاں

Marfat.com

ترجمہ: اے سالکینِ کرام! اگر صورت پرستی کے عذاب سے تم نجات پا جاؤ تو تمہاری روح کے سامنے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قرب کا باغ ہی باغ نظر آئے گا۔

شعر (۷)

الغیاث از ابتلایت الغیاث
شد ذکور از ابتلایت چوں اناث

ترجمہ: اے خدا! میں فریاد کرتا ہوں۔ اپنی رحمت سے میرا امتحان نہ لیجیے۔ آپ کے امتحان سے پناہ چاہتا ہوں۔ بڑے بڑے مرد جب آپ کے امتحان میں مبتلا ہوئے تو مؤنث ہوئے یعنی فیل ہو گئے۔

شعر (۸)

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اھْدِنَا
لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَاء

ترجمہ: اے فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچنے والے! مجھ کو اپنے علوم پر کوئی فخر نہیں اور آپ کی رحمت سے بوجہ علم کے کوئی استغناء نہیں کیونکہ اگر آپ کا فضل شامل حال نہ ہو تو علم اور عمل میں فاصلے ہو جاتے ہیں اور علم کے باوجود آدمی بدعمل رہتا ہے اور کبر و عناد سے مغلوب ہو کر حق کو قبول نہیں کرتا اور حرص و طمع اور جاہ کی خاطر حقائق سے اعراض کرتا ہے۔ اس لیے آپ اپنی رحمت اور اپنی ہدایت کو ہر نفس میرے شامل حال رکھیے اور مجھ کو میرے نفس کے حوالہ نہ فرمائیے۔

علاج عشق مجازی سے متعلق خصوصی ہدایات

(۱)... دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بالحاح وزاری اپنی اصلاح واستقامت طلب کرنا اور ''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ'' کثرت سے پڑھنا۔ ''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِیْثُ'' کا ورد کثرت سے معمول

Marfat.com

رہے۔اس کے علاوہ ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پانچ سو بار عطر لگا کر نہایت مجرب ہے۔

(۲)... ''رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ'' بعد نماز فرض تین بار پڑھنا۔

(۳)... اس مرض علاج معشوق سے دور رہنے کے سوا اور کچھ نہیں جس شخص سے عشق ہو اس سے سلام و کلام، خط و کتابت، اس کو دیکھنا۔ اس کا قلب میں خیال قصداً لانا سب ترک کردے اور اس کی موت اور اس کی لاش کے سڑنے پھٹنے اور شکل بگڑ جانے کا خیال جمائے اور اپنی موت و شکل کے بگڑنے اور قبر و میدان حشر کے سوال و جواب کو سوچا کرے۔

(۴)... جو محبت عارضی شکل سے ہے اور عاشق و معشوق دونوں مست ہیں۔ عاشق لذتِ حرام سے اور معشوق لذتِ حرام اور مالی منفعت سے، لیکن یہ بالکل عارضی ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو محبت آپس میں نفس کے لیے یعنی شہوت کے لیے ہوتی ہے اس کا انجام نفرت اور عداوت ہوتا ہے۔ کچھ ہی دن بعد دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے کی نگاہ میں نہایت ذلیل معلوم ہوں گے۔

اور بقول حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ کے لیے فاعل اور مفعول ایک دوسرے کی نظر میں ذلیل ہوجاتے ہیں۔ پھر چند دن اور چند لمحات کی لذت کے لیے عمر بھر کی عزت کو ضائع کرنا سخت حماقت ہے۔ مالی منفعت کے عوض آبرو دینا بھی نہایت نادانی ہے کیونکہ چند دن کے بعد نفرت ہوجاوے گی۔ پھر حرام لذت اور مالی منفعت دونوں سے محرومی ہوجاوے گی اور اگر تقویٰ سے رہے اور ایسی صورت سے دوری اختیار کرے اور صبر کرے اس معشوق سے جس کو دیکھنے سے مغلوب ہوجاتا ہے۔ پس چند دن کی عارضی مشقت اُٹھا لینے سے نہایت سکون کی اور عزت کی حیات ملتی ہے۔ اس طرح سے تمام عمر ایک دوسرے کے لیے مفید اور معین ہوسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

لیے ایک دوسرے کی مالی مدد بھی کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیشہ قائم رہتی ہے اور قلب میں ایک دوسرے کے لیے عزت رہتی ہے تو اعانت کی بھی توفیق ہوتی ہے اور نفسانی محبت سے جب عزت ختم ہو جاتی ہے تو مالی اعانت کو بھی جی نہ چاہے گا۔

(۵)... صالحین کی صحبت کا اہتمام رہے۔ اگر ممکن ہو تو ایک دینی دوست بنا لو اور اس کو اپنے اوپر نگراں رکھو اور اسی طرح سے برعکس۔ یعنی ایک دوسرے کو بھلی بات سکھائے اور برائی سے روک ٹوک کرے۔

(۶)... اکابر سے دعا کی درخواست کرتا رہے۔

علاجِ عشقِ مجازی

(منظوم)

دل کو دے کر حسن فانی پر نہ اُجڑا جائے گا
حسن کا اُجڑا ہوا منظر نہ دیکھا جائے گا
یہ حسیں تجھ کو کبھی آباد کر سکتے نہیں
تیرے دل کو جز الم کچھ شاد کر سکتے نہیں
عشق صورت ہے عذاب نارِ عاشق کے لیے
زندگی کس درجہ ہے پُر فاسق کے لیے
صورتِ گل ہیں مگر خاروں سے بڑھ کر پُر الم
صورتاً ان کا کرم عاشق پہ ہے صد ہا ستم
اے خدا کشتی مری طوفانِ شہوت سے بچا
ان حسینوں کے عذابِ نارِ اُلفت سے بچا
چار دن کی چاندنی پر میر مت جانا کبھی
آفتاب حق سے ظلمت میں نہ تم آنا کبھی

Marfat.com

عارض و گیسو کی ہیں یہ عارضی گل کاریاں
چند دن میں ہوں گی یہ ننگ خزاں پھلواریاں

ان کے چہروں سے نمک کچھ دن میں جب جھڑ جائے گا
میر اُن کو دیکھ کر تو شرم سے گڑ جائے گا

ایک دن بگڑا ہوا جغرافیہ ہوگا صنم
دیکھ کر جس کو تو ہوگا محوِ حسرت محوِ غم

مال و دولت دین و ایماں آبرو و چین و وقار
سب لٹا کے ایک دن ہو گا یقینا شرمسار

بارہا دیکھا کہ کیسے کیسے خورشید و قمر
چند دن گذرے کہ آئے وہ خمیدہ سی کمر

آہ جن آنکھوں سے شربت روح افزا تھا عیاں
چند دن گذرے کے ان آنکھوں سے اُٹھتا تھا
دھواں

سرخی رُخسار جو تھی آہ کل برگ گلاب
عاشقوں کا دل تھا جس کو دیکھ کر مثل کباب

چند دن گذرے کہ وہ چہرے ہونّق ہوگئے
عاشقوں کے چہرۂ الفت بھی احمق ہوگئے

ڈھونڈتا ہے میر اب اُن کے لبوں کی سرخیاں
پر نظر آئیں فقط چہرے پہ ان کے جھرّیاں

ان کی زلف سیاہ پر جب سے سفیدی چھاگئی
ہر کلی اخترؔ غم حسرت سے پھر مرجھاگئی

Marfat.com

نفس کی تعریف اور اس کی اقسام

قرآن پاک کی روشنی میں

حقیقت نفس: صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ: ''إِنَّ النَّفْسَ بِطَبْعِهَا كَثِيْرَةُ الْمَيْلِ إِلَى الشَّهَوَاتِ'' نفس اپنی طبیعت کے اعتبار سے شہوات کی طرف کثرت سے مائل ہونے والا ہے۔ علامہ ابوحفص کا قول نقل کرتے ہیں ''اَلنَّفْسُ كُلُّهَا ظُلْمَةٌ وَسِرَاجُهَا التَّوْفِيْقُ ''نفس اپنی ذات کے اعتبار سے سراپا ظلمت ہے اور اس کا چراغ اور نور توفیق الٰہی ہے۔

(روح المعانی، پارہ: ۱۳، صفحہ: ۷۸)

شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اَلْجَسَدُ كَثِيْفٌ، وَالرُّوْحُ لَطِيْفٌ، وَالنَّفْسُ بَيْنَهُمَا مُتَوَسِّطَةٌ، فَهِيَ بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ تَكُوْنُ لَطِيْفَةً، وَبِالْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ تَكُوْنُ كَثِيْفَةً'' جسم کثیف ہے اور روح لطیف ہے اور نفس ان دونوں کے درمیان ہے۔ پس اعمالِ صالحہ اور نافرمانیوں سے کثیف ہوجاتا ہے۔ یعنی اس میں لطافت روحانی اور کثافت جسمانی دونوں کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔ (مرقاۃ، جلد: ۱، صفحہ: ۲۴۵)

اور حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اَلنَّفْسُ هِيَ الْمَرْغُوْبَاتُ الطَّبْعِيَّةُ غَيْرُ الشَّرْعِيَّةِ''نفس مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ کا نام ہے۔

قرآن پاک میں نفس کی پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں: (۱) امّارہ (۲) لوّامہ (۳) مطمئنہ (۴) راضیہ (۵) مرضیہ۔

نفس امّارہ بالسوء: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں: نفس امّارہ یعنی کثیر الامر، برائی کی طرف بہت حکم کرنے والا۔ السُّوْءِ پر الف لام جنس کا ہے پس قیامت تک جتنی قسمیں برائی کی پیدا ہوں گی

Marfat.com

اس میں داخل ہیں (کیونکہ جنس وہ کلی ہے جو انواعِ مختلف الحقائق پر مشتمل ہو۔) اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ مَاؔ مصدریہ ظرفیہ زمانیہ ہے۔ أَیْ فِیْ وَقْتِ رَحْمَۃِ رَبِّیْ مطلب یہ ہے کہ نفس کی ذاتی خاصیت یہی ہے کہ وہ بُرائی کا کثرت سے حکم دینے والا ہے لیکن جن حضرات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کا سایہ ہوتا ہے وہ مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ معصوم ہیں۔ (از بیان القرآن)

اولیائے کرام کے تحفظ کا سبب

اور چونکہ اولیاء اللہ پر بھی حق تعالیٰ کی رحمت کا خاص سایہ ہوتا ہے، اس لیے وہ نفس کے شرور سے محفوظ رہتے ہیں اور احیاناً صدورِ خطاء پر اُن کو فوراً توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ نفس امارہ کی اصلاح کا صحبت اہل اللہ سے خاص تعلق ہے۔

ارشاد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اہلِ علم حضرات اللہ والوں سے اپنے نفس کی اصلاح نہیں کراتے ان کا نفس حبّ جاہ سے پھول کر کپّا ہو جاتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں اکثر اکبر الہ آبادی کا یہ شعر نہایت وجد سے پڑھا کرتے تھے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ارشاد حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے تقویٰ اور دین کا راستہ سہل اور لذیذ ہو جاتا ہے۔ احقر کو

Marfat.com

ایک شعر یاد آیا جس میں اللہ والوں کی صحبت کا نافع ہونا بیان ہوا ہے ۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

انا کو فنا کرنے پر حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ۔

نہ جانے کیا سے کیا ہوجائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں

نفسِ لوّامہ: نفسِ لوّامہ وہ نفس ہے جس کو اپنی خطاؤں پر ندامت اور خود کو ملامت کی توفیق ہو جاوے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ نفس امّارہ نفس مطمئنہ نہیں ہوتا جب تک کہ وہ نام ہو کر پہلے لوّامہ نہ ہو۔ صوفیاء کا ارشاد ہے کہ نفس لوّامہ نفسِ امّارہ کے اوپر ہے اور نفسِ مطمئنہ سے نیچے ہے اور لوّامہ کا نام تائبہ بھی ہے کہ وہ ندامت اور اپنی ملامت کے نور سے اس قابل ہے کہ اب وہ آگے ترقی کر کے نفسِ مطمئنہ ہو سکتا ہے۔ پس نفسِ امارہ کا نفسِ لوّامہ ہونا گویا حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف رجوع اور انابت اور حق تعالیٰ کی محبوبیت کا نقطۂ آغاز ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس ابتدائی درجہ انابت کی بھی اس درجہ قدر فرمائی کہ اس کی قسم اُٹھائی ''وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ'' اور قسم ہے نفسِ لوّامہ کی کیونکہ حق تعالیٰ شکور ہیں جس کی شرح حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے ''اَلَّذِیْ یُعْطِی الْاَجْرَ الْجَزِیْلَ عَلَی الْعَمَلِ الْقَلِیْلِ'' شکور وہ ہے جو تھوڑے عمل پر کثیر جزاء عطا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے ایک شکور بھی ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۵)

نفسِ لوّامہ وہ ہے جو ندامت کے نورِ قلب سے منور ہو اور جب بھی اس سے خطا ہوتی ہے تو اپنے اوپر انتہائی ملامت کرتا ہے اور آہ و زاری اور

Marfat.com

استغفار وتوبہ سے تدارک کرتا ہے۔

اور نفسِ مطمئنہ وہ نفس ہے جو اخلاقِ رذیلہ سے تزکیہ اور تصفیہ پا کر اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ ہو اور گناہوں کے تقاضوں کی کشمکش سے نجات پا کر سکون واطمینان کی سانس لے۔ برعکس لوّامہ میں نفس اور روح میں جنگ جاری رہتی ہے۔ جیسا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہے شوق و ضبطِ شوق میں دن رات کشمکش
دل مجھ کو میں ہوں دل کو پریشاں کیے ہوئے

(مجذوبؔ)

صاحبِ تفسیر مظہری، جلد: ۹ اور ۱۰، صفحہ: ۲۶۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ نفس امّارہ نفس مطمئنہ اس وقت ہوتا ہے جب اخلاق رذیلہ غصہ، کبر، شہوت کو مغلوب کیا جاوے اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف ہو جاوے: ”كَمَا أَنَّ الْكَلْبَ لَا يُمْكِنُ طَهَارَتُهٗ إِلَّا بِوُقُوْعِهٖ فِي الْمِلْحِ وَفَنَآئِهٖ فِيْهَا وَبَقَآئِهٖ بِصِفَاتِ الْمِلْحِ حَتّٰى يَصِيْرَ حَلَالًا طَيِّبًا“ جیسا کہ کتا پاک نہیں ہوسکتا جب تک کہ نمک کی کان میں نہ گرے اور پھر مر کر فنا ہو کر نمک نہ بن جاوے اور جب نمک بن جاوے گا پھر حلال وطیب ہو جائے گا۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نفسِ خود را کُش جہانے زندہ کن
خواجہؔ کشتہ است اورا بندہ کن

اپنے نفس کو مغلوب اور کشتہ کرو، اس فنائے نفس سے تم فناء نہ ہوگے بلکہ اس فنائے نفس کی بدولت ایسی حیاتِ قلبی عطا ہوگی جس کی برکت سے ایک جہان تمہارے فیضانِ محبت سے حیاتِ ایمانی سے مشرف ہوگا۔ اس نفس غلام نے اپنے آقا یعنی روح کو غلام بنا رکھا ہے، اس کو اپنی حقیقت پر لانے کی ہمت کرو یعنی اس کو غلام بناؤ۔

Marfat.com

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کررہا ہے
اجڑے ہوئے دلوں کو آباد کررہا ہے
ویرانۂ حیات کی تعمیر کر گئی
روئیداد زندگی کسی خانہ خراب کی
ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

(اخترؔ)

نفسِ لوّامہ جب اپنی خطاؤں پر ندامت سے توبہ کرتا ہے تو مؤمن گنہگار کے استغفار وتوبہ اور اس کے آہ ونالوں کا کیا مقام ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ پارہ ۳۰ سورۂ انا انزلنا کی تفسیر میں یہ حدیث قدسی تحریر فرماتے ہیں:

((لَأَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ))

(روح المعانی، ج:۳۰، ص:۱۹۶)

اس حدیث قدسی میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گنہگاروں کے آہ و نالے اور ان کا گریہ مجھے تسبیح کی آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔

اے جلیل اشکِ گنہگار کے اک قطرہ کو
ہے فضیلت تری تسبیح کے سو دانوں پر
جب فلک نے مجھ کو محرومِ گلستاں کردیا
اشکہائے کوں نے مجھ کو گل بداماں کردیا

(مجذوبؔ)

تفسیر نفسِ مطمئنہ

علامہ قرطبی نے جلد: ۲۰، صفحہ: ۵۷ پر اس کی تین تفسیریں کی ہیں:

پہلی تفسیر: ''اَلْاٰمِنَۃُ مِنْ عَذَابِ اللہِ'' نفسِ مطمئنہ وہ نفس ہے جو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے عذاب سے امن میں ہو جس کی تفصیل یہ ہے کہ گناہوں سے قلب میں عذاب اور بے چینی رہتی ہے۔ جیسا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

گر گرفتار صفات بد شدی
ہم تو دوزخ ہم عذابِ سرمدی

ترجمہ: اگر تم کسی گناہ کی عادت میں مبتلا ہو تو سمجھ لو کہ تمہاری ذات خود جہنم ہے۔

اور ہر نافرمانی کا اثر یہی ہوتا ہے کہ دل پر عذاب اور کلفت کی مار ہوتی ہے اور یہ دنیا ہی میں دوزخ والی زندگی گذارتا ہے۔

بادشاہ جب کسی ملک پر حملہ کرتا ہے تو بادشاہ کو گرفتار کرتا ہے۔ چھوٹوں کو پکڑنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے۔ پس احکم الحاکمین اپنے نافرمانوں کے اس حصہ سے عذاب کا آغاز فرماتے ہیں جو جسم کے تمام اعضاء کا بادشاہ ہے یعنی قلب کو بے چین اور پریشان رکھتے ہیں۔ چنانچہ مثال کے لیے ایک واقعہ ہے ایک عشق مجازی کے مریض اور غیر اللہ سے دل لگانے والے نے بیان کیا کہ ہر وقت دل پریشان رہتا ہے، نیند بھی نہیں آتی، ہر وقت اسی مردار کا خیال ستاتا ہے۔ احقر نے ان کو اپنا یہ شعر سنایا جو عشق مجازی کے انجام کا ترجمان ہے۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشق مجازی کے مزے کیا لوٹے

اس عارضی صورت سے دل لگانا سخت حماقت ہے۔ احقر کا اسی مضمون پر یہ شعر ہے۔

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

چہرہ کا جغرافیہ ایک دن بدل جاتا ہے جس کے ساتھ اہلِ محبت کی تاریخ بھی بدل جاتی ہے۔ احقر کا ایک عجیب شعر اس حقیقت کا ترجمان ہے۔

Marfat.com

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

دوسری تفسیر: ''اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ أَیِ الْعَارِفَةُ الَّتِیْ لَا تَصْبِرُ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی طَرْفَةَ عَیْنٍ۔'' (تفسیر قرطبی)

نفسِ مطمئنہ وہ نفس ہے کہ جس کو حق تعالیٰ کی معرفت کا وہ مقامِ عالی عطا ہو جس سے حق تعالیٰ کے ساتھ ایسی شدید محبت (جو کہ لوازم معرفت سے ہے) ہو جاوے کہ بدون ان کی یاد کے ایک پل کو چین نہ آوے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حق تعالیٰ کے عاشقین کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں: ''اَلَّذِیْنَ لَا لَذَّةَ لَھُمْ إِلَّا بِذِکْرِہٖ جن کو کائنات میں ذکر اللہ کے بغیر چین حاصل نہ ہو۔

ترے غم کے سوا ممکن نہیں تھا
گذرتے دن مری جان حزیں کے
(اختر)

کوئی مزہ مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں
(مجذوب)

تیسری تفسیر: ''اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَطَاعَتِہٖ۔''
نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جس کو صرف حق تعالیٰ کی یاد اور اطاعت ہی سے چین ملتا ہو۔

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

اطمینان کی لغوی تحقیق

علامہ امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب المفردات میں لکھا ہے کہ اطمینان نام ہے سکون وثبات اور استقرار بعد الاضطراب کا۔

یعنی نفس امّارہ اور لوّامہ میں جو بے سکونی اور پریشانی تھی وہ چین اور

Marfat.com

سکون سے بدل گئی۔ جس طرح قطب نما کی سوئی جب قطب شمالی سے منحرف ہوتی ہے تو بے چین اور متحرک رہتی ہے اور جب رُخ صحیح قطب شمالی کی طرف ہوجاتا ہے تو ٹھہر جاتی ہے۔ اسی کا نام استقرار بعد الاضطراب ہے۔

نفسِ مطمئنہ کی ایک عارفانہ تفسیر

از تفسیر مظہری، جلد: ۹ اور ۱۰، صفحہ: ۲۶۱

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کو شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وقت کا امام بیہقی فرمایا کرتے تھے اور جو حضرت مرزا حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی ہیں، اپنی تفسیر مظہری میں نفسِ مطمئنہ کی تعریف یوں فرماتے ہیں: "اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَطَاعَتِہٖ" یعنی نفس مطمئنہ وہ ہے جو ذکر اللہ میں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اطمینان پاوے۔ "کَمَا تَطْمَئِنُّ السَّمَکَةُ فِی الْمَآءِ" جیسا کہ مچھلیاں پانی میں اطمینان پاتی ہیں نہ کہ پانی سے یا پانی کے ساتھ۔ مثلاً اگر کسی مچھلی کا تمام جسم پانی میں ہو، صرف سر یا صرف ایک اعشاریہ حصہ جسم کا پانی سے کھلا رہے تو اس کو موت معلوم ہوگی اور اس کی حیات خطرہ میں ہوگی۔ اسی طرح سر سے پیر تک مؤمن جب ذکر اللہ کے نور میں غرق ہوگا تو حیاتِ حقیقی اور حیاتِ ایمانی اور حیاتِ روحانی سے مشرف ہوگا۔ اگر ایک عضو بھی ذکر سے غافل یا ایک عضو بھی نافرمانی میں مبتلا ہے تو اس کی حیاتِ ایمانی خطرہ میں ہوگی۔

صاحبِ تفسیر مظہری "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بذکر اللہ معنٰی میں فی ذکر اللہ کے ہے یعنی اتنا کثرت سے ذکر کرے کہ ذکر میں غرق ہوجاوے اور کثرت ذکر متعدد آیات سے منصوص ہے۔ "وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" وغیرہا اور قلیل ذکر کو منافقین کی علامت قرار دیا گیا۔ "وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا۔" اور حضرت شیخ الحدیث

Marfat.com

مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ منافقین کے رجسٹر سے اس کا نام خارج ہو جائے تو وہ کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔ اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والے دریائے جلال کی گہرائیوں میں رہنے والی مچھلیاں ہیں۔

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال

جو مچھلیاں تھوڑے پانی میں رہتی ہیں وہ گرمیوں میں جب سورج کی شعاعوں سے پانی شدید گرم ہو جاتا ہے تو بے ہوش ہو جاتی ہیں اور لوگ ان کا شکار کر کے کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ ذکر کم کرتے ہیں اور ان کا دریائے نور گہرا نہیں ہوتا، ان کو معاشرے کے زہریلے اثرات تباہ کر دیتے ہیں۔ اور جو مچھلیاں گہرے پانی میں رہتی ہیں تو آفتاب کی گرمی سے جب اوپر کا پانی گرم ہو جاتا ہے تو دریا کی گہرائی کے ٹھنڈے پانی میں پناہ لے لیتی ہیں۔ یہی حال ان سالکین کا ہے جو کہ قلباً اور قالباً سراپا خدا تعالیٰ پر فدا ہیں۔ ان کے سینہ میں دریائے نور بہت گہرا ہوتا ہے، ہر وقت وہ اس کی ٹھنڈک میں پُرسکون ہیں۔

وہ گرمیِ ہجراں وہ تری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

اور کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

نفسِ مطمئنہ کو وہ راحت قلب میں عطا ہوتی ہے جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت ہیچ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کے قلوب کو یہ نعمت عطا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ روح المعانی میں ہے: "فَإِنَّ السَّكِينَةَ لَا تَنْزِلُ إِلَّا عَلَى قُلُوبِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ" پس تحقیق کہ سکینہ نازل ہوتا ہے انبیاء اور اولیاء

Marfat.com

کے قلوب پر۔

سکینہ کی تعریف

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اَلسَّکِیْنَۃُ نُوْرٌ یَّسْتَقِرُّ فِی الْقَلْبِ وَبِہٖ یَثْبُتُ التَّوَجُّہُ اِلَی الْحَقِّ وَصَاحِبُہٗ یَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّیْشِ'' سکینہ ایک نور ہے جو دل میں مستقر ہوجاتا ہے اور اس نور کی برکت سے ہر وقت حق تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رہتی ہے اور جمعیت قلب عطا ہوتی ہے۔ اس کیفیت کو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پرتاب گڈھی نے خوب بیان فرمایا ہے ؎

شکر ہے دردِ دل مستقل ہوگیا
اب تو شاید میرا دل بھی دل ہوگیا

اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

احقر نے اس نعمت کو دو شعروں میں اس طرح عرض کیا ہے جو تعلق مع اللہ کی دولت کا عجیب ترجمان ہے ؎

دُشمنوں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا
اُن کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
مجھ کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا

(اختؔر)

''بِذِکْرِ اللّٰہِ'' سے مراد ''فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ'' ہے جس کا حاصل غرق فی النور ہونا ہے۔ صاحب تفسیر مظہری نے فی ذکر اللہ سے نہایت معرفت کی بات پیش

Marfat.com

فرمائی ہے جو عاشقوں کے لیے قابلِ وجد ہے جس کی اس حدیث سے بھی تائید ہو رہی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا، وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا، وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا، وَّخَلْفِیْ نُوْرًا، وَّمِنْ أَمَامِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا، وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا، وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا، وَّأَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا، وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا، اَللّٰھُمَّ أَعْطِنِیْ نُوْرًا))

ترجمہ: اے اللہ! عطا میرے دل میں نور اور میری بینائی میں نور اور میری شنوائی میں نور اور میری داہنی طرف نور اور میرے بائیں طرف نور اور میرے پیچھے نور اور میرے سامنے نور اور عطا فرما میرے لیے ایک خاص نور اور میرے اعصاب میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے پوست میں نور اور میری زبان میں نور اور کردے میری جان میں نور اور مجھے نورِ عظیم عطا فرما اور مجھے سراپا نور بنادے اور کردے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور۔ یا اللہ! مجھے نور عطا فرما۔

اسی کو حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں بیان کرتے ہیں۔

نور او در یمن و یسر و تحت و فوق
بر سرم بر گردنم مانند طوق

ترجمہ: حق تعالیٰ کا نور میرے داہنے بائیں نیچے اوپر ہے اور میرے سر پر اور میری گردن میں مانند طوق ہے۔

ہر چیز میں عکس رُخِ زیبا نظر آیا
عالم مجھے بس جلوہ ہی جلوہ نظر آیا

(مجذوب)

Marfat.com

یہاں تو ایک پیغامِ جنوں پہنچا ہے مستوں کو
انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں
(اصغر)

نفس مطمئنہ کو لوٹنے کا حکم ''اِلٰی رَبِّكِ'' کے عنوان سے کیوں ہے؟

{یَاۤ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ٥ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ٥}

[سورۃ الفجر، آیات:۲۷-۲۸]

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ! لوٹ تو اپنے رب کی طرف۔

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ''اِلٰی رَبِّكِ'' فرمایا ''اِلَی اللہِ'' نہیں فرمایا تاکہ مزید لطف، لذت اور فرحت کے ساتھ لوٹنا ہو کیونکہ اس عنوان کا حاصل یہ ہے کہ تم کسی اجنبی ذات کی طرف نہیں جارہے ہو بلکہ تم اپنے جسم و روح دونوں کی تربیت کرنے والے اور پالنے والے کے پاس جارہے ہو لہٰذا شاداں و فرحاں لوٹ آؤ کیونکہ پالنے والے سے طبعی محبت ہوتی ہے اور اس سے طبیعت بھی خوب مانوس ہوتی ہے۔ ''اِلٰی رَبِّكِ اَیْ اِلٰی مَحَلِّ عِنَایَتِهٖ تَعَالٰی وَ مَوْقِفِ کِرَامَتِهٖ عَزَّ وَجَلَّ لَكِ لِاَنَّ لِلسُّعَدَاۤءِ قَبْلَ الْحِسَابِ کَمَا یُفْهَمُ مِنَ الْاَخْبَارِ مَوْقِفًا فِی الْمَحْشَرِ مَخْصُوْصًا یُکْرِمُهُمُ اللہُ تَعَالٰی بِهٖ'' اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ اپنے رب کی طرف یعنی حق تعالیٰ کی عنایات کے مقام کی طرف اور مقامِ تکریم و عزت کی طرف کیونکہ نیک بندوں کو قبل حساب جیسا کہ احادیث سے سمجھا جاتا ہے میدانِ محشر میں مقامِ عزت و اکرام دیا جائے گا جو دوسروں کو نہ ملے گا۔

(روح المعانی، جلد:۳۰، صفحہ:۱۳۰)

رَاضِیَةً: اور یہ نفس مطمئن نہایت مسرور ہوگا اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی انعامات کو

Marfat.com

دیکھ کر اور آسان حساب اور قبول اعمال سے (جس طرح کسٹم سے چھوٹ کر آدمی اپنے اندر فرحت محسوس کرتا ہے)

مَّرْضِیَّۃً: اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے۔ تفسیر روح المعانی میں اس مقام پر یہ اشکال پیش کیا ہے کہ بندہ کی رضا کو کیوں مقدم کیا گیا؟ تو جواب یہ دیا ہے کہ یہ ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہے اور یہ آیت تحریر فرمائی ہے ''وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ'' اللہ تعالیٰ کی رضا ہر شے سے بڑی نعمت ہے۔

احقر کے قلب میں بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے ایک بات اور آئی ہے وہ یہ کہ جنت کی تمام نعمتوں سے بھی زیادہ عاشقوں کو اس بات سے زیادہ خوشی ہوگی کہ ہمارا مالک بھی ہم سے راضی اور خوش ہے کیونکہ کریم مالک کبھی کسی درجہ ناراضگی کے باوجود اپنے کرم سے کچھ دے دیا کرتا ہے، لیکن عشاق کو یہ غم کھاجاتا کہ نہ جانے ہمارا مالک خوش بھی ہے یا نہیں۔ بس اپنی رضا سے مطلع فرما کر جنت کو سو جنت بنا دیا۔

{فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝}

[سورۃ الفجر، آیات: ۲۹-۳۰]

داخل ہوجا میرے خاص بندوں میں ''فِیْ زُمْرَۃِ عِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ الْمُخْلَصِیْنَ لِیْ۔'' اس آیت میں اشارہ ہے روحانی سرور اور سعادتِ روحانی کی طرف کیونکہ نیک ساتھی سے روح کو کمال اُنس اور فرحت عطا ہوتی ہے اور جسمانی فرحت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جنت میں داخل ہوجا اور نعمتوں سے استفادہ کر۔ (روح المعانی)

میرے مرشد شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اور معیت جنت سے بھی بڑی نعمت ہے کیونکہ صالحین کے ساتھ الحاق کو پہلے بیان فرمایا اور جنت کو بعد میں اور عقلاً بھی یہ بات واضح ہے کہ مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ اس موقع پر احقر کو

Marfat.com

اپنا ایک شعر فارسی کا یاد آیا۔

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت برزمیں از آسماں آید

ترجمہ: جب کسی عاشقِ حق اللہ والے کی صحبت مل جاتی ہے تو ایسا لطف محسوس ہوتا ہے کہ گویا جنت آسمان سے زمین پر اُتر آئی ہے۔

اللہ والوں کی شان میں احقر کے دو شعر۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یاربّ
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

میرے مرشد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جب سے یہ خبر ملی ہے کہ جنت میں دوستوں سے ملاقات ہوگی تو جنت کا شوق اور بڑھ گیا۔ جب محبت ہوتی ہے تو ملاقات کا لطف یہ ہوتا ہے جس کو حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پیش ماباشی کہ بخت ما بود
جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود

ترجمہ: اے دوست! آپ میرے سامنے رہیں تو میری خوش قسمتی ہوگی کہ آپ کی ملاقات سے میری جان خوشی سے سو جان معلوم ہوتی ہے۔

کوئی جلا بھنا سوختہ جان اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق اگر مل جاوے تو اس کی صحبت میں کیا مزہ ملتا ہے۔

عشقِ مولیٰ در بیانت یافتم
جانِ صد مجنوں بجانت یافتم
(اختر)

Marfat.com

الحمدللہ! قرآن پاک میں نفس کے پانچ اقسام امّارہ، لوّامہ، مطمئنہ، راضیہ، مرضیہ کی تفسیر حق تعالیٰ کے فضل سے مختصر انداز میں ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس مقالہ کو شرفِ قبول عطا فرمائیں، آمین۔

محمد اختر عفا اللہ عنہٗ

۴ر محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

وصیت نامہ برائے اولادِ نسبتی واحباب خصوصی

از: محمد اختر عفا اللہ عنہٗ

(۱)... دنیا میں اپنے کو مسافر سمجھئے اور پردیس کی کمائی وطنِ آخرت بذریعہ عبادات بھیجتے رہیے۔

(۲)... ہر روز موت کا استحضار اور دھیان رکھیے۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضاء
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

(۳)... نمازِ پنجگانہ باجماعت کا اہتمام رکھیے اور حالتِ نماز میں نماز کی سنتوں کی پابندی کیجیے اور خارج صلوٰۃ بھی سننِ عادیہ اور ادعیہ مسنونہ کا اہتمام رکھیے۔

(۴)... بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ مغرب سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس تین تین مرتبہ پڑھنے کا معمول بنایئے۔ بشارت حدیث کے مطابق تمام مخلوق کے شر سے حفاظت رہے گی۔

(۵)... گاہ گاہ قبرستان میں حاضر ہو کر دل میں آخرت کی یاد بٹھایئے اور دنیائے فانی کا تماشہ دیکھ کر عبرت حاصل کیجیے۔

Marfat.com

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مُشَیَّن بدن تھا مُبَیَّض کفن تھا
جو قبر کہن اُن کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ تارِ کفن تھا نہ عضوِ بدن تھا

(۶)... ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کا معمول بنائیں اور کسی قاری صاحب سے قرآن شریف کے حروف کی صحت کی مشق بھی کیجیے۔ قرآن شریف کے چار حقوق ہمیشہ یاد رکھیں۔ محبت، عظمت، تلاوت مع الصحۃ، احکام کی متابعت۔

(۷)... اپنے گھروں میں بے پردگی، تصویر، ٹیلی ویژن، گانا بجانا ہرگز قریب نہ آنے دیں۔

(۸)... اکابر میں سے جس سے مناسبت ہو ان سے اصلاحِ نفس کا تعلق بھی کرلیں اور گاہ گاہ ان کی صحبت میں حاضری دینے کا اہتمام بھی رکھیں اور ان سے پوچھ کر تھوڑی دیر ہر روز ذکر اللہ بھی کرلیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام پاک نہایت محبت سے لیں۔

(۹)... تمام گناہوں سے حفاظت کا اہتمام رکھیں۔ بالخصوص بدنظری، غیبت اور بدگمانی سے۔ اگر کبھی خطا ہوجائے تو دو رکعت صلوٰۃِ توبہ پڑھ کر نہایت ندامت اور اشکبار آنکھوں سے استغفار اور توبہ کریں۔ روح المعانی، پارہ: ۳۰، تفسیر سورۂ قدر میں حدیثِ قدسی منقول ہے:

((لَأَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ))

(روح المعانی، ج: ۳۰، ص: ۱۹۶)

یعنی گنہگاروں کا گریہ ندامت تسبیح پڑھنے والوں کی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

(۱۰)... حقوق العباد کی کوتاہیوں کو اہلِ حقوق سے معاف کرالیں اور اگر مالی

Marfat.com

حقوق ہوں تو ان کی ادائیگی کی فکر کریں۔

(۱۱)... کوئی بھی پریشانی یا حاجت پیش آئے دن میں کئی بار صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے الحاح سے مانگنے کا معمول بنائیں اور احباب صالحین سے بھی دعا کی گذارش کریں اور کبھی کبھی دو رکعات صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی اصلاح کی درخواست کریں اور اس کی محبت طلب کریں اور یہ شعر پڑھیں ؂

کوئی تجھ سے کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا
تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

(۱۲)... کسی کا قرض یا کسی کی امانت ہو، تاریخ کے ساتھ نوٹ بک پر تحریر کرلیں اور اپنے حافظہ پر بھروسہ نہ کریں اور اس مقام پر اپنے دستخط بھی کر دیں۔

(۱۳)... ہر روز تین مرتبہ قُلْ ھُوَ اللہ شریف اور سورۂ یٰسین پڑھ کر اپنے والدین، اساتذہ اور مشائخ اور تمام اُمت مسلمہ کو ایصالِ ثواب کریں۔ اور تین مرتبہ قُلْ ھُوَ اللہ شریف اور اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کریں۔

(۱۴)... اپنی ذات سے کسی مخلوق کو اذیت نہ پہنچائیں۔ یہاں تک کہ چیونٹی پر بھی پاؤں جان بوجھ کر نہ رکھیں۔ چیونٹی پر پاؤں رکھنا ایسا ہے جیسے کسی انسان پر ہاتھی پاؤں رکھ دے۔ مخلوق کو اذیت دینے والا رجسٹر ابرار سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ابرار کی تفسیر میں فرمایا۔ ابرار وہ ہیں جو نہیں دیتے ہیں اذیت چیونٹیوں کو بھی اور نہیں راضی ہوتے شر سے۔ یہ بات علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں لکھی ہے۔

Marfat.com

(۱۵)... مخلوقِ خدا کی تکلیف کو دیکھ کر اگر کچھ مدد نہ کر سکیں تو دعا ضرور کریں اور ہمیشہ مخلوقِ خدا پر رقیق القلب، رحیم المزاج، حلیم الطبع رہیں۔ اور اولاد کی تربیت میں اکابر سے مشورہ لیتے رہیں اور تدبیر سے زیادہ دعا کا اہتمام رکھیں اور اکابر سے بھی دعا کراتے رہیں۔

(۱۶)... ایک مشت شرعی ڈاڑھی کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ اس سے کم رکھنے والا دائرۂ فسق سے خارج نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح پائجامہ یا لنگی ٹخنہ سے نیچے ہرگز نہ کریں۔ سر پر انگریزی بال ہرگز نہ رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

((کُلُّ اُمَّتِیۡ مُعَافًی اِلَّا الۡمُجَاھِرِیۡنَ))

(الجامع الصغیر، ج:۲، ص:۹۱)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرا ہر اُمتی قابلِ معافی ہے سوائے اُن لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں۔ مذکورہ وضع شرعی کے خلاف رہنا اپنے گناہوں کا کھلم کھلا اعلان ہے۔

(۱۷)... جس شہر یا گاؤں میں میرا انتقال ہو اسی شہر یا گاؤں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔ غسل دیتے وقت ناف سے گھٹنے تک پردہ کا اہتمام کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ دونوں طرف سے دو آدمی چادر کو کھینچ کر جسم سے ذرا اونچا پکڑے رہیں۔

(۱۸)... جنازہ میں شرکت کے لیے کسی کا انتظار نہ کیا جائے۔ جتنے افراد آسانی سے موجود ہوں نماز جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں۔

(۱۹)... منہ دکھانے کی رسم سے احتیاط کریں۔

(۲۰)... قبر میں سنت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رو لٹا دیا جائے اس طرح کہ پورا سینہ قبلہ کی طرف ہو، میت کو سیدھا لٹا کر صرف چہرہ کو قبلہ کی طرف کر دینے کا دستور غلط ہے۔

Marfat.com

(۲۱)... ایصالِ ثواب کے لیے کوئی اجتماع نہ کیا جائے۔ احباب اپنی اپنی جگہ پر حسب توفیق ایصالِ ثواب کریں۔ (بدنی طور پر یا مالی طور پر)

(۲۲)... ہر روز میرے لیے میرے جملہ احباب کم از کم تین بار قُلْ ھُوَ اللہ شریف پڑھ کر احقر کو بخش دیا کریں۔

فَجَزَاھُمُ اللہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

مومن کی استقامت پر انعاماتِ الٰہیہ

قرآن مجید کی روشنی میں

ازافادات: عارف باللہ حضرت اقدس حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ترتیب و تحریر: محمد اسماعیل (فرانسیسی ری یونین)

فاضل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، ضلع سورت (ہند)

{إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا}

[سورۂ فصلت آیت: ۳۰]

ترجمہ: جن لوگوں نے دل سے اقرار کرلیا کہ ہمارا ربّ حقیقی صرف اللہ ہے۔ پھر اس پر مستقیم رہے۔

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کفار کی بدحالی و بدم آلی کا ذکر فرمایا۔ اب اس آیت میں مؤمنین کا حسن م آل و حسنِ حال کا ذکر فرمایا۔ اور پھر اخلاق و اعمال صالحہ کی ترغیب دی جس سے ان کی خوشحالی و نیک م آلی میں ترقی ہو۔

(بیان القرآن)

میرے استاذ محترم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جملہ کو جملہ اسمیہ سے فرمایا۔ اس کی وجہ یہ

Marfat.com

ہے کہ جملہ اسمیہ دوام پر دلالت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں اشارہ فرمایا کہ مؤمنین کی شان یہ ہے کہ اس جملہ کو کہنے کے بعد اس پر قائم و دائم رہیں۔یعنی اسلوبِ بیان کی بلاغت میں ترغیب استقامت موجود ہے۔

اِسْتَقَامُوْا کی تفسیر: علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ استقامت سے مراد ''اَلْاِعْتِدَالُ وَعَدَمُ الزَّیْغِ وَالْاِنْحِرَافِ عَنِ الْحَقِّ '' یعنی میانہ روی اختیار کرنا اور حق سے انحراف نہ ہو خواہ اعتقاد میں یا اخلاق میں یا اعمال میں۔اسی وجہ سے حق کے راستہ کو صراطِ مستقیم کہتے ہیں کہ وہ ایسا راستہ ہے جو اپنے سالک کو مطلوب تک پہنچاتا ہے۔پس اس لفظ مختصر میں جمیع شرائع شامل ہیں۔یعنی امتثال اوامر واجتناب عن المعصیات علی سبیل الدوام والثبات، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کا بجالانا اور معاصی سے پرہیز کرنا دائمی طور پر اور گناہ کے صادر ہونے کے بعد استغفار وتوبہ کرنے کا التزام دوام کے خلاف نہیں ہے یعنی خطاؤں کی تلافی کا ذریعہ ہے۔اسی وجہ سے جب سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سے پوچھا: ''قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ'' یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو اسلام کے بارے میں ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ کبھی بھی آپ کے بعد کسی سے سوال نہ کروں۔تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ''قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ'' یعنی کہو کہ میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر پھر اس پر مستقیم رہو۔

اس حدیث کے ذیل میں حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مرقاۃ میں لکھا ہے کہ: ''هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ الشَّامِلِ لِاُصُوْلِ الْاِسْلَامِ الَّتِیْ هِیَ التَّوْحِیْدُ وَالطَّاعَةُ'' یعنی یہ حدیث جوامع کلم ہے جو اسلام کے اصول کو مشتمل ہے اور اسلام کے اصول توحید وطاعت ہیں۔پس

Marfat.com

اس حدیث میں اعمال قلوب اور قوالب دونوں داخل ہیں۔

صوفیہ فرماتے ہیں: ''اَلْاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ كَرَامَةٍ'' یعنی استقامت ہزار کرامت سے بہتر ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۱، صفحہ:۸۴)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''اَلْاِسْتِقَامَةُ عَلَى الصِّرَاطِ فِي الدُّنْيَا صَعْبٌ كَالْمُرُوْرِ عَلٰى صِرَاطِ جَهَنَّمَ، وَكُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ'' یعنی استقامت دنیا میں ایسا مشکل امر ہے۔ جیسے کہ پل صراط پر گذرنا اور یہ دونوں بال سے بھی باریک اور تلوار سے بھی تیز ہیں۔ تو جو بھی اس دنیا میں اس پر چلے گا تو بدرجہ اولیٰ وہ پل صراط پر چل سکے گا کیونکہ مشق کرنے کے بعد کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ بالا)

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ: ''اَلْاِسْتِقَامَةُ لَا تُتَصَوَّرُ بِدُوْنِ فَنَاءِ الْقَلْبِ وَالنَّفْسِ وَحُصُوْلِ الْمَعْرِفَةِ بِاللهِ'' یعنی استقامت کا تصور نہیں ہو سکتا جب تک قلب اور نفس کی خواہشاتِ ممنوعہ غیر شرعیہ کو فنا نہ کرے اور معرفتِ الٰہی حاصل نہ کرے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا، فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ'' یعنی اے اللہ! تو ہمارا رب ہے مجھے استقامت نصیب فرمادے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ رئیس الصوفیہ تھے۔ ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ یا مولانا الحسن سے خطاب فرماتے تھے۔ ان کا تابعین میں بہت اونچا مقام تھا۔ ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔

{تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا}

[سورۂ فصلت آیت:۳۰]

ترجمہ: فرشتے ان پر اُتریں گے اور خوشخبری دیں گے کہ نہ اندیشہ کرو اور نہ

Marfat.com

رنج کرو۔

ملائکہ کب اُترتے ہیں؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے حضرت زید بن اسلم کے حوالہ سے کہ تین وقتوں میں فرشتے اُترتے ہیں۔ مرتے وقت، پھر قبر میں، پھر بعث کے وقت۔ آگے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تین مواقع کے علاوہ دوسرے مواقع میں بھی اُترتے ہیں ملائکہ ان مواقع میں مؤمنین سے فرمائیں گے: ''لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا'' یعنی نہ اندیشہ کرو مستقبل کا اور نہ غم کرو ماضی کا۔

خوف اور حزن کی تعریف

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ:
''اَلْخَوْفُ عِبَارَةٌ عَنْ تَاَلُّمِ الْقَلْبِ بِسَبَبِ تَوَقُّعِ حُصُوْلِ مَضَرَّةٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ'' یعنی خوف نام ہے کہ دل کو تکلیف ہو آئندہ کے مضرات کے اندیشے سے۔ ''اَلْحُزْنُ عِبَارَةٌ عَنْ تَاَلُّمِ الْقَلْبِ بِسَبَبِ فَوْتِ نَفْعٍ كَانَ مَوْجُوْدًا فِي الْمَاضِي'' یعنی حزن قلب کی اس بے چینی کا نام ہے جو کسی نفع کے فوت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی چونکہ مال اور اولاد سے آدمی کو بہت خوشی ہوتی ہے اب اس کے چھوٹنے کا غم ہوتا ہے۔

اب اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم آخرت کی آنے والی ہولناکیوں سے اندیشہ نہ کرو اور نہ دنیا کے مال و اولاد کے چھوٹنے پر رنج کرو کیونکہ آگے تمہارے لیے امن ہے مستقبل کے خطرات سے اور نعم البدل ہے ماضی کے تمام مافات سے۔

نعم البدل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ'' یعنی تم جنت کے ملنے پر خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا دنیا

Marfat.com

میں رسولوں کی زبان پر۔ (بیان القرآن)

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مؤمن موت کے وقت اور قبر میں اور بعث کے وقت اہوال اور فزعِ شدید سے نہیں گھبرائے گا بلکہ آمن القلب اور ساکن الصدر رہے گا۔ یعنی اطمینان اور سکون سے رہے گا۔

میرے استاذ محترم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لَا تَخَافُوْا کو مقدم فرمایا اور لَا تَحْزَنُوْا کو مؤخر یعنی مستقبل کی مصیبت سے نجات کو مقدم فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ مستقبل کے خطرات کی زیادہ فکر رہتی ہے تو اس ترتیب میں رعایت فطرتِ انسانیہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت میں جہنم کا بھی ذکر نہیں فرمایا حالانکہ نعم البدل جنت کا ذکر فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کبھی ایک لفظ سے بھی گھبرا جاتا ہے باوجود اس کے کہ اُس کو امن کی خوشخبری دی گئی۔ جیسے کہ کوئی میزبان کہے مہمان سے کہ آپ تشریف لائیے، اچھے اچھے کھانے کھلائیں گے اور آپ کی سابقہ خطاؤں پر آپ کی پٹائی نہ کریں گے تو اس عنوان سے وحشت اور کلفت ہوگی چونکہ حق تعالیٰ کریم میزبان ہیں اس لیے ''لَا تَخَافُوْا مِنْ جَهَنَّمَ'' نہیں فرمایا۔ سزا کا ذکر ہی نہیں فرمایا اور جنت سے مسرور فرمایا۔ قرآن پاک کی اس بلاغت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے:

{نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج}

[سورۂ فصلت آیت: ۳۱]

ترجمہ: ہم تمہارے رفیق تھے دنیا میں اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اولیاءکم فی الدنیا یعنی دنیا میں دوستی سے مراد ''أَعْوَانُكُمْ فِي أُمُوْرِكُمْ، وَنُلْهِمُكُمُ الْحَقَّ، وَنُرْشِدُكُمْ إِلٰى مَا فِيْهِ خَيْرُكُمْ وَصَلَاحُكُمْ ہم تمہارے مددگار تھے دنیا میں اور حق کا الہام

Marfat.com

کرتے تھے اور تمہاری رہنمائی کرتے تھے ان چیزوں کی طرف جن میں تمہارے لیے خیر اور بھلائی تھی۔ اور اولیاء کم فی الاخرۃ یعنی آخرت میں دوستی سے مراد ''نُمِدُّ کُمْ بِالشَّفَاعَةِ'' کہ ہم تمہارے لیے شفاعت کریں گے اور ''یَدْخُلُوْنَ عَلَیْہِمْ مِنْ کُلِّ بَابٍ الخ'' یعنی فرشتے ہر دروازے سے داخل ہوجائیں گے اور سلام سلام کہیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ملائکہ مؤمنین کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر انسان کی حفاظت پر فرشتے مقرر نہ ہوتے تو انسان ختم ہوگیا ہوتا جنات وغیرہ کے شرور سے اور ان کی ایذاء رسانی سے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھا ہے کہ مصائب اور حوادث میں مؤمن کو صبر کی طاقت اور سکینہ کا محسوس ہونا ملائکہ ہی کا فیض ہے۔ آج کل پوری دنیا میں ہم سنتے رہتے ہیں کہ امریکا، فرانس وغیرہ میں جب لوگ زندگی سے مایوس ہوجاتے ہیں یا حوادث عظیمہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو خودکشی کرتے ہیں، لیکن ان ظالموں کو خبر نہیں کہ۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور عجیب بات یہ ہے کہ اب تک کسی نے نہیں سنا کہ کسی بزرگ یا متقی نے مایوسی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے خودکشی کرلی ہو۔ راز اس میں یہ ہے کہ مصائب اور حوادث کے وقت میں ملائکہ ان بزرگوں کے دلوں کو سہارا و سکون دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر سکینہ نازل فرماتا ہے جس کی وجہ سے ان کو اس حالت میں بھی سکون رہتا ہے جس طرح واٹر پروف گھڑی پانی میں ڈال دی جائے تو پانی اس کے اندر نہیں جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب کو

Marfat.com

غم پروف کر دیتا ہے اور خودکشی کے جرمِ عظیم سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ سکینہ کا نزول اور ملائکہ کا فیض اس وقت ہوگا جبکہ آسمان کے مالک کو خوش رکھا جائے، اس لیے کہ یہ دونوں نعمتیں آسمان سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی سکینہ سکینہ آسمان سے اُترتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سکینہ نہیں اُترتا مگر انبیاء اور اولیاء کے قلوب پر، یہ مضمون اس آیت کی تفسیر میں ہے: ''ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔'' (روح المعانی)

{وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ}

[سورۂ فصلت آیت: ۳۱]

ترجمہ: تمہارے لیے اس جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لیے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ (بیان القرآن)

تَشْتَھِیْ اور تَدَّعُوْنَ میں فرق

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''بَیْنَھُمَا عُمُوْمٌ وَّ خُصُوْصٌ مِنْ وَجْہٍ اِذْ قَدْ یَشْتَھِیْ الْمَرْءُ مَا لَا یَطْلُبُہٗ کَالْمَرِیْضِ یَشْتَھِیْ مَا یَضُرُّہٗ وَلَا یُرِیْدُہٗ'' یعنی ان دونوں کے درمیان میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ کبھی آدمی کسی چیز کی خواہش کرتا ہے لیکن طلب نہیں کرتا ہے۔ جیسے کہ مریض خواہش کرتا ہے اس چیز کی جو اس کو نقصان پہنچاتی ہے لیکن طلب نہیں کرتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جنت میں طلب اضطراری ہو یا اختیاری دونوں علی السواء پوری ہوں گی۔ (بیان القرآن)

یعنی قلب کی خواہش پوری ہوگی اور زبان سے درخواست والی خواہش بھی پوری ہوگی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

Marfat.com

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِنَّكَ لَتَنْظُرُ إِلَى الطَّيْرِ فِي الْجَنَّةِ، فَتَشْتَهِيْهِ، فَيَخِرُّ بَيْنَ يَدَيْكَ مَشْوِيًّا))

(المغنی عن حمل الاسفار)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اگر کسی پرندہ کو اُڑتے ہوئے دیکھو گے اور تمہارا جی چاہتا ہے کہ اس کو کھالوں تو فوراً تمہارے سامنے بھنا ہوا اور گرما گرم گر جائے گا۔

دوسری حدیث میں ہے:

((عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَمَنَّى الْوَلَدَ، فَيَكُوْنُ حَمْلُهُ وَرَضَاعُهُ وَفِطَامُهُ وَشَبَابُهُ فِي سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ))

(التفسیر المظهری، ج:۸-۷، ص:۲۹۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہلِ جنت ولد کی تمنا کرے گا تو ایک ہی وقت میں حمل اور پھر وضع حمل پھر دودھ پینا پھر دودھ چھوڑنا پھر جوان ہونا سب علی الفور ہو جاوے گا۔

{نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ}

[سورۂ فصلت آیت:۳۲]

ترجمہ: یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے۔

یعنی یہ نعمتیں اکرام کے ساتھ ملیں گی جس طرح مہمان کو ملتی ہیں۔ غفور کے بعد رحیم لا کر اس طرف اشارہ ہے کہ یہ نعم البدل تمہارے اعمال کے بدلہ میں نہیں ہے بلکہ شانِ رحمت الٰہی کی وجہ سے ہے اور کس طرح ہمارے اعمال جنت کا بدل و جزاء ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اعمال محدود عمر کے ہیں اور جنت میں ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ نعم البدل حقیقت میں

Marfat.com

عطا ہے رب العالمین کی طرف سے۔ جیسے کہ دوسری آیت میں مصرح ہے ''جَزَآءً مِّنۡ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا'' یہ جزاء تمہارے رب کی طرف سے ہے مگر حقیقۃً یہ عطاء ہے۔ ان دو صفت غفور اور رحیم کی شان سے اپنے بندوں کی ندامت بھی دور کرنا ہے تا کہ خوب لطف لے کر جنت کی نعمتیں استعمال کریں اور اپنی خطاؤں کو یاد کر کے غمگین اور شرمندہ نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس مقالہ کو شرفِ قبول عطا فرماویں، آمین۔

مجاہدہ کا مفہوم اور اس کے ثمرات

قرآنِ پاک کی روشنی میں

ازافادات: استاذی المحترم حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہٗ

مرتبہ: اسماعیل فرانسیسی

{وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ}

[سورۃ العنکبوت، آیت: ۶۹]

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے قرب وثواب (یعنی جنت) کے راستے ضرور دکھائیں گے جس سے وہ جنت میں جا پہنچیں گے۔ (بیان القرآن)

مجاہدہ کی تحقیق: مجاہدہ جہد سے ماُخوذ ہے جس کا معنی ہے کوشش کرنا اور اپنی طاقت کو خرچ کرنا۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدہ کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ ترکِ معاصی اور تقلیل مباحات۔ خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

پہنچنے میں ہوگی جو بے حد مشقت
تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا کی تفسیر

"اَلْمُرَادُ بِهِ الَّذِيْنَ بَذَلُوْا وُسْعَهُمْ وَطَاقَتَهُمْ فِيْ مُحَارَبَةِ الْكُفَّارِ وَمُخَالَفَةِ النَّفْسِ وَالْهَوٰى" یعنی وہ لوگ ہیں جو اپنی کوشش اور طاقت کو کفار اور نفس اور خواہشات غیر شرعیہ کی مخالفت میں خرچ کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کی دو قسم ہیں۔ ایک قسم کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور دوسری قسم اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔ (تفسیر مظہری، جلد: ۷، صفحہ: ۲۱۶)

نفس کے ساتھ جہاد، جہادِ اکبر ہے

ان دونوں میں سے نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے اور کفار کے ساتھ جہاد جہادِ اصغر ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے حضرت جابر سے:

((قَدِمَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مِنْ غَزَاةٍ فَقَالَ: -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ-: قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ قَالُوْا: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ))

(الجامع الصغیر، ج: ۲، ص: ۸۵)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کسی غزوہ کی واپسی میں فرمایا کہ آپ لوگ جہادِ اصغر سے فارغ ہو کر جہادِ اکبر کی طرف آئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ جہادِ اکبر سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ بندے کا جہاد کرنا اپنے نفس کے ساتھ۔

میرے استاذِ محترم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو جہادِ اکبر اس لیے فرمایا کہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی صورت میں تلوار صرف اعضاء پر پڑتی ہے اور یہ جہاد صرف

Marfat.com

میدانِ جنگ میں پایا جاتا ہے بخلاف نفس کے ساتھ جہاد میں دل پر تلوار چلتی ہے جو بادشاہ ہے تمام اعضاء کا اور یہ تلوار دل پر ہر وقت چلتی ہے، اس لیے کہ نفس انسان کو لیے ہوئے پھرتا ہے اور گناہ کا تقاضا ہر وقت انسان کو ہوتا ہے۔ کیا خوب فرمایا ہے عارف باللہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس میں مجاہدہ کی حقیقت خوب واضح فرمائی ہے ؎

ہے شوق و ضبطِ شوق میں دن رات کشمکش
دل مجھ کو میں ہوں دل کو پریشاں کیے ہوئے
نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے
جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

نفس کی تین جامع تعریفیں

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روح المعانی میں لکھا ہے:

(۱)... اَلنَّفْسُ كُلُّهَا ظُلْمَةٌ وَسِرَاجُهَا التَّوْفِيْقُ یعنی نفس تمام کا تمام ظلمت ہے اور اس کا چراغ توفیقِ الٰہی ہے۔

اور توفیق کسے کہتے ہیں؟ مولانا اعزاز علی صاحب استاذ فقہ و ادب دارالعلوم دیوبند نے تین طرح سے فرمائی ہے:

Marfat.com

توفیق کی تین تعریف

(۱)... تَوْجِیْهُ الْأَسْبَابِ نَحْوَ الْمَطْلُوْبِ الْخَیْرِ یعنی اسباب کو متوجہ کر دینا مطلوب خیر کی طرف۔

(۲)... تَسْهِیْلُ طَرِیْقِ الْخَیْرِ وَتَسْدِیْدُ طَرِیْقِ الشَّرِّ یعنی خیر کے راستے کو آسان کر دینا اور شر کے راستے کو بند کر دینا۔

(۳)... خَلْقُ الْقُدْرَةِ عَلَى الطَّاعَةِ یعنی طاعت کی ہمت اور طاقت پیدا کر دینا۔

(۲)... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مرقاۃ میں لکھا ہے کہ: ''اَلْجَسَدُ كَثِیْفٌ، وَالرُّوْحُ لَطِیْفٌ، وَالنَّفْسُ مُتَوَسِّطَةٌ بَیْنَهُمَا، وَتَكُوْنُ النَّفْسُ لَطِیْفَةً بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ یعنی انسان کا جسم کثیف ہے اور روح لطیف ہے اور نفس ان دونوں کے درمیان ہے اور نفس اعمالِ صالحہ کی وجہ سے لطیف ہو جاتا ہے۔

(۳)... سب سے آسان اور بہترین تعریف حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ نفس مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ کو کہتے ہیں۔

فِیْنَا کی تفسیر

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تفسیر مظہری میں اس کی چار عمدہ تفسیریں تحریر فرمائی ہیں:

(۱)... فِی ابْتِغَآءِ مَرْضَاتِنَا یعنی وہ لوگ کفار اور نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اخلاص کے ساتھ، نہ کہ

Marfat.com

دوسروں کو دکھانے کے لیے۔

(۲)... فِیْ نُصْرَةِ دِیْنِنَا یعنی ہمارے دین کی نصرت میں مشقت برداشت کرتے ہیں۔

(۳)... فِی امْتِثَالِ أَوَامِرِنَا یعنی ہمارے حکموں کو بجالانے میں کوشش کرتے ہیں۔

(۴)... فِی الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَّنَاهِیْنَا یعنی ہمارے حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے کی کلفت برداشت کرتے ہیں۔

ان چار ستونوں پر جہاد فی سبیل اللہ کی عمارت ہے۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ''أَیْ سُبُلَ السَّیْرِ إِلَیْنَا وَالْوُصُوْلِ إِلٰی جَانِبِنَا بِلَا کَیْفٍ'' یعنی ہم ان کو ایسا راستہ دکھائیں گے جو ہم تک پہنچاتا ہے اور ہماری بارگاہ تک، لیکن یہ ایسا راستہ ہے جس کی تول ناپ ممکن نہیں ہے یعنی بلا کیف وکم ہے اور صرف اہلِ بصائر کی بصیرت ہی اس کا ادراک کرسکتی ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے ''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْ مَا عَلِمُوْا لَنَهْدِیَنَّهُمْ إِلٰی مَا لَمْ یَعْلَمُوْا'' یعنی وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ان چیزوں میں جو وہ جانتے ہیں تو ہم ان کو وہ چیزیں دکھائیں گے جن کا ان کو پتہ نہیں ہے۔ بعض روایات میں بھی اسی قسم کا مضمون وارد ہے کہ:

Marfat.com

((مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ))

(المغنی عن حمل الاسفار)

یعنی جو اپنے علم پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسا علم عطا کرے گا جس کو اُس نے سیکھا نہیں۔

{وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ}

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا ورحمت ایسے خلوص والوں کے ساتھ دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ (بیان القرآن)

معیتِ الٰہی سے مراد نصرت اور معونت ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: "مَنْ جَاهَدَ بِكُلِّيَّتِهٖ وَشَرَاشِرِهٖ فِیْ ذَاتِهٖ عَزَّوَجَلَّ تَجَلّٰی لَهُ الرَّبُّ عَزَّ اسْمُهُ الْجَامِعُ فِیْ صِفَةِ النُّصْرَةِ وَالْاِعَانَةِ تَجَلِّيًا تَامًّا" یعنی جو کلی طور پر مجاہدہ کرتا ہے اور مجاہدہ کرتے کرتے جان کی بازی لگا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تجلی تامہ اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ: "قَالَتِ الصُّوْفِيَّةُ: "اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ" مَعِيَّةً غَيْرَ مُتَكَيِّفَةٍ يُدْرِكُهَا بَصَائِرُ أَهْلِ الْبَصَارَةِ" یعنی صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معیت ایسی چیز ہے جو غیر متکیفہ ہے (یعنی جس کی ناپ تول ممکن نہیں ہے) جس کا صرف اہلِ بصیرت ہی ادراک کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ مولانا روم نے فرمایا ہے ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس

ہست رب الناس باجانِ ناس

فائدہ: مجاہدہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مخلصین کا درجہ دیا ہے اور نفس کے ساتھ اپنی معیت اور نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ میں وارد ہے۔ پہلے مجاہدہ کا ذکر پھر خوشخبری معیتِ حق کی۔

Marfat.com

مُخۡلِصِیۡنَ کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مخلصین فرمایا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو لوگ صرف وظائف پڑھتے ہیں اور گناہ ترک کرنے کا مجاہدہ نہیں کرتے بلکہ مجاہدوں سے بھاگتے ہیں یہ سالکین مخلصین نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ وہی کہلائے گا جو رضاء حق کے لیے تکالیف اُٹھائے گا۔

پہنچنے میں ہوگی جو بے حد مشقت
تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی
سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

(حضرت مولانا پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ)

ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ احقر مؤلف محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لیے عافیت دارین اور حسنِ خاتمہ اور مغفرتِ بے حساب کی دعا فرما دیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحۡسَنَ الۡجَزَآءِ
رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ
وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

العارض
محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ
خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال نمبر ۲، کراچی

Marfat.com

یارب کرم سے اپنے تو دونوں جہان دے

یارب کرم سے اپنے تو دونوں جہان دے
جو مستحق غضب کا ہے اس کو امان دے

اور اپنے فضل سے مجھے صدقِ لسان دے
اور اپنی محبت کی بھی اک خاص شان دے

یا رب مجھے زمان اور ایسا مکان دے
جس میں تری ہی یاد ہو ایسی ہر آن دے

کوئی ہمارے کان میں ایسی فغان دے
جس سے ہمارا ہر بنِ مو تجھ پہ جان دے

اور اپنی معرفت کی مجھے ایسی شان دے
ہر ذرہ کائنات کا تیرا نشان دے

اپنا پتہ دے مجھ کو یوں اپنا نشان دے
جاؤں جہاں بھی دل مرا بس تجھ پہ جان دے

آہوں کو میرے درد کا وہ ترجمان دے
تیرا بیان ہر زماں جس سے زبان دے

ہمت کی میری خاک کو وہ آن بان دے
دل کو جو میرے شوکت ہفت آسمان دے

خالق کا کرم سے وہ تیر و کمان دے
جو ہر عدو سے ہر زماں مجھ کو امان دے

مالک مری زباں کو وہ سحرِ بیان دے
جو میری بات سن لے وہ بھی تجھ پہ جان دے

اختر کو اپنے غم کی وہ مخمور جان دے
جو تیرے درد و غم کا ہمہ سُو بیان دے

Marfat.com